

اہل اسلام کی ماوران شفق  
بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام

# ضیاء انوارِ ح فطہارت

المعروف بہ

## مؤمنوں کی مقدس کائناتیں



تصنیف

ابوالبرکات محمد سدا فضل امجدی ضیائی ح فتنبلی

مشتمل دلائل اہم اچھو کراچی

اعظمی پبلشرز

ضیاء انوار حج فطہارت

المعروف بہ

مؤمنوں کی مقدس کماہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جملہ حقوق محفوظ ہیں ۹۵۱۹۱

نام کتاب	:	ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن
تصنیف	:	المعروف بہ مومنوں کی مقدس مائیں ابوالبرکات
حسب فرمائش	:	محمد افضل امجدی حنفیلی
کمپوزنگ بارثانی	:	سید غلام دستگیر گیلانی
صفحات	:	محمد صابراخترا القادری 585
سن اشاعت	:	صفر المظفر ۱۴۲۸ھ مطابق مارچ ۲۰۰۷ء
تعداد	:	بموقع عرس اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی اللہ عنہ و دستار فضیلت دارالعلوم امجدیہ کراچی پاکستان ۱۱۰۰
ناشر	:	اعظمی پبلیشرز، دارالعلوم صادق الاسلام 10/483 لیاقت آباد کراچی فون : 4923804
ہدیہ	:	
اشاکسٹ	:	مکتبہ برکات المدینہ جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد کراچی۔ فون 021-4219324

## الاهداء

اس مختصر سی بے ربط کتاب کو اپنے شیخ طریقت حضور سیدی وسندی محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی قادری (انڈیا) اور شیخ شریعت حضور سیدی قبلہ شیخ الحدیث والنفسیر علامہ محمد اسماعیل رضوی امجدی دامت برکاتہم القدسیہ کی بارگاہ میں تحفۂ پیش کیا جاتا ہے۔

عجب	چہ	را	شاہاں
را	گدا	بنوازند	گر

## اظہار تشکر

اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ و سلم کی پاکیزہ ازواج کے ذکر خیر پر مشتمل کتاب کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی سعادت سے مشرف فرمایا۔ راقم الحروف اپنے ان تمام ساتھیوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہے جنہوں نے اس کی کسی بھی حوالہ سے معاونت کی بالخصوص حضرت گرامی القدر محمد ذوالقرنین و جناب مولانا محمد عباس قادری (دورہ حدیث شریف دارالعلوم امجدیہ) کہ ان دونوں حضرات نے کتاب ہذا کی پروف ریڈنگ بعض مقامات پر فرمائی نیز بہت ہی سعادت مند اور سیادت و حرمت کے حامل سید محمد مسعود شاہ صاحب (متعلم دارالعلوم امجدیہ) و سید غلام دستگیر شاہ صاحب اور محمد محترم علی صاحب (متعلم بادامی مسجد) نے پروف ریڈنگ کرنے میں جانفشانی سے کام کیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ مذکورہ تمام حضرات کو دین و دنیا کی بھلائوں سے مالا مال فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

## فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
29	اجازت نامہ از فاتح افریقہ قدوۃ العلماء حضور محدث کبیر حضرت علامہ مولانا مفتی ضیاء المصطفیٰ اعظمی دامت برکاتہم القدسیہ (گھوسی شریف انڈیا)	۱
30	کلمات خیر شیخ الحدیث والتفسیر استاذ العلماء مفتی محمد اسماعیل رضوی ضیائی مدظلہ العالی (شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی)	۲
32	تقریظ جلیل پیر طریقت رہبر شریعت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب دامت برکاتہم القدسیہ (امیر جماعت اہلسنت کراچی پاکستان)	۳
37	طیب تقریظ جگر پارہ و جانشین محدث کبیر مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی امجدی صاحب زید مجدہ الکریم (دارالعلوم امجدیہ کراچی)	۴
39	تقریظ جمیل خلیفہ حضور مفتی اختر رضا خان ازہری زید مجدہ الکریم حضرت العلام جمال مصطفیٰ صاحب اعظمی شہزادہ محدث کبیر (جامعہ اشرفیہ مبارک پور انڈیا)	۵
	تقریظ مبارک درویش ملت حضرت علامہ محمد یونس امجدی صاحب (تلمیذ علامہ ازہری صاحب علیہ الرحمہ شیخ الحدیث	۶

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
41	دارالعلوم امجدیہ (امام و خطیب جامع مسجد اہلسنت و جماعت بگڑی) (بگڑی شاہ دی بگڑی)	
42	تقریظ لطیف شیخ الحدیث و التفسیر جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء مفتی عبداللطیف جلالی زید مجدہ الکریم (جامعہ نعیمیہ داتا دی بگڑی لاہور)	۷
43	تقریظ لطیف پیر طریقت رہبر شریعت صوفی ملت ابوتراب سید علی شاہ (محبت) القادری دامت برکاتہم العالیہ (در بار قادریہ عقب فلٹر پلانٹ اسٹیل مل کراچی)	۸
46	کلمات دعا حضرت علامہ مولانا محمد وسیم ضیائی صاحب (مہتمم مرکز العلوم الاسلامیہ بادامی مسجد کراچی)	۹
47	کلمات برکت فاتح افریقہ قدوة العلماء حضور محدث کبیر حضرت علامہ مولانا مفتی ضیاء المصطفیٰ اعظمی دامت برکاتہم القدسیہ (گھوسی شریف انڈیا)	۱۰
48	پیش لفظ پہا باب	۱۱
49	ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن	۱۲
52	فضائل امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن	۱۳
52	ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی فضیلت	۱۴
55	ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اہل بیت میں داخل ہیں	۱۵

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
69	فضائل اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا	۱۶
76	ایمان کو جلا بخشنے والی بحث	۱۷
81	حضرت مریم وفاطمہ وعائشہ و خدیجہ رضی اللہ عنہن	۱۸
84	حضرت عائشہ صدیقہ وفاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما	۱۹
87	ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھر قرآن و سنت کے مرکز ہیں	۲۰
88	ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اللہ تعالیٰ نے چنا	۲۱
88	ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی تعداد	۲۲
94	قریشیہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن	۲۳
94	عربیہ غیر قریشیہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن	۲۴
94	غیر عربیہ زوجہ مطہرہ رضی اللہ عنہا	۲۵
94	ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا مہر	۲۶
95	ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو اختیار دینا اور واقعہ تحریم	۲۷
102	حدیث سے متعلقہ بعض مسائل	۲۸
115	ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا نفقہ میں زیادتی کی درخواست کرنا شرعاً و اخلاقاً کوئی ناروا بات نہ تھی	۲۹
119	ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن ہر شخص پر ہمیشہ کے لئے حرام ہیں	۳۰

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
127	ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ثواب میں زیادتی	۳۱
128	ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مابین عدل و مساوات	۳۲
133	کثرت ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی حکمتیں	۳۳
	دوسرا باب	
144	تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا	۳۴
144	سیدہ کا نام و لقب	۳۵
144	سلسلہ نسب	۳۶
146	ایمان لانے میں سب سے اول	۳۷
147	آپ صاحب مال و شرافت تھیں	۳۸
147	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے قبل شادی	۳۹
148	حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقد نکاح	۴۰
151	بحیرا راہب کی پیشن گوئی	۴۱
153	سیدہ کا حق مہر	۴۲
153	سیدہ کا خطبہ نکاح	۴۳
153	خطبہ ابوطالب	۴۴
154	خطبہ ورقہ بن نوفل	۴۵
155	سیدہ کے نکاح کے متعلق ایک غلط روایت	۴۶
155	ایمان ورقہ بن نوفل	۴۷
157	پہلی وحی اور سیدہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا	۴۸



صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
164	رحلت اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دارفانی سے	۴۹
165	اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ	۵۰
165	اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اولاد	۵۱
166	حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پاک	۵۲
167	اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے	۵۳
167	۱۔ حضرت قاسم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۵۴
168	۲۔ حضرت عبداللہ بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۵۵
169	اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحبزادیاں	۵۶
169	۱۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۵۷
173	۲۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۵۸
176	۳۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۵۹
177	۴۔ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۶۰
179	سیدہ خاتون جنت کا حضرت علی سے عقد نکاح	۶۱
181	فضائل خاتون جنت رضی اللہ عنہا	۶۲

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
188	سیدہ کا وصال	۶۳
189	حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں	۶۴
190	اعتراض نمبر ۱	۶۵
191	اعتراض نمبر ۲	۶۶
191	اعتراض نمبر ۳	۶۷
192	اعتراض نمبر ۴	۶۸
193	حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں چار ہونے پر کتب شیعہ کا اعتراف	۶۹
196	شیعہ حضرات	۷۰
199	انکار قرآن	۷۱
200	صحابہ کرام سے دشمنی	۷۲
201	مسلمانوں سے بغض و عداوت	۷۳
201	مسئلہ باغ فدک	۷۴
201	مال غنیمت	۷۵
202	مال فئی	۷۶
203	فدک	۷۷
204	انبیاء کرام کسی کو مال کا وارث نہیں بناتے	۷۸
213	اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نواسے	۷۹

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
213	نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ	۸۰
214	نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ	۸۱
219	حضرت امام زین العابدین	۸۲
221	قصیدہ مدھیہ در شان امام زین العابدین رضی اللہ عنہ	۸۳
231	امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا وصال	۸۴
231	مزار امام زین العابدین رضی اللہ عنہ	۸۵
231	تعظیم سادات	۸۶
232	ضروری ہدایات	۸۷
236	لطیفہ	۸۸
238	تیسرا باب	
238	تذکرہ اُمّ المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا	۸۹
238	نام و نسب	۹۰
238	نکاح اول	۹۱
239	اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ کا خواب	۹۲
239	دوسرا خواب	۹۳
239	سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عقد نکاح	۹۴

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
240	امام الانبیاء کی اقتداء میں نماز	۹۵
240	حضور کے فرمان پر عمل	۹۶
241	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حج	۹۷
241	اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ کا اپنی باری حضرت صدیقہ کو دینا	۹۸
242	اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی مرویات	۹۹
243	سیدہ سودہ و عائشہ رضی اللہ عنہما کا ایک دوسرے کو حریرہ ملنا	۱۰۰
243	آیتِ حجاب	۱۰۱
244	اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی بکری	۱۰۲
245	اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا وصال	۱۰۳
246	خولیش و اقارب	۱۰۴
246	مالک بن زمعہ	۱۰۵
246	عبدالرحمن بن زمعہ	۱۰۶
247	عبد بن زمعہ	۱۰۷
247	قرظہ بن عمرو	۱۰۸
	چوتھا باب	
248	فضائل اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا	۱۰۹
257	تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا	۱۱۰
258	بوقتِ نکاح و رخصتی سیدہ رضی اللہ عنہا کی عمر	۱۱۱
260	واقعہ نکاح	۱۱۲

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
263	سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دنیا کے علم میں	۱۱۳
266	مرویاتِ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۱۱۴
269	اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت	۱۱۵
272	اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا و حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا	۱۱۶
277	اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے تلامذہ	۱۱۷
277	۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	۱۱۸
278	۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	۱۱۹
280	۳۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ	۱۲۰
282	۴۔ حضرت عمرو بن زبیر رضی اللہ عنہ	۱۲۱
284	۵۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	۱۲۲
285	واقعة وصال	۱۲۳
286	۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	۱۲۴
287	۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	۱۲۵
290	۸۔ حضرت معاذہ بنت عبداللہ عدویہ رضی اللہ عنہا	۱۲۶
290	۹۔ قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۱۲۷
291	۱۰۔ عمرہ بنت عبدالرحمن رضی اللہ عنہا	۱۲۸
291	اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے خویش و اقارب	۱۲۹
291	حضرت اسماء رضی اللہ عنہا	۱۳۰

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
291	ذات الطاقین کا لقب	۱۳۱
292	ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا	۱۳۲
293	حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ	۱۳۳
294	ام المؤمنین کی والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا	۱۳۴
294	ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے والد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۱۳۵
294	ام المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والے کا حکم	۱۳۶
295	واقعہ افاک	۱۳۷
297	تفصیل واقعہ	۱۳۸
298	فوائد حدیث	۱۳۹
315	ترجمہ آیات برأت	۱۴۰
320	سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گڑیاں	۱۴۱
325	سیدہ کی اعلیٰ درجہ کی شرم و حیا	۱۴۲
326	ام المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا غزوہ احد میں زخمیوں کو پانی پلانا	۱۴۳
326	ام المؤمنین کا کولہوں پر ہاتھ رکھنے کو ناپسند کرنا	۱۴۴
327	سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ اعتکاف کی اجازت مانگنا	۱۴۵
328		

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
331	اُمّ المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قربانی کے جانوروں کے لئے ہار بننا	۱۴۶
331	سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حضور کو خوشبو لگانا	۱۴۷
333	اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے فقر پر رونا	۱۴۸
333	اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور عقیدہ نور	۱۴۹
334	اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حجۃ الوداع	۱۵۰
339	اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حدیث تفکر	۱۵۱
340	اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حرمت مزامیر	۱۵۲
342	اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عورتوں کی امامت فرمانا	۱۵۳
345	اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور عورت کا سنگھار	۱۵۴
345	اُمّ المؤمنین کی بارگاہ میں زید بن ارقم کا معذرت کرنا	۱۵۵
346	حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی معراج جسمانی اور اُمّ المؤمنین	۱۵۶
348	اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کو گوہ کھانے سے نہی	۱۵۷
348	اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ٹڈی کی حلت	۱۵۸
350	معنی آیت لمس میں حدیث اُمّ المؤمنین سے احناف کا استدلال	۱۵۹

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
351	امّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور عقد رہن کا جواز	۱۶۰
	امّ المؤمنین کا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم سے بچوں	۱۶۱
352	کے بارے میں سوال	
	امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت	۱۶۲
354	مردوں کو برامت کہو	
	امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا میت کو کنگھی	۱۶۳
355	کرنے سے منع فرمانا	
	امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور شان نزول	۱۶۴
355	آیت تقدم	
	امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ و	۱۶۵
356	سلم کی بارگاہ میں توبہ و رجوع کرنا	
	امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور کھڑے ہو کر	۱۶۶
358	پیشاب کرنے کی ممانعت	
359	امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کی روایت عذاب قبر	۱۶۷
362	امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت جادو	۱۶۸
364	امّ المؤمنین اور ایک جادوگر عورت	۱۶۹
365	جادو کا علاج	۱۷۰
366	حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی امّ المؤمنین کو وصیت	۱۷۱
366	امّ المؤمنین اور واقعہ وصال النبی صلی اللہ علیہ و سلم	۱۷۲



صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
369	حجرۃ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا	۱۷۳
369	حجرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے	۱۷۴
369	حجرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا میں تین چاند	۱۷۵
	حجرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا اور مدفن صدیق اکبر رضی اللہ	۱۷۶
370	عنہ	
	حجرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا اور مدفن فاروق اعظم رضی اللہ	۱۷۷
370	عنہ	
371	حجرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ	۱۷۸
371	حجرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا اور مدفن حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۱۷۹
372	حجرۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رفعت	۱۸۰
373	حجرۃ مقدسہ میں مزارات کی ترتیب	۱۸۱
374	گنبد خضراء	۱۸۲
375	ریاض الجنۃ	۱۸۳
376	حجرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا فرشتوں کی جہرمت میں	۱۸۴
377	ستون عائشہ رضی اللہ عنہا	۱۸۵
377	اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور جنگ جمل	۱۸۶
380	اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا وصال	۱۸۷
381	اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وصیت	۱۸۸
381	انوکھا خواب	۱۸۹

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
	پانچواں باب	
383	تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا	۱۹۰
383	والد کی جانب سے سلسلہ نسب	۱۹۱
383	والدہ کی جانب سے سلسلہ نسب	۱۹۲
383	عقدِ نکاح	۱۹۳
385	فضائل و مناقب	۱۹۴
388	روایاتِ اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا	۱۹۵
388	اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی چند ایک مرویات	۱۹۶
389	اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ کا وصال	۱۹۷
389	اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے خویش و اقارب	۱۹۸
389	امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سیدہ کے والد	۱۹۹
391	کراماتِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ	۲۰۰
393	ایک عبرت ناک واقعہ	۲۰۱
394	حضرت زینب بنت مظعون اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی والدہ	۲۰۲
395	عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کے برادر مکرم	۲۰۳
396	حضرت عاصم بن عمر بن خطاب عدوی اُمّ المؤمنین کے علاقائی برادر	۲۰۴

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
397	عبدالرحمن بن یزید بن جاریہ اُمّ المؤمنین کے علاقہ برادر کے اخیافی بھائی چھٹا باب	۲۰۵
398	تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا	۲۰۶
398	سیدہ کا منسلک نسب	۲۰۷
398	عقد نکاح	۲۰۸
399	عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ ساتواں باب	۲۰۹
402	تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا	۲۱۰
402	ہجرت حبشہ	۲۱۱
403	واقعہ ہجرت مدینہ	۲۱۲
405	سیدہ رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح	۲۱۳
408	اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ کا حلیہ مبارکہ	۲۱۴
409	اُمّ سلمہ و روایت حدیث	۲۱۵
410	مرویات اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا	۲۱۶
412	سیدہ رضی اللہ عنہا کا وصال	۲۱۷
413	حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ	۲۱۸
413	اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ کے خویش و اقارب	۲۱۹

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
414	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	۲۲۰
415	حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سیدہ کے رضاعی بیٹے	۲۲۱
415	صلح حدیبیہ کے موقع پر سیدہ کی اصابت رائے	۲۲۲
420	اُمّ المؤمنین اور حجۃ الوداع	۲۲۳
420	اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی تسکین	۲۲۴
421	اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور غزوہ خندق	۲۲۵
422	اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو حکم پردہ	۲۲۶
423	اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور زیارت مومئ مبارک	۲۲۷
425	اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور بشارت حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ	۲۲۸
432	آٹھواں باب	
432	تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	۲۲۹
432	سیدہ کا حضرت زید بن حارثہ سے نکاح	۲۳۰
435	سیدہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عقد نکاح	۲۳۱
438	دعوت ولیمہ	۲۳۲
440	آیت حجاب	۲۳۳
441	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پابندی	۲۳۴
444	اُمّ المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی فیاضی	۲۳۵

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
446	اُمّ المؤمنین سیدہ زینب کی پرہیزگاری پر سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گواہی	۲۳۶
447	اُمّ المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب	۲۳۷
448	مرویات اُمّ المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا	۲۳۸
448	سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی چند روایات	۲۳۹
449	اُمّ المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا وصال	۲۴۰
450	اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی وصیت	۲۴۱
450	ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا سیدہ کے بارے عقیدہ	۲۴۲
451	خولیش و اقارب	۲۴۳
452	اُمّ المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بھتیجے محمد بن جحش	۲۴۴
452	حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ	۲۴۵
	نواں باب	
458	تذکرہ اُمّ المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا	۲۴۶
458	اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ کا خواب	۲۴۷
458	غزوہ بنی مصطلق	۲۴۸
460	اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں	۲۴۹
461	اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد کا قبول اسلام	۲۵۰
462	اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی عبادت گزارگی	۲۵۱

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
463	مرویاتِ اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا	۲۵۲
463	چند ایک مرویات	۲۵۳
464	سیدہ کا وصال	۲۵۴
464	اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ کے خویش و اقارب	۲۵۵
464	عمر بن الحارث	۲۵۶
464	عبداللہ بن الحارث	۲۵۷
465	عمرہ بنت الحارث	۲۵۸
	دسواں باب	
466	تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	۲۵۹
466	سیدہ کا خواب	۲۶۰
466	سیدہ کا خواب و نکاح	۲۶۱
467	سیدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ عقد میں	۲۶۲
468	خطبہ (اولیٰ) نکاح	۲۶۳
468	خطبہ ثانی	۲۶۴
469	خطبہ نکاح قرأہ النجاشی	۲۶۵
469	دیگر روایات	۲۶۶
469	ترجمہ روایت اولیٰ	۲۶۷
470	ترجمہ روایت ثانیہ	۲۶۸
470	خطبہ نکاح قرأہ خالد بن سعید	۲۶۹

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
472	سیدہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور والد پر شدت	۲۷۰
472	پابندی حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۲۷۱
473	آپ کی خیر خواہی	۲۷۲
474	مرویات ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	۲۷۳
474	چند ایک روایات	۲۷۴
475	وصال	۲۷۵
476	خویش واقارب	۲۷۶
476	حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ	۲۷۷
477	حضرت ہندہ والدہ ام حبیبہ	۲۷۸
478	یزید بن ابوسفیان	۲۷۹
478	حضرت معاویہ بن ابوسفیان	۲۸۰
481	تنبیہ	۲۸۱
484	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصیت	۲۸۲
485	گیارہواں باب	۲۸۳
485	تذکرہ ام المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا	۲۸۴
485	سلام بن مشکم کے نکاح میں	۲۸۵
485	سیدہ کا خواب	۲۸۶
486	حسن و جمال کی پیکر	۲۸۷

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
486	اعزازِ صفیہ رضی اللہ عنہا	۲۸۷
487	سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا رشک	۲۸۸
487	سیدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں	۲۸۹
488	اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا کا ولیمہ	۲۹۰
490	سیدہ کا حضور کی معیت میں حج	۲۹۱
490	سیدہ صفیہ کی برو بالای	۲۹۲
491	سیدہ صفیہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا جوئی	۲۹۳
492	حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ سے محبت	۲۹۴
496	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدہ کی دلجوئی فرمانا	۲۹۵
496	سیدہ کا علم و فضل	۲۹۶
497	مرویاتِ اُم المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا	۲۹۷
497	چند ایک روایتیں	۲۹۸
498	سیدہ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کھانا بھیجنا	۲۹۹
498	اُم المؤمنین سیدہ رضی اللہ عنہا کا وصال	۳۰۰
499	اُم المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی وصیت	۳۰۱
	بارہواں باب	
500	تذکرہ اُم المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا	۳۰۲
501	سیدہ میمونہ کی چار سگی بہنیں	۳۰۳
501	۱۔ اُم الفضل رضی اللہ عنہا	۳۰۴



صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
501	۲۔ لبابتہ الصغریٰ	۳۰۵
501	۳۔ عصماء بنت حارث	۳۰۶
501	۴۔ عذہ بنت حارث	۳۰۷
501	سیدہ کی ماں شریک بہنیں	۳۰۸
501	۱۔ اسماء بنت عمیس	۳۰۹
502	۲۔ سلمیٰ بنت عمیس	۳۱۰
502	۳۔ سلامہ بنت عمیس	۳۱۱
502	۴۔ زینب بنت خزیمہ	۳۱۲
502	سیدہ کا پہلا نکاح	۳۱۳
503	سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا عقد نبوی میں	۳۱۴
505	سیدہ کا اپنے آپ کو حضور پر نثار کرنا	۳۱۵
507	مومنہ بہنیں	۳۱۶
507	اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا قرضہ	۳۱۷
507	سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اور ایک عورت کی منت	۳۱۸
508	سیدہ اور تبلیغ سنت	۳۱۹
509	مرویات اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا	۳۲۰
509	چند ایک مرویات	۳۲۱
510	اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی اخبار غیب	۳۲۲

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
510	اُم المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا وصال	۳۲۳
511	خولیش واقارب	۳۲۴
511	حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما	۳۲۵
511	عبداللہ بن شداد بن الحداد اللیثی	۳۲۶
512	یزید بن الاصم	۳۲۷
512	فضل بن العباس	۳۲۸
513	سیدہ کے غلام	۳۲۹
513	۱۔ عطا بن یسار	۳۳۰
513	۲۔ سلیمان بن یسار	۳۳۱
513	۳۔ سلیمان ابن مولی میمونہ	۳۳۲
513	مزارات ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن	۳۳۳
514	تنبیہ	۳۳۴
	تیرہواں باب	
515	۱۔ تذکرہ اُم المؤمنین سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا	۳۳۵
515	مضمون خط	۳۳۶
516	تحائف	۳۳۷
516	حضرت ماریہ کا قبول اسلام	۳۳۸
517	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدہ کو اپنے لیے مختص فرمانا	۳۳۹
517	دیگر روایات	۳۴۰

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
518	سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا کی رہائش	۳۴۱
518	سیدہ کا وصال	۳۴۲
519	مسجد مشربہ ام ابراہیم	۳۴۳
519	خولیش اقارب	۳۴۴
519	حضرت ابراہیم بن رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۳۴۵
	صاحبزادہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابراہیم رضی	۳۴۶
523	اللہ عنہ کا مزار شریف	
523	حضرت سیرین ہمشیرہ سیدہ ماریہ	۳۴۷
524	عبدالرحمن بن حسان	۳۴۸
525	۲۔ تذکرہ حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا بنت شمعون بن زید	۳۴۹
525	۳۔ حضرت نفیسہ رضی اللہ عنہا	۳۵۰
525	۴۔ جمیلہ	۳۵۱
	چودھواں باب	
526	وہ عورتیں جو حرم نبی سے مشرف نہ ہو سکیں	۳۵۲
526	۱۔ کلابیہ	۳۵۳
526	۲۔ اسماء کندیہ	۳۵۴
527	۳۔ لیلیٰ بنت خثیم	۳۵۵
528	۴۔ سنا بنت اسماء	۳۵۶
529	۵۔ مرو بن عوف بن سعد قبیلہ کی عورت	۳۵۷

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
529	۶۔ امامہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہما	۳۵۸
530	۷۔ عذہ بنت ابوسفیان	۳۵۹
530	۱۔ ام شریک بنت جابر الغفاریہ	۳۶۰
531	۲۔ قتیلہ بنت قیس	۳۶۱
531	۳۔ عالیہ بنت ظبیان	۳۶۲
532	۴۔ خولہ بنت ہذیل	۳۶۳
532	۵۔ شراف اخت وحیہ بن خلیفہ	۳۶۴
532	حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا	۳۶۵
533	وہ عورتیں جنہوں نے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ و سلم پر پیش کیا	۳۶۶
533	۱۔ حضرت خولہ بنت حکیم	۳۶۷
536	۲۔ فاطمہ بنت شریح	۳۶۸
536	۳۔ ام شریک	۳۶۹
538	پندرہواں باب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اخروی ازواج	۳۷۰
538	حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا	۳۷۱
540	فرعون کا خواب	۳۷۲
541	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش	۳۷۳
542	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دریائے نیل میں بہنا	۳۷۴

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
543	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے گھر پہنچنا	۳۷۵
547	آل فرعون کا بچہ کو اٹھالینا	۳۷۶
548	حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا قبولِ ایمان	۳۷۷
548	لطیفہ	۳۷۸
549	حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے ایمان لانے کا ایمان افروز واقعہ	۳۷۹
551	حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا وصال	۳۸۰
553	حضرت مریم رضی اللہ عنہا	۳۸۱
554	حضرت سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کی ولادت	۳۸۲
561	حضرت سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کے فضائل	۳۸۳
562	سیدہ کی پہلی صفت (اصطفاء)	۳۸۴
562	سیدہ کی دوسری صفت (تطہیر)	۳۸۵
563	سیدہ کی تیسری صفت (اصطفاء علی نساء العلمین)	۳۸۶
563	سیدہ مریم رضی اللہ عنہا اور حضرت جبرئیل امین علیہ السلام	۳۸۷
575	سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کا وصال	۳۸۸
576	ماخذ و مراجع	۳۸۹

اجازت نامہ

از فاتح افریقہ قدوة العلماء حضور محدث کبیر حضرت علامہ مولانا مفتی  
ضیاء المصطفیٰ اعظمی دامت برکاتہم القدسیہ (گھوسی شریف انڈیا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله والصلوة والسلام على رسولہ المجتبى

وآلہ وصحبہ نجوم الهدى

اما بعد

فالمعنى بركة الدعاء وحل شئ على بركة رسولنا <sup>عليه السلام</sup> اجزت الاخر

في الدين المولى محمد افضل العلوم الدينية باسمها اسما

علم الحديث والتفسير والفقهاء تعدوا واعيانا وراحمنا

ان يقرأ كتاب الايراد واحزاب المشايخ الكرام كما اعاننا

شيوخي الكرام <sup>عليهم السلام</sup> والبركة في الدنيا

واوصيه بالاستقامة باهل السنة والجماعة وتفقوا له

في السر والعلانية والاعمال الصالحة والله الموفق

منه الرشاد وهو حسبي والصلوة على حبيبه الكرم والوعده

في كتابه الكريم

١٢ / ١١ / ١٤٢٥ هـ

## کلماتِ خیر

شیخ الحدیث والتفسیر استاذ العلماء مفتی محمد اسماعیل رضوی ضیائی

مدظلہ العالی (شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی)

ابوالبرکات حضرت مولانا محمد افضل سلمہ نے ایک کتاب تالیف فرمائی ہے اور اس کا نام ”ضیائے ازواجِ مطہرات“ رکھا ہے اور اس کتاب میں ازواجِ مطہرات کا ذکر فرمایا اور اسی طرح کنیزاؤں کا ذکر بھی فرمایا ہے ان میں سے تقریباً ہر ایک کے حالاتِ مبارکہ خود ان کی زبانی میں نے سنے ہیں مولانا موصوف نے اس کی تالیف میں تقریباً ۶ ماہ لگائے ہیں موصوف کی مصروفیات میرے سامنے ہیں صبح دارالعلوم امجدیہ میں دورہ حدیث کا کورس کر رہے ہیں اور بعد مغرب با دای مسجد میں پڑھانے کے لئے جاتے ہیں یعنی خود پڑھتے بھی ہیں اور پڑھاتے بھی ہیں ان کے اس شوق کو داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ آج کا طالب علم صرف پڑھنے کے علاوہ کچھ کام نہ کرے تو بھی وہ پڑھنے میں محنت نہیں کرتا لیکن موصوف کو دیکھ رہا ہوں کہ پڑھنے میں بھی کوئی کوتاہی نہیں کرتے اور پڑھانے میں بھی لیکن اس کے باوجود وقت نکال کر 75/70 (یا کم و بیش) کتب کے حوالہ جات کے ساتھ اتنی بڑی کتاب جس کے کم و بیش 300 صفحات ہیں لکھ ڈالی یہ ان کے انتہائی شوق اور دینی لگاؤ کی علامت ہے کتاب میں ہر بات کا حوالہ موجود ہے مضمون نہایت شائستہ اور سلیس زبان میں بیان کیا گیا ہے قاری اس کو پڑھنے سے اکتاتا نہیں۔ میری دعا ہے کہ ان کی کتاب سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو استفادہ کرنے کی توفیق و شوق عطا کرے خاص کر (یہ کتاب) عورتوں کے لئے بہت مفید ہے جب مسلمانوں کی عورتیں اُتھات المؤمنین اور صحابیات کے

۱ مسودہ کے

حالات پڑھیں گی تو وہ پھر اپنی اور دوسرے مسلمات کو اپنی زندگی اسلامی ڈھانچے میں ڈھالنے کی  
کوشش کریں گی۔ موصوف کی اس کتاب کو اللہ تعالیٰ مقبولِ عام و خاص بنائے اور ان کے لئے ثمرہ  
نجات بنائے آمین۔

فقط محمد اسماعیل غفرلہ خادم الحدیث  
دارالعلوم امجدیہ کراچی ۲۹ جولائی ۲۰۰۶ء



## تقریظ جلیل

پیر طریقت رہبر شریعت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب

دامت برکاتہم القدسیہ (امیر جماعت اہلسنت کراچی پاکستان)

اس فقیر نے فاضل جوان عزیز محترم محمد افضل قادری سلمہ کی تصنیف "ضیاء ازواج مطہرات"

کو کہیں کہیں سے دیکھا میں اپنی مصروفیات کی بناء پر بالاستیعاب تو اسے نہیں پڑھ سکا لیکن جہاں

جہاں سے بھی اسے دیکھا خوب پایا۔ مولانا نے بڑی محنت سے امہات المؤمنین رضی اللہ

عنہن کے حالات کو جمع فرمایا ہے ان کی محنت کا اندازہ ماخذ و مراجع کتب کی فہرست سے لگایا

جاسکتا ہے جو تقریباً 70 ہیں، نیز امہات المؤمنین کی شان میں زبان دراز کرنے والوں کا تعاقب

کر کے ان کے اعتراضات کے مسکت جوابات بھی دیئے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی ازواج مطہرات جو امہات المؤمنین ہیں کی

تعداد گیارہ ہے، وہ کیا حالات تھے کہ جن کی بناء پر حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے متعدد نکاح

فرمائے، اس کا ایک اجمالی خاکہ پیش خدمت ہے۔

واضح ہو کہ حضرات انبیاء کرام اور ایک عام آدمی و امتی میں بے انتہا فرق ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ

کے خلیفہ اور زمین پر اس کے نائب ہوتے ہیں، نبوت و رسالت کی بھاری ذمہ داری ان کے

کاندھوں پر ہوتی ہے ان کی ذمہ داریاں ایک امتی کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہوتی ہیں اور ایک عام

آدمی کی نسبت انہیں کئی اضافی کام کرنے پڑتے ہیں، مثال کے طور پر ہم پر پانچ نمازیں فرض ہیں

جب کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم پر چھ نمازیں یعنی تہجد بھی آپ پر فرض تھی۔ ایک غریب و

ضرورت مند شخص زکوٰۃ اور صدقہ لے سکتا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ و سلم اور ان کی آل

اولاد کے لئے صدقہ لینا حرام ہے۔ اسی طرح ہمارے مرنے کے بعد ہماری میراث ہمارے ورثاء میں تقسیم ہوتی ہے، جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم اور انبیاء کرام کی میراث تقسیم نہیں ہوتی، ہم میں سے کسی شخص کا انتقال ہو جائے تو اس کی بیوہ عدت گزارنے کے بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی ازواج مطہرات کا حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے وصال کے بعد کسی اور سے نکاح حرام تھا نیز شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوت میں بعض اصحاب السیر کے حوالے سے نقل فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کو تیس سے چالیس مردوں کے برابر قوت و دیعت کی گئی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے پہلا نکاح ۲۵ برس کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۴۰ برس تھی اور وہ ایک بیوہ خاتون تھیں نکاح کے پچیس سال کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔ ان کے انتقال کے بعد بچیوں کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہ تھا، تب نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے واقعات کا اگر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ سے نکاح کرنا یہ حضور کا ہی نہیں بلکہ کارنبوت میں معاونت کے لئے یہ قدرت کا انتخاب تھا، چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مجھے خواب میں تم دو دفعہ دکھائی گئیں اور کہا گیا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں۔

واضح ہو کہ دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنا بھی منشاء الہی تھی چنانچہ سورہ صف میں ارشاد ہوا "وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے" (سورہ صف نمبر ۹)

اس غلبہ کے حصول کے لئے حضور کو ان کفار و مشرکین سے نبرد آزما ہونا تھا لیکن حضور صلی

اللہ علیہ و سلم چونکہ ایک مصلح تھے اس لئے آپ نے عربوں کی معاشرت اور ان کی نفسیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی اصلاح کی ہر ممکن کوشش کی اور جہاں ناگزیر تھا وہاں ان سے جنگ بھی کی، جب کفار و مشرکین سے باقاعدہ برسر پیکار ہوئے تو بہت سے مسلمان صحابہ شہید ہوئے، بہت سی مسلمان خواتین بیوہ ہوئیں اور خاصی تعداد میں بچے یتیم ہوئے، ان یتیم بچوں اور بیواؤں کو سہارا دینے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے ارشاد پر ایثار و قربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کئی صحابہ نے بیواؤں سے نکاح کئے اور ان کے بچوں کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ انہیں حالات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے بھی نکاح فرمائے اور کئی یتیم بچوں کو اپنے سایہ شفقت و رحمت میں لے لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا ان کے شوہر جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ اس کے بعد حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا جن کے شوہر حضرت عبیدہ بن حارث جنگ بدر میں شہید ہو گئے تھے اس کے بعد انہوں نے حضرت عبداللہ بن جحش سے نکاح کیا جو جنگ احد میں شہید ہوئے۔

جنگ احد کے شہداء میں حضرت ابو سلمہ بھی تھے جو زخمی ہونے کے بعد کچھ عرصے کے بعد وصال فرما گئے، ان کے چار بچے تھے ان کی بیوہ حضرت ام سلمہ جو حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں اور جنہوں نے ہجرت کے دوران کافی تکلیفیں اٹھائیں ان سے نکاح فرمایا۔

جب کسی معاشرے میں غلط رسم و رواج جڑ پکڑ جائیں اور وہ ان کی معاشرتی اقدار کا حصہ بن جائیں تو ایسے معاشرے کی اصلاح صرف زبانی احکامات سے ممکن نہیں رہتی جب تک کہ کوئی بڑی شخصیت اس کے خلاف عملی اقدام نہ کرے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے ان غلط

رسم و رواج کی بیخ کنی کے لئے عملی اقدام کئے۔ عرب میں منہ بولے بیٹے کی بیوہ یا مطلقہ سے نکاح کرنا سخت برا سمجھا جاتا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و سلم نے اس غلط رسم کو عملاً توڑتے ہوئے اپنے منہ بولے بیٹے حضرت زید کی مطلقہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور قرآن نے بھی اسے بیان فرمایا چنانچہ سورہ احزاب میں ہے: "پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی کہ مسلمانوں پر کچھ حرج نہ رہے ان کے لئے پالکوں کی بیبیوں میں" (سورہ احزاب آیت 37 پارہ 22)

عرب کی مخصوص معاشرت میں ایک بات یہ تھی کہ وہ رشتوں کا بڑا احترام کرتے تھے۔ داماد کا رشتہ ان کے ہاں مختلف برادریوں اور قبائل کے مابین محبت کا ذریعہ اور مانع جنگ و جدل سمجھا جاتا تھا ان حالات میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ان قبائل کو قریب لانے کے لئے مختلف قبائل میں نکاح فرمائے۔

۵ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے جنگ کے بعد گرفتار کی گئیں قبیلہ بنو مصطلق کے سردار کی بیٹی حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

۶ھ میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ (جو اس وقت ایمان نہ لائے تھے اور مسلمانوں کے سخت مخالف تھے) کی بیٹی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

۷ھ میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا جو ایک یہودی سردار کی بیٹی تھیں اور خیبر کے اسیران جنگ میں شامل تھیں۔

ساتویں ہجری میں ہی حضور کی چچی حضرت ام الفضل کی بہن حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی سفارش پر حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے نکاح فرمایا۔

یہ وہ حالات تھے جن کی بناء پر حضور علیہ السلام نے متعدد نکاح فرمائے جن کی وجہ سے وہ

دور رس نتائج برآمد ہوئے جن سے کتب سیر و تاریخ بھری ہوئی ہیں اور جن کی وجہ سے اسلام پھلا پھولا اور وہ ثمرات مرتب ہوئے جسے آج دنیا دیکھ رہی ہے۔

قرآن مجید نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی ازواجِ مطہرات کو وازواجہ امہاتہم کہہ کر امہات المؤمنین فرمایا اور ان کی عظمت کو یوں بیان کیا یا نساء النبی لستن کاحد من النساء یعنی "اے نبی کی بیبیوں تم اور عورتوں کی طرح نہیں"۔ یوں تو امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے حالات زندگی سیرت کی کتب میں مل جاتے ہیں لیکن اس قدر تفصیل کے ساتھ کسی ایک کتاب میں موجود نہیں لہذا کہا جاسکتا ہے کہ کولانا موصوف نے ان کے حالات و واقعات کو ایک جگہ جمع کر کے ایک ضرورت کو پورا کیا ہے۔

مولانا موصوف نے ابھی اسی سال دارالعلوم امجدیہ سے دورہ حدیث کیا ہے نہایت ہی لائق اور فائق طلباء میں سے تھے اور تحصیل علم کے ساتھ ساتھ تدریس بھی کرتے تھے اور اس وقت بھی تدریس کر رہے ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ مولانا موصوف نے تدریس کے ساتھ تحریر کے میدان میں بھی قدم رکھا ہے میری دعا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ مولانا موصوف کو ترقی عطا فرمائے اور ان کی اس کاوش کو قبول فرما کر نافع ہر خاص و عام بنائے۔ آمین بجاء النبی الکریم علیہ و علی الہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم

فقیر سید شاہ تراب الحق قادری

## طیب التقریظ

جگر پارہ و جانشین محدث کبیر مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی امجدی صاحب

زید مجدہ الکریم (دارالعلوم امجدیہ کراچی)

الحمد لله الذي هدانا لهذا طريق الصواب والصلوة والسلام على سيدنا محمد  
خير من نطق بالصواب والفاصل من الخطاب وعلى آله الاطهار واصحابه  
الاخيار وازواجه الطاهرات و تابعيه الابرار.

احقر العباد غفر له المولى القدير نے یہ رسالہ مبارکہ الموسوم بـ **بضیائے  
ازواج مطہرات** تصنیف لطیف احی فی اللہ مولانا ابوالبرکات محمد افضل قادری  
ضیائی امجدی رزقہ اللہ تعالیٰ فی الدارين الحسنیٰ چیدہ چیدہ مقام سے مطالعہ کیا الحمد  
للہ مولانا موصوف نے نہایت محنت و جانفشانی کے ساتھ کئی مستند و متداول کتابوں سے اہیات  
المؤمنین وغیرہا کے موضوع پر نہایت مفصل و محقق رسالہ تصنیف کیا ہے اگر یہ کہا جائے کہ اس  
موضوع کا انسائیکلو پیڈیا ہے تو حق و صحیح ہوگا۔ فی زمانہ ایسی کتابوں کی بہت ضرورت ہے کہ عوام  
بھائیوں کو سلیس اردو میں اپنے اکابرین اور خصوصاً اہل بیت اطہار علیہم الرضوان کے متعلق  
خاصی معلومات ہونی چاہئے تاکہ معلوم ہو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور ان کا کیا مرتبہ ہے نیز یہ کہ  
سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کا ارشادِ گرامی ہے و انا تارک فیکم الثقلین  
اولہما کتاب اللہ و هو جبل اللہ من اتبعہ کان علی الہدیٰ و من ترکہ کان علی  
الضلالة و اہل بیٹی اذکر کم اللہ فی اہل بیٹی اذکر کم اللہ فی اہل بیٹی میں  
تمہارے درمیان دو بھاری اور اہم چیزیں چھوڑ رہا ہوں ان میں سے ایک قرآن مقدس ہے جو

اللہ کی رستی ہے جو اس کی پیروی کرے گا ہدایت پر ہوگا اور جو چھوڑے گا گمراہ ہوگا اور دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں میں تمہیں اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ سے ڈراتا ہوں میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ سے ڈراتا ہوں۔ اور خود اللہ رب العزت جل مجدہ نے انکی طہارت کی گواہی قرآن مجید میں بیان فرمائی۔

اس رسالے کے مصنف جواں سہال مولانا محمد افضل قادری امجدی ضیائی ابھی عنفوانِ شباب کی منزل سے گزر رہے ہیں لیکن علمی قابلیت قابلِ قدر ہے تحقیق و جستجو اور تصنیف و تالیف اور تدریس کا شوق و لگن ایک تابناک مستقبل کا پتہ دیتی ہے اللہ تعالیٰ موصوف کو اور خوب سے خوب تر بنائے اور مزید تحقیق و تالیف کی توفیق رفیق سے نوازے اور اس رسالہ کو قبولیتِ عامہ عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین۔

عطاء المصطفیٰ اعظمی

۲۵ ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ

۷ اکتوبر ۲۰۰۶ء بروز اتوار

## تقریظ جمیل

خلیفہ حضور مفتی اختر رضا خان ازہری زید مجدہ الکریم  
حضرت العلامة جمال مصطفیٰ صاحب اعظمی شہزادہ محدث کبیر

(جامعہ اشرفیہ مبارک پور انڈیا)

زیر نظر ”مقالہ“ ”ضیائے ازواجِ مطہرات“ بہت جامع و مستند حوالہ جات سے مزین ہے  
یقیناً حضور اقدس صلی اللہ علیہ و سلم کی نسبت مبارکہ کی وجہ سے ازواجِ مطہرات رضی  
اللہ عنہن کا بہت ہی بلند مرتبہ ہے اُن کی شانِ اقدس میں قرآنِ مقدس کی بہت سی آیات  
بینات نازل ہوئیں جن پر ان کی عظمتوں کا تذکرہ اور ان کی رفعتِ شان کا بیان ہے  
چنانچہ خداوند قدوس نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ.....

ينساء النبي لستن كاحد من النساء ان اتقين O (احزاب)

اے نبی کی بیویو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ سے ڈرو۔

دوسری آیت میں یہ ارشاد ہے

وازواجه امہتہم (احزاب)

اور اس (نبی) کی بیویاں ان (مؤمنین) کی مائیں ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ مقدس ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہن کی تعظیم و توقیر ایسی ہی واجب  
ولازم ہے جیسے حقیقی ماں کی، چنانچہ حضرت علامہ زرقانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں ”یہ  
سب کی سب امت کی مائیں ہیں“ اور ہر امتی کے لئے اس کی حقیقی ماں سے بڑھ کر لائق تعظیم  
و واجب الاحترام ہیں“ (زرقانی ج ۳ ص ۲۱۶)



عزیز موصوف مولانا محمد افضل امجدی (جو دارالعلوم امجدیہ کراچی کے درجہ فضیلت میں زیر

تعلیم ہیں) نے بڑی محنت و جانفشانی سے اس رسالہ مبارکہ کے لکھنے میں احادیث و اقوالِ محدثین و علماء و صلحاء کے وہ مستند و میر ہن دلائل ذکر کئے ہیں جس سے متعصب، تنگ نظر و مخالفین بھی مجالِ دم زدوں ہیں۔ مولیٰ عزوجل عزیز اسعد مولانا محمد افضل امجدی کو جمیع علمائے دین و حضورِ مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت و حضورِ صدر الشریعہ علیہم الرحمۃ والرضوان کے علمی فیوض سے مالا مال فرمائے (آمین) اور مزید اشاعتِ دین کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ سیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ عنہ

جمال مصطفیٰ قادری عفی عنہ

خادم جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

۷ مارچ ۲۰۰۶ بروز سہ شنبہ

## تقریظ مبارک

درویشِ ملت حضرت علامہ محمد یونس امجدی صاحب

(تلمیذ علامہ ازہری صاحب علیہ الرحمہ شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ)

امام و خطیب جامع مسجد اہلسنت و جماعت بگڑی (بلیھے شاہ دی نگری)

فاضل نوجوان مولانا محمد افضل قادری زید مجدہ کی کتاب موسوم مومنوں کی (مقدس) مائیں

چند مقامات سے پڑھی پتہ چلا مولانا نے بڑی محنت اور کوشش سے کام کیا ہے آیات کا ترجمہ اور تفسیر

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت اور جناب صدرالافاضل رحمة اللہ علیہما بیان کر کے انکے مسلک کو

اجاگر کیا۔ تحریر میں مولانا نے بڑی دیانتداری سے کام لیا ہے جس کتاب سے مواد لیا اس کا فوراً

حوالہ دے دیا جس سے مولانا کے وسیع مطالعہ کا ثبوت ملتا ہے عربی عبارات کا عام فہم اردو ترجمہ

کر کے معاشرہ کے ہر طبقہ کے لئے مضامین کا سمجھنا آسان بنا دیا۔ مولانا نے تحریر کے میدان میں

قدم رکھا ہے اللہ تعالیٰ ان کی کوشش کو مشکور فرمائے بحرمة سید المرسلین رحمة للعلمین

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ صحبہ اجمعین۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا کے علم و عمل و خلوص میں برکت عطا فرمائے آمین ثم

امین۔

ناچیز محمد یونس امجدی

۱۰ شوال ۱۴۲۷ھ مطابق ۴ نومبر ۲۰۰۶ء

## تقریظ لطیف

شیخ الحدیث والتفسیر جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء مفتی

عبداللطیف جلالی زید مجده الکریم (جامعہ نعیمیہ داتا دی نگری لاہور)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نسبت اگرچہ امر معنوی ہے مگر عجب شئی ہے اس سے وہ کمال نصیب ہوتا ہے جو عبادت و ریاضت سے نہیں ہو سکتا و کلبہم باسط ذراعیہ بالوصید الآیۃ جن خواتین نفوس مبارکہ کو زوجیت سرور کائنات فخر موجودات نور مجسم رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ و ازواجہ و سلم نصیب ہوئی ان کو وہ کمال حاصل ہوا کہ رب تعالیٰ جلّ جلالہ نے ان کے بارے میں ارشاد گرامی فرمایا ینساء النبی لستن کاحد من النساء الآیۃ۔ کتاب مستطاب جس میں ازواجِ نبی محترم رسول محتشم صلی اللہ علیہ و آلہ و ازواجہ و سلم کی سیرت مبارک کا بیان ذیشان ہے نہایت مبارک ہے فاضلِ جلیلِ محبی فی اللہ مد ظلہ نے اس دورِ پرفتن میں کتاب کو لکھ کر اہم فریضہ ادا فرمایا ہے فقیر نے متعدد مقامات سے کتاب کو دیکھا معنوی خوبیوں سے مزین پایا اللہ قدّوس ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہنّ کا صدقہ اس تالیف مبارکہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے مؤلف کو سعادتِ دارین سے اور ہمیں بھی نوازے۔

اس دعا از من جملہ جہاں آمین باد

خاک بوس راہ درو منداں

احقر محمد عبداللطیف غفرلہ

خادم علوم دینیہ بدر العلوم جامعہ نعیمیہ عروس البلاد لاہور

۴ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ

## تقریظ لطیف

پیر طریقت رہبر شریعت صوفی ملت ابوتراب سید علی شاہ (محبت)

القادری دامت برکاتہم العالیہ

(در بار قادریہ عقب فلٹر پلانٹ اسٹیل مل کراچی)

الحمد لله رب العلمین و الصلوٰۃ والسلام علی رحمة اللعلمین و علی الہ

و اصحابہ و ازواجہ و ذریۃ اجمعین

اما بعد

بدانکہ خالق کائنات (جلّ جلالہ) براءے حبیب خود (صلی اللہ علیہ و

سلم) آن بانوانِ طہارت را انتخاب کرد کہ آنہا بصدقہ نسبت رسول

(صلی اللہ علیہ و سلم) مادرانِ ہمہ امت بودند۔

امام احمد رضا خان رحمة اللہ علیہ ہم گفتہ است :

اہل اسلام کی مادرانِ شفیق

بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام

خدمتِ آنہا عبادت است، ذکرِ خیرِ آنہا از گناہاں کنارہ است بہمیں

سبب در ظاہری زندگیِ آنہا، خدمتِ آنہا صحابہ کرام علیہم الرضوان

کردہ بودند و حالا صوفیاء و علماء کنند باین طور کہ حالاتِ زندگیِ آنہا

نوشتن، خواندن، شنیدن و ذکرِ خیر کردن این تمام عبادت است کہ

خدا ذکر خیر آنها در قرآن فرموده است.

نیز دانستن باید که ازواجِ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم در وقتی نہ بودند و در وقتی دیگر یازده و در وقتِ دیگر زیادہ بر آن و وقتی کمتر از آن، بہمیں سبب علماء اختلاف دارند در عددِ ازواجِ پیغمبر صلی اللہ علیہ و سلم و دو ترتیبِ ایشان و عددِ آنہائیکہ وفات یافتند بیش از آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم و آنہائیکہ وفات یافتند بعد از وی صلی اللہ علیہ و سلم و آنہا کہ دخول کردہ بآنها و آنہا کہ دخول نہ کردہ و جماعتِ از زنان ہستند کہ آنہا را خواستگاری کردہ و در نکاح نہ آوردہ. (اشعة اللمعات)

حاصلِ کلام این است کہ در این موضوع تفصیل و اختلاف است و لیکن آن وقتی کہ تالیفِ مولانا افضل امجدی (دارالعلوم امجدیہ) مسمی "بضیاء ازواجِ مطہرات" را دیدم و چیدہ چیدہ عبارت را یکے از مریدان شنیدم، بخیالِ خود می گویم کہ این اختلاف تقریباً حل شد چنانکہ فاضل مصنف در تالیفِ خود از ریزہ کاری و بالتفصیل حالاتِ ازواجِ مطہرات نوشتہ است.

بہر حال ختمِ سخن باین الفاظ کنم کہ،

"ضیاءے ازواجِ مطہرات عمدہ و مدلل است"

دعا می کنم کہ اللہ تبارک و تعالی جلّ جلالہ بطفیلِ حبیبِ خود صلی

اللہ علیہ و سلم خدمتِ این را پذیرد و مقبولِ خاص و عام کند۔  
آمین بجاءِ النبی الکریم الامین صلی اللہ علیہ و سلم و بجاءِ ولد النبی  
الکریم السید الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ

فقط

ابو تراب السید علی شاہ (مجت) القادری

نے محرم الحرام ۱۴۲۸ھ



## کلماتِ دعا

حضرت علامہ مولانا محمد وسیم ضیائی صاحب  
(مہتمم مرکز العلوم الاسلامیہ بادامی مسجد کراچی)

فقیر کے بہت ہی عزیز دارالعلوم امجدیہ کراچی کے (دورہ حدیث کے) طالب علم محمد افضل امجدی صاحب نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے موضوع پر ایک نہایت ہی معطر و معتبر کتاب تصنیف فرمائی ہے جس کے پڑھنے سے دل و دماغ کو تسکین اور روح کو تازگی ملتی ہے۔ دعا گو ہوں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ و سلم کی محبوب اور پاکیزہ ازواجِ رضی اللہ عنہن کے صدقہ و طفیل کتابِ مستطاب کو اپنی بارگاہِ صمدیت میں درجہ مقبولیت عطا فرمائے اور موصوف کو دارین کی سعادتوں و خوش بختیوں سے مالا مال فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ و سلم

محمد وسیم ضیائی

(بادامی مسجد کراچی)

۲۱ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۰ فروری ۲۰۰۷ء

## کلماتِ برکت

فاتح افریقہ قدوة العلماء حضور محدث کبیر حضرت علامہ مولانا مفتی  
ضیاء المصطفیٰ اعظمی دامت برکاتہم القدسیہ (گھوسی شریف انڈیا)

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

حضور سیدنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کی تمام ازواجِ مطہرات بحکم قرآن حکیم  
اہمات المؤمنین ہیں ان کا یہی ایک وصف ان کی شان کے لئے کافی ہے۔ دین کی اشاعت اور احکام  
اسلام کی ترویج میں ازواجِ مطہرات کا بہت بڑا حصہ ہے اس سلسلہ میں قرآن کریم میں ربّ قدیر کا یہ  
ارشاد روشن دلیل ہے و اذکرن ما یتلی فی بیوتکن من آیت اللہ و الحکمة۔ یہی وجہ تھی  
کہ صحابہ کرام بعض مشکل مسائل میں ازواجِ مطہرات کی طرف مراجعت فرماتے تھے اور دفع اشکال  
کے مواد وہیں سے حاصل کرتے۔ کئی اجلہ صحابہ کرام اور فقہائے تابعین نے بھی ازواجِ مطہرات  
سے اکتسابِ علم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات کو جملہ اخلاقی و روحانی اسقام سے پاک رکھا  
تھا اسی لئے ارشاد فرمایا یرید اللہ لیزہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا  
(الاحزاب) یہیں سے اس مسئلہ کا ایک حل نکلا کہ کثرتِ ازواجِ مطہرات کا ایک سبب دعوتِ اسلام  
اور اشاعتِ احکام ہے اور یہ فضل بھی کم نہیں ہے خیر کم من تعلم و علم۔

فاضل نوجوان مولانا محمد افضل امجدی صاحب نے فضائلِ ازواجِ مطہرات پر ایک کوشش کی  
عامۃ المؤمنین کے لئے اس میں خاصی مقدار میں معلومات کا خزانہ ملے گا اور عورتوں کے لئے یہ تالیف  
ذخیرہ ہدایت ثابت ہوگی۔ ربّ قدیر ان کی سعی کو مسعود و مقبول بنائے اور انہیں جزائے خیر سے  
نوازے۔ (آمین)

قلت فرصت کی وجہ سے مجھے ان کی اس تالیف کے مطالعہ کا وقت نہ ملا اس لئے اس کتاب پر کوئی  
نقد و تبصرہ کرنے سے قاصر ہوں۔ واللہ ولی التوفیق و منہ الرشاد

وارد حال امجدیہ کراچی پاکستان

۲ صفر المظفر ۱۴۲۸ھ ۲۰ فروری ۲۰۰۷ء



## پیش لفظ

### نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

چند ماہ قبل میرے عزیز محترم سید غلام دستگیر گیلانی (تلمیذ مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب مدظلہما) نے فرمائش کی کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی مقدس ازواج رضی اللہ عنہن کے بارے میں کوئی کتاب لکھی جائے لہذا گرامی القدر سید صاحب کی فرمائش کو پورا کرنے کے لئے حامی تو بھر لی لیکن ارادہ یہ تھا کہ چند ایک صفحات پر عنوان کو سمیٹ لیا جائے گا۔ اللہ کی شان اور اس کے حبیب کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی نوازش کہ جب ان مبارک ازواج مطہرات کے ذکر سے فراغت ہوئی تو یوں محسوس ہوا کہ.....

ع : ہو گئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

اللہ تبارک و تعالیٰ کی جناب میں اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ و سلم اور آپ علیہ السلام کی ازواج مطہرات کا وسیلہ پیش کر کے دعا گو ہوں کہ وہ فقیر کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور میرے اور میرے والدین کے لئے ذریعہ بخشش بنائے اور میرے جملہ اساتذہ کرام بالخصوص حضور سیدی شیخ الحدیث علامہ محمد اسماعیل رضوی صاحب و مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی صاحب اور سیدی علامہ محمد نثار اختر القادری صاحب کو صحت و تندرستی عطا فرمائے اور اس مبارک کتاب کو تشنگان علم کے لئے مفید بنائے اور ہم سب کو مذہب اہلسنت پر استقامت اور اسی پر خاتمہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ و سلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
انما الاعمال بالنیات (الحديث)

پہلا باب

## ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن

کتب احادیث میں ازواجِ مطہرات کے ساتھ اُمّ المؤمنین کا لفظ بھی مستعمل ہوتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ قرآنِ مقدس نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی ازواج یعنی پاک بیبیوں کو اُمّ المؤمنین یعنی مومنوں کی مائیں قرار دیا ہے علامہ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ قوله اُمّ المؤمنین هو ماخوذ من قوله تعالیٰ وازواجه امہاتہم (فتح الباری) آپ کا قول اُمّ المؤمنین سو وہ ماخوذ ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان وازواجه امہاتہم سے۔

چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم وازواجه امہاتہم۔

یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

(کنز الایمان)

آیت مذکورہ میں لفظ مؤمنین کے استعمال کا راز یہ ہے کہ معلوم ہو جائے کہ مومن وہ ہے جو نبی علیہ السلام کو اپنی جان شیریں سے زیادہ محبوب رکھتا ہے دوم مومن وہ ہے جو ازواجِ مطہرات کو اپنی ماں جانتا ہے وہ ماں نہیں جس سے جسمِ عنصری کا ظہور ہوا بلکہ وہ ماں جس کی فرزندگی کا شرف اس کو ملتا ہے جس کو محبتِ نبی اور ایمان میں کمال حاصل ہوتا ہے (فیوض الباری) پھر یہ حرمت مومنوں پر ان سے نکاح کرنے کے بارے میں ہے نا کہ دیگر احکام میں چنانچہ جلالین میں ہے

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

وازواجه امہاتہم فی حرمة نکاحہن علیہم. (جلالین)

کہ حضور کی ازواج مومنوں کی مائیں ہیں ان پر ان کے نکاح حرام ہونے کے بارے میں۔  
فتح الباری میں ہے۔

ای فی الاحترام و تحريم نکاحہن.

یعنی ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں ان کی تعظیم و تکریم اور ان کے ساتھ تحریم نکاح میں  
مثل ماں ہیں۔ خزائن العرفان میں ہے کہ تعظیم و حرمت میں اور نکاح ہمیشہ حرام ہونے میں اور اس  
کے علاوہ دوسرے احکام میں مثل وراثت اور پردہ وغیرہ کے ان کا وہی حکم ہے جو اجنبی عورتوں کا  
اور ان کی بیٹیوں کو مومنین کی بہنیں اور ان کے بھائیوں اور بہنوں کو مومنین کے ماموں اور خالہ نہ  
کہا جائے۔ (خزائن)

نیز فیوض الباری میں ہے کہ البتہ یہ بات ظاہر ہے کہ ازواج رسول صلی اللہ علیہ و سلم  
جملہ احکام میں مسلمانوں کی مائیں نہیں ہیں ورنہ امتیوں سے پردہ کیوں ہوتا ماں چونکہ بے حد معظّم  
و مکرم و محترم ہستی ہوتی ہے اور کسی طرح غلیظ خیالات و جذبات ان کے بارے میں انسان کے  
اندر پیدا نہیں ہوتے اس لئے بطور تعظیم و تکریم ازواج رسول صلی اللہ علیہ و سلم کو امہات  
المؤمنین فرمایا گیا۔ (فیوض الباری)

خازن میں ہے.....

یعنی امہات المؤمنین فی تعظیم الحرمة و تحريم نکاحہن علی التابید لافی  
النظر الیہن والخلوة بہن فانه حرام فی حقہن کما فی حق الاجانب ولا یقال  
لبناتہن هن اخوات المؤمنین ولا لآخوانہن و اخواتہن هن احوال المؤمنین  
و خالاتہم قال الشافعی تروج الزبیر اسماء بنت ابی بکر وہی اخت عائشة أم

المؤمنين ولم يقل هي خالة المؤمنين.

یعنی ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں تعظیم حرمت اور ان کے ساتھ ہمیشہ نکاح حرام ہونے میں نہ کہ ان کی طرف نظر کرنے اور ان کے ساتھ خلوت کرنے میں کیونکہ یہ ان کے حق میں ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ اپنی ماں کے حق میں اور ان کی بیٹیوں کو مومنوں کی بہنیں اور نہ ہی ان کے بھائیوں کو مومنوں کی بہنیں اور نہ ہی ان کے خالو اور نہ ہی ان کی بہنوں کو مومنوں کی خالائیں کہا جائے گا امام شافعی نے فرمایا کہ حضرت اسماء کے ساتھ حضرت زبیر نے نکاح فرمایا جو دیکھ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن ہیں اور آپ کو مومنوں کی خالہ نہ فرمایا (کہ نکاح ناجائز قرار دیا جاتا)۔ (خازن)

اس سے ظاہر ہوا کہ یہ تحریم صرف نکاح تک محدود ہے اسی لئے بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ہم مردوں کی مائیں ہیں نہ کہ عورتوں کی (روح البیان) عن مسروق ان امرأة قالت لعائشة يا امه فقالت لست لك بام انما انا ام رجالكم (خازن) حضرت مسروق سے روایت ہے کہ ایک عورت نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یا امہ (اے اماں جان) کہا تو آپ نے فرمایا کہ میں مردوں کی ماں ہوں نہ کہ تمہاری۔

اسی طرح روح المعانی میں ہے ای منزلات منزلة امهاتهم في تحريم النكاح واستحقاق التعظيم واما فيما عدا ذلك من النظر اليهن و الخلو بهن وارثهن ونحو ذلك فهن كالا جنبيات (روح المعانی) یعنی ازواج مطہرات تعظیم کے مستحق ہونے اور نکاح کے حرام ہونے میں مومنوں کی ماؤں کے منزلہ میں ہیں رہا اس کے ماسوا احکام میں جیسے ان کی طرف نظر کرنا ان سے خلوت و تنہائی کرنا اور ان کا وارث ہونا اسی طرح دیگر باتوں میں پس وہ اجنبیہ عورتوں کی طرح ہیں۔

## فضائل امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن

### ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی فضیلت

حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی ازواج رضی اللہ عنہن کی فضیلت دراصل خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت کا ہی ایک شعبہ ہے قرآن پاک میں ہے.....  
لستن کا حد من النساء۔ اے نبی کی بیوی! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ النساء میں الف جنسی ہے لفظ احد بھی موجود جیسے لم یکن له کفوا احد میں ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ ازواج رسول صلی اللہ علیہ و سلم کا درجہ و مقام ہر عورت سے بالاتر ہے۔

(فیوض الباری)

اذ احلنا لک ازواجک..... اے محبوب ہم نے تمہاری ازواج کو تمہارے لئے حلال کر دیا۔ اس آیت سے یہ فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی بیویوں کا ازواج النبی ہونا بمنظوری رب العالمین ہے اور ظاہر ہے کہ یہ منظوری فی الواقعہ ان کے لئے فضیلت عظیمہ ہے۔

وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجه من بعدہ ابدا۔

اے ایمان والو! تمہیں یہ حق نہیں کہ تم رسول کو ایذا دو اور یہ بھی جائز نہیں کہ رسول کے بعد ان کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے نکاح کرو۔ اس آیت میں ان کی حرمت دوام کا اعلان ہے پھر یہ بھی دیکھئے کہ پہلے اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو ایذا دینے سے روکا گیا اس کے بعد حقوق ازواج بیان کئے گئے جس سے یہ ثابت ہوا کہ ایذائے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے جس قدر اقسام ہو سکتے ہیں ان میں سب سے زیادہ سخت صورت وہ ہوگی جس میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی ازواج رضی اللہ عنہن کی شان کے خلاف کوئی رویہ

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

اختیار کیا گیا ہو (فیوض الباری شرح بخاری) خیال رہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دے تو ایسے شخص پر اللہ کی دنیا و آخرت میں لعنت ہے ان الذین يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والاخرة۔

پتہ لگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی متقی پرہیزگار بیویاں تمام جہان کی پرہیزگار بیویوں سے افضل ہیں کیونکہ وہ حضور کی بیویاں ہیں۔ (الكلام المقبول)

تفسیر صاوی میں تحت آیت یا نساء النبی لستن کا حد ہے کہ تقدم ان حکمة التشدید علیہن شدة قربهن من رسول الله ﷺ وهو دلیل علی رفعة قدرهن وعظم رتبتهن فلا یلیق منهن التوغل فی الشهوات وتطلب زينة الدنيا لان رسول الله ﷺ قال لست من الدنيا وليست الدنيا مني والمقربون منه كذلك والمعنى ليست الواحدة منكن كالواحدة من احاد النساء۔

(حاشیہ صاوی)

یعنی یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پر شدت کرنے کی حکمت ان کا حضور سے شدت قرب ہے جو کہ ان کے عظیم مرتبے اور رفعت مقام پر دلیل ہے تو دنیا کی زینت اور شہوات میں پڑنا ان کی شایان شاں نہیں ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں دنیا سے اور دنیا مجھ سے نہیں اور جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ کے مقرب ہیں ان کا بھی یہی حال ہے اب معنی یہ ہوا کہ تم میں سے کوئی بھی شرافت میں عام دنیا کی عورتوں کی طرح نہیں ہے۔ (تمہاری شرافت اور بزرگی بہت زیادہ واوچی ہے)

حضور سیدی صدر الافاضل رضی اللہ عنہ خزان میں اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں تمہارا

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

مرتبہ سب سے زیادہ ہے اور تمہارا اجر سب سے بڑھ کر جہاں کی عورتوں میں کوئی تمہاری ہمسر نہیں۔ (خزائن العرفان) اس سے معلوم ہوا کہ اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ و سلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہوں یا اولاد اطہار ہوں سب کو رب نے پاک فرمادیا اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا قبیلہ ہیں اور یہ خصوصی طہارت دوسروں کو میسر نہیں۔

(فیوض الرحمان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ اسے پورا اور کامل ثواب ملے تو وہ مجھ پر اور میرے اہل بیت پر اس طرح درود پڑھے۔

اللہم صلی علی محمد النبی الامی وازواجه امہات المؤمنین وذریاتہ

واہل بیتہ کما صلیت علی ابراہم انک حمید مجید۔ (فیوض الرحمن)

نیز اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اہل البیت

ویطہرکم تطہیرا (القرآن) اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی کو

دور فرمائے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے (کنز الایمان) یعنی گناہوں کی نجاست سے

تم آلودہ نہ ہو اس آیت سے اہل بیت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور اہل بیت میں نبی کریم صلی

اللہ علیہ و سلم کے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا

اور علی مرتضیٰ اور حسین کریمین رضی اللہ عنہم سب داخل ہیں آیات واحادیث کو جمع کرنے

سے یہی نتیجہ نکلتا ہے اور یہی حضرت امام ابو منصور ماتریدی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے ان

آیات میں اہل بیت رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم کو نصیحت فرمائی گئی ہے تاکہ وہ گناہوں

سے بچیں اور تقویٰ و پرہیزگاری کے پابند رہیں گناہوں کو ناپاکی سے اور پرہیزگاری کو پاکی سے

استعارہ فرمایا گیا کیونکہ گناہوں کا مرتکب ان سے ایسا ہی ملوث ہوتا ہے جیسا جسم نجاستوں سے (خزائن العرفان) معلوم ہوا کہ اہل بیت خواہ ازواج ہوں یا اولاد اطہار ہوں سب کو رب نے پاک فرمادیا کیوں اس لئے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے قبیلے والے ہیں یہ خصوصی طہارت دوسروں کو میسر نہیں۔ (الکلام المقبول)

حضور سیدی شیخ محقق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا ارشاد ہے تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جس کی سیرت و معاشرت اپنے اہل و عیال کے ساتھ بہتر ہے اور تم سب سے بڑھ کر میں خود اپنے اہل و عیال کے ساتھ بہتر ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم جب سفر پر تیار ہوتے تھے تو ازواج میں قرعہ اندازی فرماتے تھے جن سیدہ کا نام نکلتا تھا اسے اپنے ہمراہ لے جاتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ و سلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو مومنین کی مائیں کہا ہے یہ حرمت نکاح اور وجوب احترام میں ارشاد وارد ہوا ہے اور دیکھنے و تنہا رہنے میں نہیں پھر بھی ان کی بیٹیاں عام مسلمانوں کی بہنیں بردار ماموں اور خالاؤں کے شمار میں نہیں اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم مردوں اور عورتوں کے باپ شمار ہوتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی ازواج پاک امت کی تمام عورتوں سے افضل ہیں ان کا ثواب و عقاب بھی ان کے مقابلے میں دوگنا ہے اور ساری ازواج پاک میں سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سب سے افضل ہیں اور ان دونوں کے درمیان فضیلت کے بارے میں علماء کا اختلاف پایا جاتا ہے اس بارے میں آگے جا کر تحقیق پیش کی جائیگی۔ (مدارج شریف مترجم)

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اہل بیت میں داخل ہیں

جیسا کہ گذشتہ اوراق میں فیوض الباری، خزائن العرفان، الکلام المقبول کے حوالہ سے گزرا



## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی اہل بیت اطہار میں داخل ہیں لیکن شیعہ کے نزدیک اہل بیت سے مراد حضرت علی، فاطمہ و حسنین کریمین رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں جب کہ ہم جماعت اہلسنت و جماہیر علماء و سلف و خلف کے نزدیک ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی اہل بیت میں سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قالوا اتعجبین من امر اللہ رحمت اللہ وبرکاتہ علیکم اهل البیت انه حمید مجید

ترجمہ : فرشتے بولے کیا اللہ کا اچنبا کرتی ہو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اس گھر والو بے شک وہی ہے سب خوبیوں والاعزت والا (کنز الایمان) فرشتوں کے کلام کے یہ معنی ہیں کہ تمہارے لیے کیا جائے تعجب ہے تم اس گھر میں ہو جو معجزات اور خوارق عادات اور اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا مورد بنا ہوا ہے۔

مسئلہ..... اس آیت سے ثابت ہوا کہ بیبیاں اہل بیت میں داخل ہیں۔ (خزائن العرفان) اسی آیت کے تحت تفسیر خازن میں ہے کہ وفيہ دلیل علی ان ازواج الرجل من اهل بیتہ یعنی اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ آدمی کی ازواج یعنی بیویاں اس کی اہل بیت میں سے ہیں (خازن) نیز تفسیر بغوی میں ہے کہ وفيہ دلیل علی ان الازواج من اهل البیت یعنی اس میں بیویوں کے اہل بیت سے ہونے پر دلیل ہے۔

نیز تفسیر روح المعانی میں اسی آیت کے تحت ہے واستدلال بالایة علی دخول الزوجة فی اهل البیت وهو الذی ذهب الیہ السنون (روح المعانی) یعنی اس آیت سے زوجہ کے اہل بیت میں داخل ہونے پر استدلال کیا گیا ہے اور یہ سنیوں کا مذہب ہے۔

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

نیز قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں رقمطراز ہیں و فی الایة رد علی الروافض  
حیث لایزعمون ازواج النبی ﷺ من اهل البيت مع ان اهل البيت من حیث  
اللغة هی ازواج وغیر من اتباع لهن. (مظہری)

یعنی اس آیت میں روافض پر رد ہے اس حیثیت سے کہ وہ ازواجِ مطہرات نبی صلی اللہ  
علیہ و سلم کو اہل بیت سے گمان نہیں کرتے باوجودیکہ اہل بیت من حیث اللغة ازواج ہی  
ہیں جب کہ ان کے ماسوا ازواج کے تابع ہیں۔ نیز واذ غدوت من اہلک تبوی  
المؤمنین مقاعد للقتال واللہ سمیع علیم ترجمہ:- اور یاد کرو کہ اے محبوب جب تم صبح  
کو اپنے دولت خانہ سے برآمد ہوئے مسلمانوں کو لڑائی کے مورچوں پر قائم کرتے اور اللہ سنا  
چاہتا ہے (کنز الایمان) اس آیت میں بھی اہل مستعمل ہے حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی  
علیہ الرحمة فرماتے ہیں کہ اہل کے معنی ہیں گھروالے یہاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ  
عنها مراد ہیں کہ حضور انور (صلی اللہ علیہ و سلم) جنگ احد کے لئے اُم المؤمنین عائشہ  
صدقہ رضی اللہ عنها کے گھر سے ہی روانہ ہوئے تھے قرآن شریف میں اہل یا اہل بیت  
صرف بیوی کو کہا جاتا ہے اور نبی کے اہل بیت صرف مومن بیویاں ہیں۔

### فائدہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنها مومنہ متقیہ اور صالحہ ہیں اور نبی کریم (صلی اللہ  
علیہ و سلم) کی اہل بیت۔ رب تعالیٰ نے انہیں یہاں من اہلک فرمایا کافر اولاد اور کافر  
بیوی نبی کے اہل بیت نہیں ہوتے رب تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام سے ان کے بیٹے  
کنعان کے متعلق فرمایا انہ لیس من اہلک اور لوط علیہ السلام سے ان کی کافرہ بیوی کے  
متعلق فرمایا الا امراتک قرآن کریم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنها کو حضور علیہ

السلام کی اہل بیت فرما کر ان کے ایمان و تقویٰ سب کی گواہی دے دی خیال رہے کہ قرآن کریم میں صرف بیوی کو اہل بیت کہا جاتا ہے چنانچہ یہاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل بیت کہا گیا دوسری جگہ ارشاد ہوا اذ قال لاہلہ امکتوا مویٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی سے فرمایا یہاں ٹھہرو ایک جگہ فرماتا ہے کہ فرشتوں نے بیوی سارہ سے کہا رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت (تفسیر نعیمی)

تفسیر خازن میں ہے قال مجاہد والکلبی والواقدی غدارسول اللہ ﷺ من منزل عائشہ یعنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ سے برآمد ہوئے تھے (خازن) نیز تفسیر بغوی میں ہے کہ قال مجاہد والکلبی والواقدی غدارسول صلی اللہ علیہ وسلم من منزل عائشہ رضی اللہ عنہا (تفسیر بغوی) وایضا فی الخازن واذغدوت من اہلک ای واذکر اذغدوت من اہلک یعنی منزل عائشہ قفیة منقبة عظيمة لعائشة رضی اللہ عنہا لقوله من اہلک فنص اللہ تعالیٰ علی انہا من اہلہ (خازن)

یعنی اے محبوب یاد کرو جب آپ اپنے دولت خانہ یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے سے برآمد ہوئے تو اللہ کے فرمان من اہلک میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے بہت بڑی منقبت و تعریف ہے اس لئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حضور کی اہل (بیت) میں ہونے پر نص فرمائی۔

نیز تفسیر قرطبی میں تحت آیت قالوا تعجبین ہے کہ الثالثة هذه الایة تعطی ان زوجة الرجل من اهل البیت هذا علی ان ازواج الانبیاء من اهل البیت فعائشة رضی اللہ عنہا وغیرہا من جملة اهل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ممن

قال فيهم ويطهر كم تطهيرا. (قرطبي)

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ یہ آیت خبر دیتی ہے کہ آدمی کی بیوی اس کے اہل بیت میں سے ہے پس یہ اس بات پر دال ہے کہ انبیاء کی ازواج ان کے اہل بیت میں سے ہیں لہذا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا و دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن حضور کے اہل بیت میں سے ہیں جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے ويطهر كم تطهيرا فرمایا نیز تفسیر جلالین شریف میں اللہ کے فرمان ہل اتك حدیث موسیٰ اذ رای نار افقال لاهله امكثوا (اور کچھ تمہیں موسیٰ کی خبر آئی جب اس نے ایک آگ دیکھی تو اپنی بی بی سے کہا ٹھہرو۔ کنز الایمان) کے کلمہ لاهله کی تفسیر لامرأ سے فرما کر اسی کی وضاحت فرمائی کہ اہل بیت میں ازواج داخل ہیں مزید برآں اسی کے حاشیہ میں ہے والخطاب لامراته وولدها والخدام ويجوز ان يكون للمرأة وحدها یعنی خطاب آپ کی بیوی اولاد اور خادم سے ہے جب کہ یہ بھی جائز ہے کہ تنہا آپ کی بیوی سے ہو پھر رہا یہ اعتراض کہ ضمیر جمع کی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی عظمت کو بتانے کے لئے واحد کے لئے جمع کا بھی صیغہ استعمال ہوتا ہے۔ نیز اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا ترجمہ بھی اسی کی طرف مشیر ہے۔ حکیم الامت علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں کہ بیویوں کا اہل بیت ہونا قرآنی آیات سے ثابت ہے رب نے حضرت سارہ کو جناب ابراہیم کی اہل بیت فرمایا رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اهل البيت حضرت صفورا کو جناب موسیٰ علیہ السلام کا اہل بیت فرمایا۔

اذ قال لاهله امكثوا انى انست نارا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل بیت فرمایا واذ غدوت من اهلك تبوى المؤمنین مقاعد للقتال اور اولاد کا اہل بیت ہونا حدیث سے ثابت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ حسنین کریمین اور جناب علی کے متعلق فرمایا اللهم هؤلاء اهل بينى خدایا یہ

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

لوگ بھی میرے اہل بیت ہیں لہذا حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی ازواج اور اولاد سب ہی اہل بیت ہیں رضی اللہ عنہم خلاصہ یہ ہے کہ بیت تین قسم کے ہیں بیت نسب، بیت سکن، بیت ولادت اس لئے اہل بیت بھی تین قسم کے ہیں۔ (مراۃ)

شیخ محقق علیہ الرحمة اشعت اللمعات میں فرماتے ہیں کہ بدانکہ اطلاق اہل بیت بچند معنی آمدہ کسانیکہ حرام است برایشان زکوٰۃ گرفتن وایشان بنوہاشم اندواین شامل است آل عباس و آل علی و آل جعفر و آل عقیل و آل حارث رضی اللہ عنہم اجمعین۔

جان لو کہ اہل بیت کا اطلاق چند معنی میں ہے وہ حضرات کہ جن پر زکوٰۃ لینا حرام ہے اور وہ بنو ہاشم ہیں اور یہ شامل ہے آل عباس، آل علی، آل عقیل، آل حارث کو رضی اللہ عنہم اجمعین۔

وگاہے بمعنی اہل و عیال آنحضرت آمدہ شامل مر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن را و بیرون آوردن نساء آنحضرت از اہل بیت مکابرہ است و مخالف است مرسوق آیت کریمہ را انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا زیرا کہ خطاب باایشان است در اول آیت و آخر آن پس بیرون آوردن ایشان از انچہ در مابین واقع شدہ بیرون می آرد کلام را از انساق و انتظام اور کبھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے اہل و عیال کے معنی میں جو کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو شامل ہے اور حضور کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اہل بیت سے خارج کرنا مکابرہ سینہ زوری اور سوق آیت یعنی آیت انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس کی روش کا خلاف کرنا ہے اس لئے

کہ آیت کے اول و آخر میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے خطاب ہے پس آیت کے درمیانی حصہ سے انہیں خارج کرنا کلام کو نظم و نسق سے باہر لانا ہے یعنی اس سے کلام میں نسق و نظم برقرار نہیں رہے گا۔

امام فخرالدین محمد رازی گفتہ کہ این آیت شامل است مرنساء آنحضرت رازیرا کہ سیاق آیت ندامی کند بر آن پس بیرون آوردن ایشان را از ان و مخصوص کردن بغیر ایشان صحیح نباشد امام فخرالدین محمد رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو شامل ہے اس لیے کہ سیاق آیت اس پر دلالت کرتا ہے پس ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اہل بیت سے خارج کرنا اور ان کے ماسوا کے ساتھ خاص کرنا صحیح نہ ہوگا و نیز گفتہ کہ اولیٰ آنست کہ گفتہ شود اہل بیت اولاد آنحضرت و ازواج اویند و حسن و حسین رضی اللہ عنہما از ایشانند و علی مرتضیٰ نیز اہل بیت اوست بجهت معاشرت او بنسبت پیغمبر و ملازمت او مروی را صلی اللہ علیہ و سلم اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اولیٰ و بہتر یہ ہے کہ اہل بیت حضور کی اولاد و ازواج ہیں جب کہ حسین کریمین ان میں داخل ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ بھی حضور کی اہل بیت میں داخل ہیں حضور کی شہزادی کے ساتھ معاشرت اور آپ کے احکام کی پابندی کرنے کی وجہ سے۔ و گاہے اطلاق اہل بیت چنان آمدہ کہ مضموم می گردد اختصاص آن بفاطمہ زہرا و علی و حسن و حسین سلام اللہ علیہم اجمعین اور بعض اوقات اہل بیت کا اطلاق اس طرح آیا ہے کہ جس سے سمجھ میں آتا ہے کہ لفظ اہل بیت حضرت فاطمہ زہرا و حسین و کریمین و علی رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ مختص ہے

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

روایت می کند انس رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم می گذشت بخانہ فاطمہ چون براء نماز بمسجد می آمد می گفت الصلوۃ یا اهل البيت انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا رواه الترمذی وابن شیبہ وازام سلمہ آمدہ کہ بودم من نزد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ خادم آمد و خبر کرد کہ علی و فاطمہ بر آستانہ ایستادہ اند پس گفت آنحضرت مرا یکسوشو پس من اندرون خانہ رفتم پستر آمد حسن و حسین پس استادند آنحضرت حسن و حسین را در کنار مبارک خود و گرفت علی را بیک دست خود و گرفت فاطمہ را بدست دیگر و بچسپانید بخود و پیچید برایشان گلیم سیاہ کہ پوشیدہ بود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و گفت خداوند اینها اهل بیت من اند آمدہ اند بسوئے تونہ بسوئے آتش من و اهل بیت من۔

حضرت انس روایت فرماتے ہیں کہ حضور جب نماز فجر کے لئے مسجد میں تشریف لاتے حضرت فاطمہ کے گھر کے پاس سے گزرتے تو فرماتے اے اهل بیت نماز (پڑھو) اور آیت پڑھتے انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت

یعنی اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے (کنز الایمان) حضرت ام سلمہ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھی کہ خادم نے آکر اطلاع دی حضرت علی و فاطمہ دروازے پر جلوہ افروز ہیں (حاضر ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آپ ایک طرف ہو جائیں پس میں گھر کے اندر چلی گئی پھر حسین کریمین حاضر ہوئے تو حضور نے انہیں

## ان معروف بہ مومنوں کی مقدس مائیں

آغوش مبارک میں لے لیا اور حضرت علیؑ کو ایک ہاتھ میں جب کہ حضرت فاطمہؑ کو دوسرے دست مبارک سے پکڑا اور انہیں اپنے ساتھ چھپا لیا اور وہ سیاہ کھیل کہ جو آپ نے اڑھا ہوا تھا اس میں انہیں چھپا لیا اور حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے دعا کی اے خداوندو مالک یہ میرے اہل بیت ہیں تیری بارگاہ کی طرف آئے ہیں نہ کہ آگ کی طرف میں اور میرے اہل بیت و نیکو ازام سلمہ آمدہ کہ گفت آنحضرت این مسجد من حرام است بر برحائض از زنان و ہرجنب از مردان مگر بر محمد و اہل بیت وی علی و حسن و حسین روایت کردہ این حدیث را بیقی و تضعیف کردہ یہ بھی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ یہ میری مسجد حرام ہے عورتوں میں سے ہر حائضہ اور مردوں میں سے ہر جنسی پر سوائے محمد صلی اللہ علیہ و سلمہ اور ان کی اہل بیت اور علی و فاطمہ و حسین پر اس روایت کو امام بیہقی نے روایت فرما کر ضعیف قرار دیا ہے۔

بالجملہ اطلاق اہل بیت بریں چہارتن پاک شائع و مشہور است حاصل کلام یہ کہ اہل بیت کا اطلاق ان چار پاکیزہ حضرات پر شائع و مشہور و معروف ہے۔  
و علماء در تطبیق این اقوال و توجیہ این اطلاقات گفتہ اند کہ بیت سہ است بیت نسب و بیت سکن و بیت ولادت اور علماء حضرات نے ان اقوال کے مابین تطبیق اور ان کے استعمالات کی توجیہ میں فرمایا ہے کہ بیت تین ہیں بیت نسب، بیت سکن، بیت ولادت۔ پس بنو ہاشم اولاد عبدالمطلب اہل بیت پیغمبر اند صلی اللہ علیہ و سلمہ از جہت نسب و اولاد جد قریب را بیت می خواہند و می گویند خانہ فلانی بزرگ ست پس حضور کے نسب کے اعتبار سے عبدالمطلب کی اولاد میں سے بنو ہاشم اہل بیت ہیں کیونکہ قریبی دادا کی اولاد کو بیت کہہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلان بزرگ کا بیت



وازواج مطہرات رضی اللہ عنہن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت سکنی اند واطلاق اہل بیت برزنان مرد را اخص و اعرف سنت بحسب عرف و عادت اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن حضور کی رہائش کے اعتبار سے اہل بیت ہیں اور کسی مرد کی بیویوں پر عرف و عادت کے اعتبار سے خاص طور پر معروف ہے۔  
 واولاد شریف آنحضرت اہل بیت ولادتند ( اشعت اللمعات ج ۴ ص ۶۸۰ کتب خانہ مجیدیہ ملتان ) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد از روئے ولادت کے آپ کے اہل بیت ہیں۔

نیز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم غداة وعلیہ مرط مڑحل من شعر اسود ضجا الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاءت فاطمة فادخلہا ثم جاء علی فادخلہم قال انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا (رواہ مسلم مشکوٰۃ)

ایک صبح حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے آپ پر کالی اون کی مخلوط چادر تھی حسن ابن علی آئے حضور نے انہیں داخل کر لیا پھر جناب حسین آئے وہ ان کے ساتھ داخل ہو گئے پھر جناب فاطمہ آئیں انہیں بھی داخل کر لیا پھر جناب علی آئے انہیں بھی داخل کر لیا پھر فرمایا اے نبی کے گھر والوں اللہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کر دے اور تم کو خوب پاک و صاف فرمادے۔ (مراۃ)

روایت مذکورہ کی شرح میں حضرت ملا علی القاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ وفیہ

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

دلیل علی ان نساء النبی ﷺ من اهل بيته ايضا لانه مسبق بقوله يانساء النبي لستن كاحد من النساء وملحوق بقوله واذكرن مايتلى في بيوتكن فضمير الجمع اما للتعظيم او تغليب ذكور اهل البيت علي ما استفاد من الحديث (مرقاة) یعنی اس میں حضور کی بیویوں کے اہل بیت میں ہونے پر بھی دلیل ہے اس لئے کے آیت کا مسبق اللہ کا فرمان يانساء النبي لستن كاحد من النساء ..... اے نبی کی بیوی تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو (کنز الایمان) اور اس کا ملحوق اللہ تعالیٰ کا فرمان واذكرن مايتلى في بيوتكن (اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت۔) (کنز الایمان) ہے رہی ضمیر جمع سو وہ تعظیم کے لئے یا اہل بیت کے مذکر افراد کی تغلیب کے لئے ہے نیز اسی مرقاة شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ عن ام سلمة ان النبي ﷺ جعل علي الحسن والحسين وعلي وفاطمة كساء وقال اللهم هؤلاء اهل بيتي وحافتي اذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا اخرجہ الترمذی وقال حسن صحيح وفي رواية الترمذی قالت ام سلمة وانا معهم يا رسول الله قال انت علي مكانك وانت علي خير وعن ام سلمة قالت بينا رسول الله ﷺ في بيته يوما اذ قال الخادم ان عليا وفاطمة بالسراى الباب قالت فقال لي قومي فتحنى لي عن اهل بيتي قالت فقامت فتحنى في البيت قريبا فدخل علي وفاطمة ومعهما الحسن والحسين وهما صبيان صغيران فاخذ الصبين فوضعهما في حجره فقبلتهما واعتنق عليا باحدى يديه وفاطمة با الاخرى وقبل فاطمة وقبل عليا واخذف اى ارسل عليهم خميصة سوداء ثم قال اللهم اليك لانا واهل بيتي قلت قلت وانا يا رسول الله ﷺ عليك قال وانت (اخرجہ احمد مرقاة شرح مشکوٰۃ)

یعنی سیدہ ام سلمہ سے روایت ہے فرماتی ہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حسین کریمین اور حضرت علی و فاطمہ پر چادر مبارک ڈالی اور دعا کی اے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور قریبی ہیں ان سے گندگی دور فرما اور ان کو خوب پاک و صاف فرما اس کی تخریج امام ترمذی نے کی جب کہ حسن نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ترمذی کی ایک روایت میں یہ ہے کہ ام سلمہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول میں بھی ان کیساتھ ہوں آپ نے فرمایا انت علی مکانک وانت علی خیر یعنی آپ اپنی جگہ بھلائی پر ہیں یعنی آپ تو اہل بیت میں داخل ہیں تمہارے لئے دعا کرنے کی کیا ضرورت ہے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ اسی اثنا کہ ہم اللہ کے رسول کے گھر میں تھے کہ خادم نے آکر کہا کہ علی و فاطمہ دروازے پر کھڑے ہیں فرماتی ہیں حضور نے مجھے حکم دیا کہ آپ میری اہل بیت سے ایک طرف ہو جائیں فرماتی ہیں کہ میں اٹھ کر گھر کے اندر چلی گئی تو حضرت علی و فاطمہ اور ان کے ہمراہ حسن و حسین در آنحالیکہ وہ بچے تھے داخل ہوئے تو حضور نے دونوں بچوں کو اپنی گود میں لے لیا اور ان کو بوسہ دیا اور حضرت علی کو ایک دست مبارک جب کہ فاطمہ کو دوسرے دست مبارک سے چمٹا لیا اور ان حضرات کا بوسہ لیا اور ان حضرات پر حضور نے اپنی سیاہ چادر مبارک ڈال کر دعا فرمائی اے اللہ یہ تیری طرف ناکہ آگ کی طرف میں اور میری اہل بیت بھی (آئے ہیں) فرماتی ہیں میں نے عرض کی میں بھی یا رسول اللہ فرمایا تو اپنی جگہ خیر پر ہے۔ اس کے بعد مرقاة نے فرمایا والظاہر ان هذا الفعل تكرر منه صلى الله عليه وسلم في بيت ام سلمة کہ یہ بات ظاہر ہے کہ حضور کا یہ فعل مبارک ام سلمہ کے گھر تکرار کیساتھ ہوا اور رہا منع کرنا سوا اس وجہ سے تھا کہ خاص طور پر وہ حضرات جو کہ اہل بیت میں داخل نہیں ہیں ان کو داخل کرنا ہے۔ کیونکہ سیدہ ام سلمہ تو پہلے ہی اہل بیت میں داخل ہیں ایسا نہیں کہ وہ اہل بیت میں داخل نہیں چنانچہ حضرت ملا علی القاری فرماتے ہیں لا انہا

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

ليست من اهل البيت بل هي منهم ولذلك قالت في الحديث الاخر وانا ولم  
تقل معهم اى انا ايضا الى الله لالى النار قال وانت الى الله لالى النار  
وكذا لما قالت وانا من اهل البيت فى رواية قال وانت من اهل البيت واثبتك  
ايضا على انه قد ورد انه صلى الله عليه وسلم اذن لها فى الدخول معهم فى  
الكساء. (مراقبة)

يعنى ايسا نہیں ہے کہ امّ سلمہ اہل بیت میں داخل نہیں بلکہ وہ داخل ہیں اسی وجہ کر کے دوسری  
حدیث میں انا بغیر معهم کے فرمایا یعنی میں بھی اللہ کی بارگاہ کی طرف (آئی) نہ کہ آگ کی  
طرف تو حضور نے فرمایا اور تو بھی اللہ کی بارگاہ کی طرف آئی ہے نہ آگ کی طرف اسی طرح ایک  
روایت میں جب آپ نے عرض کی کہ میں بھی اہل بیت میں ہوں تو حضور نے فرمایا تو بھی اہل  
بیت میں ہے اور میں تم کو ثابت رکھتا ہوں بر بنائے اس روایت کے کہ جو وارد ہوئی کہ حضور نے  
سیدہ امّ سلمہ کو حضرت علی وفاطمہ و حسین کے ساتھ چادر میں داخل ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی  
اسی کی تصریح صاحب مرآة نے بایں الفاظ فرمائی کہ یہ آیت کریمہ ازواج مطہرات رضی اللہ  
عنہن کے حق میں نازل ہوئی ہے کیونکہ اوپر سے انہیں کا ذکر ہے اور خود اس آیت کے اول میں  
انہیں سے خطاب ہے اور بعد میں بھی انہیں سے خطاب اگر اتنے ٹکڑے میں یہ حضرات مراد ہوں تو  
آیات بلکہ ایک آیت کے اجزاء میں سخت بے ربطی ہو جاوے گی مگر چونکہ انہیں ازواج پاک اہل  
بیت کے لفظ سے یاد فرمایا گیا لہذا یطہرکم ضمیر مذکر ارشاد ہوئی کہ لفظ اہل بیت مذکر ہے جیسے  
فرشتوں نے حضرت سارہ زوجہ ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا تھا اتعجبن من امر اللہ  
ورحمة اللہ وبرکاتہ علیکم اہل بیت وہاں بھی علیکم جمع مذکر کی ضمیر ارشاد ہوئی ہے  
حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ ان حضرات کو بھی اس میں داخل فرمائیں لہذا

ادعا فرمائی کہ الہی یہ بھی میرے گھر والے ہی ہیں انہیں بھی خوب پاک فرمادے اسی لئے روایات میں ہے کہ جناب ام سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بھی اس کبیل شریف میں داخل فرمائیں فرمایا انت علیٰ خیر تم تو اس آیت خیر میں ہو ہی تمہارے لئے دعا کر کے داخل کرنے کی کیا ضرورت ہے ہم تو ان کو داخل کرنے کی دعا کر رہے ہیں جو اسمیں داخل نہیں۔ الی ان قال بعض روایات میں ہے کہ حضرت ام سلمہ نے حضور سے اس موقع پر عرض کیا حضور میں بھی آپ کی اہل بیت ہوں فرمایا تم بھی اہل بیت ہو بعض روایات میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ و سلم نے ام سلمہ کو بھی کبیل میں لے لیا پھر یہ دعا فرمائی۔ (مراة شرح مشکوٰۃ)

خیال رہے کہ لفظ پنجتن پاک اس حدیث سے لیا گیا ہے اور یہ واقعہ بہت بار ہوا کہ ام سلمہ کو کبیل شریف میں داخل نہیں کیا اور کبھی داخل فرمایا (مراة) خیال رہے کہ سوائے انبیاء کرام اور فرشتوں کے کوئی معصوم نہیں ہاں حضرات صحابہ کرام اور بعض اولیاء اللہ محفوظ ہیں اس آیت سے ان حضرات کی معصومیت ثابت نہ ہوگی جیسا کہ روافض نے سمجھا اور معصوم وہ ہوتا ہے جو گناہ نہ کر سکے جب کہ محفوظ وہ ہے جو گناہ نہ کرے نیز یہ آیت انما یرید اللہ الایۃ سے زمانہ جاہلیت کی گھنونی عادات کی گندگی سے دور رکھنا مراد اس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ پہلے یہ حضرات پاک و صاف نہ تھے اب پاک ہوں گے۔ (مراة)

سیما پہلی ماں کہف امن وامان  
حق گزار رفاقت پہ لاکھوں سلام  
عرش سے جس پر تسلیم نازل ہوئی  
اس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام

منزل من قصب لالصب لاصخب

ایسے کوشک کی زینت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ)

## فضائل اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ خیر نسائہا مریم بنت عمران و خیر نسائہا خدیجہ بنت خویلد (متفق علیہ) اس کی بہترین بی بی مریم بنت عمران ہیں اور اس کی بہترین بی بی خدیجہ بنت خویلد ہیں (مشکوٰۃ ص ۵۷۳ و مراۃ)

وفی رواية ابو کرب و اشار و کعب الی السماء و الارض اور ایک روایت میں ہے کہ ابو کرب نے فرمایا کہ کعب نے اس آسمان و زمین کی طرف اشارہ کیا شیخ محقق علیہ الرحمة فرماتے ہیں و اشارت کرد و کعب کہ از حفاظ حدیث است در مرتبہ مالک و اقران اوست بسوئی آسمان و زمین برائے بیان معنی دنیا یعنی بہتر است از آسمانی کہ در زیر آسمان و بر زمین اند حضرت و کعب جو کہ حفاظ حدیث میں سے ہیں امام مالک کے مرتبہ و آپ کے پایہ کے ہیں انہوں نے دنیا کا معنی بیان کرنے کے لئے آسمان اور زمین کی طرف اشارہ فرمایا یعنی ان خواتین سے بہتر جو آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر ہیں و ازیں حدیث ظاہر شد کہ مریم و خدیجہ ہر یک بہترین امت خود ست ولیکن معلوم نشد نسبت میان این ہردو کہ کدام فاضل تر ست نقل کردہ شدہ است از تفسیر نسفی کہ خدیجہ و عائشہ افضل انداز مریم بر قول صحیح کہ پیغمبر نیست و این خود مقرر ست کہ این امت

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

مرحومہ بہتر ست از امتان دیگر باز در عائشہ و خدیجہ نیز اختلاف کردہ اندوہمچنین در فضل فاطمہ بر عائشہ و مالک گفت رحمة اللہ علیہ فاطمہ جگر پارہ پیغمبر ست و من بر جگر پارہ پیغمبر ہیچکس را فضل نہ نہم (اشعت اللمعات ج ۳ ص ۷۰۲ کتب خانہ مجیدیہ ملتان) یعنی اس سے ظاہر ہوا کہ مریم و خدیجہ ہر ایک اپنی امت کی بہترین خاتون ہیں لیکن یہ معلوم نہیں ہوا کہ ان دونوں میں کون فاضل تر ہے تفسیر لعنفسی سے نقل کیا گیا ہے کہ خدیجہ و عائشہ قول صحیح پر مریم سے افضل ہیں کیونکہ مریم پیغمبر نہیں (اور نہ ہی کسی نبی کی زوجہ ہیں) اور یہ بات مقرر و ثابت شدہ ہے کہ یہ امت مرحومہ دوسری امتوں سے بہتر ہے پھر حضرت عائشہ و خدیجہ میں بھی اختلاف ہے کہ ان میں سے کون افضل ہیں اسی طرح حضرت فاطمہ کی حضرت عائشہ پر فضیلت میں بھی اختلاف ہے حضرت امام مالک نے فرمایا ہے کہ حضرت فاطمہ حضور کی جگر پارہ ہیں اور میں نبی صلی اللہ علیہ و سلم کی جگر پارہ پر کسی کو فضیلت نہیں دیتا ہوں مرقاة میں ہے رواہ الحارث عن عروہ مرسلہ خدیجہ خیر نساء عالمہا و مریم خیر نساء عالمہا و فاطمہ خیر نساء عالمہا (مرقاة شرح مشکوٰۃ) یعنی حارث عروہ سے مرسلہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ اپنے زمانے کی عورتوں میں سب سے افضل ہیں اور حضرت مریم اپنے زمانے کی عورتوں سے بہتر ہیں اور حضرت فاطمہ اپنے زمانے کی بیبیوں سے افضل ہیں نیز قال القاضی انما وحد الضمیر لانہ اراد جملة طبقات السماء و اقطار الارض او ان مریم خیر من سعد بروحہن الی السماء و خدیجہ خیر نساء علی وجه الارض و الحدیث ورد فی ایام حیاتہا (مرقاة شرح مشکوٰۃ) یعنی قاضی نے فرمایا یہاں ضمیر کو واحد لایا گیا اس لیے کہ یہاں آسمان کے تمام طبقات اور زمین کے تمام گوشے مراد ہیں یا اس لئے کہ مریم ان عورتوں سے جو اپنی روح

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

کے ساتھ آسمان کی طرف بلند ہوئیں بہتر ہیں اور خدیجہ ان عورتوں سے جو زمین پر ہیں ان سے افضل ہیں کیونکہ حدیث آپ کی حیات کے دنوں وارد ہوئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے فقال یا رسول اللہ هذه خديجة قد اتت معها انا في ادم وطعام فاذا اتتك فاقراء عليها السلام من ربها ومنى وبشرها بيت في الجنة من قصب لا صخب فيه ولا نصب (مشکوٰۃ ص ۵۷۳)

عرض کی اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ و سلم) یہ خدیجہ آرہی ہیں ان کے ساتھ برتن ہے جس میں سالن اور کھانا ہے تو جب وہ آپ کے پاس آئیں تو انہیں ان کے رب کا سلام اور میرا سلام فرمائیں اور انہیں جنت کے اس گھر کی بشارت دے دیں جو ایک موتی کا ہے نہ اس میں شور ہے نہ کوئی تکلیف (مراۃ)

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اسی حدیث کی ترجمانی یوں فرماتے ہیں کہ

عرش سے جس پہ تسلیم نازل ہوئی

اس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام

منزل من قصب لا نصب لا صخب

ایسے کوشک کی زینت پہ لاکھوں سلام

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ گفتہ اند کہ در اینجا فضل ست مر خدیجہ را بر

عائشہ کہ در حدیث عائشہ بسلام جبرئیل اکتفا کردہ اند چنانچہ بیائید۔

(اشعت اللمعات ج ۲ ص ۷۰۲ کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

یعنی علماء کرام نے فرمایا ہے اس جگہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر سیدہ خدیجہ کی فضیلت



## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں حضرت جبریل کے سلام پر اکتفاء کیا گیا ہے جیسا کہ آئے گا۔

نیز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ماغرت علی احد من نساء النبی ﷺ ماغرت علی خدیجۃ ومارئیتھا ولكن کان یكثر ذکرھا وربما ذبح الشاة ثم یقطعھا اعضاء یبعثھا فی صدائق خدیجۃ فر بما قلت له کانه لم تکن فی الدنیا امرأۃ الا خدیجۃ فیقول انھا کانت و کانت و کان لی منها ولد (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۵۷۳)

میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ و سلم کی ازواج پاک میں سے کسی پر اتنی غیرت نہ کی جتنی جناب خدیجہ پر غیرت کی حالانکہ میں نے انہیں دیکھا نہ تھا لیکن حضور ان کا بہت ذکر کرتے تھے بہت دفعہ بکری ذبح کرتے پھر اس کے اعضاء کاٹتے پھر وہ جناب خدیجہ کی سہیلیوں میں بھیج دیتے تھے تو میں کبھی حضور سے کہہ دیتی کہ گویا خدیجہ کے سوا دنیا میں کوئی عورت ہی نہ تھی تو آپ فرماتے وہ ایسی تھیں وہ ایسی تھیں اور ان سے میری اولاد ہوئی۔ خیال رہے یہاں غرت عین کے کسرہ کیساتھ غار یغار بروزن خاف یخاف یعنی غیرت وحمیت کے ہے (مرقاة) غرت بمعنی حسد نہیں بلکہ بمعنی رشک یا غبطہ ہے دینی امور میں رشک جائز ہے جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت خدیجہ کی محبوبیت دیکھ کر رشک فرمایا کہ میں بھی ان کی طرح حضور انور صلی اللہ علیہ و سلم کی محبوبہ ہوتی کہ مجھے حضور انور صلی اللہ علیہ و سلم میری وفات کے بعد اسی طرح تعریفیں فرماتے جیسی ان کی فرماتے ہیں (مرآة) شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ ہمہ اولاد آنحضرت از خدیجہ است رضی اللہ عنہا الا ابراہیم از ماریہ قبطیہ وکدام اولاد فاضل ترو کامل تراز فاطمہ سیدہ نساء العلمین

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

مادر حسن و حسین سلام اللہ علیہم اجمعین بود و در ایضا تعریض ست بعائشہ کہ ازوے بیچ ولدی نشدہ (اشعت اللمعات ج ۲ ص ۷۰۳ کتب خانہ مجیدیہ ملتان) یعنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی تمام اولاد حضرت خدیجہ سے تھی سوائے حضرت ابراہیم کے کہ وہ ماریہ قبطیہ سے تھے اور کون سی اولاد فاضل تر و کامل تر حضرت فاطمہ کی اولاد سے ہوگی جو کہ تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار اور حسن و حسین کی والدہ ہیں اور اس جگہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تعریض ہے کہ ان سے کوئی اولاد نہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور انور کو کنواری ملیں اور جناب خدیجہ کو حضور صلی اللہ علیہ و سلم کنوارے آپ مسلمانوں کی پہلی ماں ہیں۔ (مرآة)

سیما پہلی ماں کہف امن و امان  
حق گزار رفاقت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ)

مرقاۃ میں فرمایا کانت صوامۃ وقوامۃ ومحسنۃ ومشفقة الی غیر ذلک یعنی آپ روزے دار بہت قیام کرنے والی احسان فرمانے والی شفقت کرنے والی تھیں۔

قال المؤلف خدیجة بنت خویلد بن اسدا لقرشیة کانت تحت ابن ہالہ بن زرارہ ثم تزوجها عتیق ابن عائذ ثم تزوجها النبی ﷺ ولها یومئذ من العمر اربعون سنة ولم ینکح صلی اللہ علیہ و سلم قبلها امرآة ولا ینکح علیها حتی ماتت وهی اول من امن من كافة الناس ذکرهم واثامهم وجميع اولاده منها غیر ابراهیم فانه من ماریة وماتت بمکة قبل الهجرة بخمس سنین وقبل

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

باربع سنین وقیل بثلاث و كان قد مضى من النبوة عشر سنين و كان لها من العمر خمس وستون سنة و كان مدة مقامها مع رسول الله ﷺ خمسة وعشرين سنة و دفنت بالحجون (مرقاة شرح مشکوة) یعنی حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد قریشہ ابن ہالہ بن زرارہ کی زوجیت میں تھیں پھر آپ سے عتیق بن عائد نے نکاح کیا پھر چالیس سال کی عمر میں حضور نے نکاح فرمایا آپ سے پہلے حضور نے نکاح کیا اور نہ ہی آپ کے بعد آپ کے وصال تک کسی سے نکاح فرمایا اور سیدہ تمام مرد و عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں تھیں اور حضور کی تمام اولاد سوائے حضرت ابراہیم کے جو ماریہ قبطیہ سے تھے حضرت خدیجہ سے تھی آپ کا انتقال قبل ہجرت پانچ یا چار یا تین سال ہو جب کہ اعلان نبوت کے دس سال گزر چکے تھے سیدہ کی عمر پینسٹھ سال تھی جب کہ پچیس سال حضور کی شریک حیات رہیں مقام حجوں میں مدفون ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ان النبی صلی

اللہ علیہ و سلم قال حسبک من نساء العالمین مریم بنت عمران و خدیجة

بنت خویلد و فاطمة بنت محمد و آسیة امرأة فرعون رواہ الترمذی (مشکوٰۃ

ص ۵۷۳) نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ تمہارے جہان والی عورتوں میں جناب

مریم بنت عمران خدیجہ بنت خویلد فاطمہ بنت محمد اور آسیہ فرعون کی بیوی کافی ہے اس حدیث سے

ان چار بیبیوں کی اپنے ماسوا پر فضیلت بیان کی گئی پھر اگر یہ کہا جاوے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ

عنها کا تو حدیث مذکور میں تذکرہ نہیں ہے تو اس کا جواب شیخ محقق علیہ الرحمۃ نے یہ دیا کہ

و ذکر عائشہ دریں حدیث نکرد از جهت اکتفاء کردن بذکر وہ در احادیث

دیگر کما قالوا (اشعت اللمعات) یعنی اس جگہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنها کا ذکر اس وجہ

سے نہیں فرمایا کہ ان کا ذکر دوسری احادیث میں کیا جا چکا ہے اسی پر اکتفاء کر لیا گیا نیز مرقاۃ نے

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

اس مقام پر فرمایا کہ ولعل هذا الحديث قبل حصول كمال عائشة ووصولها الى وصال الحضرة ثم رایت في الجامع روى احمد والشيخان والترمذى وابن ماجه عن ابى موسى مرفوعا كمل من الرجال كثير ولم يكمل من النساء الا آسية امرأة فرعون ومريم بنت عمران وان فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام (مراقبة شرح مشکوٰۃ) یعنی شاید کہ یہ حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کمال کے حصول اور حضور کی بارگاہ میں وصول سے پہلے کی ہو پھر میں نے جامع میں دیکھا کہ امام احمد اور شیخین اور ترمذی وابن ماجہ نے ابو موسیٰ سے مرفوعاً روایت فرمایا ہے کہ مردوں میں بہت کامل ہوئے جب کہ عورتوں میں سوائے فرعون کی بیوی آسیہ اور مریم بنت عمران کے کوئی کامل نہیں ہوا رہی عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت سو وہ تو عورتوں پر ایسی ہیں جیسے تمام کھانوں پر تریڈ کی فضیلت ہے۔

خیال رہے کہ امام سیوطی علیہ الرحمۃ نقایہ میں فرماتے ہیں کہ نعتقد ان افضل النساء مريم وفاطمة وافضل امهات المؤمنين خديجة وعائشة وفي التفضيل بينهما اقوال ثالثها التوقف اقول التوقف في حق الكل اولى اذ ليس في المسئلة دليل قطعي والظنيات متعارضة غير مفيدة للعقائد المبنية على اليقنيات.

(مراقبة)

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ تمام عورتوں سے افضل مریم اور فاطمہ ہیں جب کہ امہات المؤمنین میں افضل خدیجہ و عائشہ ہیں اور ان کی آپس میں فضیلت کے بارے میں کئی اقوال ہیں جب کہ تیسرا مذہب توقف ہے اور میرے نزدیک سب کے حق میں توقف بہتر ہے کیونکہ مسئلہ ہذا میں کوئی دلیل قطعی نہیں ہے جب کہ ظنات متعارض ہیں اور ظنی دلائل عقائد کیلئے جو کہ یقینات پر مبنی ہیں فائدہ

ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

نہیں دیتے۔

خیال رہے احمد اور طبرانی کی حضرت انس سے روایت میں یہ الفاظ ہیں خیر نساء العالمین اربع مریم بنت عمران و خدیجہ بنت خویلد و فاطمة بنت محمد و آسیة امرأة فرعون اور حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان الفاظ سے روایت فرمائی سید نساء اهل الجنة اربع مریم و فاطمة و خدیجہ و آسیة (مرقاة شرح مشکوٰۃ) یعنی اہل جنت کی بیبیوں کی سردار چار خواتین ہیں حضرت مریم حضرت فاطمہ حضرت خدیجہ اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہن و فی الجامع فاطمة سیدة نساء اهل الجنة الامریم بنت عمران رواہ الحاکم فی مستدرک کہ (مرقاة شرح مشکوٰۃ) یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتیوں کی بیبیوں کی سردار ہیں سوائے مریم بنت عمران کے۔

### ایمان کو جلا بخشنے والی بحث

شیخ محقق سیدی عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ حدیث فاطمہ کے تحت فرماتے ہیں بدانکہ این حدیث دلالت دارد بر فضل فاطمہ بر تمامہ نساء مومنات حتی از مریم و آسیہ و خدیجہ و عائشہ ہنچنین گفته است سیوطی و در بعضی احادیث مریم بنت عمران را از عموم نساء کہ زہرا رضی اللہ عنہا را برایشان تفضل دادہ استثناء کردہ است و در حدیث دیگر آمدہ کہ مثل فاطمہ در این امت مثل مریم ست در قوم خود یعنی فاضل تر از غیر خود و تواند کہ اختلاف این اخبار بجهت تدرج اطلاع آنحضرت بود صلی اللہ علیہ و سلم بر فضیلت فاطمہ بوحی و اعلام پروردگار تا عموم فضل و بر تمامہ نساء عالم ثابت شد واللہ اعلم (اشعت اللمعات ج ۲ ص ۶۸۴) یعنی

جان لو کہ یہ حدیث حضرت فاطمہ کی تمام مومنہ عورتوں پر فضیلت فاطمہ پر دلالت کرتی ہے حتیٰ کہ حضرت مریم اور آسیہ اور خدیجہ و عائشہ پر بھی اسی طرح امام سیوطی نے فرمایا ہے اور ایک حدیث میں جن عورتوں پر فاطمہ کو فضیلت دی گئی ہے ان میں سے حضرت مریم بنت عمران کو استثناء کیا گیا ہے اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ فاطمہ کی مثل اس امت میں وہ ہے جو مریم کی اپنی قوم میں ہے یعنی اپنے علاوہ سے زیادہ فضل رکھتی ہیں ہو سکتا ہے کہ یہ اختلاف اس بنا پر ہو کہ حضور کو حضرت فاطمہ کی فضیلت وحی الہی اور اللہ کی طرف سے تدریجاً خبر دینے کے ذریعہ دی گئی ہو یہاں تک کہ آخر میں تمام عالم کی عورتوں پر آپ کی فضیلت ثابت ہو گئی ہو۔ واللہ اعلم

وبعضے علماء عائشہ رافضل نہندبر فاطمہ از جہت آنکہ عائشہ با پیغمبر در بہشت باشد و فاطمہ با علی ولا بد مقام و مکان پیغمبر اعلیٰ و اشرف از مقام علی است ولیکن در احادیث واقع شدہ است کہ آنحضرت با فاطمہ خطاب کرد کہ من و تو و علی و حسن و حسین در یک مکان و یک مقام خواہیم بود و نیز گویند عائشہ مجتہدہ بود در زمان خلفائے اربعہ فتویٰ میداد و اجتبہا دمیکرد و سیوطی در فتاویٰ میگوید در اینجا مذہب است اصح مذہب آنکہ فاطمہ رضی اللہ عنہا افضل است از عائشہ رضی اللہ عنہا و بعضے بمساوات رفتہ اند و بعضے در توقف مانده و استردشنی از حنیفہ و بعضے شافعیہ بتوقف مائل ترند و چون مالک را ازان پرسیدند گفت فاطمہ بضعہ من النبی فاطمہ گوشت پارتہ پیغمبر است ولا افضل علی بضعہ من رسول اللہ ﷺ احدا فضیلت نمی نہم من برجگر پارہ پیغمبر ہیچ کس و امام سبکی فرمودہ

است کہ آنچہ مختار ماودین ماست آنست کہ فاطمہ افضل است بعد از  
 وہ مادرش خدیجہ بعدازاں عائشہ رضی اللہ عنہن اجمعین ودر خدیجہ  
 وعائشہ نیز اختلاف دارند وحق آنست کہ حیثیات مختلف اند و بعضے  
 افضلیت بمعنی کثرت ثواب وارند کہ علماء اختیار کرده اند ولیکن ہیچ  
 کس بحسب شرف ذات و طہارت و طینت و پاکی جوہر بفاطمہ و حسن  
 و حسین نرسند واللہ اعلم (اشعة اللمعات ج ۲ ص ۶۸۴) یعنی بعض علماء حضرت  
 عائشہ رضی اللہ عنہا کو فاطمہ بر فضیلت دیتے ہیں اس وجہ سے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ  
 عنہا جنت میں حضور کیساتھ ہوں گی اور فاطمہ علی کیساتھ اور یہ بات لابدی ہے کہ حضور کا مکان  
 و مقام حضرت علی کے مقام سے اعلیٰ و اشرف ہے لیکن احادیث میں آیا ہے کہ حضور نے فاطمہ سے  
 خطاب فرمایا کہ میں اور آپ اور علی اور حسن و حسین جنت میں ایک جگہ ایک مقام میں ہوں گے اور  
 یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مجتہدہ تھیں اور خلفائے اربعہ کے زمانہ میں فتویٰ  
 دیتی تھیں اور اجتہاد کرتی تھیں امام سیوطی فتاویٰ میں فرماتے ہیں کہ اس جگہ تین مذہب ہیں سب  
 سے صحیح یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ سیدہ صدیقہ سے افضل ہیں جب کہ بعض علماء مساوات کے قائل ہیں  
 اور بعض نے توقف فرمایا ہے استردشنی احناف میں اور بعض شافعیہ توقف کی طرف مائل ہیں اور  
 جب امام مالک سے اس بارے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ سیدہ فاطمہ حضور کی لخت جگر اور پارہ  
 پیغمبر ہیں اور کسی کو حضور کے پارہ جگر پر فضیلت نہیں ہے اور میں کسی کو بھی حضور کے پارہ جگر  
 پر افضلیت نہیں دیتا ہوں جب کہ امام سبکی نے فرمایا ہے کہ وہ جو کہ ہمارا پسندیدہ و ہمارا دین ہے وہ  
 یہ ہے کہ فاطمہ افضل ہیں آپ کے بعد آپ کی والدہ حضرت خدیجہ اور ان کے بعد سیدہ عائشہ  
 رضی اللہ عنہا اور حضرت خدیجہ و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں بھی اختلاف ہے اور یہ

ہے کہ حیثیات مختلف ہیں جب کہ بعض علماء افضلیت بمعنی کثرت ثواب کے قائل ہیں جس کا انہوں نے اعتبار کیا ہے لیکن کوئی شخص شرافت ذات اور طہارت اصل اور پاکیزگی جوہر میں سیدہ فاطمہ اور حسنین کریمین کو نہیں پہنچتا۔

مدارج شریف میں ہے کہ شیخ ولی الدین العراقی علیہ الرحمة فرماتے ہیں کہ امہات المؤمنین میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہر صحیح اور قول مختار کے مطابق افضل ہیں اور بعض سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو افضل بتاتے ہیں لہجہ میں شیخ الاسلام زکریا نے فرمایا ہے کہ سیدہ خدیجہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سب سے افضل ہیں اور ان دونوں کے درمیان فضیلت کے بارے میں علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے ابن عماد صراحت سے یوں بیان فرماتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ کو اس وجہ سے فضیلت حاصل ہے کہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں کہا کہ اللہ تعالیٰ سے سیدہ خدیجہ سے بہتر درجہ آپ کو عطا فرمائی ہے اس سے مراد ان کی اپنی ذات تھی اور سیدہ خدیجہ سے اپنے آپ کو افضل کہا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا نہیں خدا کی قسم اللہ تعالیٰ سے مجھے سیدہ خدیجہ سے بہتر وجہ عطا نہ فرمائی کیونکہ خدیجہ اس وقت مجھ پر ایمان لائی تھیں جب کہ دیگر لوگ مجھے جھٹلاتے تھے اور اس وقت اپنے مال سے میری مدد کی تھی جب کہ لوگوں نے مجھے محروم رکھا تھا ابن داؤد سے لوگوں نے دریافت کیا کہ ان ہر دو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما سے کون زیادہ فضیلت رکھتی ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ اس لئے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا سلام نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں معرفت جبرئیل علیہ السلام کہلوا یا تھا جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب سے سلام معرفت جبرئیل علیہ السلام بزبان حبیب پاک صلی اللہ



علیہ و سلم سیدہ خدیجہ کو کہلوا یا اس وجہ سے سیدہ خدیجہ کو فضیلت حاصل ہے بہ نسبت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ازاں بعد ابن داؤد سے دریافت کیا گیا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا میں سے کون افضل ہے تو ابن داؤد نے جواب دیا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ فاطمہ میرا نخت جگر ہیں اس زاویہ نگاہ سے دیکھیں تو کوئی اور آنحضرت کا پارہ گوشت نہیں ہے اور آنحضرت کا قول مبارک میری اس بات کا شاہد ہے جو کہ آپ نے سیدہ فاطمہ زہرا سے فرمایا تھا کہ کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ تم سیدۃ النساء اہل جنت ہو سوائے مریم رضی اللہ عنہا کے اور جو علماء سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کے قائل ہیں ان کا استدلال اس سے ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عالم آخرت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی معیت میں ہوں گی جب کہ فاطمہ حضرت علی کے ساتھ ہوں گی درجات میں تفاوت ہے اسی کا جواب ابن عماد اس طرح دیتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ماں ہونے کی حیثیت سے فضیلت دی گئی ہے کہ سیادت کے لحاظ سے علامہ سبکی کے نزدیک حضرت مریم افضل ہیں اس حدیث کی رو سے اور ان کی نبوت کے بارے میں اختلاف کی وجہ سے ابو امامہ ابن النقاش فرماتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو فضیلت کے اسباب میں ان کی اسلام لانے میں سبقت اور دور اسلام کے اول میں ان کی تاثیر اور اللہ تعالیٰ کے دین کے قیام اور مدد میں اور اس کی تقویت کے حصول کے لئے اپنا مال و زر خرچ کر دینا شامل ہے اس لحاظ سے ان کاموں میں کوئی دوسرا ان کے ساتھ شریک نہیں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر امہات المؤمنین میں سے کوئی بھی نہیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بھی ان خوبیوں میں کوئی دوسرا شامل نہ ہے مثلاً آخر اسلام میں ان کی تاثیر امت کے ساتھ حمل دین اور اسلام کی تبلیغ میں سیدہ کی تلقین اور امتیوں کا سیدہ سے اسلام کے

مسائل اور احکام دریافت کرنا یہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا امتیاز ہے جو کسی دوسرے کو میسر نہیں ہوا مختصر یہ کہ حیثیتوں کے اختلاف کے لحاظ سے صورت ہے واللہ اعلم (مدارج

مترجم)

### حضرت مریم وفاطمہ وعائشہ و خدیجہ رضی اللہ عنہن

اس میں اختلاف ہے کہ ان عورتوں میں افضل کون ہے بعض نے فرمایا کہ حضرت مریم سب سے افضل ہیں بلکہ بعض کے نزدیک وہ نبی ہیں کیونکہ اس آیت (واذا قالت الملائكة يمریم ان اللہ اصطفک و طهرک واصطفک علی نساء العالمین اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم! بے شک اللہ نے تجھے چن لیا اور خوب ستھرا کیا اور آج سارے جہان کی عورتوں سے تجھے پسند کیا۔ کنز الایمان)

میں ارشاد ہوا کہ مریم تمام جہان کی عورتوں سے افضل ہیں اور عالم مطلق ہے فقط رائے سے اس کو خاص نہیں کر سکتے۔

۲۔ نیز ابن جریر نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے فاطمہ تم مریم کے سوا باقی تمام جنتی عورتوں کی سردار ہو۔

۳۔ ابن عساکر نے فرمایا کہ جنتی عورتوں کی سردار مریم پھر فاطمہ پھر خدیجہ پھر آسیہ فرعون کی بیوی ہیں۔

۴۔ ابن ابی شیبہ نے ابن کھول سے روایت کی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اونٹ پر سوار ہونے والی عورتوں میں سب سے افضل قریش کی عورتیں ہیں جو اپنے بچوں پر مہربان اور شوہر کی خیر خواہ ہیں اور اگر تحقیق ہوتی کہ مریم بنت عمران اونٹ پر سوار ہوئی ہیں تو ہم ان پر کسی کو فضیلت و بزرگی نہ دیتے۔

۵۔ حضرت مریم عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ تھیں اور ان عورتوں کو نبی کی والدہ ہونے کا شرف حاصل نہیں۔

۶۔ حضرت مریم نے بچپن میں کلام فرمایا ان عورتوں کو یہ شرف حاصل نہیں۔

۷۔ حضرت مریم کی پرورش رب تعالیٰ نے فرمائی ان کی پرورش ان کے والدین نے کی۔

۸۔ حضرت مریم کے پاس جنتی میوے آئے ان کے پاس نہ آئے۔

۹۔ حضرت مریم حیض و نفاس سے پاک رہیں ان بیبیوں میں یہ خصوصیت نہیں ان وجوہ سے

معلوم ہوتا ہے کہ مریم ان سب سے افضل ہیں اور بعض نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہرا عائشہ

صدیقہ اور خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہما حضرت مریم بلکہ اولین و آخرین تمام عورتوں سے

افضل ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے ینساء النبی لستن کا حد من النساء اے نبی آخر الزمان کی

عورتوں تم کسی عورت کی مثل نہیں سب سے افضل ہو نیز رب تعالیٰ فرماتا ہے انما یرید اللہ

لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیرا اے محبوب صلی اللہ علیہ و

سلم کے گھر والوں! رب تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی گندگی دور فرمائے اور تمہیں ظاہر و باطن

ہر طرح خوب پاک فرمادے حضرت مریم عمران کی نور نظر مگر حضرت فاطمہ زہرا سیدالانس والجان

کی لخت جگر علی مرتضیٰ کی زوجہ مطہرہ سید الشہداء کی والدہ محترمہ یہ اوصاف حضرت مریم میں نہیں

رب تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ واصطفک علی نساء العلمین ایسا ہی ہے کہ جیسا نبی اسرائیل سے

فرمایا گیا تھا وانی فضلتکم علی العلمین اور جیسے اس زمانہ میں بنی اسرائیل دوسری قوموں

سے افضل تھے ایسے ہی اس وقت کی ساری عورتوں سے حضرت مریم بڑھ چڑھ کر تھیں اگر حضرت

مریم کو جنتی پھل ملے تو حضور علیہ السلام کے غلاموں کو جنتی پانی پلایا گیا اور وہاں کی نعمتیں کھلائی

گئیں احادیث سے ثابت ہے کہ ایک پیالہ پانی سے چودہ سو پیالے سیراب ہوئے ایک گلاس

دودھ سے ستر صحابہ کرام سیراب ہوئے حضرت جابر کے گھر چار سیر جو سے سارے لشکر والوں بلکہ تمام مدینہ والوں کا پیٹ بھر گیا یہ پانی، دودھ، گوشت، آٹا وغیرہ کہاں سے آرہا تھا حضور علیہ السلام نے ان کا رابطہ جنت سے فرما دیا تھا۔

وہاں کی یہ نعمتیں تھیں اگر حضرت مریم کو زکریا علیہ السلام نے پرورش فرمایا تو حضرت فاطمہ زہرا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں پلین اور پروان چڑھیں اگر حضرت مریم عیسیٰ علیہ السلام کی ماں ہیں تو فاطمہ زہرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور عزت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل اصول یہ سارا باغ انہیں کا ہے اگر حضرت مریم سے ملائکہ نے کلام کیا تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جبرئیل نے سلام کیا غرضیکہ کلی عظمت ان عورتوں کو حاصل ہے ہاں مریم جزوی طور پر افضل ہیں مقاتل نے روایت کی کہ چار عورتیں جہاں کی عورتوں کی سردار ہیں۔

۱۔ مریم بنت عمران

۲۔ آسیہ بنت مزاحم (فرعون کی بیوی)

۳۔ خدیجہ بنت خویلد

۴۔ فاطمہ بنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نیز ابن جریر نے عمار ابن سعد سے روایت کی مجھ سے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جیسے مریم ساری عورتوں سے افضل تھیں ایسے ہی خدیجہ میری امت کی ساری عورتوں سے افضل ہیں نیز حضور علیہ السلام نے فرمایا میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں اللہ کی کتاب اور اپنی اولاد یہ دونوں جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ میرے پاس حوض پر آ جاؤ۔

نبی کی لاڈلی بانو ولی کی ماں شہیدوں کی

یہاں جلوہ نبوت کا ولایت کا شہادت کا

حضرت مریم کو تہمت لگی تو حضرت عیسیٰ کو بچپن میں گویائی بخش کر ان کی عظمت کی گواہی

دلوادی حضرت یوسف علیہ السلام کو تہمت لگی تو بھی ایک شیر خوار بچے ہی کے ذریعے ان کی پاک دامنی بیان فرمائی گئی مگر جب محبوبہ محبوب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگی تو ہو سکتا تھا کہ وہاں بھی کسی شیر خوار بچے سے یا لکڑی یا پتھر یا درخت وغیرہ کو گویائی بخش کر گواہی دلوادی جاتی مگر ایسا نہ کیا بلکہ رب تعالیٰ نے خود آپ کی پاک دامنی، عصمت، جنتی ہونے کی گواہی اس طرح دی کہ سورہ نور میں اٹھارہ آیتیں اتاریں جن میں آپ کی پاک دامنی کا ذکر فرمایا اور تہمت لگانے والوں بلکہ دل میں شبہ کرنے والوں بلکہ خاموش رہنے والوں یعنی تردید نہ کرنے والوں پر سخت عتاب فرمایا گیا یہ فرق کیوں ہے اس فرق مراتب کو ظاہر کرنے کے لئے اس سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بی بی مریم سے افضلیت مطلقہ ثابت ہوئی کہ ان کا گواہ شیر خوار بچہ اور صدیقہ کا گواہ خود رب العلمین۔

### حضرت عائشہ صدیقہ وفاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما

اس میں بھی اختلاف ہے کہ ان دونوں حضرات میں کون افضل ہے بعض کے نزدیک حضرت فاطمہ زہرا عائشہ صدیقہ سے افضل اس لئے کہ

☆ ۱۔ آپ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم کی لخت جگر ہیں آپ کی شرافت اصلی ذاتی ہے اور سب کی عارضی۔

☆ ۲۔ چونکہ حضور علیہ السلام ہر موجود کے سردار اور فاطمہ زہرا حضور کا جزء الہذا جو کل کا حال وہی جزء کا۔

☆ ۳۔ حضرت فاطمہ زہرا جنتی عورتوں کی سردار ہیں جن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی داخل ہیں۔

☆ ۴۔ حضرت فاطمہ زہرا ہم شکل محبوب صلی اللہ علیہ و سلم ہیں چنانچہ آپ کی رفتار

گفتار شکل و شباهت بالکل حضور علیہ السلام کی مثل تھی اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حیض و نفاس سے پاک تھیں۔ (مدارج)

☆ ۵۔ فاطمہ زہرا جنت کی کلی ہیں اسی لئے آپ کا لقب شریف زہرا ہے بمعنی آپ کو فاطمہ اور بتول بھی اسی لئے کہا جاتا ہے کہ آپ دنیا میں رہتے ہوئے دنیا سے بے تعلق ہیں فاطمہ فطم سے بنا بمعنی چھوٹا جس بچہ کا دودھ چھوٹ جائے اسے فطم کہتے ہیں بتول بتل سے بنا بمعنی الگ ہو جانا و بتل الیہ تبتیلا۔

☆ ۶۔ حضور (صلی اللہ علیہ و سلم) فاطمہ کو سونگھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے ان سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔

☆ ۷۔ فاطمہ زہرا نسل مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ و سلم) کی اصل ہیں عائشہ صدیقہ میں یہ وصف نہیں۔

مگر بعض کے نزدیک حضرت عائشہ صدیقہ فاطمہ زہرا سے افضل ہیں چند وجوہ سے

☆ ۱۔ رب تعالیٰ نے ینساء النبی لستن کا حد من النساء اے نبی کی بیوی تم کسی عورت کی طرح نہیں اور کسی میں فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بھی داخل ہیں۔

☆ ۲۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ماں ہیں اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بیٹی اور یقیناً مائیں بیٹی سے افضل ہیں۔

☆ ۳۔ جنت میں فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوں گی مگر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ السلام کے ساتھ اور بہ جگہ اس جگہ سے افضل ہے۔

☆ ۴۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا شیطان کے اثر سے پاک کیونکہ نبی کی بیوی ہیں

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تمام مسلمانوں کی ماں ہیں کسی کے نکاح میں نہیں آسکتیں فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا یہ حکم نہیں۔

☆ ۵۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بڑی عالمہ و فقیہہ ہیں حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ دو تہائی دین عائشہ سے لو آپ صحابہ کرام کے علمی اختلاف کا فیصلہ فرماتی تھیں اور اہل علم دوسروں سے افضل ہوتے ہیں۔

☆ ۶۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جبرئیل علیہ السلام سلام کرتے تھے۔

☆ ۷۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بستر میں حضور علیہ السلام پر وحی آتی تھی۔

☆ ۸۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا لقب محبوبہ محبوبہ رب العالمین ہے۔

☆ ۹۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سینہ پاک میں حضور کی وفات ہوئی اور ان کی گود شریف حضور (صلی اللہ علیہ و سلم) کی آخری آرام گاہ بنی۔

☆ ۱۰۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ حضور (صلی اللہ علیہ و سلم) کی آخری قیام گاہ قرار پایا کہ یہیں آپ کی قبر انور ہے اور یہ قیامت تک کے لیے جن وانس و ملائکہ کی زیارت گاہ بن گیا۔

☆ ۱۱۔ جب لوگوں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگائی تو سورہ نور کی اٹھارہ آیتوں نے آپ کی نورانیت و بریت کو بیان فرمایا جو مسلمان قرآن مجید پڑھے گا ان کی عصمت کی گواہی دے گا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا

وہ جو ہے سورہ نور جن کی گواہ

ان کی پر نور صورت پہ لاکھوں سلام

☆ ۱۲۔ آپ صدیقہ باپ، صدیق، شوہر نبیوں کے سردار میکہ بھی اعلیٰ سسرال بھی بالا۔

☆ ۱۳۔ خود اُم المؤمنین اور والد امیر المؤمنین شوہر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم۔  
حاصل کلام یہ ہے کہ اس مسئلہ میں ہر قسم کے دلائل ملتے ہیں لہذا یا خاموشی اختیار کرو یا یوں کہو  
کہ بعض لحاظ سے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں اور بعض لحاظ سے فاطمہ زہرا ایک  
نختِ جگر نور نظر ہیں دوسری محبوبہ۔ (تفسیر نعیمی)

### ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھر قرآن و سنت کے مرکز ہیں

واذکون مایتلی فی بیوتکن من ایت اللہ والحکمة فان اللہ کان لطیفاً  
خبیراً اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت بیشک اللہ ہر  
بار کی جانتا ہے۔ (کنز الایمان)

اس آیت قرآنیہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب کی ازواج کے گھروں کو وحی الہی اور  
سنت کا گہوارہ قرار دیا ہے اور اس نعمتِ عظمیٰ پر ان کو خدا کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ تفسیر  
طبری میں ہے کہ یقول تعالیٰ ذکرہ لازواج نبیہ محمد ﷺ واذکون نعمۃ اللہ  
علیکن بان جعلکن فی بیوت تتلی فیہا آیات اللہ والحکمة فاشکرن اللہ علی  
ذلک واحمدنہ علیہ وعنہ بقولہ واذکون مایتلی فی بیوتکن من آیات اللہ  
واذکون مایقر فی بیوتکن من آیات اللہ کتاب اللہ والحکمة ویعنی بالحکمة  
ما ووحی الی رسول اللہ ﷺ من احکام دین اللہ ولم ینزل بہ قرآن وذلک  
السنة (تفسیر طبری) یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ ذکرہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی  
ازواج سے فرما رہا ہے کہ یاد کرو اللہ کی ان نعمتوں کو جو اس نے تم پر بایں طور پر نازل فرمائیں کہ  
تمہیں ایسے گھروں میں آباد فرمایا جن میں اللہ کی آیتیں اور حکمت پڑھی جاتی ہیں تو اس انعام  
پر اللہ کا شکر اور اس کی حمد بجالاؤ اور اللہ کے فرمان واذکون مایتلی سے مراد مایقر فی



ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

بیوتکن من آیات اللہ ہے اور حکمت سے مراد اللہ کے دین کے وہ احکام ہیں جو اللہ تعالیٰ قرآن نازل کئے بغیر اپنے محبوب کی طرف وحی فرماتا ہے اور وہ سنت ہے۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و

سلم کے لیے اللہ تعالیٰ نے چنا

چنانچہ آیہ مذکورہ کے تحت اسی تفسیر طبری میں ہے کہ یقول تعالیٰ ذکرہ ان اللہ کان ذا لطف بکن اذ جعلکن فی البيوت التي تتلى فيها آیاته والحكمة خبير ابکن اذا اختارکن لرسوله ازواجاً (تفسیر طبری) یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے لطف سے تمہیں نوازا کیونکہ تمہیں ایسے گھروں میں بسایا جن میں اس کی آیات اور حکمت پڑھی جاتی ہے وہ بڑا باخبر ہے کہ اس نے تمہیں اپنے محبوب کی زوجیت کے لئے چنا۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی تعداد

حضور سیدی شیخ محقق محدث دہلوی علیہ الرحمة فرماتے ہیں۔ بدانکہ ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در وقتی نہ بودند و در وقت دیگر یازده و در وقت دیگر زیادہ بر آن و وقتی کمتر از آن در جامع الاصول آورده است کہ علماء اختلاف دارند در عدد ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و در ترتیب ایشان و عدد آنها یکہ مردہ اند پیش از آنحضرت و آنها یکہ مردہ اند بعد از وی صلی اللہ علیہ وسلم و آنها کہ دخول کرده بآنها و آنها کہ دخول نکرده و جماعت از زنان هستند کہ آنها را خواستگارے کرده و در نکاح نہ در آورده و آن زنان کہ عرض کردند خود را بر آنحضرت و گفته کہ ما ذکر میکنیم مشہور ترست از اقوال

پس از ان ذکر کرد صاحب جامع الاصول اسماء ایشا نرا واقوال ایشا نرا. (اشعت اللمعات، ج ۴، ص ۷۰۰)

یعنی جان لو کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ایک وقت میں نو تھیں اور ایک وقت میں گیارہ اور ایک وقت میں اس سے زیادہ اور بسا اوقات اس سے کم جامع الاصول میں ذکر کیا گیا ہے کہ علماء کا ازواج رسول صلی اللہ علیہ و سلم کی تعداد میں اختلاف ہے اور ان کی ترتیب میں اور ان ازواج کے بارے میں کہ جو حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے پہلے وفات پا گئیں یا بعد میں اور ان کے بارے میں کہ جن سے دخول فرمایا یا نہیں اور ایک گروہ عورتوں کا ایسا ہے جن کو پیغام نکاح دیا لیکن نکاح نہ فرمایا اور ان عورتوں کے بارے میں کہ جنہوں نے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں پیش کیا اور جامع الاصول نے ذکر فرمایا کہ ہم اقوال میں سے مشہور تر قول ذکر کریں گے اس کے بعد صاحب جامع الاصول نے ان کے نام اور احوال ذکر فرمائے

شیخ محقق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ.....

اول ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن أم المؤمنین خدیجہ بنت خویلد ست تزوج کرد اور آنحضرت ﷺ و خدیجہ چہل سالہ و آنحضرت بیست و پنج سالہ بود و وفات یافت پیش از ہجرت سہ سال بر قول صحیح پہلی زوجہ مبارکہ أم المؤمنین خدیجہ بنت خویلد ہیں حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے جب ان سے نکاح فرمایا تو ان کی عمر چالیس سال تھی اور آپ صلی اللہ علیہ و سلم کی پچیس سال قول صحیح پر ان کی وفات ہجرت سے تین سال قبل ہوئی۔

بعد از وہ سودہ بنت زمعہ تزوج درمگہ کرد وفات در سال پنجاہ

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

وچہار۔ ان کے بعد حضرت سودہ بنت زمعہ سے مکہ میں نکاح فرمایا اور ۵۳ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر صدیق تزوج کرد اور ابمکہ ووی شش سالہ بود و بنا کرد باو در نہ سالگی و وفات یافت در سال پنجاہ و پنج یا پنجاہ و ہشت حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر صدیق سے مکہ میں ان سے نکاح فرمایا اس وقت ان کی عمر شریف چھ سال تھی جب کہ نو سال کی عمر میں رخصتی ہوئی ۵۵/۵۸ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

حفصہ بنت عمر بن خطاب تزوج کرد در سال دوم یا سوم از ہجرت و مرد در سال چہل و پنج یا چہل و یک۔

حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب کے ساتھ ہجرت کر کے دوسرے یا تیسرے سال نکاح فرمایا جب کہ ۴۱/۴۵ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

زینب بنت خزیمہ تزوج کرد در سال سوم و مرد در سال چہارم زینب بنت خزیمہ سے ہجرت کے تیسرے سال نکاح کیا جب کہ چوتھے سال ان کا وصال ہوا۔ ام سلمہ بنت امیہ مخزومی تزوج کرد در سال چہارم یا سوم و مرد در سال پنجاہ و نہ بعضے گفته اند در سال شصت و دو و اول صحیح ترست۔ ام سلمہ بنت امیہ مخزومی ہجرت کے تیسرے یا چوتھے سال ان سے نکاح کیا ۵۹ھ میں ان کی وفات ہوئی بعض علماء نے فرمایا کہ ۶۲ ہجری میں جب کہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

وزینب بنت جحش تزوج کرد در سال پنجم و مرد در سال ہفتم یا بست و یکم ووی اول کسی ست کہ رفت از عالم از ازواج بعد از ان

حضرت صلی اللہ علیہ و سلم

حضرت زینب بنت جحش سے ہجرت کے پانچویں سال نکاح فرمایا ۲۱/۲۰ھ انتقال ہوا یہ پہلی زوجہ ہیں جن کا وصال حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے بعد ہوا۔

ام حبیبہ بنت ابی سفیان خواہر معاویہ واصح واشہر آنست کہ تزوج کرد اور انجاشے برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم بچہار صددرہم در سال ششم در حبشہ کہ ہمراہ شوہر خود عبیداللہ بن جحش رشتہ بود و عبیداللہ نصرانی شد و بمرد

ام حبیبہ بنت ابوسفیان حضرت امیر معاویہ کی ہمشیرہ زیادہ صحیح اور مشہور تر یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ ان کا نکاح نجاشی نے حبشہ میں چھٹے سال چار سو درہم میں کیا ام حبیبہ اپنے شوہر عبید اللہ بن جحش کیساتھ حبشہ گئی تھیں اور وہ نصرانی ہو کر مر گیا۔

جویریہ بضم جیم وفتح واو بنت حارث بند کرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم او را در غزوہ مریسیع در سال ششم پس آزاد کرد تزوج نمود و مرد در سال پنجاہ و شش -

جویریہ بنت حارث جیم کے ضمہ اور واؤ کے فتح کے ساتھ کو غزوہ مریسیع میں چھٹے سال قیدی بنایا پھر آزاد کر کے ان سے نکاح فرمایا ۵۶ھ میں وصال ہوا۔

میمونہ بنت الحارث تزوج در سال ہفتم مرد در سال شصت ویک یا پنجاہ ویک ووی خالہ ابن عباس ست -

میمونہ بنت حارث ساتویں سال ان سے نکاح فرمایا وہ ابن عباس کی خالہ تھیں ۵۱/۶۱ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ صفیہ بنت حی بن اخطب

در سال ہفتم در غزوہ خیبر اسیر ساخت و آزاد کردہ تزوج نمود ووی در آن زمان ہفدہ سالہ بود و وفات یافت در سنہ خمسین و قیل اثین و خمسین و قیل غیر ذلک .

صفیہ بنت حی ابن اخطب ساتویں سال غزوہ خیبر میں ان کو قیدی بنایا اور آزاد فرما کر ان سے نکاح فرمایا اس وقت ان کی عمر سترہ سال تھی ۵۰ھ میں انتقال فرمایا اور یہ بھی کہا گیا کہ ۵۲ھ ہجری میں اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں۔

ریحانہ بنت زید یہودیہ بود بند کرد و اعتاق کردہ تزوج نمود در سال ششم و مرد در وقت رجوع از حجة الوداع حضرت ریحانہ بنت زید پہلے یہودیہ تھیں قید ہوئیں حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے آزاد فرما کر ان سے نکاح فرمایا چھٹے سال اور حجۃ الوداع سے واپسی پر ان کا وصال ہوا۔

این یازدہ زن را تزوج کردہ و دخول نمودہ است و جماعہ از زنان مقدار بست یا بیشتر بودہ اند کہ ایشان را تزوج فرمودہ و پیش از دخول مفارقت نمودہ و بعضے را خواستگاری نمودہ و تزوج نفرمودہ و بعضے نزد نزول کریمہ یا ایہا النبی قل لا زواجک الا یہ دنیا اختیار کردہ بدر رفتند و تفصیل آن مذکور ست در جامع الاصول یہ گیارہ بی بی ہیں جن سے حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے نکاح فرما کر شرف زوجیت بخشا میں یا اس سے زیادہ خواتین ایسی تھیں جن کے ساتھ نکاح کیا لیکن تعلق زوجیت سے پہلے ان سے مفارقت اختیار فرمائی بعض کو نکاح کا پیغام دیا لیکن نکاح نہ فرمایا بعض وہ ہیں کہ جنہوں نے آیت یا ایہا النبی قل لا زواجک الا یہ نازل ہونے پر دنیا کو اختیار کیا اور علیحدہ ہو گئیں اور ان کی تفصیل جامع

الاصول میں مذکور ہیں۔

خیال رہے قول بعض کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی کنیزیں چار تھیں جن میں سے مشہور ماریہ قبطیہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے صاحبزادے ابراہیم کی والدہ ہیں ان کا وصال ۱۶ھ میں ہوا دوسری حضرت ریحانہ بنت شمعون یا بنت زید ہیں بعض علماء یہ بھی فرماتے ہیں کہ ان سے دخول نہیں ہوا تیسری زینب بنت جحش کی بہن کردہ کنیز تھی چوتھی وہ تھیں جو قیدی بن کر آئیں تھیں چنانچہ شیخ محقق علیہ الرحمة فرماتے ہیں۔

واما سراری بعضے گفته اند چہار بودہ مشہور ترین آنہا ماریہ قبطیہ ام ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم در سال شانزدہ مردہ و ریحانہ بنت شمعون یا بنت زید کہ مذکور شد بعضے گفته اند آزاد نکرد و وطنی بملک یمین نمود و دیگر جاریہ بود کہ زینب بنت جحش اور ابخشیدہ بود و دیگرے بود از جائے بند کردہ شدہ واللہ اعلم (اشعت اللمعات ج ۲ ص ۷۰۱)

خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے سامنے فوت ہونے والی ازواج صرف دو ہیں اول حضرت اُمّ المؤمنین خدیجہ الکبریٰ دوم اُمّ المؤمنین حضرت زینب اُمّ المساکین رضی اللہ عنہما اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے وصال ظاہری کے وقت نوازواج مطہرات رضی اللہ عنہن موجود تھیں۔ (مدارج)

چنانچہ بعض علماء نے ان ازواج کے نام اپنے ان اشعار میں جمع فرمائے

توفی رسول اللہ عن تسع نسوة لیهن تعزی المکرمات و تنسب  
فعائشة میمونة و صفیة و حفصة تلوہن ہند و زینب

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

جویریة مع رملة ثم سودة ثلث وست نظمن مہذب

(حاشیہ صاوی ج ۵ ص ۱۶۳۵ مکتبہ رحمانیہ)

## قریشیہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

یہ چھ ہیں سیدہ خدیجہ الکبریٰ، سیدہ عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر، سیدہ حفصہ بنت عمر فاروق، سیدہ ام حبیبہ بنت ابوسفیان، سیدہ ام سلمہ بنت ابی امیہ، سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہن۔

## عربیہ غیر قریشیہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

سیدہ زینب بنت جحش، سیدہ میمونہ بنت الحارث ہلالیہ، سیدہ زینب بنت خزیمہ ام المساکین، سیدہ جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہن

## غیر عربیہ زوجہ مطہرہ رضی اللہ عنہا

یہ حضرت سیدہ صفیہ بنت حی بن اخطب جو کہ بنو نضیر سے ہیں رضی اللہ عنہا۔ (مدارج)

## ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا مہر

عن ابی سلمة بن عبدالرحمن انه قال سالت عائشة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کم کان صداق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان صداقة لاوزاجہ ثنتی عشرة اوقیة ونشا قالت اتدری ماالنش قال قلت لاقالت نصف اوقیة فتلك خمس مائة درهم فهذا صداق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واوزاجہ۔ (رواہ مسلم)

ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کا حق پر مہر کتنا تھا آپ نے فرمایا کہ

حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی ازواج کا حق مہر بارہ اوقیہ اور نش تھا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ آپ جانتے ہو کہ نش کیا ہے؟ میں نے عرض کی نہیں آپ نے فرمایا کہ نصف اوقیہ۔

یعنی ساڑھے بارہ اوقیہ جو کہ ۵ سو درہم کے برابر تھا تو یہ تھا حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا اپنی ازواج کے لئے حق مہر۔

خیال رہے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا حق مہر چار ہزار درہم یا چار سو دینار تھا (نووی) جب کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حق مہر چار سو درہم تھا (فیوض الباری) خیال رہے اوقیہ ہمزہ کے ساتھ اور یا مشدّدہ کیساتھ جبکہ نش نون مفتوحہ اور ش مشدّدہ کیساتھ ہے اور اوقیہ سے مراد اوقیہ حجاز ہے اور وہ چالیس درہم کا ایک ہوتا ہے (نووی) اس حساب سے پانچ سو درہم بنتے ہیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا مہر بارہ اوقیہ سونا تھا یعنی اکتیس تولے سونا (فیوض الباری) حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ کا مہر چار سو مثقال یعنی ایک سو پچاس تولے چاندی تھا۔ (ایضاً)

### ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اختیار دینا اور واقعہ تحریم

عن عبد اللہ ابن عباس قال لم ازل حریصاً علی ان اسئل عمر عن المرأتین من ازواج النبی صلی اللہ علیہ و سلم اللتین قال اللہ لهما ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبكما فحججت معہ فعدل و عدلت معہ بالاداءة فبرز حتی جاء فسکت علی یدیه من الاداءة فتوضأ فقلت یا امیر المؤمنین من المرأتان من ازواج النبی ﷺ اللتان قال اللہ عزوجل لهما ان تتوبا الی اللہ فقد صغت



قلوبکما فقال اعجبی لک یا ابن عباس عائشة و حفصة ثم استقبل عمر  
 الحدیث يسوقه فقال انی كنت و جارالی من الانصار فی بنی امیة بن زیدو هی  
 من عوالی المدینة و کنا تناؤب النزول علی النبی ﷺ فینزل یوماً و انزل یوما  
 فاذا نزلت جئته من خبر ذالک الیوم من الامر و غیره و اذا انزل فعل مثله و کنا  
 معشر قریش نغلب النساء فلما قدمنا علی الانصار اذاهم قوم تغلبهم نساء هم  
 بعد فطفق نساء بایاخذن من آداب نساء الانصار فصحت علی امراتی فراجعتنی  
 فانکرت ان تراجعنی فقالت ولم تنکران اراجعک فواللہ ان ازواج النبی ﷺ  
 یراجعنه وان احداهن لتهجره الیوم حتی اللیل فافزعنی فقلت خابت من فعل  
 منهن بعظیم ثم رجعت علی ثوبی فدخلت علی حفصة فقلت ای حفصة  
 اتغاضب احدا کن رسول اللہ ﷺ الیوم حتی اللیل فقالت نعم فقلت خابت  
 و خسرت افتأمن ان یغضب اللہ بغضب رسوله فتهلکین لاتستکثری علی  
 رسول اللہ ﷺ و لاتراجعیه فی شئی و لاتهجریه و سلینی ما بدالك  
 و لایغرینک ان کانت جارتک هی اوضاع منک و احب الی رسول اللہ ﷺ  
 یرید عائشة و کنا تحدثنا ان غسان تنعل النعال لغزونا فنزل صاحبی یوم نوبتیہ  
 فرجع عشاء فضرب بابی ضرباً شدیداً او قال انائم هو ففزعت فخرجت الیه  
 و قال حدث امر عظیم قلت ما هو اجاءت غسان قال لابل اعظم منه و اطول طلق  
 رسول اللہ ﷺ نساءه قال قد خابت حفصة و خسرت کنت اظن ان هذا  
 یوشک ان یکون فجمعت علی ثیابی فصلیت صلوة الفجر معی النبی ﷺ  
 فدخل مشربة له فاعتزل فیها فدخلت علی حفصة فاذا هی تبکی قلت ما

بیکیک اولم اکن حذرتک اطلقکن رسول اللہ ﷺ قالت لا ادري هو ذافی المشربة فخرجت جنت المنبر فاذا حوله رهط بيكى بعضهم فجلست معهم قليلا ثم غلبنى ما اجد فجئت المشربة التي هو فيها فقلت بسلام له اسود استاذن لعمر فدخل فكلم النبي ﷺ ثم خرج فقال ذكرتك له فصمت فانصرفت حتى جلست مع الرهط الذين عند المنبر ثم غلبنى ما اجد فذكر مثله فجلست مع الرهط الذين عند المنبر ثم غلبنى ما اجد فجئت الغلام فقلت استاذن لعمر فذكر مثله فلما وليت منصرفا فاذا الغلام يدعوني قال اذن لك رسول الله ﷺ فدخلت عليه فاذا هو مضجع على رمال حصير ليس له بينه وبينه فراش قد اثر الرمال بجنبه متكى على وسادة من ادم حشوها ليف فسلمت عليه ثم قلت وانا قائم طلقت نساءك فرفع بصره الى فقال لا ثم قلت وانا قائم استانس يا رسول الله ﷺ لو رأيتني وكننا معشر قريش نغلب النساء فلما قدمنا على قوم تغلبهم نساء هم فذكره فتبسم النبي ﷺ ثم قلت لو رأيتني ودخلت على حفصة فقلت لا يغرنك ان كان جارتك هي اوضاع منك واحب الى النبي ﷺ يريد عائشه فتبسم اخرى فجلست حين رايتها يتبسم ثم رفعت بصرى في بيته فوالله ما رايت فيه شيئا يرد البصر غير اهبه ثلاثة فقلت ادع الله فليوسع على امتك فان فارس والروم وسع عليهم واعطوا الدنيا وهم لا يعبدون الله وكان متكاء فقال اوفى شك انت يا ابن الخطاب اولئك قوم عجلت لهم طيباتهم في الحياة الدنيا فقلت يا رسول الله ﷺ استغفر لي فاعتزل النبي ﷺ من اجل ذلك الحديث حين افشته حفصة الى عائشه وكان قد قال ما انا

بداخل علیہن شہرا من شدة موجدته علیہن حین عاتبہ اللہ فلما مضت تسع وعشرون دخل علی عائشہ فبدأ بها فقالت له عائشہ انک اقسمت ان لاتدخل علینا شہرا وانا اصبحنا تسع وعشرين لیلۃ اعدھا عدا فقال النبی ﷺ الشہر تسع وعشرون وکان ذالک الشہر تسع وعشرون قالت عائشہ فانزلت ایه التخییر فبدأ بی اول امرأۃ فقال انی ذاکر لک امرأۃ ولا علیک ان لاتعجلی حتی تستامری ابویک قالت قد علم ان ابوی لم یكونا یامرانی بفراقہ ثم قال ان اللہ قال یا ایہا النبی قل لازواجک الی قوله علیما قلت افی هذا استامر ابوی فانی ارید اللہ ورسول والدار الاخرۃ ثم خیر نساءہ فقلن مثل ما قالت عائشہ.

(رواہ البخاری ج ۱ ص ۳۳۳)

حضرت عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے انہوں نے کہا میری یہ خواہش رہی ہے کہ حضرت عمر سے یہ معلوم کروں کہ نبی صلی اللہ علیہ و سلم کی بیویوں میں سے وہ دو عورتیں کون سی تھیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے (سورۃ تحریم) میں فرمایا نبی کی دونوں بیویوں کو اگر اللہ کی طرف رجوع کرو ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں پھر میں نے ان کیساتھ حج کیا اور وہ راستے سے مڑے میں بھی چھاگل (چھوٹی سی مشک یا مٹی کا وہ برتن جس میں مسافر پانی بھر لیتے ہیں فیروز اللغات) لے کر ان کے ساتھ مڑا انہوں نے حاجت پوری کی جب وہ واپس آئے تو میں نے چھاگل سے ان کے ہاتھوں پر پانی ڈالا انہوں نے وضو کیا میں نے پوچھا اے امیر المؤمنین! نبی صلی اللہ علیہ و سلم کی بیویوں میں وہ دو عورتیں کون سی تھیں جن کے بارے میں اللہ عزوجل نے یہ فرمایا ہے کہ اگر تم دونوں اللہ کی جناب میں توبہ کرو تو بہتر ہے حضرت عمر نے فرمایا اے ابن عباس آپ پر تعجب ہے اس سے عائشہ اور حفصہ مراد ہیں پھر حضرت عمر نے پورا واقعہ

بیان کیا کہ میں اور میرا ایک انصاری پڑوسی مدینہ کے بلند دیہات میں بنی امیہ بن زید کے گاؤں میں رہتے تھے اور ہم باری باری نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے ایک دن وہ جاتا اور ایک دن میں جس دن میں جاتا تو اسے اس دن کے تمام حالات سے مطلع کرتا اور جس دن وہ جاتا تو وہ بھی ایسا ہی کرتا اور ہم قریش کے لوگ عورتوں پر غالب رہا کرتے تھے۔ جب ہم مدینہ میں انصار کے پاس آئے تو دیکھا کہ ان کی عورتیں ان پر غالب ہیں یہ رنگ دیکھ کر ہماری عورتوں نے بھی انصاری عورتوں کا و طیرہ اختیار کیا۔ ایک بار ایسا ہوا کہ میں اپنی بیوی پر (ناراض ہوا) اس نے مجھ کو جواب دیا میں نے اس پر برا مانا وہ کہنے لگی تم نے میرا جواب دینا کیوں برا سمجھا ہے خدا کی قسم نبی صلی اللہ علیہ و سلم کی بیویاں آپ کو جواب دیتی ہیں اور ان میں سے کوئی بیوی تو ایسا کرتی ہے کہ دن بھر شام تک آپ سے خفا رہتی ہے یہ سن کر میں گھبرایا میں نے کہا ان میں سے جو ایسا کرتی ہے وہ بڑا نقصان اٹھائے گی۔ پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور حفصہ کے پاس گیا میں نے اس سے کہا اے حفصہ! کیا تم میں سے کوئی سارا دن رات تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو غصہ میں رکھتی ہے حفصہ نے کہا ہاں میں نے کہا جو ایسا کرتی ہے وہ تباہ و برباد ہوئی کہا تم اللہ کے غضب سے نہیں ڈرتیں کہ اس کے رسول کو غصہ دلاتی ہو۔ یاد رکھو تباہ ہو جاؤ گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے نہ تو بہت فرمائشیں کیا کر اور نہ جواب دیا کر اور نہ آپ سے ناراض ہوا کر اور اگر تجھے کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھ سے مانگ لیا کر تو اس دھوکے میں مت آ۔ تیری ہجولی تجھ سے زیادہ خوبصورت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم تجھ سے زیادہ اسے چاہتے ہیں۔ حضرت عمر کا اشارہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا۔ حضرت عمر نے کہا کہ ان دنوں یہ باتیں بھی ہو رہی تھیں کہ غسان کے لوگ ہم سے لڑنے کے لئے گھوڑوں کے نعل باندھ رہے ہیں خیر میرا انصاری ساتھی اپنی باری کے دن

مدینہ گیا وہاں سے شام کو لوٹ کر آیا تو اس نے میرا دروازہ زور سے کھٹکھٹایا اور کہنے لگا کہ کیا عمر سو رہے ہیں میں گھبرا کر اٹھا اور باہر آیا اس نے کہا بڑا حادثہ رونما ہوا ہے میں نے کہا کیا غسان کے لوگ آپہنچے کہا نہیں بلکہ اس سے بھی بڑا واقعہ ہوا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے یہ سن کر عمر نے کہا حفصہ تو تبتہ و برباد ہوگئی میں تو پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ ایسا ہونے والا ہے الغرض میں نے اپنے کپڑے پہنے اور نبی (صلی اللہ علیہ و سلم) کے ہمراہ صبح کی نماز پڑھی آپ نماز سے فارغ ہو کر اپنے بالا خانے میں اکیلے جا کر لیٹ گئے میں حفصہ کے گھر گیا دیکھا تو وہ رورہی تھیں۔ میں نے کہا رو کیوں رہی ہو کیا میں نے تم کو پہلے ہی نہیں سمجھا دیا تھا کیا تم سب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے طلاق دے دی ہے؟ وہ کہنے لگیں مجھے نہیں معلوم آپ سامنے بالا خانے میں موجود ہیں وہاں جا کر پوچھ لیجئے میں باہر نکلا اور منبر کے پاس آیا تو دیکھا کہ منبر کے گرد کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور ان میں سے بعض لوگ رو رہے ہیں میں ان کے پاس تھوڑی دیر بیٹھا رہا پھر مجھ پر رنج کا غلبہ ہوا تو جس بالا خانے میں آپ تشریف رکھتے تھے اس کے پاس آیا میں نے کالے غلام سے (جو کہ دربان تھا) کہا عمر کے لئے اجازت مانگ وہ اندر گیا اور نبی صلی اللہ علیہ و سلم سے کچھ بات چیت کی پھر باہر آیا اور کہنے لگا کہ میں نے آپ سے تمہارا ذکر کیا مگر آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں واپس آ کر ان لوگوں کے پاس بیٹھ گیا جو منبر کے پاس تھے مجھ پر پھر رنج کا غلبہ ہوا اور میں بالا خانے پر پہنچ گیا پھر وہی واقعہ پیش آیا اور ان لوگوں کے پاس آ کر بیٹھ گیا جو منبر کے پاس تھے۔ مجھ پر پھر رنج کا غلبہ ہوا اور میں غلام کے پاس آیا اور کہا عمر کیلئے اجازت مانگ مگر اس مرتبہ بھی وہی ہوا آخر کار گھر جانے کے لئے مڑنے لگا تو غلام نے مجھے اجازت دے کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے تم کو اجازت عطا فرمادی ہے میں حاضر دربار ہوا تو دیکھا کہ آپ ایک بورئے پر لیٹے ہوئے ہیں

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

جس پر کوئی بچھونا وغیرہ نہیں ہے اور آپ کے پہلوئے مبارک پر بوریئے کے نشان پڑ گئے ہیں اور آپ چمڑے کے تکیے کیساتھ ٹیک لگائے ہوئے ہیں جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی میں نے آپ کو سلام کہا اور کھڑے ہی کھڑے دریافت کیا کہ آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ نے میری طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا نہیں پھر میں نے کھڑے ہی کھڑے آپ کا دل بہلانے کی غرض سے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و سلم) ذرا میری طرف دیکھئے ہم قریش لوگ عورتوں پر غالب تھے ایسے لوگوں کے پاس آئے جن پر ان کی عورتیں غالب ہیں پھر پورا واقعہ بیان کیا نبی صلی اللہ علیہ و سلم سن کر مسکرائے پھر میں نے عرض کیا کاش آپ ملاحظہ فرماتے میں حفصہ کے پاس گیا تھا اور کہا تھا تو اپنی بہجولی برابر والی سے دھوکہ مت کھاؤ کیونکہ وہ تم سے زیادہ خوبصورت اور نبی صلی اللہ علیہ و سلم کی چہیتی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مراد لیا آپ دوبارہ مسکرائے جب میں نے آپ کو مسکراتے ہوئے دیکھا تو بیٹھ گیا اس کے بعد میں نے آنکھ اٹھا کر گھر کا سامان دیکھا تو خدا کی قسم کوئی چیز نہیں دیکھی بجز تین کھالوں کے اور وہ بھی کچی تھیں میں نے عرض کیا آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ آپ کی امت پر فراخی کر دے فارس اور روم کے لوگوں پر بڑی ہی فراخی ہے باوجودیکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتے اس وقت تکیے لگائے ہوئے تھے آپ نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے کیا ابھی تجھ کو شک ہے ان لوگوں کے مزے تو دنیا کی زندگی میں جلدی دیدیئے گئے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم میرے لئے بخشش کی دعا فرمائیے تو ہوا یہ تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت حفصہ نے آپ کا راز بیان کر دیا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے اس وجہ سے ایک مہینہ تک کے لئے اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھالی تھی جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر عتاب فرمایا جب انیس دن گزر گئے آپ سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے

گھر تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی آپ نے ایک مہینے تک کے لئے ہمارے گھروں میں نہ آنے کی قسم کھائی تھی اور ابھی انیس راتیں گزری ہیں میں ان کو برابر گن رہی ہوں نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ مہینہ انیس دن کا بھی ہوتا ہے اور یہ مہینہ انیس دن کا ہی ہوا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا پھر اللہ تعالیٰ نے تخیر کی آیتیں نازل فرمائیں سب بیویوں سے پہلے آپ نے مجھ ہی سے پوچھا اور فرمایا میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں اور اس کے جواب میں جلدی کی ضرورت نہیں اپنے ماں باپ سے صلاح و مشورہ کر لے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میرے ماں باپ آپ سے جدا ہونے کا ہرگز مشورہ نہ دیں گے پھر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اے نبی اپنی بیویوں سے فرما دیجئے عظیمیا تک میں نے جواباً عرض کیا کیا اس کے بارے میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں میں تو اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کی خواہاں ہوں پھر آپ نے دوسری بیویوں کو بھی اختیار دیا سب نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرح جواب دیا۔

(فیوض الباری)

### حدیث سے متعلقہ بعض مسائل

حضور سیدی صدر الافاضل بدرالمنہا مثل خزائن العرفان میں فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم حضرت اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے محل میں رونق افروز ہوئے وہ حضور کی اجازت سے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئیں حضور نے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو سرفراز خدمت کیا یہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پر گراں گزرا حضور نے ان کی دلجوئی کے لئے فرمایا کہ میں نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کیا اور میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ میرے بعد امورات کے مالک ابو بکر و عمر ہوں

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

گے۔ وہ اس سے خوش ہو گئیں اور نہایت خوشی میں انہوں نے یہ تمام گفتگو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سنائی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کی یعنی ماریہ قبطیہ آپ انہیں اپنے لئے کیوں حرام کر کے لیتے ہیں اپنی بیبیوں حفصہ وعائشہ رضی اللہ عنہما کی رضا جوئی کے لئے اور ایک قول اس آیت کے شان نزول میں یہ بھی ہے کہ اُمّ المؤمنین زینب بنت جحش کے یہاں جب حضور تشریف لے جاتے تو وہ شہد پیش کرتیں اس ذریعہ سے ان کے یہاں کچھ زیادہ دیر تشریف فرما رہتے یہ بات حضرت عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما کو ناگوار گزری اور انہیں رشک ہوا انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ جب حضور تشریف فرما ہوں تو عرض کیا جائے کہ وہن مبارک سے مغفیر کی بو آتی ہے اور مغفیر کی بو حضور کو ناپسند تھی۔ چنانچہ ایسا کیا گیا حضور کو ان کا منشاء معلوم تھا فرمایا مغفیر تو میرے قریب نہیں آیا زینب کے یہاں شہد میں نے پیا ہے اس کو میں اپنے اوپر حرام کرتا ہوں مقصود یہ تھا کہ حضرت زینب کے یہاں شہد کا شغل ہونے سے تمہاری دل شکنی ہوتی ہے تو ہم شہد ہی ترک فرمائے دیتے ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ

يا ايها النبي لم تحرم ما احل الله لك تبتغي مرضات ازواجك والله غفور رحيم.

اے غیب بتانے والے نبی تم اپنے اوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال کی اپنی بیبیوں کی مرضی چاہتے ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ کنز الایمان) نازل فرمائی قد فرض الله لكم تحلة ايمانكم والله مولكم وهو العليم الحكيم بے شک اللہ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کا اتار مقرر فرمادیا اور اللہ تمہارا مولیٰ ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے (کنز الایمان) یعنی کفارہ تو ماریہ کو خدمت سے سرفراز فرمائیے یا شہد نوش فرمائیے



## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا

یا قسم کے اوتار سے مراد یہ ہے کہ قسم کے بعد ان شاء اللہ کہا جائے تاکہ اس کے خلاف کرنے سے حث (قسم شکنی) نہ ہو مقاتل سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے حضرت ماریہ قبطیہ کی تحریم کے کفارہ میں ایک غلام آزاد کیا اور حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نے کفارہ نہیں دیا کیونکہ آپ مغفور ہیں کفارہ کا حکم تعلیم امت کے لئے ہے (خزائن العرفان) بخاری شریف میں ہے کہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یشرب عسلا عند زینب بنت جحش و یمکث عندها فواطئت انا و حفصہ عن ایتنا دخل علیها فلتقل له اکلت مغفیر انی اجد منک ریح مغفیر قال لا ولکنی کنت اشرب عسلا عند زینب بنت جحش فلن اعود له وقد حلفت لا تخبری بذلك احدا. (بخاری)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم امّ المؤمنین زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا کرتے اور کافی دیر ٹھہرے رہتے۔ اس پر میں نے اور امّ المؤمنین حفصہ نے آپس میں ٹھہرائی کہ ہم میں سے جس کے پاس حضور تشریف لائیں تو وہ ضرور آپ سے کہے کہ آپ نے مغفیر کھایا ہے کیونکہ مجھے آپ سے مغفیر کی بو آرہی ہے (چنانچہ میں نے یہی کہا) تو آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میں نے تو زینب بنت جحش کے پاس سے شہد پیا ہے بہر حال میں اب یہ بھی نہیں پیوں گا اور میں نے قسم کھالی ہے تم اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔

خیال رہے اس بات میں اختلاف ہے کہ حضور نے کن کے گھر میں شہد پیا تھا امام بخاری کے نزدیک زینب کے گھر پیا تھا اور مشورہ کرنے والی حضرت عائشہ و حفصہ تھیں جیسا کہ روایت میں منصوص ہے جب کہ ایک روایت میں حضرت حفصہ کے گھر شہد نوش فرمایا اور قائلہ حضرت عائشہ اور سودہ و صفیہ تھیں ایک قول کے مطابق حضرت سودہ کے گھر کیونکہ حضرت سودہ کے یمن

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

والے اقارب آپ کے ہاں شہد بطور ہدیہ بھیجا کرتے تھے اور حضور کو مغایر کا قول کرنے والی حضرت عائشہ و حفصہ تھیں لیکن وہ امام بخاری کا مذہب ہے کیونکہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے دو گروہ تھے ایک میں حضرت عائشہ، سودہ و حفصہ اور صفیہ تھیں جب کہ دوسرے میں زینب ام سلمہ اور باقی ازواج تھیں کما قال العینی و اختلف فی التی شرب النبی ﷺ فی بیتها العسل فعند البخاری زینب کما ذکرنا وان القائلة اكلت مغایر عائشة و حفصة و فی روایة حفصة وان القائلة اكلت مغایر عائشة و سودة و صفیة رضی اللہ عنہن و فی تفسیر عبد بن حمیدانہا سودة و كان لها اقارب اهدوا لها عسلا من الیمن و القائلة له عائشہ و حفصہ و الذی یظهر انہا زینب علی ما عند البخاری لان ازواجه صلی اللہ علیہ وسلم کن حزین علی ما ذکرنا عائشة قالت انا و سودة و حفصة و صفیة فی حزب و زینب و ام سلمة و الباقيات فی حزب (عمدة القاری ص ۳۸۳ ج ۱۹ بیروت لبنان) خیال رہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ان دنوں بچپن میں تھیں نیز آپ سے اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مذکورہ حادثہ بغیر قصد واقع ہوا نیز یہ بات عورتوں کی جبلت ہی میں ہے کہ وہ اپنی صواحب (سوکنوں) پر غیرت کرتی ہیں لہذا یہ اعتراض لازم نہ ہوگا کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے معاذ اللہ حضور کو ایذا دی جیسا کہ عینی میں ہے کہ فان قلت کیف جاز لعائشة و حفصة الکذب و المواطاة التی فیہا ایذاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت كانت عائشة صغيرة مع انہا وقعت منہما من غیر قصد الا ایذاء بل علی ما ہو من جبلة النساء فی الغیرة علی الضرائر و نحوہا. (عمدة القاری ص ۳۸۳ ج ۱۹ لبنان بیروت) واقعہ تحریم کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ کو ایک راز کی بات

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

بتائی کہ میرے بعد حضرت صدیق اور حضرت عمر خلیفہ ہوں گے اور فرمایا کہ اس کا افشاء مت کرنا لیکن حضرت حفصہ یہ تمام گفتگو حضرت عائشہ سے پوشیدہ نہ رکھ پائیں جس پر اس آیت کریمہ کا نزول ہوا کہ واذا سر النبی الی بعض ازواجه حدیثا فلما نبأت بہ و اظہرہ اللہ علیہ عرف بعضہ و اعرض من بعض فلما نبأ ہا بہ قالت من انباک ہذا قال نبأنی العلیم الخبیر۔ اور جب نبی نے اپنی ایک بی بی یعنی حفصہ سے ایک راز کی بات فرمائی (ماریہ کو اپنے اوپر حرام کر لینے کی اور اس کے ساتھ یہ فرمایا کہ اس کا کسی پر اظہار نہ کرنا) پھر جب وہ یعنی حضرت حفصہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا ذکر کر بیٹھی اور اللہ نے اسے نبی پر ظاہر کر دیا تو نبی نے اسے کچھ بتایا اور کچھ چشم پوشی فرمائی یعنی تحریم ماریہ اور خلافت شیخین کے متعلق جو دو باتیں فرمائی تھیں ان میں سے ایک بات کا ذکر فرمایا کہ تم نے یہ بات ظاہر کر دی اور دوسری بات کا ذکر نہ فرمایا یہ شان کریمی تھی کہ گرفت فرمانے میں بعض سے چشم پوشی فرمائی پھر جب نبی نے اسے اس کی خبر دی بولی (حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا) حضور کو کس نے بتایا فرمایا مجھے علم والے خبردار نے بتایا جس سے کچھ بھی چھپا نہیں۔ (کنز الایمان و خزائن العرفان سورہ تحریم پ ۲۸)

تفسیر جلالین میں ہے واذکر اذا سر النبی الی بعض ازواجه ہی حفصہ حدیثا ہو تحریم ماریہ وقال لها لا تفشیہ فلما نبأت بہ عائشہ ظنا منها ان لا حرج فی ذلک و اظہرہ اللہ اطلعه علی المنابہ عرف بعضہ لحفصہ و اعرض عن بعض تکر مامنه۔ (جلالین شریف پ ۲۸ سورہ تحریم ص ۲۶۰ قدیمی کتب خانہ)

یعنی یاد کرو جب نبی نے اپنی بعض ازواج جو کہ حفصہ ہیں سے راز کی بات کہی اور وہ حضرت

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

ماریہ کو حرام کرنا ہے اور ان سے فرمایا کہ اس کا افشاء نہ کرنا تو جب حفصہ گمان کرتے ہوئے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس کا ذکر کر بیٹھیں اور اللہ نے اسے اپنے نبی پر ظاہر فرمادیا تو نبی نے حفصہ کے لئے اس کا کچھ جتایا اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی اپنی شان کریمی کی وجہ سے۔ حاشیہ جلالین میں ہے کہ

عن ابن عمر قال النبی صلی اللہ علیہ و سلم لاتخبری احدان ام ابراہیم علی حرام فلم یقربها حتی اخبرت عائشة فنزلت الایة.

یعنی عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے حفصہ سے فرمایا کہ کسی کو مت خبر دینا کہ ام ابراہیم مجھ پر حرام ہے تو آپ نے ان سے قرب نہ فرمایا حتیٰ کہ حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتادیا تو آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

ولابن المنذر عن ابن عباس نحوه وقیل فی تفسیر الحدیث ان الخلافۃ بعدہ لابی بکر و عمر.

یعنی ابن منذر ابن عباس سے اسی طرح روایت فرماتے ہیں اور حدیث کی تفسیر میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ حضور کے بعد خلافت ابو بکر و عمر ہے

واخرج الطبرانی عن ابن عباس فی الایة دخلت حفصة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لاتخبری عائشة حتی ابشرک ببشارة فان اباک یلی الامر بعدا بی بکر اذ انا مت فذهبت حفصة فاخبرت عائشة فقالت عائشة من اباک هذا قال بنابی العلیم الجبیر.

یعنی طبرانی نے آیت کے بارے ابن عباس سے تخریج فرمائی کہ حفصہ حضور کی بارگاہ میں حاضر خدمت ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ عائشہ کو مت بتانا حتیٰ کہ میں آپ کو اس بات کی بشارت

دیتا ہوں کہ میرے ظاہری وصال کے بعد ابو بکر کی خلافت کے بعد آپ کے ابو عمر والی امور ہوں گے تو سیدہ حفصہ نے جا کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتلایا پس سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور سے پوچھا کہ حضور کو کس نے بتایا تو آپ نے ارشاد فرمایا مجھے علم والے خبردار نے بتایا جس سے کچھ بھی چھپا نہیں۔ (حاشیہ جلالین پ ۲۸ سورہ تحریم ص ۴۶۵ حاشیہ ۶)

نیز تفسیر خازن میں ہے۔

وإذا اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا یعنی ما امر الی حفصة من تحریم ماریة علی نفسہ واستکمها ذلک وهو قوله لا تخبری بذلک احدا وقال ابن عباس اسر امر الخلافة بعده فحدثت به حفصة قال الکلبی اسر الیها ان اباک و ابا عائشة یکونان خلیفتین علی امتی من بعدی وقیل لمارای الغیرة فی وجه حفصة اراد ان یراضیه فسرھا بشیئین بتحریم ماریة علی نفسہ وان الخلافة بعدہ فی ابی بکر و ابیہا عمر. (خازن)

اور جب نبی نے اپنی ایک بی بی یعنی حفصہ سے راز کی بات کہی یعنی ماریہ قبٹیہ کا اپنے اوپر حرام فرمانا اور اس کے چھپانے کا حکم دیا اور وہ حضور کا فرمان لا تخبری بذلک احدا یعنی کسی کو مت بتانا ہے اور حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ خلافت کے بارے حضور نے اپنے بعد خلافت کے بارے میں راز کی بات فرمائی تو سیدہ حفصہ نے اس کو بیان فرما دیا۔ کلبی کہتے ہیں کہ حضور نے آپ سے راز کی بات یہ فرمائی کہ آپ کے ابا جان اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ابا جان میرے بعد میری امت پر خلیفہ ہوں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب حضور نے حضرت حفصہ کے چہرے پر غیرت کے آثار دیکھے تو حضور نے ان کو راضی کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے

تحریم ماریہ اور اپنے بعد حضرت ابو بکر و عمر کی خلافت کا راز آپ سے بیان فرمایا۔

خیال رہے امّ المؤمنین عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کو یہ بات پسند آئی کہ حضور نے حضرت ماریہ کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے حالانکہ حضور پر یہ گراں نھانیز حضرت حفصہ نے حضور کے راز کو افشاء کر دیا تھا نص قرآنیہ

ان تتوبا الى الله فقد صغت قلوبكما وان تظهرا عليه فان الله هو موله

وجبرئيل وصالح المؤمنين والملائكة بعد ذلك ظهيرا .

نبی کی بیبیو! اگر اللہ کی طرف تم رجوع کرو تو ضرور تمہارے دل راہ سے ہٹ گئے ہیں اور اگر ان پر زور باندھو تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبرئیل اور نیک ایمان والے اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں (کنز الایمان) میں اسی امر کی طرف اشارہ ہے (کہ تمہیں وہ بات پسند آئی جو سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کو گراں ہے یعنی تحریم ماریہ۔ خزائن العرفان) اور یہ ہدایت دی گئی ہے کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہئے جو حضور کو ناگوار نہ ہو ان پر واجب و لازم ہے کہ ہر مرحلہ پر حضور کی رضا جوئی کو مقدم جانیں اور آپ کے شرفِ خدمت کو ہر نعمت سے زیادہ سمجھیں چنانچہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے اسی کردار کا مظاہرہ کیا اس حدیث (حدیث عمر) میں جس واقعہ کا ذکر ہے اس وقت حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ و سلم کی نو بیبیاں تھیں پانچ قریشیہ حضرت عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت حفصہ بنت فاروق، حضرت امّ حبیبہ بنت ابوسفیان، حضرت امّ سلمہ بنت ابی امیہ، حضرت سودہ بنت زمعہ اور چار غیر قریشیہ حضرت زینب بنت جحش اسدیہ، حضرت میمونہ بنت حارث ہلالیہ، حضرت صفیہ بنت حی ابن اخطب خیبریہ، حضرت جویریہ بنت حارث مصطلقیہ رضی اللہ عنہن (فیوض الباری)

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

علامہ عینی فرماتے ہیں کہ.....

وكان تحته يومئذ تسع نسوة خمس من قریش

کہ اس وقت حضور کی شرف زوجیت میں نوا ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں جن میں پانچ قریش سے تھیں (عمدة القاری ص ۱۷۸ ج ۱۹ بیروت) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بڑے بڑے گھرانوں کی خواتین تھیں والدین نے انہیں بڑے ناز و نعم سے پرورش کیا تھا ان کی پہلی زندگی بھی امیرانہ بلکہ شاہانہ ماحول میں بسر ہوئی تھی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا رئیس قریش کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا قبیلہ بنی مصطلق کے رئیس کی بیٹی تھیں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جن کا باپ خیبر کا رئیس اعظم تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے والد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تھے جب کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم اقلیم فقر و غنا کے تاجدار تھے آپ کا فقر اختیار ہی تھا خانگی زندگی میں اس فقر کی پوری جھلک نظر آتی تھی۔ (فیوض الباری)

چنانچہ حضور سیدی شرف الدین بوسیر کی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

و شد من سغب اخشائه وطوی

تحت الحجارة كشحا مترف الادم

وراودته الجبال الشم من ذهب

عن نفسه فاراها ايما شمم

واكدت زهده فيها ضرورته

ان الضرورة لا تعدوا على العصم

وكيف تدعوا الى الدنيا ضرورة من  
لولاہ لم تخرج الدنيا من العدم  
محمد سيد الكونين والثقلين  
والفريقين من عرب ومن عجم

یعنی بلند پہاڑوں نے سونے کا بن کر حضور کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرانا چاہا تو حضور نے اپنے بلند حوصلہ و استغنا سے انہیں ذلیل دیکھا۔

حضور کے زہد کو ضرورتوں نے اور مضبوط کر دیا اس لئے کہ ضرورتیں پرہیزگاری اور عصمت مابلی پر غالب نہیں آسکتیں اور کیونکہ دنیا کی طرف ضرورتیں ایسے نفس زکی کو کیسے بلا سکتی ہیں کہ اگر وہ نہ ہوتے اور دنیا میں جلوہ افروز نہ فرماتے تو دنیا عدم سے منصہ شہود پر ظاہر نہ ہوتی۔

محمد صلی اللہ علیہ و سلم سردار اور بلجاء ہیں کائناتِ دنیا و آخرت کے اور جن و انس کے اور دونوں جماعتوں کے عرب کے عجم کے۔ (ترجمہ طیب الوردہ)

حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ایک موقع پر فرمایا

يا عائشة والذى نفسى بيده لو سئلت ربي ان يجزى معى جبال تهامة ذهباً  
لا جراها حيث شئت من الارض ولكن اخترت الجوع فى الدنيا على شبعها  
وفقر الدنيا على غنائها وخزى الدنيا على فرصها يا عائشة ان الدنيا لا تنبغى  
لمحمد ولا لآل محمد.

یعنی اے عائشہ! قسم ہے اس ذات مقدس کی جس کے دستِ قدرت میں جان ہے اگر میں اپنے رب سے مکہ کے پہاڑوں کو سونا کی شکل میں طلب کروں اور انہیں چلتا ہوا بناؤں کہ جہاں جاؤں وہ میرے ساتھ ہوں تو اللہ تعالیٰ انہیں چلتا ہوا میرے ساتھ کر دے لیکن میں نے دنیا میں



بھوک اختیار کی شکم سیری سے اور فقر دنیا قبول فرمایا غنا پر اور غم قبول کیا اس کی فرحت پر اے عائشہ دنیا زیبا نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم و آپ کی آل پر۔

نیز حضرت جبرئیل حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ  
اتحب ان اجعل هذا الجبال ذہبا وتكون معك اينما كنت فتوقف ساعة  
فقال يا جبرئيل ان الدنيا دار من لادار له ومال من لا مال له قد يجمعها من لا  
عقل له فقال له جبرئيل ثبتك الله يا محمد بالقول الثابت.

اے محبوب! اگر تمہیں یہ پسند ہو کہ ان پہاڑوں کو ہم سونا بنا دیں اور وہ آپ کیساتھ رہیں جہاں  
آپ تشریف لے جائیں تو ابھی ہو سکتا ہے تو حضور نے تھوڑا سکوت فرما کر جواب دیا جبرئیل دنیا  
ایک ایسا گھر ہے کہ کسی کا گھر نہیں اور ایسا مال ہے کہ کسی کی ملکیت نہیں اسے وہ جمع کرتا ہے جس  
میں عقل نہ ہو تو جبرئیل علیہ السلام نے یہ سن کر عرض کی حضور کو اللہ نے ثابت قدم فرمایا قول  
ثابت کے ساتھ ایک اور حدیثِ قدسی میں ہے کہ

الدنيا حرام على اهل الاخرة والاخرة حرام على اهل الدنيا و كلاهما  
حرامان على اهل الله تعالى.

یعنی دنیا اہل آخرت پر حرام اور اہل دنیا پر آخرت حرام اور دنیا و آخرت دونوں اہل اللہ  
پر حرام ہیں نیز ایک جگہ حضور نے فرمایا

من احب دنيا اضربا اخرته ومن احب اخرته اضربا دنياہ فاثروا ما بقى على  
ما يفنى.

یعنی دنیا کی محبت سخت مضر ہے آخرت کے لئے اور آخرت کی محبت مضر تر ہے دنیا کے لئے تم  
ترجیح دو اس نعمت کو جو باقی رہنے والی ہے اس پر جو فنا ہونے والی ہے

مولای صل وسلم دائماً ابداً

علی حبیبک خیر الخلق کلہم

فلہذا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر جو کی روٹی ہوتی یا گندم کے ان چھنے آٹے کی ہوتی اور کھجور زینت دسترخوان ہوتی لباس کا معاملہ بھی خوراک سے کچھ مختلف نہ تھا معمولی کپڑا جیسا خود پہنا ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو بھی دے دیا ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بڑے صبر و شکر کیساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فقر و درویشی کی زندگی گزار رہی تھیں اور صرف حضور کی ازواج ہونے کے شرف کے خاطر وہ ان ساری کلفتوں کو اپنے لیے دارین کی سعادتوں کا باعث سمجھتی تھیں لیکن جب فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا اور عام مسلمانوں کی معاشی حالت بدلنے لگی اور ان کی بود و باش اور لباس و خوراک میں خوش آئند تبدیلیاں پیدا ہو گئیں تو یہ دیکھ کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے آپ سے دنیوی سامان طلب کئے اور نفقہ میں زیادتی کی درخواست کی یہاں تو کمال زہد تھا سامان دنیا اور اس کا جمع کرنا گوارا ہی نہ تھا اس لئے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا نان و نفقہ میں زیادتی کی طلب حضور کی خاطر اقدس پر گراں گزری اور حضور نے ایک ماہ تک ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو شرف ملاقات نہ بخشا ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اختیار دے دیا گیا زیر عنوان حدیث میں اسی سلسلہ کے واقعہ کا ذکر ہے اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

یا ایہا النبی قل لا زواجک ان کنتن تردن الحیوة الدنیا وزینتها فتعالین امتعکن واسرحکن سراحاً جمیلاً .

اے غیب بتانے والے نبی! اپنی بیبیوں سے فرما دے اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑ دوں۔ (کنز الایمان)

اس آیت کے نزول کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ آیت سنا کر اختیار دیا اور فرمایا کہ جلدی نہ کرو اپنے والدین سے مشورہ کر کے جو رائے ہو اس پر عمل کرو انہوں نے عرض کیا حضور کے معاملہ میں مشورہ کیسا میں اللہ اور اس کے رسول کو اور آخرت کو چاہتی ہوں اور باقی ازواج نے بھی یہی جواب دیا۔

(فیوض الباری)

چنانچہ بخاری شریف باب قوله تعالى وان كنتن تردن الحياة الدنيا الخ میں ہے کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن بیان فرماتے ہیں کہ.....

ان عائشة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت بتخیر ازواجه بدأبی فقال انی ذاکر لک امر ا فلاعلیک ان لا تعجلی حتی تستامری ابویک قالت و قد علم ان ابوی لم یکونا یا امرانی بفراقه قالت ثم قال ان اللہ قال جل ثناءہ یا ایہا النبی قل لا زواجک ان كنتن تردن الحیوة الدنیا وزینتها الی قوله اجر اعظیما قالت فقلت ففی ای هذا استامر ابوی فانی ارید اللہ ورسوله والدار الآخرة قالت ثم فعل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثل ما فعلت (بخاری شریف ج ۲ ص ۷۹۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو پاس رہنے نہ رہنے کا اختیار دے دیجئے تو آپ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں تم سے ایک بات کہنے لگا ہوں لیکن اس کا جواب دینے میں جلدی نہ کرنا بلکہ اپنے والدین سے بھی مشورہ کر لینا وہ فرماتی ہیں کہ آپ یہ بات بخوبی جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے آپ سے جدا ہونے کا

ہرگز حکم نہیں دیں گے حضرت صدیقہ کا بیان ہے کہ پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے غیب بتانے والے (نبی) اپنی بیویوں سے فرما دو اگر تم دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑ دوں وہ فرماتی ہیں کہ میں عرض گزار ہوئی اس بارے میں اپنے والدین سے میں کیا مشورہ کروں جب کہ میں خود اللہ کی رضا اس کے رسول کی رضا اور آخرت کی بہتری چاہتی ہوں وہ فرماتی ہیں کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنی دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے بھی اسی طرح فرمایا جس طرح مجھ سے دریافت فرمایا۔

جب کہ حضرت عمر والی روایت میں یہ بھی ہے کہ.....

ثم خیر نساء ہ فقلن مثل ما قالت عائشہ یعنی پھر آپ نے دوسری بیویوں کو بھی اختیار دیا سب نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح جواب دیا کما مر۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا نفقہ میں زیادتی کی درخواست کرنا

شرعاً و اخلاقاً کوئی ناروا بات نہ تھی

چنانچہ حضور سیدی علامہ سید محمود احمد رضوی صاحب علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں کہ واضح ہو کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا نبی علیہ السلام سے نان و نفقہ میں زیادتی کی درخواست کرنا شرعاً و اخلاقاً کوئی ناروا بات نہ تھی نہ اس میں کوئی بے ادبی کا پہلو نکلتا ہے ایک بیوی اپنے شوہر سے اچھا پہننے اچھا کھانے کی فرمائش کر سکتی ہے اگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن یہ فرمائش نہ کرتیں تو عائلی زندگی کے لئے بہت سے مسائل امت پر واضح نہ ہوتے اور خود نبی علیہ السلام نے بھی ان کی اس درخواست کو نہ تو بے ادبی قرار دیا اور نہ ہی شرعاً و اخلاقاً ناجائز۔ اگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی یہ فرمائش شرعاً غلط ہوتی تو حضور علیہ السلام اس کی ضرور نشاندہی فرمادیتے۔ البتہ ان کی یہ فرمائش حضور کی طبع اقدس پر گراں اس لیے گزری کہ نبی

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

علیہ السلام نے فقر و غنا کو خود اختیار فرمایا تھا اور حضور علیہ السلام کا قلبی رجحان یہی تھا کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی فقر و غنا کی دولت سے مالا مال رہیں یہی وجہ ہے کہ جب آیہ تخییر نازل ہوئی تو آپ نے کسی غصہ کا اظہار نہ فرمایا بلکہ محبت آمیز الفاظ کے ساتھ سب سے پہلے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے تخییر کے متعلق رائے لی۔ (فیوض الباری)

چنانچہ ترمذی شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ

عن عائشہ قالت لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتخییر ازواجه بدأ بی فقال یا عائشہ انی ذا کر لک امر افلا علیک ان لاتستعجلی حتی تستامری ابویک قالت وقد علم ان ابوی لم یکونا لیامرانی بفراقہ قالت ثم قال ان اللہ یقول یا ایہا النبی قل لازواجک ان کتن تر دن الحیوة الدنیا وزینتها فتعالین حتی بلغ للمحسنات منکن اجر اعظیما قلت فی ای هذا استامر ابوی فانی ارید اللہ ورسولہ والدار الاخرة وفعل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثل ما فعلت هذا حدیث حسن صحیح.

جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ازواج کے اختیار کرنے کا حکم دیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ابتدا فرمائی اور فرمایا اے عائشہ! میں تجھ پر ایک بات پیش کرتا ہوں اس میں جلدی نہ کرنا جب تک اپنے والدین سے مشورہ نہ کر لو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات جانتے تھے کہ میرے والدین مجھ کو حضور سے جدائی کا حکم نہ دیں گے فرماتی ہیں پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا النبی یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے من کن اجراً عظيماً تک پڑھا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی حضور میں کس بات میں اپنے والدین سے کیا مشورہ کروں جب کہ میں خود اللہ کی رضا اور اس کے رسول کی رضا اور آخرت کی بہتری چاہتی ہوں فرماتی ہیں کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے بھی اس طرح فرمایا جس طرح مجھ سے دریافت کیا۔ امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے (ترمذی صفحہ ۱۵۲ جلد ثانی) نیز صحیح مسلم شریف کی حدیث کا سارا مضمون اسی امر کا آئینہ دار ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ.....

ثم نزلت عليه هذه الآية يا ايها النبي قل لازواجك حتى بلغ للمحسنيات منكن اجراً عظيماً قال فبدء بعائشة فقال يا عائشة اني اريد ان اعرض عليك امرأ أحب الاتعجلى فيه حتى تستشيري ابويك قالت وما هو يا رسول الله؟ فتلا عليها الآية قالت أفيك يا رسول الله صلى الله عليه وسلم اسشيري ابوتى؟ بل اختار الله ورسوله والدار الاخرة وأسألك الاتخبر امرأة من نسائك بالذى قلت قال لا تسألنى امرأة منهن الا اخبرتها ان الله لم يعثنى مغتاً ولا مُتَعِنَتاً ولكن بعثنى معلماً ميسراً (مسلم شريف كتاب الطلاق باب بيان ان تخيير امراته لا يكون طلاقاً الا بالنية)

جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے عائشہ میں تجھ پر ایک بات پیش کرتا ہوں اس میں جلدی نہ کرنا جب تک اپنے والدین سے مشورہ نہ کر لینا جواب نہ دینا (اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کو معلوم تھا کہ ان کے والدین جدائی کے لئے مشورہ نہ دیں گے) اُمّ المؤمنین نے عرض کی یا رسول اللہ

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

صلی اللہ علیہ و سلم وہ کیا بات ہے حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے اس آیت کی تلاوت کی اُمّ المؤمنین نے عرض کی یا رسول اللہ حضور کے بارے میں مجھے والدین سے مشورہ کی کیا حاجت ہے بلکہ میں اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو اختیار کرتی ہوں اور میں یہ چاہتی ہوں کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی کو میرے جواب کی حضور خبر نہ دیں ارشاد فرمایا جو مجھ سے پوچھے گی کہ عائشہ نے کیا جواب دیا ہے میں اسے خبر کر دوں گا اللہ نے مجھے مشقت میں ڈالنے والا اور مشقت میں پڑنے والا بنا کر نہیں بھیجا ہے اس نے مجھے معلم اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے بھی بصد مسرت اپنے مطالبات ترک کر دیئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم اور دارِ آخرت کو اختیار فرمایا اور اجر عظیم کی مستحق ہو گئیں جس کا ذکر سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۲۹ میں اجراً عظیماً کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔ (فیوہس الباری)

خیال رہے جب ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے اللہ اور رسول اور آخرت کو اختیار فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو یوں انعام سے نوازا کہ اپنے محبوب کے لئے انہیں ازواج پر اختصار فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا۔

لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بہن من ازواج ولو اعجبک حسنہن الا مملکت یمینک و کان اللہ علی شئی رقیباً.

ترجمہ: ان کے بعد اور عورتیں تمہیں حلال نہیں اور نہ یہ کہ ان کے عوض اور بیبیاں بدلو اگرچہ تمہیں ان کا حسن بھائے مگر کنیز تمہارے ہاتھ کا مال اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔ (کنز الایمان)  
حضور سیّدی صدر الافاضل بدرالہماثل سیّد نعیم الدین مراد آبادی رضی اللہ عنہ لایحل لک کے تحت فرماتے ہیں کہ.....

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

یعنی ان نوبیویوں کے بعد جو آپ کے نکاح میں ہیں جنہیں آپ نے اختیار کیا تو انہوں نے اللہ ورسول کو اختیار کیا نیز فرماتے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے لئے ازواج کا نصاب نو ہے جیسے کہ امت کے لئے چار نیز فرمایا یعنی انہیں طلاق دے کر ان کی جگہ دوسری عورتوں سے نکاح کر لو ایسا بھی نہ کرو یہ احترام ان ازواج کا اس لیے ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے انہیں اختیار دیا تھا تو انہوں نے اللہ ورسول کو اختیار کیا اور آسائش دنیا کو ٹھکرا دیا چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے انہی پر اکتفا فرمایا اور آخر تک یہی بیویاں حضور کی خدمت میں رہیں۔ (خزائن العرفان)

خیال رہے کہ جمہور کے نزدیک یہ آیت محکمہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے لئے جائز نہ تھا کہ آپ ان ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے سوا کسی اور سے نکاح کریں۔

(روح البیان)

جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی کہ آخر میں حضور کے لیے حلال کر دیا گیا تھا کہ جتنی عورتوں سے چاہیں نکاح فرمائیں اس تقدیر پر آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ آیت انا احلنا لک ازواجک ہے۔ (خزائن العرفان)

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن ہر شخص پر ہمیشہ کے لئے حرام ہیں

وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا ان ذلکم کان عند اللہ عظیما۔

اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔ (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایمان والوں کو دو باتوں کا حکم دیا ہے ایک یہ کہ



## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

ایمان والو کو ہرگز یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بھی طرح ایذا دیں کیونکہ جو شخص رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دے گا وہ دنیا و آخرت میں ملعونِ بارگاہ ہوگا چنانچہ نص قرآنیہ میں ہے اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الآخرة .

بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے لہذا جو شخص ایذائے رسول کا مرتکب ہو وہ دنیا و آخرت میں بہت بڑے خسارہ و نقصان میں پڑا اور یزید و ابو جہل کا وارث بنا خیال رہے حضور کی بارگاہ میں ادنیٰ توہین کا ارتکاب کرنے والا اپنے ایمان و اعمال سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے چنانچہ ارشاد ہوا۔

لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا الہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون .

اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (کنز الایمان)

اس آئیہ کریمہ میں حضور کی بارگاہ میں بے ادبی کرنے کی وجہ سے اعمال کے برباد ہونے کی خبر دی گئی ہے اور اعمال ایمان کے برباد ہونے سے برباد ہوتے ہیں لہذا حضور کی بے ادبی ایمان کے ضائع و برباد ہونے کا سبب بنی والعیاذ باللہ

دوسرا یہ کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی عظمت و رفعت کو ظاہر فرمانے کے لئے مومنوں کو حکم دیا گیا کہ حضور کی ازواج سے آپ کے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد نکاح مت کرو کیونکہ جس عورت سے حضور نے عقد نکاح فرمایا وہ آپ کے سوا ہر شخص پر حرام ہوگئی نیز چونکہ

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن مومنوں کی مائیں ہیں لہذا ان سے نکاح نہیں ہو سکتا اور اس کو معمولی بات مت سمجھو بلکہ یہ تو اللہ کی بارگاہ میں جرم عظیم ہے

مزید برآں یہ کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ اقدس میں حقیقی جسمانی حیات میں ہیں اس لئے بھی آپ کی ازواج دوسرا نکاح نہیں کر سکتیں۔ جس پر ہم اہلسنت کے بے شمار دلائل ہیں چنانچہ حضرت ابو درداء سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ.....

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر واعلیٰ الصلوٰۃ یوم الجمعة فانه مشہود یشہدہ الملائکۃ وان احدالم یصل علی الاعرضت علی صلوتہ حتی یفرغ منها قال قلت وبعد الموت قال ان اللہ حرم علی الارض ان تاكل اجساد الانبیاء اللہ فنبی اللہ حتی یرزق (رواہ ابن ماجہ مشکوٰۃ)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر جمعہ کے دن درود زیادہ پڑھو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور مجھ پر کوئی درود نہیں پڑھتا مگر اس کا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے حتیٰ کہ اس سے فارغ ہو جائے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کیا موت کے بعد بھی فرمایا کہ اللہ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے لہذا اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں۔

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ انبیاء بعد وفات زندہ رہتے ہیں مراقاۃ نے فرمایا کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں نیز امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضرات انبیاء کرام بعد وفات مختلف وقتوں میں مختلف جگہ تشریف لے جاتے ہیں نیز نص قرآنیہ میں ارشاد ہوا کہ ولا تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا حضور کی بیویوں سے ان کی وفات کے بعد کبھی نکاح نہ کرو اس آیت نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کی بیویاں بدستوران کے نکاح

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

میں رہتی ہیں بیوہ نہیں ہوتیں ورنہ ازواج نہ فرمایا جاتا نیز ان سے نکاح کی حرمت ماں ہونے کی وجہ سے نہیں وہ بیویاں احترام میں مائیں ہیں نہ کہ احکام میں ورنہ ان کی میراث امت کو ملتی ان کی اولاد سے نکاح حرام ہوتا یہ آیت حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی دلیل ہے شب معراج میں حضور نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا جب حضور بیت المقدس پہنچے تو انہیں اور سارے پیغمبروں کو وہاں نماز کا منتظر پایا پھر جب آسمانوں پر تشریف لے گئے تو چوتھے آسمان پر موسیٰ علیہ السلام کو اور مختلف آسمانوں پر دیگر انبیاء کو اپنا منتظر دیکھا۔

(مرآة شرح مشکوٰۃ)

چنانچہ بخاری کتاب الصلوٰۃ میں ہے کہ.....

عن انس ابن مالک قال کان ابو ذر یحدث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فرج عن سقف بیتی وانا بمکة فنزل جبرئیل علیہ السلام ففرج صدري ثم غسله بماء زمزم ثم جاء بطشت من ذهب ممتلئ حکمة وایمانا فافرغه فی صدري ثم اطبقه ثم اخذ بیدی فعرج بی الی السماء فلما جئت الی السماء الدنيا قال جبرئیل علیہ السلام لخازن السماء افتح قال من هذا قال هذا جبرئیل قال هل معک احد قال نعم معی محمد فقال الرسل الیه قال نعم فلما افتح علونا السماء فاذا رجل قاعد علی یمنه اسودة وعلی یساره اسودة اذا نظر قبل یمنه ضحک واذا نظر قبل شماله بکی فقال مرحبا بالنبی الصالح والابن الصالح قلت لجبرئیل من هذا قال هذا آدم وهذه الاسودة عن یمنه وشماله نسیم بنیه فاهل الیمین منهم اهل الجنة والاسودة التي عن شماله اهل النار فاذا نظر عن یمنه ضحک واذا نظر قبل شماله بکی حتی عرج بی الی

السماء الثانية فقال لخازنها افتح فقال له خازنها مثل ما قال الاول ففتح قال انس فذكر انه وجد في السموات ادم وادريس وموسى وعيسى وابراهيم ولم يثبت كيف منازلهم غير انه ذكر انه وجد ادم في السماء الدنيا وابراهيم في السماء السادسة قال انس فلما مر جبرئيل عليه السلام بالنبي صلى الله عليه وسلم بادريس قال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح فقلت من هذا قال هذا ادريس ثم مررت بموسى فقال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح قلت من هذا قال هذا موسى ثم مررت بعيسى فقال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح قلت من هذا قال هذا عيسى ثم مررت بابراهيم فقال مرحبا بالنبي الصالح والابن الصالح قلت من هذا قال هذا ابراهيم.

(رواه البخارى فى كتاب الصلوة)

یعنی حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مکہ مکرمہ میں تھا کہ میرے مکان کی چھت کھولی گئی اور جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے میرا سینہ کھولا گیا پھر اسے آب زمزم سے دھویا گیا پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا جو حکمت و ایمان سے بھرا ہوا تھا اور وہ میرے سینہ میں اٹھل دیا گیا پھر اسے بند کر دیا میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آسمان کی طرف لے چڑھے جب میں آسمان دنیا پر پہنچا تو جبرئیل علیہ السلام نے آسمان کے خازن سے کھولنے کے لئے کہا اس نے کہا کون ہو؟ کہا میں جبرئیل ہوں اس نے کہا کیا تمہارے ساتھ کوئی اور ہے؟ کہا ہاں میرے ساتھ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں جب کھولا تو ہم آسمان دنیا کے اوپر گئے وہاں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کے دائیں اور بائیں بہت سے لوگ تھے جب وہ اپنی دائیں جانب دیکھتا تو ہنستا اور جب بائیں جانب

دیکھتا تو روتا اس نے کہا صالح نبی اور صالح بیٹے خوش آمدید میں نے جبریل سے کہا کہ یہ کون ہیں؟ کہا کہ یہ حضرت آدم ہیں اور دائیں اور بائیں جو یہ صورتیں ہیں یہ ان کی اولاد ہیں دائیں والے جنتی ہیں اور بائیں جانب والے جہنمی ہیں جب یہ دائیں جانب دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور بائیں طرف دیکھتے ہیں تو روتے ہیں یہاں تک کہ مجھے دوسرے آسمان تک لے گئے اور اس کے خازن سے کھولنے کے لئے کہا اور اس کے خازن سے وہی گفتگو ہوئی جو پہلے سے ہوئی تھی اس نے کھول دیا حضرت انس نے فرمایا کہ انہوں نے بیان کیا کہ حضور نے آسمانوں میں حضرت آدم حضرت ادریس حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم سے ملاقات کی اور ان کے مقامات یاد نہیں رہے ہاں حضرت آدم آسمان دنیا پر ملے اور حضرت ابراہیم چھٹے آسمان پر حضرت انس نے فرمایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر حضرت جبریل علیہ السلام حضرت ادریس کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا صالح نبی اور صالح بھائی خوش آمدید میں نے کہا کہ یہ کون ہیں؟ کہا کہ یہ حضرت ادریس ہیں پھر میں حضرت موسیٰ کے پاس سے گزرا تو انہوں نے کہا صالح نبی اور صالح بھائی خوش آمدید میں نے کہا کہ یہ کون ہیں؟ کہا کہ یہ حضرت موسیٰ ہیں پھر میں حضرت عیسیٰ کے پاس سے گزرا تو انہوں نے کہا صالح نبی صالح بھائی خوش آمدید میں نے کہا یہ کون ہیں؟ کہا کہ یہ حضرت عیسیٰ ہیں پھر میں حضرت ابراہیم کے پاس سے گزرا تو انہوں نے کہا کہ صالح نبی اور صالح بیٹے خوش آمدید میں نے کہا کہ یہ کون ہیں؟ کہا کہ یہ حضرت ابراہیم ہیں (شاہچانپوری) نیز حضرت اوس بن اوس سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی نے ارشاد فرمایا تمہارے دنوں میں سے سب سے زیادہ فضیلت والا دن یوم جمعہ ہے کیونکہ اسی دن حضرت آدم کی تخلیق ہوئی اور اسی دن آپ نے وصال فرمایا اور اسی دن نوحہ ثانیہ واولیٰ پھونکا جاوے گا فاكثر واعلى الصلوة فان صلوتكم معروضة على پس تم مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو

کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ہمارا درود آپ کے وصال کے بعد آپ پر کیسے پیش ہوگا فرمایا ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء علیہم السلام بے شک اللہ نے زمین پر حرام فرمادیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔ (نسائی ج ۱ ص ۱۰۰)

نیز امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں کہ الانبیاء احياء فی قبورہم یصلون یعنی انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ مرقاة میں فرماتے ہیں لا فرق لہم فی الحالین یعنی انبیاء کی دنیوی و بعد وفات زندگی میں فرق نہیں نیز فرماتے ہیں الانبیاء فی قبورہم احياء یعنی انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی یرزق ویستمد منہ المدد المطلق یعنی حضور زندہ ہیں ان کو روزی دی جاتی ہے اور آپ سے ہر قسم کی مدد طلب کی جاتی ہے۔

شیخ محقق علیہ الرحمۃ اشعة اللمعات میں فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا زندہ است بحقیقت حیات دنیاوی یعنی اللہ تعالیٰ کے نبی دنیاوی حقیقی زندگی کیساتھ زندہ ہیں۔

نیز فرماتے ہیں حیات انبیاء متفق علیہ است ہیج کس رادروہ خلافہ نیست یعنی حیات انبیاء متفق علیہ ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں مذکورہ بالا حوالہ جات سے پتہ چلا کہ انبیائے کرام بعد وفات زندہ ہوتے ہیں بلکہ ان پر زندوں کے بعض احکام جاری ہوتے ہیں کہ ان کی بیویاں دوسرا نکاح نہیں کر سکتیں ان کی میراث تقسیم نہیں ہوتی خیال رہے انک میت وانہم میتون ہمارے عقیدہ کے خلاف نہیں کیونکہ وہاں موت سے مراد حسی موت ہے جس پر بعض احکام موت جاری ہوتے ہیں اور یہاں زندگی سے مراد حقیقی ہے لہذا آیات آپس میں متعارض ہیں

اور نہ ہی آیات و احادیث و اقوال علماء نیز آیت مذکورہ میں حضور کے لئے میست الگ بولا گیا اور دوسروں کیلئے میتون علیحدہ سے اگر حضور کی وفات بھی دوسروں کی طرح ہوتی تو یوں فرمایا جاتا انک وانہم میتون

مزید برآں یہ کہ حضرت سلیمان کے متعلق فرمایا مادلہم علی موتہ الادابۃ الارض تا کل منساتہ سورۃ سبأ یعنی حضرت سلیمان بعد وفات عصا پر ٹیک لگائے کھڑے رہے بہت عرصہ کے بعد دیمک نے لاٹھی کھائی تب آپ کا جسم زمین پر آیا اس عرصہ میں نہ جسم بگڑا نہ دیمک نے کھایا وہ شہداء جو حضور کے غلامان ہیں جب ان پر فدا ہو کر زندہ جاوید ہو گئے تو خود حضور کی زندگی کیسی اہم ہے نیز بعد وفات حضور پر اپنی ازواج کا نان نفقہ واجب ہے جیسے زندگی شریف میں تھا چنانچہ بخاری وغیرہ کتب احادیث میں ہے حضور نے فرمایا کہ نہ ہم کسی کے وارث نہ کوئی ہمارا وارث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے حجرے میں حضور اور ابو بکر دفن رہے میں بے حجاب وہاں جاتی تھی مگر جب سے جناب عمر دفن ہوئے میں بے حجاب جاتے عمر سے شرماتی ہوں اگر وہ زندہ نہیں تو یہ شرم کس سے ہے (مرآة بتصرف مختصراً)

حضور سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہیں

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے  
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے  
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات  
مثل سابق وہی جسمانی ہے  
اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح  
اس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے

روح تو سب کی ہے زندہ ان کا  
جسم پر نور بھی روحانی ہے

### ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ثواب میں زیادتی

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے لئے عام عورتوں کے مقابل دو گنا ثواب رکھا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا کہ ومن یقنت منکن للہ ورسولہ وتعمل صالحا نؤتھا اجرھا مرتین واعتدنا لھا رزقا کریمًا. (پ ۲۲)

اور (اے نبی علیہ السلام کی بیویو!) جو تم میں فرمانبردار رہے اللہ اور رسول کی اور اچھا کام کرے ہم اسے اوروں سے دونا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لئے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔ (کنز الایمان)

حضرت صدرالافاضل بدرالمماثل خلیفہ اعلیٰ حضرت سید محمد نعیم الدین مرآد بادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ.....

اگر اوروں کو ایک نیکی پر دس گنا ثواب دیں گے تو تمہیں بیس گنا کیونکہ تمام جہان کی عورتوں پر تمہیں شرف و فضیلت ہے اور تمہارے عمل میں بھی دو جہتیں ہیں ایک ادائے اطاعت دوسرے رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی رضا جوئی اور قناعت اور حسن معاشرت کے ساتھ حضور کو خوش کرنا۔ (خزائن العرفان)

نیز تفسیر بغوی میں ہے کہ قال مقاتل مکان کل حسنة عشرين حسنة یعنی مقاتل نے فرمایا کہ ہر نیکی کی جگہ بیس نیکیاں مراد ہیں۔ (تفسیر بغوی المعروف بمعالم التنزیل)



## ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مابین عدل و مساوات

زمانہ جاہلیت: لوگ اپنے زیر پرورش یتیم لڑکیوں سے نکاح کرتے جب کہ کچھ لوگ اپنے نکاح میں دس دس عورتیں رکھتے پھر ان کے ساتھ صحبت و حسن سلوک نہ کرتے جبکہ شریعت مطہرہ نے مسلمانوں کو ایک وقت میں چار چار بیویاں رکھنے کی اجازت دی ہے مگر ان کے حقوق ادا کرنا لازم قرار دیا اور اگر ان کے حق میں نا انصافی کا خوف ہو تو اتنی ہی عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی جتنی کے حقوق ادا کر سکتے ہوں چنانچہ نص قرآنیہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وان خفتم الاتقسطوا فی الیتیمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی  
وثلت وربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدة او ماملکت ایمانکم ذلک ادنی ان  
لاتعولوا. (پ ۴)

اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرو گے (اور ان کے حقوق کی رعایت نہ رکھ سکو گے) تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیریں جن کے تم مالک ہو یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو (کنز الایمان) خیال رہے آیت کے معنی میں چند قول ہیں حسن کا قول ہے کہ پہلے زمانہ میں مدینہ کے لوگ اپنی زیر ولایت یتیم لڑکی سے اس کے مال کی وجہ سے نکاح کر لیتے باوجودیکہ اس کی طرف رغبت نہ ہوتی پھر اس کے ساتھ صحبت و معاشرت میں اچھا سلوک نہ کرتے اور اسکے مال کے وارث بننے کے لئے اس کی موت کے منتظر رہتے اس آیت میں انہیں اس سے روکا گیا ایک قول یہ ہے کہ لوگ یتیموں کی ولایت سے تو بے انصافی ہو جانے کے اندیشہ سے گھبراتے تھے۔ اور زنا کی پرواہ نہ کرتے تھے انہیں بتایا گیا کہ اگر تم نا انصافی کے اندیشہ سے

قیموں کی ولایت سے گریز کرتے ہو تو زنا سے بھی خوف کرو اور اس سے بچنے کے لئے جو عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں ان سے نکاح کرو اور حرام کے قریب مت جاؤ۔

ایک قول یہ ہے کہ لوگ قیمتوں کی ولایت و سرپرستی میں تو نا انصافی کا اندیشہ کرتے تھے اور بہت سے نکاح کرنے میں کچھ باک (ڈر) نہیں رکھتے تھے انہیں بتایا گیا کہ جب زیادہ عورتیں نکاح میں ہوں تو ان کے حق میں نا انصافی سے بھی ڈرو اتنی ہی عورتوں سے نکاح کرو جتنی کے حقوق ادا کر سکو عکرمہ نے حضرت عباس سے روایت کہ قریش دس دس بلکہ اس سے بھی زیادہ عورتیں کرتے تھے اور جب ان کا بار نہ اٹھ سکتا تو جو یتیم لڑکیاں ان کی سرپرستی میں ہوتیں ان کے مال خرچ کر ڈالتے اس آیت میں فرمایا گیا کہ اپنی استطاعت دیکھ لو اور چار سے زیادہ نہ کرو تا کہ تمہیں قیمتوں کا مال خرچ کرنے کی حاجت نہ آئے۔

### مسئلہ

اس آیت سے معلوم ہوا کہ آزاد مرد کے لیے ایک وقت میں چار عورتوں تک نکاح جائز ہے خواہ وہ حرہ ہوں یا امہ یعنی باندی۔

### مسئلہ

تمام امت کا اجماع ہے ایک وقت میں چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا کسی کے لئے جائز نہیں سوائے رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم کے کہ یہ آپ کے خصائص میں سے ہے ابو داؤد کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص اسلام لائے ان کی آٹھ بیویاں تھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ان میں چار رکھنا ترمذی کی حدیث میں ہے کہ غیلان بن مسلمہ ثقفی اسلام لائے ان کی دس بیویاں تھیں وہ ساتھ مسلمان ہو گئیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم نے حکم فرمایا کہ ان میں سے چار رکھو۔

اس سے معلوم ہوا کہ بیبیوں کے درمیان عدل فرض ہے نئی و پرانی باکرہ و ثیبہ سب اس استحقاق میں برابر ہیں یہ عدل لباس میں کھانے پینے میں سکنی یعنی رہنے کی جگہ میں اور رات کو رہنے میں لازم ہے ان امور میں سب کیساتھ یکساں سلوک کرے۔ (خزائن العرفان)

خیال رہے عورت کو اپنی استطاعت کے مطابق کھلانا، پہنانا اور ہائش میں اپنے ساتھ رکھنا عورت کے حقوق ہیں جو خاوند پر عائد ہوتے ہیں چنانچہ ابو داؤد شریف میں حکیم بن معاویہ قشیری نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ قلت یا رسول اللہ ما حق زوجة احدنا عليه قال ان تطعمها اذا طعمت وتكسوها اذا اكتسيت ولا تضرب الوجه ولا تقبح ولا تهجر الا في البيت (ابو داؤد كتاب النكاح باب في حق المرأة على زوجها) یعنی میں نے حضور کی بارگاہ میں عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ہم میں سے کسی پر اس کی بیوی کا حق کیا ہے آپ نے فرمایا کہ جب تو کھائے تو اس کو کھلا جب پہنو تو اسے پہناؤ اور اس کے منہ پر مت مارو اور اسے برامت کہو اور اسے جدا نہ کرو مگر گھر میں۔ نیز اگر کسی کی دو بیویاں ہوں اور ان میں سے ایک کی طرف زیادہ جھکاؤ ہو تو ایسے شخص پر سخت وعید آئی ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ان النبی صلی اللہ علیہ و سلم قال من كانت له امرأتان فمال الى احدهما جاء يوم القيمة وشقه مائل (ابو داؤد كتاب النكاح باب القسم بين النساء) نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا جس کی دو بیویاں ہوں وہ ان میں سے ایک کی جانب جھک گیا تو قیامت کے روز اس حالت میں آئے گا کہ اس کا جسم ایک جانب سے جھکا ہوا ہوگا۔

بائیں ہم اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ازواج کے مابین عدل و مساوات کے حکم سے

مستثنیٰ فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا

ترجی ملاتشاء منهن وتؤی الیک من تشاء ومن ابتغیت ممن عزلت  
فلا جناح علیک ذلک ادنی ان تقر اعینهن ولا یحزن ویرضین بما اتینهن کلھن  
واللہ یعلم ما فی قلوبکم وکان اللہ علیما حکیما۔

ترجمہ : اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو اور جسے تم نے کنارے کر دیا تھا اسے تمہارا جی چاہے  
تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں یہ امر اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غم نہ  
کریں اور تم انہیں جو کچھ عطا فرماؤ اس پر وہ سب کی سب راضی رہیں اور اللہ جانتا ہے جو تم سب  
کے دلوں میں ہے اور اللہ علم والا حلم والا ہے۔ (کنز الایمان)

اس کے باوجود رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم اپنی ازواج کیساتھ عدل و مساوات  
فرماتے تھے چنانچہ صدالافاضل بدرالمماثل خلیفہ اعلیٰ حضرت حضور سیدی نعیم الدین مرآد بادی  
علیہ الرحمة اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آپ کو اختیار دیا گیا کہ جس بی بی کو چاہیں  
پاس رکھیں اور بیبیوں میں باری مقرر کریں یا نہ کریں لیکن باوجود اس اختیار کے سید عالم صلی  
اللہ علیہ و سلم ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کیساتھ عدل فرماتے اور ان کی باریاں  
برابر رکھتے بجز حضرت سودہ رضی اللہ عنھا کے جنہوں نے اپنی باری کا دن حضرت اُمّ المؤمنین  
عائشہ رضی اللہ عنھا کو دے دیا تھا اور بارگاہ رسالت میں عرض لیا تھا کہ میرے لئے یہی کافی  
ہے کہ میرا حشر آپ کی ازواج میں ہو۔ (خزائن العرفان)

نیز حضرت عروہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں

قالت عائشہ یا ابن اختی کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یفضل  
بعضنا علی بعض فی القسم من مکثہ عندنا وکان یوم الاوہو یطوف علینا

جميعا فيدنو من كل امرأة من غير مسيس حتى يبلغ الى التي هو يومها فيبيت عندها ولقد قالت سودة بنت زمعة حين اسنت و فرقت ان يفار قهار رسول الله صلى الله عليه وسلم يارسول الله يومى لعائشة فقبل ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم منها (ابوداؤد كتاب النكاح باب القسم بين النساء)

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے بھانجے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ہم میں سے ایک کو دوسری پر ترجیح نہیں دیتے تھے ہمارے پاس رہنے کی باریوں میں شاید ہی کوئی ایسا دن ہو ورنہ آپ ہم سب کے پاس پہنچ جاتے پس آپ ہر زوجہ مطہرہ کے نزدیک ہوتے لیکن اسے ہاتھ نہ لگاتے یہاں تک کہ اس کے پاس پہنچ جاتے جس کی باری ہوتی اور رات اسی کے پاس گزارتے حضرت سودہ بنت زمعہ جب عمر رسیدہ ہو گئیں تو ڈریں مبادا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم انہیں چھوڑ دیں لہذا عرض گزار ہوئیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم میری باری عائشہ کے لئے ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے اس بات کو قبول فرمایا۔

رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم کے عدل کا یہ عالم تھا کہ جب سفر میں تشریف لے جاتے تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مابین قرعہ اندازی ہوتی جن کا نام نکلتا ان کو اپنی معیت کا شرف بخشے چنانچہ عروہ ابن زبیر روایت فرماتے ہیں کہ

ان عائشة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد سفرا اقرع بین نسائه فایتھن خرج سهمها خرج بها معه (ابوداؤد کتاب النکاح باب القسم بین النساء)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

عنہن کے درمیان قرعہ ڈالتے جس کا نام نکل آتا ہے اپنے ساتھ لے جاتے (شاہجہانپوری) جیسا کہ مذکور ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں باری کا بھی لحاظ فرماتے تھے اور ان کے مابین نان و نفقہ و سکنی اور جملہ حقوق و معاملات میں مساوات فرماتے تھے رہی محبت قلبی کی بات سو اس میں آپ اللہ تبارک و تعالیٰ کی جناب میں دعا فرماتے کہ اے اللہ جن چیزوں میں مجھے قدرت نہیں ان میں مجھے ملامت نہ فرمانا چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقسم فیعدل ویقول اللہم هذا قسمی فیما املک فلا تلمنی فیما تملک ولا املک یعنی القلب (ابوداؤد شریف کتاب النکاح باب القسم بین النساء) رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم انصاف سے باریاں تقسیم فرماتے تھے اور دعا کرتے کہ اے اللہ یہ میری تقسیم ہے جس کا مجھے اختیار ہے اور مجھے اس پر ملامت نہ کرنا جو تیرے اختیار میں ہے اور میں اس پر اختیار نہیں رکھتا یعنی دل پر۔ (شاہجہانپوری)

## کثرت ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی حکمتیں

☆ ۱۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں عورتوں کیساتھ کئی نکاح کرنے میں اور ان سے محبت کرنے میں نوع انسانی کے کمال اور کامل ترین افراد انسانی ہونے کی دلیل پائی جاتی ہے جملہ انبیاء کرام متعدد ازواج رکھتے تھے اور اولاد والے تھے سوائے حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کے حضرت ابراہیم علیہ السلام شوق محبت سے ہر روز براق پر سوار ہو کر حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ محترمہ کے پاس مکہ شریف کے مقام پر آیا کرتے تھے یہ اس وجہ سے تھا کہ آپ کو ان کے ساتھ کمال درجہ شغف تھا اور حضرت داؤد علیہ السلام نانوے ازواج رکھتے تھے ان کے ہوتے

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

ہوئے بھی ان کی خواہش تھی کہ مزید ایک عورت سے نکاح کر لیں تاکہ ایک سو کی تعداد پوری ہو جائے اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کی منکوحہ بیویاں تین سو تھیں جب کہ ان کے ساتھ وہ ایک ہزار باندیاں بھی رکھتے تھے اور ایک رات کے اندر اندر ایک سو پر آپ دورہ فرمایا کرتے تھے (مدارج مترجم) تفسیر صاوی میں ہے کہ فیہا ثلاث مائة منکوحہ یعنی حرۃ وسبع مائة سریة (تفسیر صاوی ج ۴ ص ۲۵۴ بیروت) اس میں سات سو باندیاں ذکر کی گئیں واللہ ورسولہ اعلم۔

خیال رہے حضرت سلیمان کی ازواج کے بارے اور بھی روایات ہیں چنانچہ نووی میں ہے کہ قوله صلی اللہ علیہ وسلم کان لسلیمان ستون امرأة وفي رواية سبعون وفي رواية تسعون وفي غیر صحیح مسلم تسع وتسعون وفي رواية مائة (نووی شریف) یعنی حضور کا فرمان کہ حضرت سلیمان کی ازواج ساٹھ تھیں اور ایک روایت میں ستر تھیں اور ایک روایت میں نوے تھیں یہ صحیح مسلم کی روایات کے مطابق ہے جب کہ اس کے علاوہ دیگر روایتوں میں ننانوے اور سو بھی ہیں۔ پھر اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ روایات کے مابین تعارض ہے تو اس کا جواب امام نووی نے یہ دیا ہذا کله لیس بمتعارض لانه لیس فی ذکر القلیل نفی الكثير (نووی) یعنی ان روایات میں تعارض نہیں ہے کیونکہ قلیل والی روایت میں کثیر والی روایت کی نفی نہیں ہے۔

وقد سبق بیان هذا مرات وهو من مفهوم العدد ولا يعمل به عند جما هیر الاصولیین وفي هذا بیان ما خص به الانبیاء صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم من القوة علی الخاصة هذا فی لیلۃ واحده (نووی شریف)

یعنی مفہوم عدد کا بیان کئی مرتبہ گزر چکا کہ اس پر جمہور عمل نہیں کرتے بلکہ اس میں یہ بیان

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

مقصود ہوتا ہے کہ یہ بات انبیاء کرام کے ساتھ مخصوص ہے کہ وہ اپنی طاقت کی وجہ سے ایک ہی رات میں تمام ازواج پر دور فرما سکتے ہیں و کان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم یطوف علی احدی عشرة امرأة له فی الساعة الواحدة کما ثبت فی الصحیح وهذا کله من زیادة القوة (نووی شریف)

جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں ذکر ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی گھڑی میں اپنی گیارہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو شرف بخشتے تھے اور یہ سب قوت و طاقت کی زیادہ ہونے کی وجہ سے ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدور علی نسائه فی الساعة الواحدة من اللیل والنهار وھن احدی عشرة قال قلت لانس او کان یطیقه قال کنا نتحدث ان اعطی قوة ثلاثین وقال سعید عن قتادة اننا حدثهم تسع نسوة (رواہ البخاری فی کتاب الغسل)

رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم رات اور دن میں اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو شرف فرمادیتے تھے اور آپ کی گیارہ بیویاں تھیں قتادہ نے کہا کیا آپ کی اتنی طاقت تھی حضرت انس نے جواب دیا ہم لوگ آپس میں یہ کہا کرتے تھے کہ آپ کو تیس مردوں کی طاقت ملی ہے سعید ابن عروبہ نے حضرت قتادہ سے جو روایت کی کہ حضرت انس نے گیارہ کے بجائے نو بیبیوں کا ذکر کیا ہے۔

خیال رہے کہ اس مقام پر یہ اعتراض بے جا ہوگا کہ اتنی مدت میں ایک آدمی نو عورتوں سے ملاپ نہیں کر سکتا اس لئے کہ یہ عام آدمی کے لئے غیر ممکن ہوگا تو ہوا سے ہمیں قطعاً مقال نہیں



## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

ہم تو انبیاء کرام کی بات کر رہے ہیں کہ یہ بات حقیقت واقعہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں بالخصوص انبیاء کو وہ قدرت و طاقت عطا فرمائی ہے جو انہیں کا حصہ ہے اور بالخصوص رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم کو جو قوت و توانائی و تصرف حاصل ہے اس تک ہماری عقلوں کا پرندہ پرواز نہیں کر سکتا۔

چاند اشارے کا ہلا حکم کا باندھا سورج  
واہ کیا بات شہا تیری توانائی کی

(اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ)

ہاں اگر کوئی بے بصیرت و شقی القلب حیرت و استعجاب کا اظہار کرے تو اسے اپنی شقاوت قلبی کا علاج کروانا چاہئے کیونکہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم میں جو قدرت کے کرشمہ آشکارا ہیں اہل بصیرت کو اس میں اعتراض کی گنجائش نہیں خیال رہے علامہ عینی نے فرمایا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کو چالیس جنتی مردوں کی طاقت دی گئی چنانچہ فرمایا قوۃ اربعین رجلا کل رجل من رجال الجنة یعنی حضور کو چالیس جنتی مردوں کی طاقت دی گئی جبکہ ترمذی کی روایت میں ہے کہ ان قوۃ رجل من اهل الجنة كمائة رجل یعنی ایک جنتی مرد کی طاقت دنیا کے ایک سو مردوں کے برابر ہوتی ہے (حاشیہ بخاری شریف) اب چالیس کو سو میں ضرب دیں تو حاصل چار ہزار ہوتے ہیں اس طاقت و قوت کے پیش نظر اگر آپ نے گیارہ یا نو ازواج کو مشرف فرمایا تو اس میں کون سی حیرت کی بات ہے۔ (فیوض الباری)

فائدہ

بخاری شریف باب اذا جامع ثم عاد ومن دار علی نساءہ فی غسل واحد کی حدیث میں لفظ یدور علی نساءہ اور باب الجنب یدخرج ویمشی فی السوق وغیرہ

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

کی حدیث میں لفظ کان یطوف ہے جس سے یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کا ہر رات میں اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس تشریف لے جانا معمول تھا لیکن حقیقت میں یہ بات نہیں ہے بلکہ آپ صرف حجۃ الوداع کے موقع پر ایک رات میں اپنی جملہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں نوازا تھا دوسری بات یہ بھی مد نظر رکھنی چاہئے کہ حدیث (پہلی روایت) میں گیارہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس ایک ہی رات میں تشریف لے جانے کا ذکر بھی موجود ہے لیکن صحیح قول نو ہے کیونکہ تاریخی لحاظ سے ایک وقت میں نو سے زیادہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا آپ کے نکاح میں رہنا ثابت نہیں ہے۔ (شاہجہانپوری)

☆ ۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے ایسے معاشرے میں پرورش پائی جہاں خواہشات نفسانی کی آزادانہ تسکین کوئی عیب نہ سمجھی جاتی تھی اس کے باوجود آپ پچیس سال کی عمر مبارک تک کسی عورت کی طرف مائل نہ ہوئے آپ اپنے پاکیزہ کردار اور اعلیٰ اخلاق کی بناء پر صادق و امین کے لقب سے پکارے جاتے تھے آپ کو پچیس سال کی عمر میں آپ سے پندرہ سال بڑی عمر کی خاتون نے شادی کا پیغام دیا جو صاحب اولاد بیوہ تھیں اور جن کے دو شوہر فوت ہو چکے تھے آپ نے عمر کے اس واضح فرق کے باوجود ان دو بارہ بیوہ ہونے والی خاتون سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا قابل توجہ بات یہ ہے کہ پچاس سال کی عمر مبارک ہونے تک وہ تنہا آپ کی زوجہ رہیں یعنی آپ نے عین شباب کا عرصہ پچیس سال اس معمر بیوہ خاتون کیساتھ گزارے اور وہ بھی اس طرح کہ ایک ایک ماہ گھر چھوڑ کر غارِ حرا میں عبادت میں مشغول رہتے تھے جس مقدس ہستی نے اپنی جوانی کے پچیس سال ایک معمر بیوہ خاتون کیساتھ اس طرح گزارے ہوں کہ کسی دشمن کو بھی اس کے کردار پر انگلی اٹھانے کا موقع نہ ملا ہو اور اپنی اس

زوجہ سے ایسی محبت کی ہو کہ اس کے وصال کے بعد بھی اسے فراموش نہ کیا ہو کیا اس مقدس ہستی کے متعلق کوئی یہ گمان کر سکتا ہے کہ ان کی شادی کی وجہ خواہش نفس ہو سکتی ہے؟ کوئی منصف مزاج ایسا سوچ بھی نہیں سکتا اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد سیدہ سودہ جو کہ ایک بیوہ خاتون تھیں آپ نے ان سے نکاح کر کے انہیں تحفظ اور سہارا دیا سن ۲ ہجری میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی عمل میں آئی جب کہ اس وقت آپ کی عمر چون سال ہو چکی تھی اس عمر میں پہلی بار آپ کی دو ازواج جمع ہوئیں اس کے ایک سال کے بعد سیدہ حفصہ پھر کچھ ماہ بعد سیدہ زینب بنت خزیمہ آپ کی زوجیت میں آئیں سیدہ زینب صرف تین یا آٹھ ماہ آپ کی زوجیت میں رہ کر فوت ہو گئیں۔

سن ۴ ہجری میں سیدہ اُمّ سلمہ اور سن ۵ ہجری میں سیدہ زینب بنت جحش آپ کی زوجیت میں آئیں جب کہ آپ کی عمر مبارک ۵۷ سال ہو چکی تھی۔ سیدہ اُمّ سلمہ سے نکاح کے بعد اتنی بڑی عمر میں آکر آپ کی ۶ بیویاں جمع ہوئیں جب کہ آپ اس سے قبل بھی ۶ نکاح کر سکتے تھے جس وقت امت کو ۴ ازواج کی اجازت ملی تھی لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا حالانکہ آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ جتنے چاہیں نکاح فرمائیں ۶ ہجری میں سیدہ جویریہ اور ۷ ہجری میں سیدہ ام حبیبہ سیدہ صفیہ اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہن آپ کی زوجیت میں آئیں یہ بات ذہن نشین رہے کہ آپ کی ازواج مطہرات میں سوائے سیدہ عائشہ کے سب بیوہ تھیں نیز آپ کے اکثر نکاح بچپن (۵۵) سال سے اُسٹھ (۵۹) سال کی عمر میں ہوئے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ کے نبی جو کرتے ہیں وہ حق تعالیٰ ہی کی مرضی سے کرتے ہیں یہ پانچ سالہ عرصہ آپ کے پیغمبرانہ مشن کا اہم ترین دور تھا ایک طرف آپ غزوات میں اسلامی فوج کی قیادت فرما رہے تھے تو دوسری طرف اسلامی قوانین کی تشکیل و تعلیم اور مسلمانوں کی تربیت میں مصروف عمل تھے اسی تعلیم و تبلیغ کی دینی ضرورت

کے پیش نظر آقا و مولیٰ کے لئے تعدادِ ازواج ایک ضروری امر تھا چونکہ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی راہنمائی کی ضرورت نہ ہو خصوصاً بیویوں سے تعلقات اور ان میں عدل اپنی اولاد اور سوتیلی اولاد کی تربیت و پرورش طہارت کے مسائل وغیرہ اس طرح کے بے شمار معاملات میں امت کو ازواجِ مطہرات ہی کے ذریعے راہنمائی ملی ہے۔ (فضائل صحابہ و اہل بیت)

چنانچہ علامہ سید محمود آلوسی حنفی صاحب روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ.....

لتكثره النساء حكمة دينية جليلة ايضا وهي نشر الاحكام الشرعية لا تكاد

تعلم الابوا سطنهن

یعنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی کثرت میں ایک عظیم دینی حکمت بھی ہے اور وہ ان احکام شرعیہ کی اشاعت ہے کہ جن کو عورتوں کے واسطے کے بغیر اشاعت نہیں کیا جاسکتا۔

جس سے یہ بات واضح ہوئی کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم کی کثرتِ ازواج کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ عورتوں کو مسائل شرعیہ خاص کر وہ مسائل جو کہ عورتوں کیساتھ مختص ہوتے ہیں جیسے حیض و نفاس وغیرہ پہچاننے کے لئے متعدد معلمات تیار ہوں کیونکہ اکثر و بیشتر ایسا ہوتا کہ جب کوئی عورت ان مسائل کو پوچھنے کا ارادہ کرتی تو شرم و حیا میں مغلوب ہو کر رہ جاتی پھر رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم کی شرم و حیا تو سبحان اللہ روایتوں میں یہ بات موجود ہے کہ آپ کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم و حیا والے تھے چنانچہ مسلم شریف میں ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اشد حياء من العذراء فی خدرها (مسلم ج ۲ ص ۲۵۵) یہی وجہ ہے کہ آپ عورتوں کے سوالات کے جوابات بعض اوقات کنایات کے ذریعے دیا کرتے تھے اور جب سائل نہ سمجھ پاتی تو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کوئی مرادِ رسول

ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

صلی اللہ علیہ و سلم کو واضح فرمایا کرتیں چنانچہ صحیح البخاری شریف میں ہے سید عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ

ان امرأة من الانصار قالت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم کیف اغتسل من المحیض قال خذی فرصة ممسکة وتوضی ثلاثا ثم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم استحیاء فاعرض بوجهه او قال توضی بها فاخذتها فجذبتھا فاخبرتها بما یرید النبی صلی اللہ علیہ وسلم. (بخاری شریف کتاب الحیض باب غسل المحیض ج ۱ ص ۴۵)

انصار کی ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم سے کہا کہ میں غسل حیض کیسے کروں فرمایا کہ مشک آلودہ پھایا لے کر اس کے ساتھ تین دفعہ دھو ڈالو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے شرماتے ہوئے اپنا چہرہ مبارک ایک طرف کر لیا فرمایا کہ اس کے ساتھ دھو ڈالو میں نے اسے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا اور وہ بات بتائی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم بتانا چاہتے تھے۔

جب کہ دوسری روایت کے یہ الفاظ ہیں

ان امرأة سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن غسلها من الحیض فامرھا کیف تغتسل قال خذی فرصة من مسک فتطھری بها قالت کیف اتطھر بها قال تطھری بها قالت کیف قال سبحان اللہ تطھری فاجتذبتھا الی فقلت تتبعی بها اثر الدم. (کتاب الحیض باب ذلک المرأة نفسها اذا تطھرت من المحیض و کیف تغتسل و تاخذ فرصة ممسکة تتبع بها اثر الدم ج ۱ ص ۴۵، مشکوٰۃ ص ۴۸)

کہ ایک عورت نے حضور سے غسل حیض کے متعلق پوچھا تو آپ نے اسے غسل کا طریقہ بتایا فرمایا کہ بیشک آلودہ پھایا لے کر اس کے ساتھ جسم کو پاک کر و عرض گزار ہوئی اس کے ساتھ کیسے پاکی حاصل کروں؟ فرمایا کہ اس سے پاک کر و عرض گزار ہوئی کس طرح فرمایا سبحان اللہ پاکی حاصل کرو میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا کہ اس کے ساتھ خون کی جگہ صاف کرو۔

(شاہجہانپوری)

☆ ۳۔ زمانہ جاہلیت میں عورت کو دوسرے مملوکہ مال کی طرح ایک مال ہی سمجھا جاتا تھا خاوند مر جاتا تو عورت کے ولی اس کے وارث بن جاتے اگر دوسرا نکاح کرنا چاہتی تو اس سے اولیا مہر واپس لے لیتے نیز اگر ولی چاہتا تو کسی کے ساتھ اس کا نکاح کروا دیتا یا خود ہی کر لیتا اور چاہتا تو تازیت اسے نکاح نہ کرنے دیتا مزید برآں یہ کہ اگر عورت کو حیض آتا تو اس کے ساتھ کھانا پینا ترک کر دیتے حتیٰ کہ گھر سے باہر نکال دیتے چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان الیہود کانت اذا حاضت منہم امراة اخرجوها من البيت ولم یواکلوها ولم یشار بوها ولم یجامعوها فی البیت (ابوداؤد کتاب النکاح ج ۱ ص ۳۰۱) یہود کی جب کسی عورت کو حیض آتا تو اسے ساتھ کھلاتے پلاتے اور نہ گھر میں اپنے ساتھ رہنے دیتے الغرض عورتوں سے جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام رسم و رواج کو اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ذریعہ مٹایا چنانچہ خلاص لہجری فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے سنا کہ کنت انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبیت فی الشعار الواحد وانا حائض میں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی کپڑے میں رات گزار لیا کرتے تھے حالانکہ میں حائضہ ہوتی (ابوداؤد کتاب النکاح باب فی ایتان الحائض و مباشرتها

ج ۱ ص ۳۰۱) نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں قالت كنت اشرب وانا حائض ثم انا وله النبي صلى الله عليه وسلم فيضع فاه على موضع في فيشرب واتعرق العرق وانا حائض ثم انا وله النبي صلى الله عليه وسلم فيضع فاه على موضع في (مشکوٰۃ ص ۵۶ قدیمی کتب خانہ رواہ مسلم) فرماتی ہیں کہ میں حالت حیض میں پیتی پھر وہی برتن حضور کو پیش کرتی آپ اپنا منہ میرے منہ والی جگہ رکھ کر پیتے اور میں حالت حیض میں ہڈی چوستی پھر حضور کو پیش کرتی تو حضور اپنا منہ مبارک میرے منہ کی جگہ رکھتے۔ نیز فرماتی ہیں کان النبی صلى الله عليه وسلم يتكى في حجري وانا حائض ثم يقرأ القرآن (متفق عليه، مشکوٰۃ) کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں تکیہ لگاتے حالانکہ میں حالت حیض میں ہوتی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پاک کی تلاوت فرماتے۔ سبحان اللہ حضور نے اپنی رفیق حیات کو کتنا بڑا شرف بخشا کہ سیدہ کے لعاب کو حالت حیض میں اپنے لعاب دہن سے جمع فرمایا اور سیدہ کی گود مبارک کو اپنا تکیہ ورعل بنایا قرآن پاک کی تلاوت فرمائی اس سے بڑھ کر ایک عورت کے لئے شرف کی کیا بات ہو سکتی ہے کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا زیادہ قرب عطا فرمایا کہ ان کی گود محبوب رب العلمین کی جائے تلاوت ہو اور حجرہ آخری آرام گاہ بنا ہو۔

جس سے واضح ہوا کہ حائضہ کے ساتھ رہنا سہنا اس کے ہاتھ کا کھانا کھانا نیز اٹھنا بیٹھنا بلکہ معانقہ تک جائز و حلال البتہ صحبت حرام ہے ایام حیض میں اس عورت سے جانوروں والا سلوک کرنا یہ جہلاء کا طریقہ ہے رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ذریعہ ان تمام رسوم شنیعہ کو توڑا کیونکہ حیض کا آنا یا نہ آنا عورت کے ہاتھ میں نہیں ہے چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں قال لی النبی صلى الله عليه وسلم

ناولینی الخمرۃ من المسجد فقلت انی حائض فقال ان حیضتک لیست فی یدک ( مشکوٰۃ ص ۵۶ قدیمی کتب خانہ )

یعنی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے مجھے حکم دیا کہ مسجد سے ہم کو چٹائی دے دو میں نے عرض کی کہ میں حالت حیض میں ہوں تو آپ نے فرمایا کہ حیض تمہارے ہاتھ نہیں یہی تو وجہ تھی کہ جب لوگوں نے حضور سے حیض کے بارے میں پوچھا تو آیہ کریمہ یسئلونک عن المحیض نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا کہ اصنعوا کل شئی الا النکاح کہ صحبت کے سوا سب کچھ کر سکتے ہو اور جب یہ خبر یہودیوں کے پاس پہنچی تو کہنے لگے ما یرید هذا الرجل ان یدع من امرنا شیئا الا خالفنا فیہ کہ یہ صاحب ہمارے دینی کاموں میں سے کوئی چیز بغیر مخالفت کے نہیں چھوڑتے۔ (مشکوٰۃ ص ۵۶ قدیمی کتب خانہ)

خیال رہے یہودی کی یہ بکواس اسلام اور پیغمبر اسلام پر بہتان تھی اسلام نے کسی کی ضد میں اچھی چیز کو برا اور بری چیز کو اچھا نہ کہا۔ (مرآة المناجیح)

☆☆☆.....☆☆☆



## تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا

### سیدہ کا نام و لقب

آپ کا نام خدیجہ لقب طاہرہ جب کہ کنیت ام ہند ہے۔

### سلسلہ نسب

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ کا نسب نامہ یہ ہے خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسعد بن عبدالعزی بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی قصی پر پہنچ کر سیدہ کا نسب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب پاک سے مل جاتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قصی کی نسل میں سوائے سیدہ خدیجہ و ام حبیبہ رضی اللہ عنہما کے دیگر کسی بھی عورت کی خواستگاری نہ فرمائی تھی آپ کی والدہ فاطمہ بنت زاہدہ بن الاصم تھیں یہ نبی عامر بن لوی سے تھیں۔ (مدارج مترجم)

خیال رہے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ولادت واقعہ فیل سے پندرہ سال قبل مکہ المکرمہ میں ہوئی شیخ صاحب فرماتے ہیں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور کے ساتھ چوبیس یا پچیس سال شریک حیات رہیں اور ہجرت سے پانچ یا تین سال قبل وصال فرمائیں اس وقت آپ کی عمر پینسٹھ سال تھی جب کہ بعثت کو دس سال ہو چکے تھے مقام حجون میں تدفین ہوئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود قبر شریف میں اتر کر دعا فرمائی اس وقت نماز جنازہ مشروع نہ تھی جس سال سیدہ کا انتقال ہوا اس کو عام الحزن کہتے ہیں کیونکہ آپ کی رحلت کے بعد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم غمزدہ رہتے تھے (مدارج بتغیر) اور جتنا عرصہ آپ

حضور کی رفاقت میں رہیں رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم نے دوسرا نکاح نہ فرمایا چنانچہ امام مسلم سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت فرماتے ہیں کہ قالت لم يتزوج النبي صلی اللہ علیہ وسلم علی خدیجة حتی ماتت (رواه مسلم فی باب من فضائل خدیجة ج ۲ ص ۲۸۴)

یعنی رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم نے خدیجہ کے وصال تک دوسرا نکاح نہ فرمایا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے زمانہ جاہلیت ہی میں بت پرستی سے بیزاری فرمائی تھی چنانچہ مسند امام احمد بن حنبل میں ہے کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم نے آپ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا

والله لا اعبد اللات والعزى والله لا اعبد ابا قال فتقول خدیجة خل اللات  
خل العزى قال كانت صنمهم التى كانوا يعبدون ثم يضطجعون (مسند امام احمد بن حنبل جلد رابع ص ۲۲۲)

یعنی قسم بخدا میں کبھی بھی لات وعزى کی پوجا نہ کروں گا راوی فرماتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ فرماتی ہیں کہ لات وعزى کو چھوڑ دیں راوی کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں ان کے بت تھے پھر اس سے پہلو تہی کرتے تھے۔

نیز حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ

خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الارض اربعة خطوط قال تدرؤن ما هذا فقالوا اللہ ورسوله اعلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل نساء اهل الجنة خدیجة بنت خویلد وفاطمة بنت محمد وآسیة بنت مزاحم امرأة فرعون و مریم ابنة عمران رضی اللہ عنهن (مسند امام احمد بن حنبل)

رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم نے ایک مرتبہ زمین پر چار خطوط کھینچے اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں تو رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا جنتی عورتوں میں سب سے زیادہ فضیلت والی یہ عورتیں ہیں خدیجہ بنت خویلد فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ و سلم آسیہ بنت مزاحم (فرعون کی بیوی) اور مریم بنت عمران۔

اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد یعنی خویلد تاجر تھے اور اپنے قبیلہ میں باعظمت شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ تمام قریش میں بھی بڑے محترم و معزز مانے جاتے تھے مکہ میں قیام کے دوران فاطمہ بنت زائدہ سے آپ کا رشتہ ازدواجی قائم ہوا اور فاطمہ بنت زائدہ ہی کے شکم مبارک سے اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تولد فرمایا آپ کے والد نے یمن کے بادشاہ تبع سے جب کہ اس نے کعبہ معظمہ سے حجر اسود لے جانے کا ارادہ کیا تو خویلد نے ان کا مقابلہ کیا تھا۔ (طبقات ابن سعد)

### ایمان لانے میں سب سے اول

الاصابہ میں ہے کہ كانت خديجة اول من آمن بالله ورسوله وصدق بما جاء به۔ یعنی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور رسول کائنات جو احکام لے کر آئے ان کی تصدیق فرمائی (الاصابہ ج ۸ ص ۱۰۰)

نیز اسد الغابہ میں ہے کہ اول خلق اللہ اسلم باجماع المسلمين لم يتقدمها رجل ولا امرأة یعنی مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ سیدہ خدیجہ مخلوق خدا میں سب سے پہلے مشرف باسلام ہوئیں آپ سے پہلے خواہ مرد ہو یا عورت کسی نے بھی اسلام قبول نہ

کیا تھا (اسد الغابہ فی معرفة الصحابة ج ۷ ص ۸۹) نیز سیدہ نماز کی فرضیت سے قبل ایمان لائیں چنانچہ مستدرک میں ہے کہ كانت خديجة رضى الله عنها اول من آمن بالله ورسوله وصدق رسوله قبل ان تفرض الصلاة. (مستدرک)

### آپ صاحب مال و شرافت تھیں

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا عرب کی معزز ترین و شریف ترین خاتون تھیں اور آپ کا تعلق نہایت ہی اونچے گھرانے سے تھا شریف النفس نیک طبع ہونے کیساتھ صاحب فہم و فراست تھیں مال کی فراوانی تھی تجارت فرماتی تھیں جس کیلئے اجرت پر مزدور رکھے ہوئے تھے۔ چنانچہ الاصابہ میں ہے كانت خديجة امرأة شريفة جلدة كثيرة المال یعنی آپ شریف صاحب فہم و فراست اور کثیر المال تھیں۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۱۰۱)

اسد الغابہ میں ہے كانت خديجة امرأة تاجرة ذات شرف و مال تستأجر الرجال في مالها یعنی آپ تاجرہ ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب شرف و مال تھیں اور مزدوری پر لوگوں کو تجارت کرنے کے لئے حاصل کرتی تھیں۔ (اسد الغابہ ج ۷ ص ۹۰)

### حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے نکاح میں آنے سے قبل شادی

سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی زوجیت میں آنے سے پہلے دو نکاح کر چکیں تھیں پہلے شوہر کا نام ابوہالہ بن زرارہ بن نباس بن عدی بن حبیب بن سردان بن سلامہ بن جرہہ اسید بن عمرو بن تمیم التمیمی تھا۔

جب کہ دوسری روایت میں سلسلہ نسب یہ ہے ابوہالہ ہند بن نباش بن زرارہ بن وفدان بن حبیب بن سلامہ بن جرہہ بن اسید بن عمرو بن تمیم واللہ ورسوله اعلم بالصواب دوسرے شوہر کا نام و سلسلہ نسب یہ ہے عتیق بن عابد بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم المخزومی۔

خیال رہے اس میں اختلاف ہے کہ پہلے کس سے نکاح ہوا۔ (اسد الغابہ ج ۷ ص ۸۹)  
 سیدہ کے ہاں عتیق کی زوجیت میں ایک بیٹی تولد ہوئی جس کا نام ہند بنت عتیق تھا  
 جب کہ ابوہالہ کے پاس ایک بیٹے اور ایک بیٹی کی ولادت ہوئی بیٹی کا نام ہند بنت ابوہالہ  
 اور بیٹے کا نام ہالہ ابن ابی ہالہ تھا (ایضاً)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم سے عقد نکاح

علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ

وکان سبب تزوجها برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما أخبرنا ابو جعفر  
 باسناده عن یونس عن ابن اسحاق قال كانت خدیجة امرأة تاجرة ذات شرف  
 ومال تستاجر الرجال فی مالها تضار بهم ایاہ بشئ تجعله لهم منه فلما بلغها  
 عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بلغها من صدق حدیثه وعظم امانته وكرم  
 اخلاقه بعثت الیه وعرضت علیه ان ینخرج فی مالها الی الشام تاجرا وتعطیه  
 افضل ما كانت تعطی غیره من التجار مع غلام لها یقال له میسرة فقبله منها  
 وخرج فی مالها ومعہ غلامها میسرة فی قدم الشام فنزل رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم فی ظل شجرة قریبا من صومعة راهب فاطلع الراهب الی میسرة  
 فقال من هذا الرجل الذی نزل تحت هذه الشجرة قال هذا رجل من قریش من  
 اهل الحرم فقال له الراهب ما نزل تحت هذه الشجرة قط الانبی ثم باع رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلعته الی خرج بها واشتری ما اراد ثم اقبل قافلا الی  
 مكة فلما قدم علی خدیجة بمالها باعت ما جاء به فاضعف او قریبا وحدثها  
 میسرة عن قول الراهب و كانت خدیجة امرأة حازمة لیبة شریفة مع ما اراد اللہ

بها من كرامتها فلما اخبرها ميسرة بعث الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت له اني قدر غبت فيك لقرابتك مني وشرفك في قومك وامانتك عندهم وحسن خلقك وصدق حديثك ثم عرضت عليه نفسها وكانت اوسط نساء قريش نسبا واعظمهم شرفا واكثرهم مالا فلما قالت لرسول الله صلى الله عليه وسلم ما قالت ذكر ذلك لاعمامه فخرج معه حمزة بن عبدالمطلب حتى دخل على خويلد بن اسد فخطبها اليه فتزوجها رسول الله صلى الله عليه وسلم فولدت لرسول الله صلى الله عليه وسلم ولده كلهم قبل ان ينزل عليه الوحي زينب وام كلثوم وفاطمة ورقية والقاسم والطاهر والطيب فاما القاسم والطيب والطاهر فهلكوا قبل الاسلام وبالقاسم كان يكنى رسول الله صلى الله عليه وسلم اما بناته فادر كن الاسلام فها جرن معه واتبعنه وآمن به وقيل ان الطاهر والطيب ولدافى الاسلام. (اسد الغابه فى معرفت الصحابه ج ٤ ص ٩٠)

یعنی حضرت خدیجہ کے رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آنے کا سبب یہ تھا کہ ہمیں خبر دی ابو جعفر نے اپنی اسناد کیساتھ یونس سے وہ روایت کرتے ہیں ابن اسحاق سے کہ انہوں نے کہا کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت شریف مالدار تاجر خاتون تھیں لوگوں کو بطور عقد مضاربت کے مزدوری پر حاصل کرتی تھیں۔ منافع میں سے کچھ ان کو دیتی تھیں جب سیدہ خدیجہ کو رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی راست گوئی اور امانت داری و کریم اخلاقی و نیک کرداری کی خبر پہنچی تو آپ کو قاصد بھیجا اور درخواست پیش کی کہ حضور میرا مال تجارت لے کر شام جائیں اور یہ کہ آپ کو اس سے زائد دوں گی جو کچھ دیگر تاجروں

کو دیتی تھی بایں ہمہ اپنا غلام میسرہ بھی دوں گی آپ نے اس تجویز کو قبول فرمایا اور سیدہ کا مال اور آپ کا غلام لے کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ شام پہنچے اور ایک راہب کی خانقاہ کے قریب کسی درخت کے سایہ میں پڑاؤ ڈالا اس راہب نے میسرہ کو دیکھا اور پوچھا یہ شخص جو کہ درخت کے نیچے فروکش ہوا ہے کون ہے؟ میسرہ نے جواب دیا کہ اہل حرم سے ایک قریشی ہے تو راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے سوائے اللہ کے کسی نبی کے اور کوئی شخص آج تک فروکش نہیں ہوا ہے رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم نے جو مال لایا تھا بیچ دیا اور جو خریدنا تھا خریدا پھر آپ مکہ پلٹے جب آپ خدیجہ کے پاس ان کا مال لے آئے تو اس سے دو چند منافع حاصل ہوا اور میسرہ نے راہب کا قول حضرت خدیجہ کو بیان کیا سیدہ خدیجہ باعزم صاحب عقل و فراست شریف خاتون تھیں بایں ہمہ جو اللہ نے آپ کیساتھ کرامت و بزرگی کا ارادہ فرمایا (آپ میں وہ سارے اوصاف موجود تھے) تو جب میسرہ نے سیدہ کو خبر دی تو آپ نے رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم کی طرف پیغام بھیجا اور عرض گزار ہوئیں میں آپ پر گرویدہ ہوں آپ سے اپنی قرابت اور آپ کی اپنی قوم میں شرف و بزرگی اور حسن اخلاق و راست بازی کی وجہ سے اپنے آپ کو حضور کی زوجیت کے لئے پیش کیا سیدہ خواتین قریش میں اوسط درجہ کی نجیب و شریف خاتون تھیں جب کہ قوم میں سب سے زیادہ بزرگی و مال والی تھیں تو جب آپ نے حضور کی خدمت میں عریضہ پیش فرمایا تو رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنے چچاؤں سے اس کا ذکر فرمایا تو حضرت حمزہ آپ کے ہمراہ سیدہ کے والد خویلدا بن اسد کے پاس تشریف لے گئے اور سیدہ کو شادی کا پیغام دیا اور رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم سے شادی کر دی (ابراہیم کے علاوہ) نزول وحی سے قبل آپ صلی اللہ علیہ و سلم کی تمام اولاد زینب، ام کلثوم، فاطمہ، رقیہ، قاسم، طاہر، طیب سیدہ رضی اللہ عنہا کے شکم مبارک سے ہوئی قاسم طیب و طاہر قبل زمانہ اسلام ہی انتقال

فرمائے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ و سلم کی کنیت ابوالقاسم تھی اور آپ کی پیاری بیٹیوں نے زمانہ اسلام پایا اور حضور کے ساتھ ہجرت فرمائی اور آپ پر ایمان لائیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ طاہر اور طیب کی ولادت زمانہ اسلام میں ہوئی۔

خیال رہے بحیرا نامی راہب نصرانیوں کا بہت بڑا عالم تھا اور اپنی خانقاہ ہی میں رہتا تھا جب قافلہ قریش اس سال اس کے ہاں فروکش ہوا تو راہب نے بہت سا کھانا پکوا یا جس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے اپنے صومعہ میں حضور کو دیکھا کہ آپ پر ایک بدلی سایہ فلگن تھی جب یہ قافلہ راہب کے قریب درخت کے سایہ میں اترتا تو اس نے دیکھا کہ بدلی نے درخت کی شاخوں کو حضور پر سایہ کرنے کے لئے جھکا دیا ہے یہ منظر دیکھ کر بحیرا راہب اپنی خانقاہ سے نیچے تشریف لائے اور جو نبی رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم پر نظر پڑی تو بغور دیکھنے لگے جب کھانے سے فارغ ہوئے تو راہب نے حضور کی حالت بیداری و خواب استراحت کی کیفیت معلوم کی تو اس نے ان تمام علامات کے عین مطابق یا یا جن کو وہ جانتا تھا پھر حضور کی پشت مبارک پر مہربوت کی زیارت کی اور ابوطالب سے کہنے لگے کہ یہ بچہ آپ کا کیا لگتا ہے انہوں نے جواب دیا کہ میرا بیٹا ہے بحیرا راہب نے کہا کہ ہرگز نہیں ان کا باپ تو زندہ نہ ہونا چاہیے پھر ابوطالب نے کہا کہ یہ بچہ میرا بھتیجا ہے راہب نے پوچھا کہ اس کے باپ کا کیا ہوا ابوطالب نے جواباً کہا کہ ابھی یہ شکم مادر ہی میں تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا بحیرا نے کہا کہ بالکل ٹھیک ہے اور یہ کہا کہ ان کی یہودیوں سے حفاظت کرنا مبادا کہیں آپ کو نقصان نہ پہنچائیں اور آپ انہیں فوراً گھر لے جائیے یہ سن کر ابوطالب حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو لے کر فوراً مکہ روانہ ہو گئے۔

### بحیرا راہب کی پیشن گوئی

ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ جب ابوطالب شام روانہ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و



سلم بھی قریش و شیوخ کے ساتھ ہو لیئے جب ان کو وہ راہب نظر آیا یہ اترے اور اپنے کجاوے کھولے اس مرتبہ راہب ان کے پاس آیا حالانکہ اس سے قبل جب وہ اس کے پاس سے گزرتے تو راہب کبھی بھی ان کی طرف التفات نہ کرتا تھا راہب ان میں آکر مل گیا اور لوگوں کو دیکھنے لگا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو تھام کر کہنے لگا کہ یہ تمام عالم کا سردار ہے یہ رب العالمین کا رسول ہے اللہ اے رحمۃ اللعالمین بنا کر مبعوث فرمانے والا ہے شیوخ قریش نے پوچھا کہ تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا اس نے کہا کہ جب تم گھائی سے برآمد ہوئے تو کوئی درخت یا پتھر ایسا نہ تھا جو سجدہ ریز نہ ہوا ہو اور جمادات و نباتات صرف نبی کے حضور سجدہ کرتے ہیں (طبری و خصائص وغیرہ) خیال رہے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی زوجیت میں آنے کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ وہ تمام واقعات جو سفر شام میں پیش آئے تھے مثلاً خرید و فروخت میں برکت و منافع میں کثرت اور حضور پر بادل کا سایہ کرنا اور درخت کا آپ کی طرف جھک جانا نیز اہل عرب کی طرح خرید و فروخت میں لات و عزی کی قسم نہ کھانا اور واقعہ راہب وغیرہ کو میسرہ نے حضرت خدیجہ کی خدمت میں عرض کیا جس سے آپ بے حد مسرور ہوئیں اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم پر گرویدہ ہو گئیں اور آپ کو جتنی رقم دینے کا وعدہ کیا تھا اس سے زائد رقم آپ کی خدمت عالیہ میں پیش کی اور تمام حالات کا تذکرہ ورقہ بن نوفل کو کیا انہوں نے کہا کہ اگر یہ بات صحیح ہے تو یہ اس امت کے نبی صلی اللہ علیہ و سلم ہیں اور یہ بات میں خوب جانتا ہوں کہ آخری نبی تشریف لانے والے ہیں اور ان کی آمد بہت قریب ہے چونکہ ورقہ بن نوفل توریت شریف کے عالم تھے اس وجہ سے ورقہ کے بیان سے خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو اور بھی اشتیاق ہو انیز شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ایک خواب دیکھا تھا کہ آفتاب ان کے گھر میں اتر رہا ہے اور وہاں سے اس کا نور پھیل رہا

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

ہے حتیٰ کہ مکہ شریف کا ہر گھر اس نور کے باعث چمک اٹھتا ہے خواب سے بیدار ہونے پر انہوں نے اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کو اپنے خواب سے آگاہ کیا تو انہوں نے خواب کی تعبیریوں بتائی کہ تمہارا نکاح آخر الزمان پیغمبر سے ہوگا (مدارج شریف مترجم) چنانچہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شام کے سفر سے واپسی کے چند دن بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور سید صلی اللہ علیہ وسلم کو نکاح کا پیغام بھیجا جس کو حضور نے اپنے چچاؤں کے مشورہ سے قبول فرمایا۔

### سیدہ کا حق مہر

شیخ محقق علیہ الرحمة فرماتے ہیں کہ سیدہ کا حق مہر انتیس جوان اونٹ بندھا تھا جب کہ دوسری روایت میں بارہ اوقیہ تھا۔ (مدارج شریف)

### سیدہ کا خطبہ نکاح

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے موقع پر ابوطالب نے فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

### خطبہ ابوطالب

حمد و شکر گزاری ہے اس خدا کے لئے جس نے ہمیں فرزند ان ابراہیم اور اولاد اسماعیل سے پیدا فرمایا اور ہمیں معر اور مضر کی صلبوں سے پیدا کیا اور اپنے گھر بیت اللہ کا نگہبان اور اپنے حرم کا پیشوا بنایا اور وہ گھر ہمیں عطا فرمایا کہ اطراف و جوانب سے لوگ اس کی زیارت کو آتے ہیں اور ہمیں ایسا حرم عطا کیا کہ ہر شخص وہاں آتا ہے اور اسے امان ملتی ہے اور ہمیں لوگوں پر حاکم بنایا اما بعد! حق یہ ہے کہ میرے بھائی عبداللہ بن عبدالمطلب کا یہ بیٹا وہ ہے جس کی مثال قریش

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

میں اور کوئی نہیں اگرچہ اس کے پاس مال کی قلت ہے اور مال و دولت ایک پر چھائیں ہے جو زائل ہو جاتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ و سلم وہ شخص ہے جس کی قرابت اور خویشی کو تم سب خوب پہچانتے ہو جو ہمارے ساتھ ہے اور تحقیق کہ وہ خدیجہ بنت خویلد کی خواستگاری کرتا ہے اور اس کا مہر میرے مال میں سے بیس اونٹ مقرر کرتا ہے اور قسم ہے خدا کی کہ اس کے بعد شان عظیم ہوگی اور اس کے حق میں بہت بڑا امر ظاہر ہوگا۔

اس کے بعد ورقہ بن نوفل جو کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا کا بیٹا تھا اس نے بھی خطبہ پڑھا جس کا مضمون یہ ہے۔

### خطبہ ورقہ بن نوفل

اس خدا کی حمد ہے اور سپاس گزاری ہے جس نے ہمیں بنایا جیسا کہ تو نے ذکر کیا اے ابوطالب اور ہمیں فضیلت عطا کی جیسے کہ تو نے بتایا ہے پس ہم تمام عرب کے بزرگ و پیشوا ہیں اور آپ تمام فضیلتوں کے حامل ہیں جن کا انکار کوئی نہیں کر سکتا اور کوئی شخص بھی تمہارے فخر و شرف کو رد نہیں کر سکتا پس ہم نے تمہارے ساتھ پیوند اور رشتہ داری کے لئے رغبت کی ہے اے قریش گواہ رہنا کہ میں نے خدیجہ بنت خویلد کو محمد صلی اللہ علیہ و سلم کی زوجگی میں دے دیا ہے چار سو مثقال مہر پر۔

ابوطالب نے کہا اے ورقہ میں چاہتا ہوں کہ اس میں خدیجہ کا چچا عمرو بن اسد بھی شریک ہو پس عمرو بن اسد نے کہا اے گروہ قریش گواہ رہیں کہ میں نے خدیجہ بنت خویلد کو محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ و سلم) کے نکاح میں دے دیا۔

پھر طرفین سے ایجاب و قبول ہوا۔ (مدراج شریف مترجم)

## سیدہ کے نکاح کے متعلق ایک غلط روایت

سیدہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے متعلق لوگ ایک غلط واقعہ یہ بیان کرتے ہیں کہ خود خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو شادی کا پیام دیا تھا یہ ایک نہایت شریف بی بی تھیں قریش کا ہر شخص ان سے شادی کرنے کا خواہشمند تھا اور اس کے لئے انہوں نے بہت سا روپیہ بھی صرف کیا تھا پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ کو بلا کر اتنی شراب پلائی کہ وہ بالکل مدہوش ہو گیا انہوں نے ایک گائے بھی ذبح کی خوشبو لگائی اور کام کیا ہوا حلہ زیب تن کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو ان کے چچاؤں کیساتھ بلا بھیجا وہ خدیجہ کے ہاں آئے ان کے باپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے ان کی شادی کر دی مگر جب ہوش آیا تو کہنے لگا یہ گائے کیوں ذبح ہوئی یہ خوشبو کیوں لگائی گئی اور یہ اعلیٰ لباس کیوں پہنایا گیا ہے حضرت خدیجہ نے اس سے کہا تم نے مجھے محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ و سلم) سے بیاہ دیا ہے اس نے کہا ہرگز نہیں قریش کے اکابر نے تمہارا پیام دیا مگر میں نے منظور نہیں کیا واقعی کہتے ہیں کہ یہ روایت ہمارے نزدیک بالکل غلط ہے ان کے والد واقعہً نجار سے پہلے ہی انتقال کر گئے تھے۔ (تاریخ طبری)

## ایمان ورقہ بن نوفل

یہ حضرت خدیجہ کے چچا زاد بھائی تھے جو زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے اور کتب سماویہ کے عالم تھے اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے اظہار نبوت سے قبل ہی وفات پا گئے مگر نزول وحی کا واقعہ سن کر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی نبوت کی تصدیق کی چنانچہ مستدرک کی حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ ورقہ بن نوفل نے نزول وحی کا واقعہ سن کر عرض کی۔

والذی نفسی بیدہ انک نبی مجھے اس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان

ہے آپ نبی ہیں (فیوض الباری) نیز رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لاتسبوا ورقة فان كان له جنة او جنتان (عمدة القاری) یعنی ورقہ کو برا بھلا مت کہو بیشک اس کیلئے ایک یاد دہن جنتیں ہیں ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین۔

(عمدة القاری)

مزید برآں یہ کہ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ عن عائشة قالت سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ورقہ فقالت له خديجة انه كان صدقك ولكنه مات قبل ان تظهر فقال النبي صلی اللہ علیہ وسلم رايته في المنام وعليه ثوب بيض ولو كان من اهل النار لكان عليه لباس غير ذلك یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور سے ورقہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو سیدہ خدیجہ نے فرمایا کہ بے شک ورقہ نے حضور کی تصدیق کر لی تھی لیکن اظہار نبوت سے قبل انتقال کر گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے ورقہ کو خواب میں سفید لباس میں دیکھا اگر وہ دوزخی ہوتے تو ان کا لباس سفید نہ ہوتا۔ (عمدة القاری)

نیز حضور فرماتے ہیں کہ رأيت الفتى یعنی ورقہ وعلیه ثياب حرير لانه اول من آمن بسى وصدقنى (عمدة القاری) یعنی ہم نے ورقہ کو خواب میں دیکھا ان پر ریشمی کپڑا تھا اس لئے کہ وہ ہم پر ایمان لائے اور ہماری تصدیق کی۔

علامہ عینی مزید لکھتے ہیں قال المرزبانی كان ورقة من علماء قریش وشعرائهم وكان يدعى القس وقال النبي صلی اللہ علیہ وسلم رايته وعليه حلة خضراء یعنی مرزبانی نے کہا کہ ورقہ علماء قریش وشعراء قریش میں سے تھے ان کو قس سے پکارا جاتا تھا یعنی قس سے مشہور تھے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہم نے ورقہ بن نوفل کو خواب

میں دیکھا ان پر سبز رنگ کا حلہ تھا (عمدة القاری) ان احادیث کی روشنی میں شراح حدیث نے آپ کو مسلمان قرار دیا ہے بہر حال اتنا تو ظاہر ہے کہ ورقہ عیسائی تھے کتب سماویہ کے عالم تھے نیک تھے اور حضور کی نبوت کی انہوں نے تصدیق کی تھی حضور کی کیفیت سن کر عرض کی تھی کہ یہ تو وہی ناموس اکبر ہے جو موسیٰ کے پاس آیا تھا۔ (فیوض الباری ج ۱ ص ۸۲)

پہلی وحی اور سیدہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا

امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الوحی میں سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث روایت فرماتے ہیں

انہا قالت اول ما بدئ به رسول الله صلى الله عليه وسلم من الوحي الرويا الصالحة في النوم فكان لا يرى رؤيا الا جاءت مثل فلق الصبح ثم حجب اليه الخلاء وكان يخلو بغار حراء فيتحنث فيه وهو التعبد الليالي ذوات العدد قبل ان ينزع الى اهله ويتزود لذلك ثم يرجع الى خديجة فيتزود لمثلها حتى جاءه الحق وهو في غار حراء فجاءه الملك فقال اقراء فقال قل ما انا بقارئ قال فاخذني فغطني حتى بلغ مني الجهد ثم ارسلني فقال اقراء فقلت ما انا بقارئ فاخذني فغطني الثانية حتى بلغ مني الجهد ثم ارسلني فقال اقراء فقلت ما انا بقارئ قال فاخذني فغطني الثالثة ثم ارسلني فقال اقراء باسم ربك الذي خلق ۝ خلق الانسان من علق ۝ اقراء وربك الاكرم ۝ فرجع به رسول الله صلى الله عليه وسلم يرجف فؤاده فدخل على خديجة بنت خويلد فقال زملوني زملوني فزملوه حتى ذهب عنه الروع فقال لخديجة واخبرها الخبر لقد خشيت على نفسي فقالت خديجة كلا والله ما يخزيك الله ابدا انك لتصل

الرحم وتحمل الكل وتكسب المعدوم وتقري الضيف وتعين على نوائب الحق فانطلقت به خديجة حتى اتت به ورقة بن نوفل ابن اسد ابن عبد العزی ابن عم خديجة وكان امراء تنصر في الجاهلية وكان يكتب الكتاب العبراني فيكتب من الانجيل بالعبرانية ماشاء الله ان يكتب وكان شيخا كبيرا قد عمى فقالت له خديجة يا ابن عم اسمع من ابن اخيك فقال له ورقة يا ابن اخي ماذا ترى فاخبره رسول الله صلى الله عليه وسلم خبر ما رأى فقال له ورقة هذا الناموس الذي نزل الله على موسى ياليتني فيها جزعا ياليتني اكون حيا اذ اخرجك قومك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم او مخرجي هم قال نعم لم يأت رجل قط بمثل ما جئت به الا عودي وان يدركني يومك انصرك نصرا مؤزرا ثم لم ينشأ ورقة الا توفي وفترا الوحي. (بخاری شریف کتاب الوحي ج ۱ ص ۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء اچھے خوابوں سے ہوئی آپ جو خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح ظاہر ہو جاتا پھر آپ خلوت پسند ہو گئے اور غار حرا میں جانے لگے وہاں کئی کئی راتیں ٹھہر کر عبادت کرتے کا شانہ اقدس کی طرف لوٹنے سے پہلے اور کھانے پینے کی چیزیں لے جاتے پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف لوٹتے اور وہ اسی طرح کھانے پینے کا بندوبست کر دیا کرتیں یہاں تک کہ آپ کے پاس حق آ گیا جب کہ آپ غار حرا میں تھے یعنی فرشتے نے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہا پڑھئے حضرت صدیقہ فرماتی ہیں میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں اس نے مجھے پکڑ کر بڑے زور سے دبایا پھر چھوڑتے ہوئے کہا پڑھئے میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں اس نے مجھے پکڑ کر دوبارہ

بڑے زور سے دبایا پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھئے میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں اس نے مجھے پکڑا اور سہ بارہ دبایا پھر مجھے چھوڑ کر کہا پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اس کے ساتھ واپس لوٹے آپ کا دل کانپ رہا تھا۔ پس حضرت خدیجہ بنت خویلد کے پاس آئے اور فرمایا مجھے کبل اوڑھا دو مجھے کبل اوڑھا دو انہوں نے کبل اوڑھا دیا یہاں تک کہ خوف دور ہو گیا حضرت خدیجہ کو سارا واقعہ بتاتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے حضرت خدیجہ نے کہا کہ خدا کی قسم ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے محتاجوں کے لئے کماتے مہمان کی ضیافت کرتے اور راہ حق میں مصائب برداشت کرتے ہیں پس حضرت خدیجہ آپ کو ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ کے پاس لے گئیں جو حضرت خدیجہ کے چچا زاد تھے وہ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے اور عبرانی میں کتابت کیا کرتے تھے پس جو اللہ چاہتا انجیل سے عبرانی میں لکھا کرتے تھے وہ بوڑھے اور بینائی سے محروم تھے حضرت خدیجہ نے ان سے کہا اے چچا کے بیٹے اپنے بھتیجے کی بات سنئے ورقہ نے آپ سے کہا اے بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے جو دیکھا تھا اسے بتا دیا پس ورقہ نے آپ سے کہا کہ یہی تو وہ ناموس ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر اتارا تھا اے کاش میں جوان ہوتا اے کاش میں زندہ رہتا جب کہ آپ کی قوم آپ کو نکالے گی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کیا وہ مجھے نکالیں گے کہا ہاں جب بھی کوئی شخص یہ چیز لے کر آیا جیسی آپ لائے ہیں تو اس کے ساتھ عداوت کی گئی اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو آپ کی بھرپور مدد کروں گا۔ چند دنوں کے بعد ورقہ بن نوفل نے وفات پائی اور وحی کا سلسلہ بھی رک گیا۔ (شاہ جہانپوری) الغرض جب رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم کو کلام الہی کے نزول و شدت و ثقالت وحی کی



## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

وجہ سے رعب واضطراب حاصل ہوا تو اس کو حضور نے اپنے الفاظ لقد خشیت علی نفسی سے تعبیر فرمایا چونکہ جب حضور پر وحی نازل ہوئی اور انوار و برکات صمدیت متوجہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی سب سے زیادہ ثقیل و شدید چیز کا باردوش نبوی پر رکھا تو اس کی سرگذشت سنانے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم نے جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ وحی کی ثقالت اور کلام الہی کی ہیبت کا یہ عالم تھا کہ ایسا معلوم ہونے لگا کہ اب جان چلی چنانچہ وحی کو خود قرآن نے قول ثقیل فرمایا ہے اور تصریح فرمائی اگر وحی کسی پہاڑ پر اتار دی جاتی تو وہ جلال الہی سے پاش پاش ہو جاتا مگر یہ تو ذات نبوی ہی تھی جس نے بتوفیق الہی پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دینے والی چیز کی شدت کو برداشت فرمایا اور اس کے اثرات جو آپ پر طاری ہوئے تھے چادر اوڑھا دینے تک رہے اس کے بعد حضور نے سیدہ کو غار حرا والا واقعہ سنایا تو سیدہ کو چونکہ حضور سے والہانہ محبت تھی لہذا حضور کو تسلیاں دینے لگیں اور آپ کی خوبیاں بیان فرمانے لگیں کہ آپ تو ایسی عظیم خوبیوں کے مالک ہیں آپ کی جان کو خطرہ کیسے ہو سکتا ہے پھر آپ کو ورقہ ابن نوفل کے پاس لے گئیں۔

(فیوض الباری بتصرف)

علامہ عینی فرماتے ہیں

وفی سید سلیمان بن طرحان التیمی انہا رکت الی بحیرا بالشام فسألته عن جبرئیل علیہ السلام فقال لها قدوس یا سیدة قریش انی لک بهذا الاسم فقالت بعلی وابن عمی اخبرنی انه یأتیه فقال ما علم به الا نبی فانه السفير بین اللہ و بین انبیائه وان الشیطان لا یجتزئ ان یتمثل به ولا ان یتسمی باسمه.

(عمدة القاری)

یعنی خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بحیرا شام کی طرف گئیں اور ان سے جبرئیل کے بارے

میں سوال کیا راہب نے کہا اے سیدہ قریش وہ مقدس فرشتہ ہے آپ کو اس نام کے بارے میں کیسے علم ہوا سیدہ نے فرمایا کہ میرے خاوند جو کہ میرے چچا زاد ہیں کہتے ہیں کہ میرے پاس جبرئیل آئے ہیں۔

راہب کہتے ہیں سوائے نبی کے جبرئیل کو کوئی نہیں جانتا کیونکہ وہ اللہ اور اس کے نبیوں کے درمیان سفیر ہیں اور شیطان ان کی شکل و صورت نہیں بنا سکتا اور نہ ہی ان کے نام سے اپنا نام رکھ سکتا ہے نیز علامہ عینی ہی فرماتے ہیں کہ ان خدیجۃ رضی اللہ عنہا خرجت الی الراءب ورقۃ وعدس فقال ورقۃ اخشی ان یکون احد شبه بجبرئیل علیہ السلام فرجعت وقد نزلن والعلم وما یسطرون فلما قرأ علیہ السلام هذا علی ورقۃ قال اشهد ان هذا کلام اللہ تعالیٰ یعنی حضرت خدیجہ راہب ورقہ وعدس کی طرف تشریف لے جاتی ہیں ورقہ کہتے ہیں کہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کسی نے جبرئیل کی شبیہ بنائی ہو آپ واپس آئیں تو ن والقلم وما یسطرون وحی الہی نازل ہو چکی تھی تو حضور نے اس کو ورقہ پر تلاوت فرمایا تو ورقہ فرماتے ہیں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کا کلام ہے حاصل کلام یہ کہ ابتدائے وحی کے موقع پر سیدہ ہی نے حضور کو تسلی دی اور آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور خود بھی اس وجہ سے ورقہ وعدس و راہب بحیرا کے پاس تشریف لے گئیں مزید برآں یہ کہ اظہار نبوت کے انہی ابتدائی دنوں سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض گزار ہوئیں.....

یا ابن عم هل تستطيع ان تخبرنی بصاحبک الذی یاتیک اذا جاءک قال نعم فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عندها اذا جاءہ جبرئیل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هذا جبرئیل قد جاءنی فقالت اتراہ الآن قال نعم قالت

اجلس علی شقی الایسر فجلس فقالت هل تراه الآن قال نعم قالت فاجلس  
 علی شقی الایمن فجلس فقالت هل تراه الان قال نعم قالت فتحول فاجلس فی  
 حجری فتحول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجلس فقالت هل تراه قال نعم  
 قال فتحسرت والقت خمارها فقالت هل تراه قال لا قالت ما هذا شیطان ان  
 هذا ملک یا ابن عم اثبت وأبشر ثم آمنت به وشهدت ان الذی جاء به الحق.

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ الجزء السابع ص ۹۲، ۹۳)

یعنی اے میرے چچا زاد کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ جب حضرت جبرئیل آپ کے پاس آئیں تو  
 آپ مجھے خبر دیں؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں، اسی اثنا میں کہ آپ  
 حضرت خدیجہ کے پاس تشریف فرما تھے کہ جبرئیل حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا یہ جبرئیل آئے ہیں سیدہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیا اس وقت آپ انہیں دیکھ رہے  
 ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں سیدہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی حضور  
 میرے بائیں پہلو پر تشریف فرما ہو جائیں حضور تشریف فرما ہوئے سیدہ رضی اللہ عنہا نے  
 پوچھا کیا حضور اب ان کو دیکھ رہے ہیں آپ نے فرمایا جی ہاں عرض کی حضور میرے دائیں پہلو کو  
 شرف بخشے رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یہ سعادت بھی بخشی سیدہ نے پوچھا  
 حضور کیا آپ جبرئیل کو اب بھی دیکھ رہے ہیں فرمایا جی ہاں گزارش کی حضور میری آغوش میں رونق  
 افروز ہو جائیں آپ نے سیدہ کی کوشک کو بھی زینت بخشی سیدہ نے عرض کی حضور کیا اب بھی آپ  
 جبرئیل کو دیکھ رہے ہیں آپ نے فرمایا جی ہاں اس پر سیدہ رضی اللہ عنہا نے مکشوف الرأس  
 ہو کر فرمایا کیا اب آپ جبرئیل کو دیکھ رہے ہیں فرمایا جی نہیں سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے  
 فرمایا یہ شیطان نہیں ہے اے میرے چچا زادے یہ تو فرشتہ ہے آپ ثابت قدم رہیں اور آپ

کو بشارت و خوشخبری ہو پھر سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ پر ایمان لائیں اور گواہی دی کہ بے شک حضور جو کچھ لے کر آئے وہ حق ہے۔

خیال رہے سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تورات شریف کی عالمہ تھیں۔

(مراة المناجیح)

نیز ایک دفعہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سیدہ خدیجہ پر رشک کرنے پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا واللہ ما ابدلنی اللہ خیر امنہا آمنت اذا کفر الناس و صدقتنی و کذبنی الناس و واستنی فی مالہا اذا حرمنی الناس و رزقنی اللہ منہا اولادا اذا حرمنی اولاد النساء قالت عائشة فقلت فی نفسی لا اذکرہا بسیئة ابدا. (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ج ۷ ص ۹۵)

یعنی قسم بخدا مجھے خدیجہ سے اچھی زوج نہ ملی وہ ایمان لائیں جب لوگ کافر تھے انہوں نے میری تصدیق کی جب لوگوں نے میری تکذیب کی اور جب لوگوں نے مجھے مال سے محروم رکھا انہوں نے مجھ پر اپنا مال نچھاور کیا اور اللہ نے مجھے ان کے شکم سے اولاد عطا فرمائی جب اور عورتوں کی اولاد نے مجھے محروم کیا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں کبھی بھی سیدہ خدیجہ کو نازیبائی سے یاد نہ کروں گی۔

### فائدہ

بعض علماء فرماتے ہیں حضرت جبرئیل کا اصلی نام عبد الجلیل جب کہ کنیت ابوالفتح ہے اور میکائیل کا نام عبدالرزاق کنیت ابوالغنائم اسرائیل کا نام عبدالخالق کنیت ابوالمنافع جب کہ حضرت عزرائیل کا نام عبدالجبار کنیت ابویحییٰ ہے۔ (عینی)

☆..... حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں بارہ مرتبہ

☆..... حضرت ادریس علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں چار مرتبہ

☆..... حضرت نوح علیہ السلام کی بارگاہ میں پچاس مرتبہ

☆..... حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں بیالیس مرتبہ

☆..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جناب میں چار سو مرتبہ

☆..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں دس مرتبہ

☆..... جب کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت اقدس میں چوبیس ہزار

مرتبہ حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا (قسطلانی و فیوض الباری)

شعر.....

بے لقاے یار ان کو چین آجاتا اگر

بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

(حضرت حسن رضا خان علیہ الرحمۃ)

حاصل یہ کہ کفار قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کو جھٹلاتے تھے تو اس سے حضور کو

بڑا غم اور تکلیف ہوتی تھی لیکن جب آپ سیدہ کو دیکھ لیتے تھے تو آپ کو وہ تمام رنج و آلام بھول

جایا کرتے تھے اور آپ کو خوشی محسوس ہوتی تھی اور سیدہ خدیجہ کے پاس آپ تشریف فرما ہوتے تو وہ

آپ کی نہایت خاطر داری کیا کرتی تھیں اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کو اپنی جملہ

مشکلات آسان محسوس ہونے لگتی تھیں۔ (مدارج شریف مترجم)

اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دارفانی سے رحلت

سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت کیساتھ چوبیس یا پچیس سال کا عرصہ شریک

حیات رہیں اور ہجرت سے پانچ یا تین سال قبل ان کا وصال ہو گیا تھا جب کہ آپ پینسٹھ سال کی

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

عمر میں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی بعثت مبارک سے دس سال بعد رمضان میں ان کی رحلت ہوئی اور مقبرہ حجون (جنت المعلیٰ) میں ان کی تدفین ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے بذات خود قبر شریف میں اتر کر دعائے خیر فرمائی اور اس وقت جنازہ مشروع نہ ہوا تھا سیدہ کی رحلت کے بعد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم غمزدہ رہتے تھے اور جس سال سیدہ نے وصال فرمایا وہ سال عام الحزن کہلاتا ہے۔ (مدارج شریف)

## اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ

امام اہلسنت محدث بریلوی رضی اللہ عنہ اپنے فتاویٰ میں رقمطراز ہیں کہ فی الواقع کتب سیر میں علام نے ہی لکھا کہ اُمّ المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے جنازہ مبارک کی نماز نہ ہوئی کہ اس وقت یہ نماز (مشروع) ہوئی ہی نہ تھی اس کے بعد اس کا حکم ہوا ہے۔ زرقانی علی المواہب میں فی رمضان بعد البعث بعشر سنین ماتت الصديقة الطاهرة خديجة رضی اللہ عنہا و دفنت بالحجون و نزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم حضرتہا و لم تکن یومئذ الصلوة علی الجنازة یعنی صدیقہ طاہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بعثت کے دس سال بعد ماہ رمضان میں وفات پائی اور مقام حجون میں دفن کی گئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ان کی قبر میں اترے اس وقت نماز جنازہ نہ تھی واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ شریف ج ۹ ص ۳۶۹ برکات رضا انڈیا)

## اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اولاد

جیسا کہ سابق میں گذرا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی زوجیت میں آنے سے قبل سیدہ دونکاح کر چکی تھیں آپ کا پہلا نکاح عتیق ابن عائد سے جب کہ دوسرا ابوہالہ ہند بن نباس سے ہوا۔

عتیق ابن عائد سے ایک بیٹی ہوئی جن کا نام ہند تھا ابوہالہ سے دو بچے ہوئے جن میں سے ایک کا نام حالہ جب کہ دوسرے کا نام ہند تھا خیال رہے ہند نام مذکر و مونث دونوں کے لئے مستعمل تھا۔

امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کی کنیت اسی کے نام پر تھی۔

### حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی اولاد پاک

سیدہ کے حضور کی زوجیت میں آنے کے بعد اولاد میں کثیر اختلاف ہے شیخ محقق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جس اولاد پاک پر تمام علماء کا اتفاق ہے وہ رسول زادے چھ افراد ہیں ان میں دو صاحبزادے حضرت قاسم اور حضرت ابراہیم اور چار صاحبزادیاں سیدہ زینب سیدہ رقیہ سیدہ ام کلثوم و سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہم ہیں ان کے سوا پر علماء کا اختلاف ہے۔ (مدارج شریف) کیونکہ بعض علماء نے طیب اور طاہر کو بھی شمار فرمایا اس طرح صاحبزادے چار ہوتے ہیں بعض نے فرمایا ابراہیم و قاسم کے علاوہ ایک فرزند عبد اللہ بھی تھے انہوں نے مکہ ہی میں صغریٰ میں رحلت فرمائی ان ہی کا لقب طیب و طاہر تھا اس قول پر صاحبزادوں کی تعداد تین ہوتی ہے اور یہ بھی منقول ہے کہ طیب اور طاہر عبد اللہ کے علاوہ ہیں اس طرح تعداد پانچ بنتی ہے یہ بھی منقول ہے کہ ایک حمل سے طیب و مطیب اور دوسرے سے طیب و طاہر کی ولادت ہوئی اس طرح سات صاحبزادوں کیساتھ کل تعداد گیارہ بنتی ہے یہ بھی منقول ہے کہ قبل از بعثت کے ایک فرزند عبد مناف بھی ہوئے تھے اس شمار سے کل تعداد بارہ ہوتی ہے ان جملہ اقوال کا ما حاصل آنحضرت کے آٹھ صاحبزادے جن میں دو متفق علیہ ہیں باقی مختلف فیہ اول الذکر حضرت قاسم اور حضرت ابراہیم جب کہ ثانی الذکر عبد مناف، عبد اللہ، طیب، مطیب طاہر مطہر ہیں اور اصح یہ ہے کہ صاحبزادے تین ہی ہیں قاسم، ابراہیم اور عبد اللہ اور صاحبزادیاں چار ہیں اور حضور سید عالم صلی

المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

اللہ علیہ وسلم کی یہ تمام اولاد پاک سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے  
سیدۃ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہے۔ (مدارج مختصراً)

اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے

۱۔ حضرت قاسم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ سیدہ کے حضور کی زوجیت میں آنے کے بعد اولین فرزند ہیں اظہار نبوت سے قبل ان کی  
پیدائش ہوئی حضور کی انہی کے ساتھ کنیت ابوالقاسم ہے یہ اپنے پاؤں پر چلنے کی عمر تک بقید حیات  
رہے بعض نے یہ بھی فرمایا کہ سواری پر سوار ہونے تک جب کہ بعض کے ہاں سترہ ماہ اور دو سال  
تک باحیات رہے یہ صاحبزادے اظہار نبوت سے قبل ہی وصال فرما گئے ایک روایت یہ بھی ہے  
کہ عہد اسلام کے دوران رحلت فرمائی۔ (ایضاً)

جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت قاسم کا وصال ہوا تو کفار نے آپ  
کو ابتر یعنی منقطع النسل کہا اور یہ کہا کہ اب ان کی نسل نہیں رہی ان کے بعد ان کا ذکر بھی نہ رہے گا یہ  
سب چرچا ختم ہو جائے گا اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کفار کی تکذیب کی اور ان کا رد فرمایا چنانچہ  
ارشاد فرمایا.....

انا اعطینک الکوثر ۰ فصل لربک وانحر ۰ ان شانک هو الابر ۰

اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں (اور فضائل کثیرہ عنایت  
کر کے تمام خلق پر افضل کیا حسن ظاہر بھی دیا حسن باطن بھی نسب عالی بھی نبوت بھی کتاب بھی  
حکمت بھی علم بھی شفاعت بھی حوض کوثر بھی مقام محمود بھی کثرت امت بھی اعدائے دین پر غلبہ بھی  
کثرت فتوح بھی اور بے شمار نعمتیں جس کی نہایت نہیں) تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو (جس  
نے تمہیں عزت و شرافت دی) اور قربانی کرو بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے نہ



ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

آپ کیونکہ آپ کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا آپ کی اولاد میں بھی کثرت ہوگی اور آپ کے متبعین سے دنیا بھر جائے گی آپ کا ذکر منبروں پر بلند ہوگا قیامت تک پیدا ہونے والے عالم اور واعظ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر کرتے رہیں گے بے نام و نشان اور ہر بھلائی سے محروم تو آپ کے دشمن ہیں۔ (کنز الایمان و خزائن العرفان)

## ۲۔ حضرت عبداللہ بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم

آپ مکہ میں ظہور اسلام کے بعد تولد ہوئے اور یہیں رحلت فرمائی۔ (مدارج شریف) خیال رہے شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جب آپ کی رحلت کی خبر عاص بن وائل نے سنی جب کہ اس سے قبل وہ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر سن چکا تھا تو کہنے لگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کے صاحبزادے فوت ہو گئے ہیں اور وہ ابتر یعنی بے نسل ہو گئے ہیں لغت میں ابتر کے معنی دم کٹا بے فرزند و بے خبر ہونا ہے اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی ان شانک هو ابتر اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کا دشمن اور عیب جو جو کہ آپ کی شان میں بدگو ہے۔ وہی ابتر ہے۔ (مدارج شریف)

ممکن ہے کہ دونوں موقعوں پر آیت کا نزول ہوا ہو لہذا دونوں اقوال میں تعارض نہ ہوگا ان اصبت فمن اللہ والا فمنی واللہ اعلم بالصواب

### فائدہ

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ (جو کہ سیدہ ماریہ قبطیہ کے شکم مبارک سے ہیں) ان کا ذکر حضرت سیدہ ماریہ قبطیہ کے تذکرہ کے بعد کیا جائے گا انشاء اللہ العزیز

اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحبزادیاں

۱۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت اُمّ المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے بعثت سے دس سال قبل آپ کی ولادت ہوئی آپ حضور کی تمام صاحبزادیوں میں بڑی تھیں ان کا نکاح حضرت ابوالعاص سے سیدہ نے خود کروایا تھا اور ابوالعاص اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن ہند بنت خویلد کے بیٹے تھے ابوالعاص اپنی کنیت کیساتھ مشہور ہیں جب کہ ان کا نام لفظ یا مقسم یا قاسم یا پھر یا سر ہے خیال رہے ابوالعاص اسیران بدر میں شامل تھے اہل مکہ نے اپنے عزیزوں کا فدیہ مدینہ شریف بھیجا تو حضرت زینب نے بھی اپنے گلے کا ہار اتار کر بطور فدیہ بھیجا رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وہ ہار دیکھا تو آبدیدہ ہو گئے کیونکہ یہ وہی ہار تھا جو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو جہیز میں دیا تھا یہ دیکھ کر صحابہ کرام پر بھی رقت طاری ہو گئی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ اگر یہ دیکھو کہ اسیر زینب کو رہا کر دیا جائے اور اس کا فدیہ کا مال بھی واپس کر دیا جائے تو چاہو تو ایسا کرو صحابہ نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح آپ کی رضا ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص سے وعدہ لیا کہ وہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو آنحضرت کے پاس بھیج دیں گے ابوالعاص نے یہ تسلیم کر لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زید ابن حارثہ اور ایک اور شخص کو مکہ بھیجا تاکہ وہ سیدہ کو مدینہ لے آئیں اور ہدایت فرمائی کہ آپ لوگ مکہ میں داخل مت ہونا چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں لما بعثت اہل مکة فی فداء اسرائیلم بعثت زینب فی فداء ابی العاص بمال وبعثت فیہ بقلادة لها کانت عند خدیجة ادخلتها بها علی ابی العاص فلما رأها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رق لها

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

رقہ شديدة وقال ان رأيتهم ان تطلقوا لها اسيرها وتردوا عليها الذي لها فقالوا نعم وكان النبي صلى الله عليه وسلم اخذ عليه ان يخلى سبيل زينب اليه وبعث رسول الله صلى الله عليه وسلم زيد بن حارثة ورجلا من الانصار فقال كونا بطن ياجج حتى تمر بكما زينب فتصجباها حتى تأتيا بها.

(رواه احمد و ابو داؤد، مشكوة ص ۳۲۶)

یعنی جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کے فدیے بھیجے تو حضرت زینب نے بھی ابوالعاص کے لئے فدیہ میں کچھ مال بھیجا اسمیں اپنا وہ ہار بھیجا جو حضرت خدیجہ کے پاس تھا جسے دے کر زینب کو ابوالعاص کے ہاں رخصت فرمایا تھا تو جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے وہ ہار دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو اس پر بہت رقت طاری ہوئی اور فرمایا اگر تم لوگ مناسب سمجھو تو زینب کا قیدی چھوڑ دو اور ان کی چیزیں انہیں واپس کر دو سب نے کہا ہاں ضرور اور حضور نے ابوالعاص سے عہد لیا کہ وہ جناب زینب کا راستہ خالی کر دیں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے زید ابن حارثہ کو اور ایک اور انصاری کو بھیجا ان سے فرمایا کہ تم دونوں بطن یاجج میں رہنا تا آنکہ تم پر زینب گزریں تو انہیں اپنے ساتھ لے لینا۔

خیال رہے یہ واقعہ غزوہ بدر کا ہے جس میں ستر بڑے بڑے کفار قتل ہوئے اور اتنے ہی قیدی بنے ان قیدیوں کے بارے میں حضرت عمر نے قتل کا مشورہ دیا تھا جب کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فدیہ لے کر چھوڑنے کا اس امید پر کہ ہو سکتا ہے یہ لوگ مشرف باسلام ہوں۔

نیز اس وقت مومنہ کا کافر سے نکاح جائز تھا اس لیے حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ابوالعاص کے نکاح میں رہیں حالانکہ آپ مومنہ تھیں جب کہ ابوالعاص نے بعد میں

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

ایمان قبول کیا بعد میں یہ حکم منسوخ ہوا لہذا اب مومنہ عورت نہ تو کافر سے نکاح کر سکتی ہے اور نہ ہی اس کے نکاح میں رہ سکتی ہے۔

چنانچہ مرقاة نے فرمایا ان ابا العاص هو ابن الربيع ابن عبدالعزى بن عبدشمس بن عبدمناف امه هاله بنت خويلد و كانت زينب بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم تحت ابي العاص بن الربيع فهاجرت و ابو العاص على دينه يعنى ابو العاص کی زوجیت میں سیدہ زینب تھیں سیدہ نے ہجرت فرمائی اور ابو العاص اپنے دین پر تھے (بدستور شرک میں ملوث تھا) خیال رہے ابو العاص نے اپنا وعدہ ایفاء کیا کہ مکہ جاتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو مقام یانچ پہنچا دیا اس واقعہ کو ڈھائی سال کا عرصہ گزرا کہ ابو العاص مکہ سے تجارت کے لئے نکلا جب یہ قافلہ شام کے تجارتی سفر سے واپس ہوا تو مسلمانوں نے چاہا کہ ان کا مال چھین کر انہیں گرفتار کر لیں لیکن حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ابو العاص کو امان دے دی یہ سن کر صحابہ ابو العاص سے ملے اور انہیں تبلیغ اسلام کی انہوں نے جواب دیا کہ ابھی میرے پاس کفار مکہ کی کچھ امانتیں ہیں میں وہ واپسی کرنے کے بعد مسلمان ہوں گا چنانچہ مکہ میں جا کر تمام امانتیں واپس کیں اور مسلمان ہو گئے اب اس میں اختلاف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو سابقہ نکاح ہی میں واپس فرمایا یا کہ نکاح جدید کیساتھ بہر حال حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو حضرت ابو العاص بہت محبوب تھے آپ خلافت صدیقی میں غزوہ یمامہ میں شہید ہوئے حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ سے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک بیٹا جن کا نام علی اور ایک بیٹی جن کا نام امامہ تھا علی بن ابو العاص قریب البلوغ ہی تھے کہ رحلت فرما گئے حضرت امامہ سے حضور صلی اللہ علیہ و سلم بہت محبت رکھتے تھے حتیٰ کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم حضرت امامہ کو

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

اپنے دست مبارک پر لیئے ہوئے نماز ادا فرماتے تھے بوقت رکوع ان کو زمین پر اتار دیتے اور جب قیام فرمانے لگتے تو پھر دوشِ اقدس پر بٹھا لیتے اور یہ بھی کہا گیا کہ امامہ خود آکر بیٹھتی اور خود ہی نیچے اتر جاتی تھیں لہذا عمل کثیر والا اعتراض وارد نہ ہوگا جب حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے وصال فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی وصیت کے مطابق امامہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ان کے لطن سے ایک صاحبزادے تولد ہوئے جن کا نام محمد اوسط تھا حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا وصال آٹھ ہجری میں ہوا۔ آپ کو غسل دینے میں حضرت سودہ بنت زمعہ، ام سلمہ، ام ایمن و ام عطیہ رضی اللہ عنہن شامل تھیں۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نغسل ابنته فقال اغسلنها ثلاثا او خمسا او اكثر من ذالک ان رایتن ذالک بماء وسدر واجعلن فی الاخرة کافورا فاذا فرغتن فاذننی قالت فلما فرغنا القی الینا حقوه فقال اشعرنها ایاہ ولم یزد علی ذلک ولا ادری ای بناتہ .

کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم آپ کی صاحبزادی کو غسل دے رہی تھیں فرمایا کہ اسے تین یا پانچ یا اس سے زیادہ مرتبہ غسل دینا اور مناسب نظر آئے تو پانی اور بیری کے پتوں سے اور آخر میں کافور ملانا جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرنا جب ہم فارغ ہوئیں تو آپ نے ہماری طرف اپنی ازار ڈال دی اور فرمایا کہ اس میں لپیٹ دینا اور اس سے زائد کچھ نہ ہو مجھے معلوم نہیں کہ آپ کی کون سی صاحبزادی تھی۔ صحیح مسلم میں ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں

جو ابوالعاص بن ربیع کی زوجہ اور امامہ کی والدہ تھیں یا پھر یہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں جو کہ حضرت عثمان ذوالنورین کی زوجہ تھیں جس طرح کہ یہ ابن ماجہ میں روایت کیا گیا ہے۔ ام عطیہ فرماتی ہیں کہ ہم نے ان کے بالوں کی تین لٹیں بنالیں اور پشت پر ڈال دیں آنحضرت نے بذات خود ان کو قبر میں اتارا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۶۸، مشکوٰۃ، مرقاة، مدارج النبوة، مرآة، فیوض الباری وغیرہ)

### فائدہ

علامہ عینی ونووی و دیگر شارحین نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ یہ حدیث آثار صالحین سے برکت لینے کی اصل ہے چنانچہ علامہ عینی نے فرمایا کہ وهو اصل بالتبرک باثار الصالحین لمعات میں ہے هذا الحدیث اصل فی التبرک باثار الصالحین ولباسهم كما یفعله بعض مریدی المشائخ من لبس اقمصهم فی القبر ابو نعیم نے معرفۃ الصحابہ میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں بسند حسن عبداللہ ابن عباس سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے حضرت علی کی والدہ فاطمہ بنت اسد کو اپنی قمیص میں کفن دیا اور کچھ دیر ان کی قبر میں خود لیٹے لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا انی السبتھا لتلبس من ثیاب الجنة واضطجعت معها فی قبرھا لا تخفف عنھا عن ضغطة القبر یعنی میں نے قمیص اس لئے پہنائی کہ ان کو جنت کا لباس ملے اور ان کی قبر میں اس لیے لیٹا تا کہ ان سے قبر کی تنگی دور ہو۔

(فیوض الباری عینی وغیرہ)

### ۲۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم

آپ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی دوسری صاحبزادی ہیں جو کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہیں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے تین سال بعد آپ کی ولادت ہوئی ابتداء

آپ کا اور حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ابو لہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے ہوا تھا جب آیہ کریمہ تبت يد ابی لہب و تب نازل ہوئی تو ابو لہب نے اپنے دونوں بیٹوں کو کہا رأسی من رؤوسکما حرام ان لم تطلقا ابنتی محمد صلی اللہ علیہ وسلم (اسد الغابہ) کہ اگر تم دونوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دونوں بیٹیوں کو طلاق نہ دی تو میرا سر تمہارے سے حرام یعنی میں تم دونوں سے بیزار ہوں اب ان دونوں نے دونوں صاحبزادیوں کو طلاق دے دی عتیبہ بعد میں مسلمان ہو کر صحابہ میں شمار ہوئے جب کہ عتبہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کی توہین کی چنانچہ جس وقت عتبہ نے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے جدائی اختیار کر لی تو وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر یوں کہنے لگا میں آپ کے دین سے کافر ہوں مجھے آپ کا دین پسند نہیں ہے اور نہ ہی مجھے آپ پسند ہیں علاوہ ازیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گستاخی کا مرتکب ہوا اور آنجناب کی قمیص پاک کو پھاڑ دیا نیز اپنے پلید منہ کا لعاب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھینکا اور کہا میں نے رقیہ کو طلاق دے دی ہے (مدارج شریف) جلالین شریف کے حاشیہ پر ہے و کان ولدہ عتیبہ شدید الاذی للنبی صلی اللہ علیہ وسلم (ص ۵۰۸ حاشیہ نمبر ۱۰) یعنی ابو لہب کا لڑکا عتیبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شدت سے اذیت دیتا تھا۔

تنبیہ : اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عتیبہ گستاخ تھا واللہ اعلم بالصواب اس پر آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہم سلط علیہ کلبا من کلابک اے اللہ اس گستاخ پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط فرما دے اس وقت ابو طالب بھی مجلس میں تھا اس نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے تیر

سے کوئی بچا سکے گا (مدارج) اور ابولہب بھی یہ بات خوب اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ دعا اس کو پہنچے گی فسافر الی الشام فاوصی به الرفاق لینجوه من هذه الدعوة فكانوا یحدقون به اذ انام لیكون وسطهم (حاشیہ جلالین) جب اس نے شام کی طرف سفر کیا تو ابولہب نے اپنے خادموں کو وصیت کی اس کے بیٹے کو حضور کی دعا پہنچنے سے بچائیں وہ خدام جب عتبہ (یا پھر عتیبہ واللہ اعلم بالصواب) سوتا تو اس کو چاروں طرف سے گھیر لیتے تاکہ وہ بیچ میں ہو جائے مدارج میں ہے کہ ابولہب اہل قافلہ سے کہنے لگا کہ آج کی رات تمام لوگ ہمارا تعاون کریں کیونکہ میں خدشہ محسوس کرتا ہوں کہ آج کی رات محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کی دعا میرے بیٹے پر اثر نہ کر جائے پس تمام لوگوں نے اپنا تمام اسباب و سامان جمع کر کے نیچے اوپر کر کے ایک جگہ پر رکھ دیا اور اس ڈھیر کے اوپر عتبہ کے لئے سونے کی جگہ تیار کی گئی دیگر تمام لوگ اس جگہ کو گھیرے میں لئے ہوئے بیٹھ گئے (مدارج) فلم ینفعه ذلک بل جاء الاسد فتشم الناس حتی وصل الیہ (حاشیہ جلالین) اس تمام نے عتبہ کو کچھ نفع نہ دیا بلکہ ایک شیر آیا باری باری ان کو سونگھتا جاتا لیکن کسی کو ضرر نہ پہنچایا پھر چھلانگ لگا کر عتبہ پر کودا اور نیچے کی ضرب لگائیں اور سینہ چاک کر دیا ایک روایت میں ہے کہ عتبہ کی گردن دبوچ لی۔ (مدارج شریف)

معلوم ہوا کہ اس بارگاہ میں بے ادبی کرنے والوں کے منہ سے ایسی بدبو نکلتی ہے کہ جس کو جانور معلوم کر لیتے ہیں کہ گستاخ کا منہ یہ ہے۔ (سلطنت مصطفیٰ)

عتبہ سے طلاق کے بعد سیدہ کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مکہ میں ہوا آپ کے ساتھ سیدہ نے ہجرت بھی فرمائی پہلے جانب حبشہ پھر سوائے مدینۃ المنورہ جب سیدہ کا انتقال ہوا تو سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک کے سربانے بیٹھی روتی تھیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم آپ کے آنسو پونچھ رہے تھے۔



(مدارج شریف) خیال رہے یہ رونا رحمت و رقت کے سبب تھا۔

### ۳۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم

رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم کی تیسری لختِ جگر ہیں آپ کی والدہ بھی حضرت خدیجہ الکبریٰ ہیں سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بڑی ہیں یا پھر رقیہ اس میں اختلاف ہے چنانچہ اسد الغابہ میں ہے قال الزبیر ام کلثوم اسن من رقیة ومن فاطمة وخالفة غیرہ والصحیح انہا اصغر من رقیہ لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوج رقیة من عثمان فلما توفیت زوجہ ام کلثوم وما کان لیزوج الصغری ویترک الکبری واللہ اعلم (اسد الغابہ)

یعنی زبیر نے کہا ہے کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا و فاطمہ سے بڑی تھیں دوسروں نے ان کے خلاف قول کیا ہے اور صحیح یہی ہے کہ آپ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے چھوٹی تھیں اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے اور یہ بات مناسب نہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم بڑی لختِ جگر کو چھوڑ کر چھوٹی جگر پارہ کو بیاتے واللہ اعلم۔

خیال رہے ہجرت کے تیسرے سال سیدہ کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمائی اس وقت حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل اس وقت میرے قریب کھڑے ہیں اور خبر دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرما دیا ہے کہ میں ان کو تمہاری زوجیت میں دے دوں سیدہ کا ہجرت کے نویں سال وصال ہوا حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی قبر کے پاس حضور صلی اللہ علیہ و سلم

تشریف فرماتے تو حضور کی پشیمان مبارک سے آنسو بہنے لگے حضرت طلحہ کو قبر میں اترنے کا حکم فرمایا سیدہ کے وصال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے حضرت عثمان ذوالنورین سے فرمایا کہ اگر کوئی تیسری بیٹی بھی میری ہوتی تو میں وہ بھی تمہاری زوجیت میں دے دیتا جب کہ ایک روایت میں ہے کہ اگر میرے پاس دس صاحبزادیاں بھی ہوتیں تو ان کو باری باری تمہارے نکاح میں دیتا جاتا اور ان کی رحلت ہوتی جاتی۔ (مدارج شریف)

### ۴۔ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ و سلم

رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم کی سب سے زیادہ چہیتی بیٹی حضرت فاطمہ ہیں آپ کے سن ولادت کے بارے میں علامہ ابن حجر و قول ذکر فرماتے ہیں پہلا یہ کہ ولدت فاطمة والكعبة تبني والنبی صلی اللہ علیہ و سلم ابن خمس وثلاثین سنة یعنی سیدہ کی ولادت اور تعمیر کعبہ کے وقت حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی عمر شریف پینتیس سال تھی دوسرا یہ کہ انہا ولدت سنة احدى واربعین من مولد النبی صلی اللہ علیہ و سلم کہ سیدہ کی ولادت اکتالیسویں نبوی میں ہوئی آپ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کم و بیش پانچ سال بڑی ہیں۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۲۶۳ کتاب النساء)

آپ بھی سیدہ خدیجہ کے شکم مبارک سے ہیں چنانچہ اسد الغابہ میں ہے امہا خدیجة بنت خویلد و كانت ہی وام کلثوم اصغر بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم (اسد الغابہ ج ۷ ص ۲۳۸) یعنی آپ کی والدہ سیدہ خدیجہ بنت خویلد ہیں سیدہ فاطمہ الزہراء اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما حضور کی صاحبزادیوں میں سے سب سے چھوٹی تھیں خیال رہے ان دونوں صاحبزادیوں میں کون چھوٹی ہے اس میں بھی اختلاف ہے وقد اختلف فی ایتھن اصغر (ایضاً) البتہ الاصابہ میں ہے والذی یسکن الیقین ان اکبرهن زینب

رضی اللہ عنہا ثم رقیة رضی اللہ عنہا ثم ام کلثوم ثم فاطمة یعنی وہ قول جس میں یقین بالسکون حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ سب میں بڑی سیدہ زینب ہیں پھر رقیہ پھر ام کلثوم پھر خاتون جنت رضی اللہ عنہن۔

شیخ محقق علیہ الرحمة فرماتے ہیں کہ آپ کے نام فاطمہ کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدہ کو اور آپ سے محبت رکھنے والے تمام مسلمانوں کو دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھا ہے اور آپ کا نام بتول اس لیے ہے کہ آپ اپنے زمانہ کی تمام عورتوں سے بہ لحاظ فضیلت دین اور حسن و جمال میں منفرد تھیں اور آپ ماسوائے اللہ سے بالکل ہی بے نیاز تھیں آپ کا نام زہرا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ زہریت و بہجت اور حسن و جمال میں کمال رکھتی تھیں آپ کے القاب زکیہ اور راضیہ بھی ہیں۔ (مدارج شریف)

روت عن ابیہا روی عنہا ابناہا و ابوہما و عائشۃ و ام سلمہ و سلمی ام رافع و انس (الاصابہ) آپ نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے احادیث روایت فرمائیں اور آپ سے آپ کے دونوں صاحبزادوں اور ان کے والد گرامی اور حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ ام رافع و حضرت انس نے روایت حدیث فرمائی۔ حضور کی اولاد آپ ہی سے چلی چنانچہ اسد الغابہ میں ہے و انقطع نسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم الا منہا فان الذکور من اولادہ ماتوا صغارا و اما البنات فان رقیة رضی اللہ عنہا ولدت عبد اللہ بن عثمان فتوفی صغیرا و اما ام کلثوم فلم تلد و اما زینب رضی اللہ عنہا فولدت علیا و مات صبیاً و ولدت امامہ بنت ابی العاص فتزوجها علی ثم بعدہ المغیرہ بن نوفل و قال الزبیرا نقرض عقب زینب رضی اللہ عنہا۔

یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی اولاد سیدہ فاطمہ سے منقطع نہ ہوئی یعنی آپ ہی

سے چلی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی اولاد زینہ بچپن میں وصال فرما گئی رہی صاحبزادیاں تو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں عبداللہ بن عثمان کی ولادت ہوئی اور وہ صغریٰ میں وفات فرما گئے اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ہاں اولاد نہ ہوئی جب کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شکم مبارک سے علی نے تولد فرما کر بچپن میں ہی رحلت فرمائی اور حضرت امامہ کی پیدائش ہوئی ان سے حضرت علی نے نکاح فرمایا آپ کے بعد مغیرہ بن نوفل نے زبیر نے کہا کہ حضرت زینب کی اولاد ختم ہو گئی

### سیدہ خاتون جنت کا حضرت علی سے عقد نکاح

آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم غزوہ بدر سے لوٹے تو آپ نے سیدہ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرما دیا تھا یہ رمضان کا مقدس مہینہ اور سن دو ہجری تھا بعض علماء نے کہا ہے کہ غزوہ احد کے بعد ہوا تھا دیگر ایک قول کے مطابق نکاح رجب میں ہوا جب کہ ماہ صفر کی بھی روایت ہے آپ کا نکاح اللہ تعالیٰ کے حکم اور وحی کے مطابق کیا گیا اس وقت آپ کی عمر شریف پندرہ سال ساڑھے پانچ ماہ یا سولہ سال یا پھر اٹھارہ برس تھی جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر شریف اکیس سال تھی (مدارج شریف) خیال رہے حضرت خاتون جنت کے نکاح کے لئے پہلے حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کو پیغام دیا تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے منع فرما دیا چنانچہ اسد الغابہ میں ہے عن علی قال خطب ابوبکر و عمر یعنی فاطمة الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم علیہما یعنی حضرت علی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ شیخین کریمین نے حضرت فاطمہ کے نکاح کا پیغام حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی بارگاہ میں بھیجا لیکن آپ نے دونوں کو انکار فرما دیا۔ (اسد الغابہ)

اس کے بعد حضرت عمر یا ام ایمن یا پھر اہل و خواص نے حضرت علی سے فرمایا (ممکن ہے کہ سب نے کہا ہو) کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں جاؤ اور فاطمہ کے لئے نکاح کا پیغام دو حضرت علی شیر خدا نے فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے نیز انہوں نے ابو بکر و عمر کو انکار فرمادیا تو مجھے کیونکر ہاں کریں گے ان سے کہا گیا کہ تم حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے نزدیک ترین ہوان کے چچا کے بیٹے ہو پس آپ حضور کی بارگاہ میں آئے سلام عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے جواب دے کر پوچھا کس غرض سے آئے ہو عرض کی حضور صلی اللہ علیہ و سلم فاطمہ کے لئے درخواست پیش کرنے آیا ہوں پس حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے مرحبا فرمایا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و سلم پر وحی الہی آئی اور آپ نے حضرت انس کو فرمایا اے انس پروردگار عرش کی طرف سے جبرئیل آئے اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ فاطمہ کا نکاح علی کیساتھ کر دو اے انس جاؤ اور ابو بکر، عمر، عثمان و طلحہ اور زبیر و انصار کی جماعت کو بلا لاؤ پس جب یہ لوگ آئے تو حضور نے خطبہ ارشاد فرمایا اور سیدہ کا حضرت علی سے نکاح فرمادیا چار سو مثقال چاندی حق مہر مقرر ہوا۔ (مدارج شریف)

جب سیدہ خاتون جنت کو خبر پہنچی تو آپ رونے لگیں تو حضور نے فرمایا مالک تبکین یافاطمة فواللہ لقد انکحتک اکثرہم علما و افضلہم صلحا و اولہم مسلما اے صاحبزادی! آپ کو کیا ہوا کہ روتی ہو تم بخدا میں نے سب سے زیادہ جاننے والے اور حلم والے اور سب سے پہلے اسلام قبول فرمانے والے سے آپ کا نکاح کیا ہے (اسد الغابہ) حضرت علی کیساتھ سیدہ کا نکاح کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و سلم گھر میں تشریف فرما ہوئے اور سیدہ سے فرمایا کہ میرے لئے پانی لاؤ آپ لکڑی کا پیالہ بھر کر پانی لائیں حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور سیدہ کو فرمایا کہ آگے آؤ پھر آپ نے وہ پانی سیدہ کے

سینہ مبارکہ اور سر مبارک پر چھڑک دیا اور دعا کی اے اللہ میں اسے تیری پناہ میں دیتا ہوں اور اس کی اولاد کو بھی مردود شیطان سے اسی طرح حضرت علی کے سر مبارک اور دہن مبارک پر بھی پانی ڈالا اور دعا کی اللهم انی اعیذہ بک وذریئہ من الشیطان۔ (مدارج شریف)

## فضائل خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا

☆..... نصاریٰ نجران کا ایک وفد سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں آیا اور وہ لوگ کہنے لگے آپ گمان کرتے ہیں کہ عیسیٰ اللہ کے بندے ہیں فرمایا ہاں اس کے بندے اور اس کے رسول اور اس کے کلمے جو کہ کنواری بتول عذرا کی طرف القاء کئے گئے نصاریٰ یہ سن کر بہت غصہ میں آئے اور کہنے لگے یا محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کیا تم نے کبھی بے باپ کا انسان دیکھا ہے اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں (معاذ اللہ) اس پر یہ آیت (ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون کہ عیسیٰ کی کہاوت اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے اسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے) نازل ہوئی اور یہ بتایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف بغیر باپ ہی کے ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام تو ماں اور باپ دونوں کے بغیر مٹی سے پیدا کئے گئے تو جب انہیں اللہ کا مخلوق اور بندہ مانتے ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا مخلوق و بندہ ماننے میں کیا تعجب ہے اور فرمایا گیا کہ الحق من ربک فلا تکونن من الممترین اے سننے والے یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو شک والوں میں نہ ہونا جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے نجران کے نصاریٰ کو یہ آیت پڑھ کر سنائی تو وہ لا جواب ہو گئے اور جھگڑنے لگے تو اتمام حجت کے لئے آیات مبادلہ پیش کی گئی چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم ثم

نتہل فنجعل لعنة الله على الكذابين یعنی پھر اے محبوب جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا ان سے فرما دو آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے نصاریٰ نجران کو یہ آیت پڑھ کر سنائی اور مباہلہ کی دعوت دی تو کہنے لگے کہ ہم غور اور مشورہ کر لیں کل آپ کو جواب دیں گے جب وہ جمع ہوئے تو انہوں نے اپنے سب سے بڑے عالم اور صاحب رائے شخص عاقب سے کہا کہ اے عبدالمسیح آپ کی کیا رائے ہے اس نے کہا کہ اے جماعت نصاریٰ تم جان چکے ہو کہ محمد نبی مرسل تو ضرور ہیں اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو سب ہلاک ہو جاؤ گے اب اگر نصرا نیت پر قائم رہنا چاہتے ہو تو انہیں چھوڑو اور گھر لوٹ چلو۔

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور نے حضرت علی اور فاطمہ اور حسن و حسین کو بلایا اور اللہ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے اللہم هؤلاء اهل بیتی اے اللہ میرے گھر والے یہ ہیں۔

نصاریٰ آپس میں مشورہ کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی گود میں تو امام حسین ہیں اور دست مبارک میں حسن کا ہاتھ اور فاطمہ و علی حضور کے پیچھے ہیں رضی اللہ عنہم اور حضور ان سب سے فرما رہے ہیں کہ جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا نجران کے سب سے بڑے نصرانی عالم پادری نے جب ان حضرات کو دیکھا تو کہنے لگے اے جماعت نصاریٰ میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ سے پہاڑ کو ہٹا دینے کی دعا کریں تو اللہ تعالیٰ پہاڑ کو جگہ سے ہٹا دے ان سے مباہلہ نہ کرنا ہلاک ہو جاؤ گے اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا یہ سن کر

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

نصاری نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مباہلہ کی تو ہماری رائے نہیں ہے آخر کار انہوں نے جزیہ منظور کیا مگر مباہلہ کے لئے تیار نہ ہوئے سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ اس کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے نجران والوں پر عذاب قریب آ ہی چکا تھا اگر وہ مباہلہ کرتے تو بندروں اور سوروں کی صورت میں مسخ کر دیئے جاتے اور جنگل سے آگ بھڑک اٹھتی اور نجران اور وہاں کے رہنے والے پرند تک نیست و نابود ہو جاتے اور ایک سال کے عرصہ میں تمام نصاری ہلاک ہو جاتے۔

خیال رہے اس مقام پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کہ اگر حضور کی چار بیٹیاں تھیں تو دیگر صاحبزادیاں مباہلے میں کیوں نہ شریک ہوئیں کیونکہ جب مباہلہ ہوا اس وقت سیدہ زینب و رقیہ اور ام کلثوم کا انتقال ہو چکا تھا اس لئے کہ واقعہ مباہلہ دس ہجری میں ہوا جب کہ صاحبزادیوں کا انتقال بالترتیب دو اور آٹھ و نو ہجری کو ہو چکا تھا نیز ایسے موقع پر اپنے بچوں کی قسم کھائی جاتی ہے نا کہ بیویوں و دوستوں کی مزید برآں یہ کہ حضرت علی اہل بیت سکونت اہل بیت نسب ہیں اور فاطمہ زہرا و حسنین کریمین اہل بیت ولادت میں داخل ہیں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ و سلم ان کو اپنے ہمراہ لے گئے اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن و اصحاب کو ساتھ نہ لے کر گئے اور فرقہ شیعہ پر اتمام حجت یہ ہے کہ ان کی معتبر کتاب اصول کافی سے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی چار صاحبزادیوں کا ہونا ثابت ہے۔ (کنز الایمان و خزائن العرفان ، تفسیر نعیمی ، تفسیر حسنات ، مسلم ، مشکوٰۃ ، اشعت اللمعات ، مرآة وغیرہ)

☆ ۲..... حضرت مسعود بن مخرمہ روایت فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا فاطمة بضعة منی فمن اغضبها اغضبنی وفي رواية یرینی ما اربها ویوذینی ما اذابها (بخاری ج ۱ ص ۵۳۲ ، مسلم ج ۲ ص ۲۹۰ ،



مشکوٰۃ ص ۵۶۸) کہ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے انہیں ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا اور ایک روایت میں ہے کہ جو چیز انہیں پریشان کرے مجھے کرتی ہے اور جو چیز انہیں تکلیف دے وہ مجھے ستاتی ہے (مشکوٰۃ، مراۃ) اس حدیث سے امام سبکی نے استدلال فرمایا ہے جو شخص سیدہ فاطمہ کو گالی دے وہ کافر ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

☆ ۳..... حضرت فاطمہ الزہرا حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی رازدان ہم شکل تھیں حتیٰ کہ چال ڈھال وضع قطع میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے مشابہ تھیں جب سیدہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی بارگاہ میں آتیں تو حضور صلی اللہ علیہ و سلم آپ کے استقبال میں خوشی سے کھڑے ہو جاتے پیشانی مبارک پر بوسہ دیتے اور اپنی مندر شریف پر بیٹھا لیتے چنانچہ حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کنا ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عنده فاقبلت فاطمة ماتخفي مشيتها من مشية رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فلما راها قال مرحبا بابنتي ثم اجلسها ثم سارها فبكيت بكاء شديدا فلما راي حزنها سارها الثانية فاذا هي تضحك فلما قام رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم سألتها عما سارك قالت ما كنت لافشي على رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم سره فلما توفي قلت عزمت عليك بمالي عليك من الحق لما اخبرتنی قالت اما الآن فنعم اما حين سارني في الامر الاول فانه اخبرني ان جبرئيل كان يعارضني القرآن كل سنة مرة وانه عارضني به العام مرتين ولا اري الاجل الا قد اقترب فاتقى الله واصبري فاني نعم السلف انالك فبكيت فلما رأى جزعى سارني الثانية قال يا فاطمة الاترضين ان تكوني سيدة نساء اهل الجنة او نساء المؤمنين وفي رواية فسارني فاخبرني انه يقبض في وجعه

فبکیت ثم سارنی فاخبرنی انی اول اهل بیتہ اتبعہ فضحکت (متفق علیہ ،  
مشکوٰۃ ص ۵۶۸)

کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ و سلم کی بیویاں آپ کے پاس تھیں جناب فاطمہ  
آئیں آپ کی چال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی چال سے بالکل مختلف نہ تھی تو جب  
انہیں حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے دیکھا تو فرمایا خوش آمدید اے میری بچی پھر انہیں بٹھالیا  
پھر ان سے سرگوشی کی آپ بہت سخت روئیں تو جب ان کا رنج ملاحظہ فرمایا تو ان سے دوبارہ سرگوشی  
فرمائی تو وہ ہنس پڑیں پھر جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم تشریف لے گئے تو میں نے ان  
سے سرگوشی کے متعلق پوچھا آپ بولیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کا راز فاش نہیں  
کر سکتی پھر جب حضور کی وفات ہو گئی تو میں نے کہا کہ میں تم کو اس کی وجہ سے جو میرا تم پر حق ہے قسم  
دیتی ہوں کہ تم مجھے بتا دو آپ بولیں لیکن اب تو ہاں ضرور جس وقت حضور صلی اللہ علیہ و  
سلم نے پہلی بار مجھ سے سرگوشی کی تو آپ نے مجھے بتایا کہ حضرت جبرئیل ہر سال مجھ پر قرآن مجید  
ایک بار پیش کرتے تھے اور انہوں نے اس سال مجھ پر دوبارہ پیش کیا میں نہیں خیال کرتا مگر یہ کہ  
میری وفات قریب ہے تم اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا میں تمہارا بہترین پیش رو ہوں تو میں رونے  
لگی تو جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے میری گھبراہٹ دیکھی تو مجھ سے دوبارہ سرگوشی کی  
فرمایا اے فاطمہ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم جنتی لوگوں کی بیویوں یا مومنوں کی بیویوں کی سردار ہو  
اور ایک روایت میں ہے کہ مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے سرگوشی فرمائی کہ اس بیماری  
میں وفات ہوگی تو میں روئی پھر مجھ سے دوبارہ سرگوشی کی مجھے خبر دی کہ میں ان کے گھر والوں میں  
پہلی ہوں گی جو ان کے پیچھے پہنچوں گی تو میں ہنس پڑیں۔

خیال رہے فضیلت فاطمہ زہرا کے متعلق چند قول ہیں ایک یہ کہ حضرت فاطمہ زہرا دنیا بھر کی

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

تمام عورتوں سے افضل ہیں حتیٰ کہ بی بی مریم جناب عائشہ اور جناب خدیجہ الکبریٰ سے بھی دوسرے یہ کہ حضرت خدیجہ وعائشہ جناب فاطمہ زہرا سے افضل ہیں تیسرے یہ کہ تینوں حضرات یعنی خدیجہ الکبریٰ عائشہ صدیقہ و فاطمہ الزہرا ہم رتبہ ہیں ترجیح دوسرے، قول کو ہے کہ جناب عائشہ و خدیجہ حضرت فاطمہ زہرا سے افضل ہیں (مرآة) والتفضیل مرآة فارغ الیہ۔

☆ ۴..... حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا ان فاطمة احصنت فرجها فحرم اللہ ذریعتها علی النار کہ بے شک فاطمہ نے اپنی عزت کی حفاظت فرمائی پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے سیدہ خاتون جنت کی ذریت کو آگ پر حرام فرمادیا (الصواعق المحرقة ص ۲۳۲)

☆ ۵..... اسی الصواعق المحرقة میں ہے کہ وجاء بسند رواه ثقات انه صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمة ان اللہ غیر معذبک ولا اولادک یعنی ایسی سند کیساتھ جس کے روایات ثقہ ہیں اللہ کے رسول نے فاطمہ الزہرا سے فرمایا کہ (اے فاطمہ) اللہ آپ کو اور آپ کی اولاد کو عذاب نہ دے گا۔

☆ ۶..... حضرت جمیع بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کیساتھ حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا ای الناس کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت فاطمة فقيل من الرجال قالت زوجها کہ اوگوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ کون محبوب تھا سیدہ نے فرمایا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور پوچھا گیا کہ مردوں میں کون محبوب تھا فرمایا ان کے خاوند (حضرت علی) رضی اللہ عنہم اجمعین (ترمذی باب فضل فاطمة الجلد الثانی ص ۲۲۷، اسد الغابہ الجزء السابع الرقم ۲۲۲)

☆..... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ایسا احب الیک انا او فاطمة قال فاطمة احب الی منک وانت اعز علی منها (الجزء السابع من اسد الغابہ) اے اللہ کے رسول آپ کو مجھ اور جناب فاطمہ میں سے کون زیادہ محبوب ہے میں یا خاتون جنت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ آپ سے زیادہ مجھے محبوب ہیں اور آپ ان سے زیادہ عزیز ہو۔

☆..... حضرت علی رضی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انما سمیت فاطمة لان اللہ تعالیٰ فطمها وذریتها عن الناریوم القيمة رواہ ابن عساکر عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ فاطمہ زہرا کا نام فاطمہ اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کے نسل کو قیامت میں آگ سے محفوظ فرمادیا۔ (اراة الادب لفاضل النسب لمحدث بریلوی امام احمد رضا رضی اللہ عنہ)

☆..... حضرت ابو جحیفہ حضرت علی سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا میں نے رسول کائنات کو فرماتے سنا اذا کان یوم القيمة نادى مناد من وراء الحجاب یا اهل الجمع عضوا ابصارکم عن فاطمة بنت محمد حتی تمر (الجزء السابع من اسد الغابہ) اور جب قیامت کا دن ہوگا تو حجاب کے پیچھے سے ایک منادی ندا کرے گا اے اہل محشر اپنی نگاہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا سے جھکا لو حتی کہ سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا گزریں۔

سیدہ زاہدہ طیبہ طاہرہ

جان احمد کی راحت پر لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ)

سیدہ کا وصال

سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا وصال حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی وفات کے چھ ماہ بعد ہوا۔ ہذا صح ما قبل (اسد الغابہ) و مارویت ضاحکہ بعد وفاة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی لحقت باللہ عزوجل (ایضاً) حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی وفات کے بعد سیدہ فاطمہ کو ہنتے ہوئے نہ دیکھا گیا یہاں تک کہ آپ مولیٰ حقیقی سے جا ملیں۔

سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماء بنت عمیس کو قبل از وصال فرمایا یا اسماء انی قد استقبحت ما یصنع بالنساء یطرح علی المرأة الثوب فیصفھا اے اسماء میں یہ بات برا جانتی ہوں جو کہ عورتوں کیساتھ کیا جاتا ہے کہ عورت پر کپڑا ڈال دیا جاتا ہے اور اس کے جسم کی ہیئت ظاہر ہوتی ہے۔ قالت اسماء یا ابنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا یریک شیئا رایته بارض الحبشة فدعت بجراند رطبة فحسنتھا ثم طرحت علیھا ثوبا حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ اے صاحبزادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم میں آپ کو نہ دکھاؤں جو میں نے حبشہ میں دیکھا ہے پھر آپ نے تر شاخیں منگوائیں اور ان کو سیدھا کیا اور اوپر سے کپڑا ڈال دیا فقالت فاطمة ما احسن هذا و اجملہ فاذا مت فاغسلینی انت و علی و لاتدخلی علی احدنا اور سیدہ نے فرمایا کہ یہ کتنا اچھا طریقہ ہے پس جب میرا وصال ہو تو مجھ کو آپ اور علی غسل دیں اور مجھ پر کسی اور کو داخل نہ ہونے دیں چونکہ آپ نے یہ وصیت فرمائی تھی اس لیے جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو حضرت اسماء نے انہیں منع کر دیا اُم المؤمنین نے حضرت صدیق اکبر کو شکایت کی اور فرمایا کہ یہ خاتون ہمارے اور حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی صاحبزادی کے مابین حائل ہو گئی پھر حضرت صدیق

اکبر دروازے پر جا کر فرماتے ہیں کہ اے اسماء آپ کو کس بات نے برا بیچتے کیا کہ آپ نے ازواج رسول کو بنت رسول پر داخل ہونے سے منع کر دیا حضرت اسماء جو اباً عرض کرتی ہیں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کا مجھے حکم دیا تھا کہ ان پر کوئی بھی نہ آئے تو سیدنا صدیق اکبر نے فرمایا فاصنعی ما امرتک کہ جیسا سیدہ نے آپ کو حکم دیا ویسے ہی کرو لہذا آپ کو حضرت علی و حضرت اسماء بنت عمیس نے غسل دیا آپ کی نماز جنازہ حضرت علی نے پڑھائی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عباس نے پڑھائی چونکہ سیدہ نے یہ بھی وصیت فرمائی تھی کہ آپ کی تدفین رات میں کی جائے لہذا حکم کے مطابق کیا گیا اور آپ کی قبر میں حضرت علی اور حضرت عباس و فضل بن عباس اترے (اسد الغابہ) آپ نے تیس یا پھر پینتیس سال عمر پائی (ایضاً) آپ کے چھ بچے ہوئے حسن، حسین، محسن، زینب، ام کلثوم، رقیہ۔ مرآة میں ہے کہ آپ نے اٹھائیس سال عمر پائی نیز فرمایا صحیح یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا (مرآة جلد ۸) نیز قیامت میں سیدہ ستر ہزار حوران بہشتی کے ہمراہ بجلی کی طرح گزریں گی۔ (ایضاً،

صواعق و مرقاة)

شعر:

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے

اس روائے نزہت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ عنہ)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی صاحبزادیاں

جیسا کہ مذکورہ بالا صفحات میں گذرا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی

صاحبزادیاں چار تھیں اور یہی حق و صواب ہے جب کہ شیعہ حضرات بر بنائے بغض و عناد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ماسوا تمام صاحبزادیوں کا انکار کرتے ہیں اور چند ایک اعتراضات اہلسنت پر کرتے ہیں لہذا یکے بعد دیگرے اعتراضات مع جوابات پیش کئے جاتے ہیں۔

### اعتراض نمبر ۱

اگر حضور کی فاطمہ کے علاوہ بھی صاحبزادیاں تھیں تو مباہلہ میں شریک ہوتیں جب کہ وہ شریک نہ ہوئیں جس سے واضح ہوا کہ جناب زینب و رقیہ و ام کلثوم حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی حقیقی بیٹیاں نہ تھیں۔

جواب : واقعہ مباہلہ کے وقت حضرت فاطمہ کے علاوہ تمام صاحبزادیوں کا انتقال ہو چکا تھا جیسا کہ شیعہ کی مستند کتاب حیات القلوب میں ہے کہ زینب درمدینہ درسال ہفتم ہجرت برحمت ایزدی واصل شد کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا مدینہ شریف میں سات ہجری کو وصال ہوا۔ رقیہ رضی اللہ عنہا درمدینہ برحمت ایزدی واصل شد درہنگامی کہ جنگ بدر روداد یعنی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ۲ھ کو غزوہ بدر کے موقع مدینہ شریف میں ہوا۔

سوم ام کلثوم و اورانیز عثمان بعد از رقیہ رضی اللہ عنہا تزویج نمود و گویند کہ درسال ہفتم ہجرت برحمت ایزدی واصل شد یعنی تیسری حضرت ام کلثوم جن کے ساتھ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت عثمان نے نکاح فرمایا ان کا انتقال سات ہجری میں ہوا جب کہ واقعہ مباہلہ دس ہجری میں ہوا۔

### اعتراض نمبر ۲

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی صاحبزادیوں کا نکاح حضرت عثمان سے کیونکر جائز ہوگا جب کہ حضرت عثمان تو حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے امتی ہیں۔

جواب : اگر امتی ہونا نکاح کے عدم جواز کی تمہارے ہاں دلیل ہے تو پھر حضرت علی کیساتھ کیونکر نکاح جائز ہوا کیونکہ وہ بھی تو حضور ہی کے امتی ہیں اور اگر ان کو امتی نہ مانو تو پھر دو صورتیں ہوں گی یا تو وہ خود نبی ہوں گے ورنہ دین اسلام کے علاوہ کسی دین پر ہوں گے اور یہ دونوں ہی صورتیں باطل ہیں اول اس وجہ سے کہ ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے اور یہ کفر ہے ثانی اس وجہ سے کہ اس سے حضرت علی کا مشرف باسلام نہ ہونا لازم آوے گا اور یہ بھی کفر ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

حاصل یہ کہ جس طرح امتی ہونے کے باوجود حضرت علی کا جناب فاطمہ سے نکاح درست رہا اسی طرح حضرت عثمان کا بھی دو صاحبزادیوں سے نکاح کرنا درست و روا رہے گا۔

### اعتراض نمبر ۳

اگر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی چار صاحبزادیاں تھیں تو خطبات جمعہ میں ان کا بھی سیدہ فاطمہ کے نام کیساتھ نام کیوں نہیں ذکر کرتے ہو معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی ایک ہی صاحبزادی تھی۔

جواب : کسی صاحبزادی کے نام کا خطبہ میں ذکر نہ کرنے سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ نفس الامر میں وہ آپ کی صاحبزادی ہی نہ تھی نیز سیدہ فاطمہ کا ذکر خطبہ جمعہ میں اس وجہ سے کیا جاتا ہے کہ وہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی زیادہ محبوب تھیں کیونکہ وہ سب سے چھوٹی تھیں نیز حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی نسل بھی آپ سے چلی اور آپ ہی جنتی عورتوں کی



سردار ہیں لہذا اس سے یہ بات قطعاً لازم نہیں آتی کہ آنجناب کی اور صاحبزادیاں نہ تھیں۔

### اعتراض نمبر ۴

اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی چار صاحبزادیاں تھیں تو ان کا نکاح کن کن کیساتھ ہوا۔

جواب : حیات القلوب میں ہے کہ.....

فاطمہ را بہ امیر المؤمنین تزویج نمودند حضرت فاطمہ کا نکاح حضرت علی سے

کیا

و بابو العاص بن ربیعہ زینب را اور ابو العاص کیساتھ زینب کا

و بعثمان بن عفان ام کلثوم را حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا

را با و تزویج نمود اور حضرت عثمان بن عفان کیساتھ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا

اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا۔

مذکورہ بالا عبارات سے وضاحت ہوئی کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی چار

صاحبزادیاں تھیں اور اس بات کی بھی تصریح کر دی گئی کہ کس صاحبزادی کا نکاح کن کیساتھ ہوا تھا

پھر بھی اگر شیعہ اس مسلمہ حقیقت سے انکار کریں تو یہ ہٹ دھرمی اور بغض و عناد نہیں ہے تو پھر کیا ہے

حاصل کلام یہ کہ شیعہ حضرات حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی دوسری صاحبزادیوں

کا انکار محض عداوت عثمان بن عفان کی وجہ سے کرتے ہیں تاکہ ان کے لئے حضور صلی اللہ

علیہ و سلم کا صہری رشتہ ثابت نہ ہو اللہ کی شان کہ جن سے زیادہ بغض ان حضرات نے کیا اللہ

تبارک و تعالیٰ نے ان کو دو دو نور عطا فرمائے اور ان کی قدر و شرافت کو اور بڑھایا۔

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں  
نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا  
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

## حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی صاحبزادیاں چار ہونے پر باقر مجلسی اور نہج البلاغۃ کا اعتراف

اول..... مشہور آنست کہ دختران آنحضرت چہار بودند از  
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا یعنی مشہور وہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم  
کی چار صاحبزادیاں تھیں اور سب حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے لطن مبارک سے  
تھیں۔ (حیات القلوب)

ثانی..... از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا  
از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب  
یعنی حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم  
کی جو اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تولد ہوئی وہ حضرت طاہر، قاسم، فاطمہ، ام  
کلثوم، رقیہ اور زینب تھیں۔ (ایضاً)

ثالث..... عیاشی روایت کردہ است کہ از حضرت صادق پرسیدند  
کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم دختر خود را بعثمان داد حضرت  
فرمود بلے۔ (ایضاً)

یعنی عیاشی نے روایت کی ہے حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ

کیا حضور نے اپنی صاحبزادی حضرت عثمان کے نکاح میں دی تھی؟ تو حضرت نے جواب دیا جی ہاں۔

رابع ..... چہار دختر از برائے حضرت رسول آورد زینب و رقیہ و ام کلثوم و فاطمہ. (ایضاً)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی سیدہ خدیجہ سے چار صاحبزادیاں پیدا ہوئیں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ۔

خامس ..... حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے فرمایا انت اقرب الی الرسول صلی اللہ علیہ و سلم و شیجۃ رحم منہما وقد نلت من صہرہ مالم ینالا یعنی آپ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم سے سلسلہ قرابت میں ان دونوں سے قریب تر ہو اور تحقیق آپ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے رشتہ صہری سے وہ پایا جو کہ ان دونوں (شیخین) نے نہ پایا۔ (نہج البلاغۃ)

(نہج البلاغۃ، ترجمہ: ذیشان حیدر جوادی، حصہ اول، ص ۳۰۸، محفوظ بک ایجنسی، مارٹن روڈ کراچی۔)

شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ، اہور ر کراچی رحیدر آباد، ص ۵۲۳۔

امامیہ پبلی کیشنز، پاکستان، ترجمہ: جعفر حسین، ص ۲۲۲۔)

شعر:

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں  
لعنة الله عليكم دشمنانِ اہل بیت

(حضرت حسن رضا خان رضی اللہ عنہ)

نوٹ

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی چار صاحبزادیاں تھیں جیسا کہ ما قبل بیان کیا گیا جس میں شیعہ کی معتبر کتاب حیات القلوب کا بھی حوالہ دیا گیا اس کا مصنف باقر مجلسی ہے اب اس کا ترجمہ بھی مارکیٹ میں ملتا ہے جو کہ تین جلدوں پر مشتمل ہے جس پر کہیں کہیں اردو میں حاشیہ بھی موجود ہے مترجم کا نام بشارت حسین ہے مترجم صاحب بھی ظاہر ہے ان کے کوئی پنڈت ہی ہونگے کیونکہ وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ذکر کے تحت لکھتے ہیں کہ "معلوم ہوا یہ (رقیہ، ام کلثوم، زینب اور فاطمہ رضی اللہ عنہن) چار بیٹیاں جناب خدیجہ کے شکم سے تھیں لیکن رقیہ و زینب و ام کلثوم کے متعلق حضرت کے یہاں سے یہ تصدیق نہیں ہوئی کہ وہ بھی آپ کی بیٹیاں تھیں جناب فاطمہ کا آپ کی صلبی دختر ہونا تو اظہر من الشمس ہے" (سیرت رسول ترجمہ حیات القلوب مصنف باقر مجلسی مترجم بشارت حسین)

نیز آگے چل کر آنحضرت کی اولاد امجاد کا تذکرہ جو کہ صفحہ نمبر از ۸۶۹ تا ۸۷۹ پر مشتمل ہے کے تحت وہ بات جو کہ گرو جی نے لکھی ہے اس کو رد کر دیتے ہیں نیز حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حد درجہ کی گستاخی کا ارتکاب کرتے ہیں جس کو لکھتے ہوئے کلیجہ لرزتا ہے اور قلم کانپتا ہے نقل کفر کفر نباشد معاذ اللہ آپ رضی اللہ عنہ کی طرف کفر و ارتداد تک کو منسوب کیا گیا۔

اس بیان سے یہ بات روشن ہوگئی کہ اب وہ فرقہ جو اپنے آپ کو شیعہ نام سے موسوم کرتا ہے وہ شیعہ ابلیس (شیعانِ شیطان) ہے کیونکہ شیطان نے ان کی عقلوں پر قابو پا کر انہیں کھلی گمراہی میں ڈال دیا ہے۔ (الصواعق المحرقة ص ۱۶۱ کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

احبابِ اہلسنت نے گزارش ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایسے لوگوں سے دور رکھیں اور خصوصیت کے ساتھ امامِ اہلسنت اعلیٰ حضرت مجددِ ثبوت بریلوی مجددِ اعظم رضی اللہ عنہ کی کتب و رسائل کا مطالعہ کریں۔

### شیعہ حضرات

چونکہ شیعہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اور آپ کے اصحاب کی بارگاہ میں سب و شتم کا ارتکاب کرتے ہیں نیز حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی صاحبزادیوں پر طرح طرح کے اعتراضات گھڑتے ہیں اس لیے مناسب سمجھا گیا کہ شیعہ فرقہ کی کہانی عبدالحکیم شاہ جہانپوری کی زبانی بیان کر دی جائے چنانچہ موصوف فرماتے ہیں کہ شیعہ فرقے کا ظہور ایک یہودی سازش ہے عبداللہ بن سبا یہودی نے ۲۵ ہجری میں اسلام کی عداوت سے سرشار ہو کر ازراہ منافقت مسلمان ہونے کا دعویٰ کیا اور امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاں سے دھتکارے جانے کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی وافر عقیدت کا دم بھرنے لگا اس لحاظ سے شیعانِ علی نے سر آنکھوں پر جگہ دی اور اپنے مخصوص حلقے میں پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا شوشہ چھوڑا اور اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر سب و شتم کا دروازہ کھولا جب ان دونوں قسم کے خیالات بعض حضرات نے قبول کر لئے اور اس کا حلقہ قائم ہو گیا تو اصحابِ ثلاثہ اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن پر زبانِ طعن دراز کرنی شروع کر دی اور یہ دعویٰ کر دیا کہ خلافت بلا فصل درحقیقت حضرت علی

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

رضی اللہ عنہ کا حق تھا جن لوگوں نے انہیں اس حق سے محروم کیا وہ غاصب اہل بیت کے دشمن اور مسلمانوں کے بدخواہ ہیں۔

اس بد بخت عبداللہ بن سبا کے اس پروپیگنڈے سے بعض لوگ ایسے متاثر ہوئے کہ ان ظالموں نے خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خون ناحق اپنے سر لے کر دارین کی روسیاہی خریدی اس حادثہ فاجعہ سے خلافت کی آب و تاب جاتی رہی اور ملت اسلامیہ کا شیرازہ کچھ اس طرح منتشر ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے زریک ترین اور قابل فخر و عدیم المثال مدبر کے سنبھالنے پر بھی نہ سنبھل سکا حتیٰ کہ ایسے ہی حالات میں ایک بد بخت سبائی ابن ملجم کے قاتلانہ حملے سے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جنت الفردوس میں تشریف فرما ہوئے۔

شیعہ حضرات کی منافقت نے شیر خدا کو ایک دن بھی آرام سے کارِ خلافت انجام دینے کی مہلت نہ دی اور ان جھوٹے عقیدت مندوں کی دھوکے بازی سے اسلام کا وہ بطل جلیل اور خدا کا عدیم النظر شیر خلیفہ وقت ہونے کے باوجود اپنے ہی ایک صوبے پر تازیست قابو نہ پاسکا لیکن ان کی وفات سے لے کر آج تک انہیں بلا فصل خلافت دلانے اور وصی رسول بنانے کی مہم چلائے ہوئے ہیں جب حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کی حمایت کرنے جا نبازی دکھانے کا وقت تھا تو روپوشی کامل ہو گئے شیر خدا کا وصال ہوا تو یہی حضرات انگلی کٹا کر حمایتی شہیدوں میں آ شامل ہوئے بعدہ امام حسن رضی اللہ عنہ کو حمایت کا یقین دلا کر خلافت پر آمادہ کر لیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کرنے ایک لشکر جرار نکل کھڑا ہوا اس کے بعد سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے تھوڑی دیر کے لئے ان لوگوں کی حمایت کے بلند بانگ دعوے کو ذرا سی اہمیت دے دی امام مسلم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اپنی بیعت کرنے والوں کو اپنا حمایتی سمجھ لیا تو ان حمایتی حضرات کے ہاتھوں گلستانِ مرتضیٰ کے ہر گل بوٹے اور چمنستان

زہرا کی بے کھلی کلیوں پر بھی میدان کربلا میں جو قیامت گزر گئی وہ شیعانِ علی کے ماتھے پر ایسا انٹ داغ ہے جو قیامت تک ان کے ماتم کرنے اور حمایتِ اہل بیت کے فرضی ڈھول پیٹنے سے مٹ نہیں سکتا دستِ مسلم پر بیعت کرنے والوں کے گھروں امامِ مسلم اور ان کے بیٹوں کو پناہ تک نہ مل سکی ان بے گناہوں کے لاشے ان حمایتوں کے سامنے تڑپ تڑپ کر ٹھنڈے ہو گئے لیکن حمایتی اس درجہ سنگدل بلکہ سیاہ دل بلکہ دوستی کے پردے میں دشمنی سے بھرپور تھے کہ کسی پھوٹی آنکھ میں آنسو نہ آیا حالانکہ اب ماتم کرتے پھرتے ہیں کسی بد بخت کی زبان سے ہمدردی کا ایک کلمہ نہ نکلا حالانکہ وقت گزرنے کے بعد حمایت میں گلے پھاڑ پھاڑ کر چلاتے آرہے ہیں انہیں لوگوں کے بارے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا تھا کہ لیس منا من ضرب الخدود و شق الجيوب و دعا بدعو الجاہلیة یعنی جو رخسار پیٹے، گریبان پھاڑے اور دورِ جاہلیت کی طرح چیخے چلائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (بخاری کتاب الجنائز)

ان لوگوں نے کتنے ہی ایسے نظریات کو اسلامی عقائد منوانے کی مہم چلائی جو قرآن و حدیث کے سراسر خلاف ہیں مثلاً

- ۱..... بارہ اماموں کو انبیائے کرام کی طرح معصوم مانتے قرار دیتے ہیں
- ۲..... ائمہ کا مرتبہ انبیائے کرام کے برابر بلکہ ان سے بھی زیادہ بتاتے ہیں
- ۳..... ائمہ کو خدائی میں دخیل اور بالکل مالک و مختار ٹھہراتے ہیں یہاں تک کہ وہ مرتے بھی اپنے اختیار سے ہیں۔

۴..... حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مرتبہ جملہ انبیائے کرام سے بھی بلند ٹھہراتے ہیں۔

۵..... روافض بعض فرقے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو الوہیت کا حامل بتاتے ہیں۔

۶..... حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کو غارِ سرمن رائے میں چھپا ہوا بتاتے ہیں۔

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

۷..... دعویٰ کرتے ہیں کہ پورا اور اصلی قرآن امام مہدی کے پاس ہے جو بوقت ظہور لے کر آئیں گے۔

۸..... حدیثیں گھڑتے ہیں انتہائی جری ہیں اور اپنے مذہب کی بنیاد اسی گھڑنت پر رکھی ہوئی ہے۔

۹..... باغ فدک کو چھیننے اور یار غار رسول کو ناحق بدنام کرنا اپنا مشن بنائے ہوئے ہیں۔

۱۰..... حدیث قرطاس کو ناحق بہانہ بنا کر فاروق اعظم جیسی جلیل القدر ہستی کو خواہ مخواہ مطعون کرتے رہتے ہیں۔

۱۱..... خمغدیہ کے واقع کو بغیر کسی ادنیٰ قرینے کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل دلیل بناتے ہیں۔

۱۲..... اسلامی کلمہ پر محض سینہ زوری سے اضافہ کر کے اپنا مسلمانوں سے علیحدہ کلمہ گھڑا ہوا ہے۔

## انکار قرآن

شیعہ حضرات کے متقدمین و متاخرین قرآن کریم کی صحت کے منکر اور اسے تحریف شدہ نسخہ بتاتے ہیں نیز بیاض عثمانی ٹھہراتے ہیں چنانچہ ان حضرات کی مشہور و معروف کتاب اصول کافی کی روایت میں ہے۔

عن جابر قال سمعت ابا جعفر يقول ما ادعى احد من الناس انه جمع القرآن كله كما انزل الا كذاب وما حفظه كما نزله الله الا على ابن طالب والائمة من بعده.

جابر سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر سے سنا کہ لوگوں میں سے کذاب کے سوا کوئی



## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

یہ دعویٰ نہیں کرے گا کہ جتنا قرآن نازل ہوا تھا وہ سب جمع کر لیا گیا ہے قرآن کو علی بن ابی طالب اور ان کے بعد والے ائمہ کے سوا کسی نے اس طرح جمع اور محفوظ نہیں کیا جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے نازل کیا۔

ان کے نزدیک جو قرآن مکمل اور معتبر ہے اس کی آیات کی تعداد کے بارے میں یہ روایت ملاحظہ ہو۔

عن هشام بن سالم عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان القران الذی جاء به جبرئیل علیہ السلام الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سبعة عشر الف اية۔ ہشام بن سالم امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا جس قرآن کو جبرئیل علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے تھے اس کی سترہ ہزار آیتیں تھیں۔

## صحابہ کرام سے دشمنی

اس بارے میں فروع کافی میں ایک روایت یوں لکھی گئی ہے

عن ابی جعفر قال کان الناس اهل ردة بعد النبی الاثلاثة فقلت ومن الثلاثة فقال المقداد ابن الاسود و ابوذر غفاری و سلمان الفارسی یعنی امام محمد باقر سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تین کے علاوہ باقی سب مرتد ہو گئے تھے میں نے پوچھا وہ تین کون ہیں فرمایا مقداد بن الاسود ابوذر غفاری اور سلمان فارسی۔

ستم ظریفی تو ملاحظہ ہو کہ یہاں سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جن تین حضرات کا اسلام پر قائم رہنا بیان ہوا ہے اس کی رو سے سارے اہل بیت بلکہ سیدنا علی

المعروف بہ مومنوں کی مقدس مائیں

المرضى رضى الله عنه کو بھی اسلام سے پھر جانے والوں میں شامل کر دیا۔

مسلمانوں سے بغض و عداوت

ان حضرات کے نزدیک مسلمانان اہلسنت وجماعت ہر حالت میں غیر مسلم اور قابل لعنت ہیں چنانچہ لکھا کہ کسی سنی کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے اور اگر کسی غیر شیعہ کی نماز جنازہ پڑھنی پڑ جائے تو چوتھی تکبیر سے پہلے یوں بددعا کرے

اللهم اخذ عبدك في عبادك اللهم اصله حر نارك اللهم اذقه

اشد عذابك.

یعنی اے اللہ! اس بندے کو اپنے بندوں میں ذلیل کر۔ اے اللہ! اسے نارِ جہنم میں ڈال اے

اللہ! اسے سخت عذاب چکھا۔

انا لله وانا اليه راجعون O

خیال رہے مذکورہ بالا سطور عبدالحکیم شاہ جہانپوری علیہ الرحمۃ کی تصنیف برطانوی مظالم

سے ماخوذ ہیں۔

مزید تفصیل کے لئے علماء اہلسنت کی کتب کی طرف رجوع کیا جائے۔

مسئلہ باغ فدک

مسلمانوں کو کفار سے جو اموال حاصل ہوتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں یا تو بطریق قہر و غلبہ

حاصل ہوں گے یا پھر بغیر لڑائی کے پہلی قسم کو مالِ غنیمت اور دوسری کو مالِ فئی کہتے ہیں۔

مالِ غنیمت

مالِ غنیمت کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واعلموا انما غنمتم من شئی فان لله

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل. (الانفال)  
اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لو تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور رسول و قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کا ہے حضور سیدی صدر الافاضل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غنیمت کا پانچواں حصہ پھر پانچ حصوں پر تقسیم ہوگا ان میں سے ایک حصہ جو کل مال کا پچیسواں حصہ ہو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے لئے ہے اور ایک حصہ آپ کے اہل قرابت کے لئے اور تین حصے یتیموں اور مسکینوں مسافروں کے لئے۔

### مسئلہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و سلم اور آپ کے اہل قرابت کے حصے بھی یتیموں اور مسافروں کو ملیں گے اور یہ پانچواں حصہ انہیں تین پر تقسیم ہو جائے گا یہی قول ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا (ترجمہ کنز الایمان وحاشیہ خزائن العرفان) جب کے چار حصے مجاہدین میں تقسیم ہوں گے۔

### مال فنی

مال فنی کی تقسیم کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ.....

وما افاء اللہ علی رسولہ منہم فما وجفتم علیہ من خیل ولارکاب ولکن اللہ یسلط رسالہ علی من یشاء .

اور جو غنیمت دلائ اللہ نے اپنے رسول کو ان سے تو تم نے ان پر نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ ہاں اللہ اپنے رسولوں کے قابو میں دے دیتا ہے جسے چاہے۔ (کنز الایمان)  
نیز فرمایا.....

ما افاء اللہ علی رسولہ من اهل القرى فله وللرسول ولذی القربی والیتمی

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

والمسكين وابن السبيل .

جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو شہر والوں سے اور اللہ اور رسول کی ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے۔ (کنز الایمان)  
اور اس کے بعد فرمایا.....

للفقراء المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم واموالهم يبتغون فضلا من  
الله ورضوانا وينصرون الله ورسوله اولئك هم الصدقون.

ان فقیر، ہجرت کرنے والوں کے لئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے اور اللہ و رسول کی مدد کرتے وہی سچے ہیں۔ (کنز الایمان)  
جس سے پتہ چلا کہ مال فقی اللہ و رسول اور دیگر مابعد اصناف کے لئے ہے ناکہ کسی مخصوص شخص کے لئے۔

## فدک

مدینہ شریف سے چند منزل پر ایک علاقہ تھا جس میں کھجور کے باغ چشمے وغیرہ تھے باغ فدک اور خیبر وغیرہ مال فقی میں سے تھا جس کی آمدنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن و دیگر مسلمانوں کے لئے وقف تھی۔

چنانچہ ابوداؤد شریف میں ہے عن المغيرة قال ان عمر بن عبد العزيز جمع بنی مروان حين استخلف فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كانت له فدک فكان ينفق منها و يعود منها على صغير بنی هاشم و يزوج منها ايمهم و ان فاطمة سألته ان يجعلها لها فابا فكانت كذلك في حیات رسول الله صلى الله عليه و سلم حتى مضى لسبيله یعنی حضرت مغیرہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر بن

عبدالعزیز کی خلافت کا زمانہ آیا تو آپ نے بنی مروان کو اکٹھا فرمایا اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے پاس باغ فدک تھا جس کی آمدنی سے وہ اپنے اہل و عیال پر خرچ فرماتے تھے اور بنی ہاشم کے بچوں کو پہنچاتے تھے اور اس سے بے شوہر عورت و مجرد مرد کا نکاح فرماتے تھے اور سیدہ فاطمہ نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے سوال کیا کہ فدک ان کے لئے مقرر فرما دیا جاوے تو آپ نے انکار فرما دیا تو آپ کی حیات ظاہری میں ایسے ہی رہا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی وفات ہوگئی نیز مرقاة المفاتیح میں ہے حکما ان یکون ولکافة المسلمین یعنی مال فنی کا حکم یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کے لئے ہے جس سے وضاحت ہوئی کہ مال فنی وقف ہوتا ہے اور کسی کی ملکیت میں نہیں ہوتا یہی توجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم آمدنی فدک کو اپنے اہل و عیال ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور بنو ہاشم اور مسکینوں وغیرہ پر خرچ فرماتے تھے تو جب فنی مال وقف ہے تو اس میں میراث جاری نہ ہوگی پھر یہ بات بھی مسلم ہے کہ انبیاء کرام کسی کو مال کا وارث نہیں بناتے ہیں۔

## انبیاء کرام کسی کو مال کا وارث نہیں بناتے

مشکوٰۃ شریف کتاب العلم میں حضرت ابوالدرداء سے روایت ہے فرماتے ہیں  
ان العلماء ورثة الانبياء وان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما وانما وورثوا العلم فمن اخذها اخذ بحظ وافر رواه احمد والترمذی و ابو داؤد وابن ماجه والدارمی. (مشکوٰۃ ص ۳۴)

یعنی انبیاء کے وارث علماء ہیں اور انبیاء نے کسی کو دینار اور درہم کا وارث نہیں بنایا ہے بے شک انبیاء نے تو علم کا وارث بنایا ہے تو جس نے علم حاصل کیا اس نے وافر حصہ پایا۔  
جس سے وضاحت ہوئی کہ انبیاء کی وراثت علم ہے ناکہ مال نیز انبیاء کرام کا بچا ہو مال

صدقہ ہوتا ہے اس میں وراثت کے احکام جاری نہیں ہوتے چنانچہ حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول نے ارشاد فرمایا لا نورث ماتر کناہ صدقۃ یعنی ہم گروہ انبیاء کسی کو وارث نہیں بناتے جو کچھ ہم چھوڑیں وہ تو صدقہ ہے (مشکوٰۃ باب وفاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۵۵۰) مسلم شریف باب حکم الفقی میں اُمّ المؤمنین سیدہ صدیقہ سے روایت ہے فرماتی ہیں ان ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اردن ان یشعن عثمان بن عفان الی ابی بکر فیسألنہ میراثن من النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالِ طاہری کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج رضی اللہ عنہن نے چاہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں بھیجیں تاکہ ان کے ذریعہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مال سے اپنی میراث کا سوال کریں تو سیدہ نے ان سے فرمایا ایس قد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نورث ماتر کناہو صدقۃ. (جلد ثانی ص ۹۱)

کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء کسی کو مال کا وارث نہیں بناتے جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا یقتسم ورثتی دینارا ماترکت بعد نفقۃ نسائی ومؤنۃ عاملی فہو صدقۃ متفق علیہ (مشکوٰۃ ص ۵۵۰ باب وفاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم) میرے وارث دینار تقسیم نہیں کریں گے میں جو کچھ چھوڑوں میری ازواج کے نفقہ اور عاملوں کے خرچ کے بعد وہ صدقہ ہے اسی طرح حضرت عمرو ابن الحارث سے جو کہ حضرت

جو یہی اُمّ المؤمنین کے بھائی ہیں روایت ہے فرماتے ہیں ماترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند موتہ دینار او لاد رہما ولا عبدا ولا امة ولا شیاً الا بغلته البیضاء و سلاحه و ارضا جعلها صدقة رواہ البخاری (مشکوٰۃ ایضاً) کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت وصال دینار و درہم غلام اور باندی اور کوئی شے نہ چھوڑی الا یہ کہ ایک سفید رنگ کا خچر اور اپنا ہتھیار اور زمین جس کو آپ نے صدقہ کر دیا تھا نیز مسلم و بخاری شریف میں حضرت مالک بن اوس سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مجمع میں حضرت عثمان و علی، عبدالرحمن بن عوف، زبیر بن العوام اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم موجود تھے اور حضرت فاروق اعظم نے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا انشدکم باللہ الذی باذ نہ تقوم السماء و الارض هل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا نورث ماترکنا صدقة یرید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسه قال الرھط قد قال ذالک فاقبل عمر علی و عباس فقال انشدکما باللہ اتعلمان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد قال ذلک قالوا قد قال ذلک۔

کہ میں آپ کو اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا (انبیائے کرام) کا کوئی وارث نہیں بلکہ جو مال ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق فرمایا ہے حضرت عثمان کے گروہ نے کہا واقعی یہی فرمایا ہے حضرت عمر اب اس کے بعد حضرت علی و عباس کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا میں آپ دونوں کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ حضرات کے علم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی ہے دونوں حضرات نے جواب دیا جی ہاں ان مذکورہ تصریحات سے ثابت ہوا کہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں بنتا لہذا یہ

اعتراض بے جا ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنی حیات ظاہرہ میں فاطمہ کو باغ فدک نہیں دیا تو وفات کے بعد بطور ترکہ ملنا چاہئے تھا کیونکہ اول تو فدک مال فقی تھا جس پر میراث کے احکام جاری نہیں ہوتے اور اگر مال غنیمت بھی ہوتی بھی حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا اور آپ کے اہل قرابت کا حصہ تہیموں اور مسافروں کو ملے گا جیسا کہ خزائن کے حوالہ سے گزرا۔

پھر اگر فرض کر لیا جائے کہ باغ فدک میں احکام میراث جاری ہوں گے تو پھر حق و راشت فقط سیدہ فاطمہ کے لئے نہ ہوگا بلکہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن و حضرت عباس و دیگر ورثا کو بھی ہوگا ورنہ نصوص قرآنیہ کا خلاف لازم آئے گا۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ و سلم تو اس قدر فیاض تھے کہ جو کچھ آتا فقراء و مساکین میں بانٹ دیا کرتے تھے چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عقبہ بن حارث سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے نماز عصر پڑھائی اور پھر جلدی سے کاشانہ اقدس میں داخل ہوئے تھوڑی دیر میں تشریف لائے تو میں نے عرض کی تو فرمایا کنت خلفت فی البیت تبراً من الصدقة فکرت ان ابیتہ فقسستہ (کتاب الزکوٰۃ باب من احب تعجیل الصدقة من یومہا) میں گھر میں سونا چھوڑ آیا تھا مجھے یہ بات نہ پسند ہوئی کہ اس کے ساتھ رات گزاروں پس اس کو تقسیم کر دیا نیز سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فی مرضہ ستہ دنانیرا و سبعة کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی مرض الوفا میں میرے پاس چھ یا سات دینار تھے فامرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ان افرقہا تو حضور نے مجھے ان کو بانٹنے کا حکم دیا مگر مجھے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی تکلیف نے تقسیم کرنے سے مشغول رکھا پھر آپ نے مجھ سے اس کے بارے پوچھا ما فعلت کہ آپ نے دینار کو کیا کیا میں نے عذر



خواہی پیش کی پھر حضور نے منگوا کر اپنی کفّ مبارک میں رکھا اور فرمایا ماظن نبی اللہ لو نفی اللہ عزوجل و ہذہ عندہ کہ اللہ کا نبی اللہ تبارک و تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ دینار اس کے پاس ہوں اس بارے میں کیا گمان ہے؟ (مشکوٰۃ ص ۱۶۷)

نیز سیدہ اُمّ المؤمنین صدیقہ فرماتی ہیں توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و مافی بیتی من شیء یا کلبہ ذو کبد الا شطر شعیر فی رقّ لی فا کلت منه حتی طال علی فکلته ففنی کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو اس وقت میرے گھر میں کوئی ایسی چیز موجود نہ تھی جس کو کوئی جاندار کھا سکتا مگر تھوڑے سے جو جنھیں میں نے گٹھلیا میں ڈال رکھا تھا ایک مدت تک اس میں سے کھاتی رہی تھی لیکن ایک روز انہیں ماپ لیا تو وہ ختم ہو گئے۔ (بخاری کتاب الجہاد والسیر)

خیال رہے لانورث والی حدیث کو روایت فرمانے والے خلفائے اربعہ کے علاوہ حضرت عباس و عائشہ، حضرت طلحہ و زبیر و حضرت عبدالرحمن بن عوف و حضرت سعد بن ابی وقاص و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم بھی ہیں لہذا حضرت صدیق اکبر سے جب سیدہ نے باغ فدک کا مطالبہ فرمایا تو آپ نے عین قرآن و حدیث کے حکم کے مطابق باغ فدک دینے سے انکار فرمایا تھا نہ کہ بطور تعصب کے نیز آپ نے سیدہ کو حدیث رسول بھی سنائی چنانچہ اُمّ المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ان فاطمة علیہا السلام ابنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سألت ابابکر الصديق بعد وفاة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقسم لہا میراثہا مما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہا ابو بکر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لانورث ماتر کنا صدقة کہ حضرت خاتون جنت نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد

میراث سے اپنے حصہ کا سوال کیا اور جو حضور نے اس مال سے چھوڑا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بطور فنی مرحمت فرمایا تھا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ ہم (انبیائے کرام) میراث نہیں چھوڑتے بلکہ جو مال چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے۔ (بخاری شریف کتاب الجہاد)

پھر اگر فرض کر لیا جائے کہ حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بطور تعصب سیدہ کو باغ فدک نہ دیا تو پھر یہی الزام دیگر صحابہ کرام حتیٰ کہ حضرت علی پر بھی لازم آئے گا جیسا کہ مالک ابن اوس کی روایت میں ہے جب حضرات عباس و علی کے درمیان مال فنی کے بارے میں حضرت عمر سے فیصلہ چاہا گیا تو آپ نے یہی حدیث سنا کر مجمع صحابہ و حضرت عباس و علی سے تصدیق کراوائی پھر فرمایا انی احثکم عن هذا الامر کہ میں آپ کیساتھ اس جھگڑے میں گفتگو کرتا ہوں اور فرمایا ان اللہ قد خص رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی هذا الفیء بشئی لم یعطہ احد غیرہ ثم قرأ مآفاء اللہ علی رسولہ منهم الی قوله قدیر یعنی بے شک اللہ نے مال فنی کو خاص اپنے رسول کا حق قرار دیا تھا اور کسی دوسرے کو اس میں سے ایک چیز بھی نہیں دی پھر آپ نے سورۃ الحشر کی تلاوت قدیر تک فرمائی اور فرمایا پس یہ مال فنی خاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے قسم بخدا انہوں نے تمہیں محروم بھی نہیں رکھا اور تم پر کسی کو ترجیح دے کر کسی ایک کو عطا بھی نہیں فرمایا وہ تمہارے درمیان بانٹتے رہتے تھے یہاں تک کہ اس میں سے یہی مال (خیبر وفدک و کچھ اراضی) باقی رہ گیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اپنے اہل و عیال کا سال بھر کا خرچ رکھ لیتے پھر باقی کو لے کر صدقہ کے مال کی طرح راہِ خدا میں صرف فرمادیتے اور حضور کا تازیست یہی معمول رہا فرماتے ہیں کہ انشدکم باللہ هل تعلمون ذلک قالوا نعم میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا یہ آپ کے علم میں ہے لوگوں نے

کہا جی ہاں پھر آپ نے حضرت علی و حضرت عباس سے فرمایا انشد کما باللہ هل تعلمان ذلک کہ میں آپ دونوں کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ دونوں حضرات کے علم میں یہ بات ہے حضرت عمر فرماتے ہیں پھر حضور کا وصال ہو گیا۔

تو حضرت صدیق اکبر نے فرمایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا جانشین ہوں تو یہ انہوں نے اپنی تحویل میں رکھا اور آپ نے اسے اسی طرح خرچ کیا جس طرح حضور صلی اللہ علیہ و سلم خرچ کرتے تھے اور اللہ جانتا ہے کہ وہ اس معاملہ میں سچے تھے اور نیکو کار راہ ہدایت پر چلنے والے حق و انصاف پر کار بند تھے پھر آپ کا وصال ہو گیا تو میں ان کا جانشین ہوں دو سال سے اس میں نے اپنی تحویل میں رکھا ہوا ہے اور اسے اسی طرح خرچ کرتا ہوں جس طرح حضور صلی اللہ علیہ و سلم خرچ فرماتے تھے اور پھر جس طرح صدیق اکبر نے خرچ فرمایا اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس معاملے میں سچا نیکو کار ہدایت پر اور حق کا تابع ہوں پھر آپ میرے پاس آئے ہیں اور اس سلسلے میں مجھ سے گفتگو کر رہے ہیں حالانکہ آپ دونوں حضرات کا مقصد ایک اور بات بھی ایک ہے یعنی اے عباس! آپ اپنے بھتیجے کے مال میں سے اپنا حق مانگتے ہیں اور حضرت علی اپنے سر مبارک کے مال میں سے اپنا حق چاہتے ہیں تو میں آپ کے سامنے بیان کر چکا کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا لا نورث ما ترکنا صدقہ ہمارا کوئی وارث نہیں جو مال ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ (بخاری شریف)

پھر اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اللہ کا فرمان یوصیکم اللہ فی اولادکم لذكر مثل حظ الانثیین (کہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے) میں عموم ہے جو کہ بنی وغیر بنی دونوں کو شامل ہے فلہذا نبی کی میراث بھی تقسیم ہونی چاہئے اس کا جواب یہ ہے کہ بہت سی آیات قرآنیہ بظاہر عام ہوتی ہیں لیکن من وجہ ان میں تخصیص

ہوتی ہے جیسے اللہ کا فرمان فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى وثلاث ورباع عام ہے جس میں چار بیویاں جائز قرار دی گئی ہیں جب کہ حضور اس سے مخصوص و مستثنیٰ ہیں چنانچہ آپ نے بیک وقت چار سے زائد ازواج اپنے نکاح میں رکھیں جس کی تفصیل گذری اسی طرح آیت ہذا سے بھی حضور صلی اللہ علیہ و سلم مخصوص و مستثنیٰ ہیں اور لانورث والی حدیث مخصوص یا ناخ ہے اعتراض پھر اگر یہ کہا جائے کہ آپ کی پیش کردہ حدیث خبر واحد ہے جو صدیق اکبر نے سنی اور خبر واحد سے نہ تو قرآن کو منسوخ کر سکتے ہیں اور نہ ہی اس میں تخصیص لہذا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سیدہ کو میراث نہ دینا صریح ظلم ہے سیدہ نے اسی آیت کے پیش نظر مطالبہ فرمایا تھا کہ جب تمہاری اولاد تمہارا ورثہ لے گی تو میں تو رسول کی بیٹی ہوں میں اپنے والد گرامی کی میراث سے کیسے محروم ہوں گی اس کا یہی معنی تو ہے کہ خبر واحد قرآن کے مقابلہ میں قابل اعتبار نہ ہوگی۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث خبر واحد نہیں کیونکہ یہ حدیث جس طرح سیدنا صدیق اکبر سے مروی ہے اسی طرح دیگر صحابہ یعنی حضرت حذیفہ ابن یمان، زبیر ابن عوام ابوالدرداء، ابو ہریرہ، عباس علی، عثمان عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے جیسا کہ ماسبق میں گزرا کہ جب حضرت عباس علی کا مقدمہ عدالت فاروق میں پیش ہوا تو وہاں یہ تمام مذکور صحابہ موجود تھے اور آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں اس اللہ کی جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں کیا تم جانتے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے سب نے بیک زبان ہو کر عرض کی تھی کہ ہاں ہم جانتے ہیں اور حضرت علی و عباس سے بھی پوچھنے پر یہی جواب ملا تھا جس سے وضاحت ہوتی ہے کہ یہ حدیث خبر مشہور ہے اور خبر مشہور کے ذریعہ قرآن میں تخصیص جائز۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ نیز خبر واحد مشہور کا فرق ہمارے لئے ہے جنہوں نے خود حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے سنا ان

کے لئے وہ حدیث قرآن کی طرح قطعی و یقینی ہے نیز خود سیدہ حضرت صدیق سے روایت سن کر ایسی خاموش ہوئیں کہ آپ نے وفات تک یہ مطالبہ کبھی نہ کیا۔

نیز بعد والے خلفاء حضرت عمر و عثمان و علی و امام حسن نے اس حدیث پر عمل کیا کسی نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی میراث تقسیم نہ فرمائی (شیعہ کو چاہئے کہ سب کو غاصب و ظالم کہا کریں ہائے افسوس ہے تمہاری عقلوں پر)

پھر اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ حدیث نصوص قرآنیہ کے خلاف ہے کیونکہ ورث سلیمان و داؤد اور رب ہب لی من لدنک و لیاورثنی ویرث من ال یعقوب سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء نے ترک چھوڑا اور وہ وارث ہوئے

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان آیتوں میں وراثت علم مراد ہے نا کہ مالی کیونکہ اگر دنیوی وراثت مراد ہوتی تو حضرت داؤد علیہ السلام کے انیس بیٹے تھے وہ سب کے سب وارث ہونے چاہئے تھے صرف حضرت سلیمان ہی کو کیوں خاص کیا گیا تو چونکہ میراث علم و نبوت صرف سلیمان ہی کو عطا ہوئی اس وجہ کر فرمایا گیا کہ ورث سلیمان داؤد جس سے پتہ چلا کہ انبیاء کی میراث علم و نبوت ہوتی ہے نہ کہ مال یہی وجہ ہے کہ علماء کو انبیاء کا وارث ٹھہرایا گیا چنانچہ ارشاد فرمایا ۱ لعلماء وراثۃ الانبیاء کہ انبیاء کے حقیقی ورثا وہی ہیں جو کہ منصب حکمت و نبوت کو سنبھالتے ہیں نیز دوسری آیات سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے کہ فرمایا ولقد اتینا داؤد و سلیمان علما کہ ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم عطا فرمایا نیز اگر حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت زکریا و آل یعقوب کے مالی وارث تھے تو کیا حضرت زکریا علیہ السلام کے زمانہ تک حضرت یعقوب علیہ السلام کا سارا مورثی مال بغیر تقسیم پڑا رہا ان کی اولاد اور اولاد سارے بنی اسرائیل محروم رہے پھر حضرت زکریا علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام سے کم و بیش دو ہزار سال بعد ہیں

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

کیسے ہو سکتا تھا کہ اتنے سال ان کا مال بغیر تقسیم میراث پڑا رہتا۔

تو ماننا پڑے گا کہ یہاں آپ کی دعا برائے وراثتِ علم ہے کہ الہی ایک ایسا فرزند صالح عطا فرما جو ورثہ نبوت کو سنبھالے حاصلِ کلام یہ کہ یہاں وراثت سے مراد وراثتِ علم ہے نہ کہ مال۔ خیال رہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کو حضور کی تلوار اور خنجر نیز حضرت زبیر بن عوام کو چادر اور محمد بن مسلمہ کو دیگر چیزیں بطور تبرک دی تھیں نیز حضرت عمر نے حضرت عباس و علی کو باغ فدک بطور تولیت دیا تھا نہ کہ بطور وراثت کے لہذا یہ اعتراض نہیں ہوگا کہ حضرت علی و عباس کو تو باغ فدک دیا گیا اسی طرح حضرت علی کو تلوار، دلدل، خنجر اور حضرت زبیر کو چادر شریف محمد بن مسلمہ کو دوسری اشیاء دی گئیں اور سیدہ فاطمہ کو محروم رکھا گیا نیز صحابہ کرام حضور کے تبرکات محفوظ رکھتے تھے اور ان کی زیارت فرمایا کرتے تھے نیز حدیث شریف میں جو غضبت کے الفاظ ہیں اس سے مراد فطری افسوس تھا کہ مجھے اس حدیث کے بارے میں علم نہ تھا یہ جائے افسوس ہے اور یہ شان اہل بیت کے خلاف نہیں ہے کہ فوق کل ذی علم علیم۔

اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نواسے

نواسہ رسول صلی اللہ علیہ و سلم سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

آپ حضرت علی کے صاحبزادے اور نواسہ رسول صلی اللہ علیہ و سلم ہیں کنیت ابو محمد تھی رمضان المبارک کی ۱۵ تاریخ ۳ھ میں پیدا ہوئے اور بچہ ۴۷ سال ۱۵۸/۵۰ ہجری میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے اور شکل و شباهت، چال ڈھال، رنگ و روپ میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے مشابہ تھے بڑے عابد و زاہد تھے ۲۵ حج پیدل ادا کئے بہت ہی سخی، حلیم، ذی وقار و صاحبِ حشمت تھے زندگی بھر فحش کلمہ زبان سے نہیں نکالا اپنے والد کی شہادت کے بعد چھ یا پھر سات ماہ مسندِ خلافت پر متمکن رہے جب اہل کوفہ نے آپ کے ہاتھ پر

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

بیعت کر لی تو جناب امیر معاویہ سے لڑائی کی شکل پیدا ہو گئی آپ نے مسلمانوں کی باہم لڑائی و خونریزی کو پسند نہ کیا اور چند شرائط کے ساتھ خلافت جناب امیر معاویہ کے سپرد کر دی اور صلح ہو گئی اور حضور کی وہ پیشین گوئی پوری ہوئی جس میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ میرا بیٹا حسن مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

حضرت علی کی شہادت کے بعد آپ کے ہاتھ اہل کوفہ نے بیعت کی تھی جن کی تعداد چالیس ہزار تھی آپ سے تیرہ (۱۳) احادیث مروی ہیں حضور صلی اللہ علیہ و سلم فرماتے ہیں کہ ان الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنة کہ حسن وحسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے حضرت حسن کو کندھون پر بٹھایا تو کسی نے کہا سواری بڑی شاندار ہے حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے جواب دیا سوار بھی تو بہت اچھا ہے بوقت سجدہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی پیٹھ مبارک پر بیٹھ جاتے تو حضور صلی اللہ علیہ و سلم اس وقت تک سر اقدس نہیں اٹھاتے جب تک کہ جناب حسن اتر نہ جاتے آپ کو زہر دیا گیا اور اسی کے اثر سے آپ شہید ہوئے۔ (فیوض الباری ج ۳ ص ۸۴ کتاب الزکوٰۃ)

وہ حسن مجتبیٰ سید الاخیاء

راکب دوش عزت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ)

## نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ و سلم سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ۵ شعبان ۴ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے آپ کا نام حسین اور شہیر رکھا اور آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور لقب سبط رسول صلی اللہ علیہ و سلم اور ریحان رسول صلی اللہ علیہ و سلم ہے

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

(سوانح کربلا) سیدہ خاتونِ جنت حضرت حسن کی ولادت سے پچاس رات بعد حضرت حسین کی حاملہ ہوئیں۔

آپ کا نسب یہ ہے حسین بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف القرشی البہاشمی۔

والدہ کی طرف سے حسین بن فاطمہ بنت رسول و خدیجہ رضی اللہ عنہم و شبہہ من الصدر الی اسفل منه (اسد الغابہ الجزء الثانی صفحہ ۲۵)

آپ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے سینہ اقدس سے لے کر قد میں شریفین تک مشابہ تھے۔

امہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدۃ نساء العالمین الامریم (ایضاً) آپ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو کہ مریم کے علاوہ تمام جہاں کی عورتوں کی سردار ہیں۔

جب کہ آپ اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ (ایضاً)

اسد الغابہ ہی میں ہے کہ الحسن والحسین من اسماء اهل الجنة لم یكونا فی الجاہلیۃ کہ حسن اور حسین اہل جنت کے ناموں میں سے ہیں جو کہ زمانہ جاہلیت میں نہ تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا۔ (ایضاً)

کہ حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں جو حسین سے محبت کرے اللہ اسے محبوب رکھتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کیساتھ کمال درجہ محبت تھی حدیث شریف میں ارشاد ہوا عن ابن عباس من احبہما فقد احبنی ومن ابغضہما فقد ابغضنی یعنی جس نے ان



ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

دونوں (حسین کریمین) سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے عداوت کی اس نے مجھ سے عداوت کی۔ (سوانح کربلا)

ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ حضرت حسن سینہ مبارک سے سر اقدس تک جب کہ حضرت حسین سینہ مبارک سے پاؤں مبارک تک حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔

معدوم نہ تھا سایہ ثقلین  
اس نور کی جلوہ گہ تھی ذات حسین  
تمثیل نے اس سائے کے دو حصے کئے  
آدھے سے حسن بنے آدھے سے حسین

(اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ و سلم ان دونوں نونہالوں کو پھول کی طرح سونگھتے اور سینہ سے لپٹاتے۔ (رواہ الترمذی)

حضرت ام الفضل فرماتی ہیں میں نے ایک روز حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر امام حسین کو آپ کی گود میں دیا کیا دیکھتی ہوں کہ چشم مبارک سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری ہیں میں نے عرض کی یا نبی اللہ میرے ماں باپ حضور صلی اللہ علیہ و سلم پر قربان یہ کیا حال ہے؟ فرمایا جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے یہ خبر دی کہ میری امت میرے اس فرزند کو قتل کرے گی میں نے کہا کیا اس کو؟ فرمایا ہاں اور میرے پاس اس کے سرخ مقتل کی مٹی بھی لائے۔ (رواہ البیہقی، سوانح کربلا)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم ہمیں خطبہ

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

ارشاد فرما رہے تھے اذ جاء الحسن والحسين عليهما قميصان احمران تمشيان  
 ويعثران فنزل رسول الله صلى الله عليه وسلم من المنبر فحملهما ووضعهما  
 بين يديه كه حنين كريمين جن پر دو قمیص سرخ رنگ کی تھیں گرتے پڑتے چلے آ رہے تھے تو حضور  
 منبر سے نیچے تشریف لائے اور ان دونوں کو اپنے سامنے بٹھالیا اور فرمایا صدق الله انما  
 اموالكم واولادكم فتنه كه اللہ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں  
 (ترمذی ص ۲۱۸) حضرت انس سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و  
 سلم سے پوچھا گیا کہ اپنے اہل بیت سے آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے تو حضور نے فرمایا  
 الحسن والحسين كه حسن اور حسین اور آپ حضرت فاطمہ سے فرمایا کرتے ادعی لی انبی  
 فيسهما ويضمهما اليه كه اے فاطمہ میرے بچوں کو میرے پاس لاؤ پھر آپ دونوں

کو سونگھتے اور اپنے ساتھ لیٹاتے۔ (ترمذی ص ۲۱۸)

واقعہ کر بلا کے بعد حضرت حسین کا سر مبارک ایک طشت میں رکھ کر ابن زیاد کے سامنے  
 لایا گیا وہ مردود ایک چھڑی لے کر آپ کے دندان مبارک و ناک مبارک میں ٹھونکنے لگا اور بطور  
 تمسخر کے آپ کے حسن کے بارے میں کچھ کہا حضرت انس نے جو کہ اس وقت وہاں موجود تھے  
 فرمایا واللہ انه كان اشبههم برسول الله صلى الله عليه وسلم كه قسم بخدا یہ سب سے  
 زیادہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے ہم شکل تھے لہذا تمہیں اس کا مقابلہ کرنے میں شرم کرنی  
 چاہئے تھی۔

ہائے افسوس..... تو نے کس چاند کو خاک میں ملا دیا طبرانی کی روایت میں ہے کہ ابن  
 زیاد نے حضرت حسین کی آنکھوں اور ناک شریف میں چھڑی لگائی میں نے کہا کہ یہاں سے اپنی  
 چھڑی ہٹالے کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو دیکھا کہ ان مقامات کو بوسہ دیتے

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

تھے جہاں تو چھڑی لگا رہا ہے تب وہ باز آیا اللہ کی شان ایک موقعہ ایسا آیا کہ جب ابن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے کٹے ہوئے سر لائے گئے یہ سب سر ایک طشت میں تھے کہ شور مچا آیا وہ آیا دیکھا تو ایک سانپ آیا جو ابن زیادہ کے منہ ناک اور آنکھوں میں پھرا اور چلا گیا پھر شور مچا وہ آیا وہ آیا پھر وہی سانپ آیا اور اسی طرح ابن زیاد کے منہ و ناک میں گھرا اور چلا گیا رب نے اس کی گستاخی کی سزا دنیا میں یہ دی اخر وہی سزا باقی ہے (مشکوٰۃ، مرآة وغیرہ) حضرت حسین کی شہادت دسویں محرم ۱۱ھ جمعہ کے دن بعد زوال کر بلا میں ہوئی کربلا عراق میں کوفہ اور حله کے درمیان ایک بستی کا نام ہے حضرت کوسنان بن انس غی یا ثمر ذی الجوشن نے شہید کیا جب کہ خولی ابن یزید انجی نے آپ کا سر مبارک تن مبارک سے جدا کیا پھر ابن زیاد کے پاس لے کر پہنچا اور کچھ اشعار پڑھے اور انعام کا خواست گارہوا چنانچہ کہا

و فرر کابنی فضة و ذہبا  
انسی قتلت الملک المحجبا  
قتلت خیر الناس اما و ابا  
و خیر ہم اذینسبون نسبا

ترجمہ:

..... میری رکاب کو سونے اور چاندی سے بھر دے

..... بیشک میں نے قتل کیا بڑے شہزادے کو

..... میں نے قتل کیا جو کہ ماں و باپ کے اعتبار سے سب سے بہتر ہے

..... اور لوگوں میں جس کا نسب سب سے اچھا اور اشرف ہے۔

قیل انه قتل مع الحسين من ولده و اخوته و اهل بيته ثلثة و عشرون رجلا.

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

یہ قول کیا گیا ہے کہ آپ کی معیت میں آپ کے خاندانی بھائی اولاد بھتیجوں میں سے ۲۳ مرد شہید کئے گئے اس وقت آپ کی عمر مبارک اٹھاون سال تھی روى عنه ابو هريرة رضى الله عنه وابنه على زين العابدين وفاطمة وسكينة ابنتاه یعنی آپ سے ابو ہریرہ رضى الله عنه امام زين العابدين اور آپ کی صاحبزادیاں سکینہ وفاطمہ نے احادیث روایت فرمائیں خیال رہے سڑسٹھ میں عاشورہ ہی کے دن ابن زیاد کا قتل ہوا اور اس کو ابراہیم بن مالک الاشرانجی نے قتل کیا وبعث به المختار الى ابن الزبير وبعث به ابن الزبير الى على بن الحسين یعنی اس کا سر مختار کے پاس بھیجا اور مختار نے عبداللہ ابن زبیر کے پاس اور انہوں نے حضرت امام زين العابدين کے پاس بھیجا۔ (اکمال)

### حضرت امام زين العابدين

آپ کی کنیت ابوالحسن نام علی بن حسین بن امیرالمؤمنین علی بن ابی طالب ہے جب کہ کثرت عبادت کی وجہ سے حضرت کا لقب زين العابدين ہے علم حدیث میں اپنے والد و دیگر صحابہ کرام رضى الله عنهم کے وارث ہیں آپ کے تلامذہ میں سے آپ کے صاحبزادے امام محمد باقر اور امام زہری خاص طور پر قابل ذکر ہیں امام زہری فرماتے ہیں کہ میں نے کسی قریشی کو امام زين العابدين سے افضل و اعلیٰ نہیں دیکھا یزید کے دور میں آپ کو کربلا سے دمشق تک زنجیروں میں جکڑ کر لایا گیا پھر عبدالملک بن مروان نے آپ کو اپنی حکومت میں گلے میں بھاری طوق ڈال کر مدینہ سے شام تک چلنے پر مجبور کیا آپ نے ان تمام مشفقوں کو بردباری سے برداشت فرمایا اور زبان سے اف تک جاری نہ فرمایا جب آپ کے شاگرد امام زہری کو خبر ہوئی تو دمشق میں عبدالملک بن مروان کے دربار میں پہنچے اور آپ کو رہا کروایا کان مع ابیہ یوم قتل وهو مریض فسلم آپ حضرت امام حسین رضى الله عنه کی شہادت کے دن آپ کی معیت میں تھے لیکن مریض

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

ہونے کی وجہ سے بچ رہے۔

ابن عیینہ زہری سے راوی فرماتے ہیں کہ مارایت احد اکان افقہ منہ کہ میں نے آپ سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہ دیکھا۔

حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ مارایت اور ع منہ کہ میں نے آپ سے بڑھ کر کوئی صاحب تقویٰ نہ دیکھا۔

ایک دفعہ آپ نے احرام حج باندھا تو آپ کا رنگ پیلا ہو گیا اور تلبیہ نہ پڑھ سکے فقیل لہ مالک لا تلبی جب آپ سے کہا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تلبیہ کیوں نہیں پڑھتے ہو فرمایا اخیسی ان اقول لیک فیقال لالیک کہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ میں لیک کہوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے لالیک کی صدا نہ آجائے اور جب آپ سے کہا گیا کہ تلبیہ کہنا تو ضروری ہے تو آپ نے تلبیہ پڑھا اور آپ پر غشی طاری ہو گئی اور اپنی سواری سے نیچے آئیے اور یہی حالت آپ پر پھر طاری رہی کہ جب لیک کہتے تو خشیت الہی سے آپ بے ہوش ہو جاتے اور اسی حالت میں حج کی ادائیگی فرمائی کان یصلی فی کل یوم وليلة الف رکعة الی ان مات پوری زندگی روزانہ ایک ہزار رکعت ادا فرماتے و کان یسمی زین العابدین لعبادته کثرت عبادت کی وجہ سے آپ کا نام زین العابدین رکھا گیا۔

(تہذیب التہذیب و اکمال وغیرہ)

ایک سال ہشام بن عبد الملک مروان حج کے لئے آیا اور طواف میں مشغول ہوا حجر اسود کو بوسہ دینا چاہتا تھا لیکن بھیڑ کی وجہ سے نہ دے سکا اسی اثنا میں حضرت امام زین العابدین مسجد حرام میں اس شان و شوکت سے داخل ہوئے کہ آپ کا چہرہ تاباں رخسار منور لباس معطر تھا طواف شروع فرمایا جب حجر اسود کو بوسہ دینے نزدیک گئے تو لوگ احترام و تعظیم کی خاطر وہاں سے ہٹ

گئے تاکہ آپ بوسہ دے سکیں۔

شامیوں نے جب آپ کی یہ شان دیکھی تو ہشام سے کہنے لگے اے امیر المؤمنین آپ کو لوگوں نے بوسہ دینے کے لئے راہ نہ دی اور یہ خوبرونو جوان جیسے ہی آیا لوگ ہٹ گئے اور جگہ خالی کر دی ہشام کہنے لگا کہ میں اسے نہیں جانتا اس انکار کا مقصد یہ تھا کہ شامی لوگ انہیں نہ پہچانیں اور ان کی پیروی میں کہیں ان کی امارت کا شوق پیدا ہو جائے فرزدق شاعر نے کہا میں انہیں خوب جانتا ہوں لوگوں نے کہا ہمیں بتاؤ کہ یہ کون ہیں پھر فرزدق شاعر نے فی البدیہہ یہ قصیدہ موزوں کر کے پڑھا۔

### قصیدہ مدحیہ در شان امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

هذا الذي تعرف البطحا وطأته      والبيت يعرفه والحل والحرم

یہ وہ شخص ہے جس کے نشان قدم بطحا والے      اور خانہ کعبہ، حل و حرم اس کو جانتے ہیں

جانتے ہیں

هذا ابن خير عباد الله كلهم      هذا التقى النقى الطاهر العلم

یہ شخص اللہ کے سارے بندوں میں سب سے      یہ پرہیزگار، پاکیزہ، نیکی میں مشہور ہے

بہتر بندے کا فرزند ہے

هذا ابن ابن فاطمة الزهراء ان كنت      بجده انبياء الله قد ختم

جاہلہ

یہ فاطمہ زہرا کے فرزند کا فرزند ہے اگر ناواقف      ان کے نانا پر اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت ختم

فرمادیا

ہو

بين نور الدجى عن نور طلعتہ      كالشمس ينجاب عن اشراقها الظلم

ان کی متور پیشانی سے نور ہدایت اس طرح جلوہ فگن ہے جس طرح آفتاب کی روشنی سے تاریکیاں جاتی رہتی ہیں

یغضی حیاء ویغضی مہابة یہ اپنی آنکھیں تو حیا سے نیچی رکھتا ہے اور لوگوں کی آنکھیں دبدبہ سے نیچی ہیں

اذارأتہ قریش قال قائلہا جب کوئی قریشی انہیں دیکھتا ہے تو وہ کہنے لگتا ہے کہ

ینمی الی ذرۃ العزالتی قصرت عزت و منزلت کی ایسی بلندی پر فائز ہے جہاں

من جدہ وان فضل الانبیاء لہ ان کے نانا کی فضیلت سب نبیوں کی فضیلتوں سے زیادہ ہے

یکاد بمسکہ عرفان راحتہ جب حجر اسود کے بوسہ کے لئے قریب ہوں تو

رکن الحطیم اذا ماجاء یتلم ان کی انگلیوں کی راحت کی معرفت سے رکن حطیم بند ہو جائے

من کف اروع من عربینہ شمم فی کفہ خیزران ریحہ عقب

ان کے ہاتھ میں شاہانہ چھڑی ہے جس کی خوشبودل نواز ہے

سہل الخلیقة لا یخفی بوادره  
نرم اخلاق والے ہیں اچانک غصہ کا ان سے  
ڈر نہیں

مشتقة عن رسول اللہ بنعمته  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
اوصاف سے ان کی فضیلت نکلی ہے

فلیس قولک من هذا بضائرة  
اے ہشام تیرا انکار انہیں کوئی نقصان نہیں  
پہنچاتا

کتا یدیه غیاث عم نفعهما  
ان کے دونوں ہاتھ فریادرس ہیں ان کا نفع عام  
ہے

عم البریة بالاحسان فانقشعت  
مخلوق خدا پر ان کا احسان عام ہے جس سے  
لا یستطیع جواد بعد غایتهم

کوئی بخشش کرنے والا ان کی بخشش کی حد سے  
نہیں بڑھ سکتا

ان کی ہتھیلی کی خوشبو ہر طرف پھیل رہی ہے  
یزینہ اثنان حسن الخلق والشیم  
یہ اپنی دو خوبیوں حسن اخلاق اور عادت سے  
مزین ہیں

طابت عناصره و الجیم والشیم  
ان کے عناصر اور خوبو پاکیزہ ہے

العرب تعرف من انکرت والعجم  
انہیں تو عرب و عجم سب پہچانتا ہے

تسنو کفان ولا یعروهما العدم  
یہ ہاتھ خوب بخشش کرنے کے باوجود خالی نہیں  
ہوتے

عنها الغیابة والاملاق والظلم  
گمراہی تنگدستی اور ظلم پر اگندہ ہو کر رہ گئے  
ولایدانہم قوم و ان کرم  
اور کوئی قوم ان کی ہمسر نہیں ہو سکتی اگرچہ وہ  
کتنی ہی بزرگ ہو



ہم الغیوث اذاما ازمة ازمت  
قط سالی کے وقت یہ بارش ہیں

والأسدُ اسدُ الشری والناس محتدم  
یہ شیر شیر ببر ہیں اور لوگ ملنے والے

من معشر جبہم دین و بغضہم  
یہ اس زمرہ میں سے ہیں جن سے محبت دین  
ہے اور ان سے عداوت ہے

ان عداہل التقی کانوا ائمتہم  
اگر پرہیزگاروں کا شمار کیا جائے تو یہ سب کے  
امام ہیں

سیان ذلک ان اثروا وان عدموا  
ان کے نزدیک تو نگری اور مفلسی دونوں برابر  
ہیں

اللہ فضلہ کرما و شرفہ  
اللہ نے انہیں شرافت و منزلت سے فضیلت  
دی

مقدم بعد ذکر اللہ ذکرہم  
ذکر الہی کے بعد ان کا ذکر مقدم ہے

ای القبائل لیست فی رقابہم  
وہ کون سا قبیلہ ہے جن کی گردنوں پر

(کشف المحجوب للسیدی داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ)

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

آپ اہل مدینہ کے گھروں میں پوشیدگی سے کچھ مال بھیجا کرتے تھے  
فلما مات علی بن الحسین فقد واما كانوا یوتون به جب آپ کا وصال ہوا  
تو لوگوں کو پتہ چلا کہ یہ کس کی سخاوت تھی۔

کسی نے آپ سے پوچھا کہ شیخین کا مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی بارگاہ میں  
کیا تھا؟ فاشار بیدہ الی القبر وقال منزلتہما منہ الساعة آپ نے قبر انور کی طرف  
اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان دونوں حضرات کا حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی بارگاہ میں  
مرتبہ و مقام وہی تھا جو اس وقت ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۹۲)

حضرت اصمعی فرماتے ہیں کہ میں چاندنی رات کعبہ معظمہ کا اعتکاف کر رہا تھا کہ میں نے  
ایک نہایت غمگین و حزین آواز سنی تو طواف چھوڑ کر اس آواز کی طرف چلا دیکھا تو ایک حسین  
نوجوان کعبہ معظمہ کے پردوں سے لٹکا ہوا کہہ رہا تھا اے اللہ! اس وقت لوگ سو گئے اور ستارے  
اپنی تابانی سے رہ گئے تو ہی مالک حی قیوم ہے دنیا کے بادشاہوں نے دروازے بند کر دیئے اور ان  
دروازوں پر نگران پہرے دار کھڑے ہیں اور انہوں نے گداگروں سے ڈرتے ہوئے پردے  
لٹکا دیئے ہیں لیکن تیرا دروازہ ہر سائل کے لئے ہر وقت کھلا ہے اس لیے میں تیرے دروازے  
کا سائل ہوں اگرچہ گنہگار ہوں فقیر اور مسکین و قیدی ہوں تاہم تیری رحمت کا امیدوار ہوں اس لیے  
کہ تو ارحم الراحمین ہے۔

پھر یہ اشعار پڑھے

یا من یجیب دعاء المضطر فی الظلم      یا کاشف الضر والبلوی مع القسم  
اے وہ ذات جو اندھیروں میں سب کی سنتی      اے دکھ درد ٹالنے والے رب

ہے

قد نام وفدی حول البیت و انتبهوا  
وانت یا حی یا قیوم لم تنم  
میرے تمام ساتھی تیرے گھر کے گرد سو کر  
اور توحی قیوم نہیں سویا  
بیدار ہو گئے

ادعوک ربی ومولای ومستندی  
اے رب میں تجھے پکار رہا ہوں تو میرا مولا  
فارحم بکائی بحق البیت والحرم  
بیت الحرام کے واسطے میرے رونے پر رحم  
فرما  
وسہارا ہے

انت الغفور فجذلی منک مغفرة  
تو غفور ہے مجھے اپنی بارگاہ سے مغفرت  
او اعف عن یاذا الجود والنعیم  
اور مجھے معاف فرما دے اے جود اور نعمتوں  
والے  
عطا فرما دے

ان کان عفوک لایرجوه ذوجرم  
اگر مجرم تیری معافی کی امید نہ رکھے  
فمن یجود علی العاصین بالکرم  
تو گنہگاروں پر کون کرم کرے گا

اس کے بعد آسمان کی طرف سراٹھا کر عرض کی الہی و سیدی و مولائی اگر میں اطاعت کرتا ہوں  
تو تیری منت و احسان ہے اگر میں نافرمانی کروں تو وہ میری جہالت ہے اور تیرے لئے مجھ پر  
حجت اور تیری حجت میرے ہاں موجود میرے حال پر رحم فرما اور میرے گناہ بخش دے اور مجھے  
میرے دادا میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور اپنے حبیب اور اپنے صفی اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ و  
سلم کی زیارت سے محروم نہ فرما۔ (روح البیان)  
شعر:

صدقہ پیارے کی حیا کا کہ نہ لے مجھ سے حساب  
بخش بے بوجھے لجاے کو لجانا کیا ہے

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا  
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں  
(اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ عنہ)

اس کے بعد مندرجہ ذیل اشعار پڑھے

الایہا المأمول فی کل شدة  
اے وہ ذات جو ہر سختی میں کام آتی ہے  
الیک شکوت الضرفارحم شکایتی  
میں نے اپنے دکھ کا تجھ سے شکوہ کیا تو میری  
شکایت پر رحم فرما

الایار جائی انت کاشف کربتی  
اے میری امید گاہ تو ہی میرے غم کھولتا ہے  
فہب لی ذنوبی کلها واقض حاجتی  
میرے تمام گناہ بخش دے اور میری ضرورت  
پوری فرما

فزادی قلیل ما اراہ مبلغی  
ہائے افسوس! میرا رحمت سفر کم ہے میں منزل  
مقصود پر نہیں پہنچ سکوں گا  
اب میں زاہد راہ کو روؤں یا سفر کی بعد مسافت کو

اتیت باعمال قباح ردیئة  
تیری بارگاہ میں گندے روی گناہ لے کر حاضر  
وما فی الوری خلق جنی کجنایتی  
اور دنیا میں مجھ جیسے اور کسی کے گناہ نہ ہوں  
گے

ہوں

فرماتے ہیں کہ یہ اشعار پڑھتے پڑھتے وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے میں نے قریب جا کر دیکھا  
تو وہ امام زین العابدین تھے میں نے فوراً اٹھا کر انہیں گود میں لے لیا اور ان کے رونے پر خوب رویا

یہاں تک کہ میری آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسو ان کے چہرہ اقدس پر پڑے تو انہوں نے آنکھ اٹھا کر دیکھا اور فرمایا تو کون ہے؟ تو نے مجھے اپنے محبوب مشغلے سے روکا

میں عرض گزار ہوا حضور میں آپ کا غلام اِصمعی ہوں اور عرض کی حضور اتنی جزع و فزع کیوں جب کہ آپ خاندان نبوت اور معدن رسالت سے ہیں آپ حضرات کے بارے میں ہے انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیرا آیہ کریمہ نازل ہوئی یہ سن کر سیدھے ہو بیٹھے اور فرمایا اے اِصمعی یہ کیا کہا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بہشت اپنے مطیعین کے لئے پیدا فرمائی اگرچہ وہ حبشی غلام ہوں اور دوزخ اپنے نافرمانوں کے لئے پیدا فرمائی ہے اگرچہ وہ بادشاہ اور قریشی ہوں کیا تو نے نہیں سنا فاذا نفض فلانساب بینہم یومئذ ولا یتساءلون .

خیال رہے اس مقام پر حضرت امام زین العابدین کا مذکورہ آیت پڑھنا بطور عجز و کمال انکساری کے ہے کیوں کہ اس نسب سے مراد وہی ہیں جو دنیا میں لوگ ایک دوسرے پر فخر کرتے تھے اور آپس کے نسبی تعلقات پر بحث کرتے تھے اس دن یہ سب منقطع ہو جائے گا قریش کو اس پر اور اس کو خزرج پر کوئی فخر نہ ہوگا اس دن تو ان اکرمکم عند اللہ اتقکم کا ظہور ہوگا کہ جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہے وہی عزت والا ہوگا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اذا کان یوم القیمة جمع اللہ الاولین والآخرین جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا اور ایک روایت میں ہے یوخذ بیدا العبد او الامۃ یوم القیمة علی رؤس الاولین والآخرین ثم ینادی مناد الا ان هذا فلان بن فلان فمن کان له حق قبلہ فلیات الی حقہ کہ اس دن بندہ یا بندی کا ہاتھ پکڑ کر اولین و آخرین کے سامنے اعلان ہوگا کہ یہ فلان

## المعروف بہ مومنوں کی مقدس مائیں

ابن فلان ہے تو جس کسی کا کوئی حق اس کے ذمہ ہو وہ اپنا حق پیش کرے اور ایک روایت میں ہے  
من له مظلمة فليجئ ليأخذ حقه فيفرح والله المرء ان يكون له حق على والده  
او ولدہ او زوجته وان كان صغيرا کہ اعلان ہوگا کہ جس پر کوئی ظلم ہوا ہے وہ آئے تاکہ  
اپنا حق لے لے اس وقت آدمی خوش ہوگا اس سے کہ اس کا حق باپ یا اولاد یا بیوی پر ہوا گرچہ وہ کم  
عمر ہی کیوں نہ ہو۔ (تفسیر حسنات)

اور رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب تو فرماتے ہیں کل سبب و نسب منقطع  
يوم القيمة الاسبی ونسبی کہ ہر علاقہ و رشتہ روز قیامت قطع ہو جائے گا مگر میرا علاقہ  
اور رشتہ (نہ ٹوٹے گا) نیز فرماتے ہیں

كل نسب وصهر ينقطع يوم القيمة الانسبی وصهری کہ نسبی و سہرالی سب  
رشتے قیامت میں منقطع ہو جائیں گے مگر میرے رشتے  
ایک روایت میں یوں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کیا اور منبر  
پر تشریف لے گئے پھر فرمایا

ما بال اقوام يزعمون ان قرابتی لاتنفع كل سبب و نسب ينقطع الانسبی  
وسببی فانها موصولة فی الدنيا والاخرة کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ گمان کرتے ہیں  
کہ میری قرابت نفع نہ دے گی ہر علاقہ و رشتہ قیامت میں منقطع ہو جائے گا مگر میرا رشتہ و علاقہ کہ  
دنیا و آخرت میں بڑا ہوا ہے دوسری حدیث میں یوں فرمایا

ما بال يقولون ان رحم رسول الله صلی الله عليه وسلم لاتنفع قومہ يوم  
القيمة والله ان رحمی موصولة فی الدنيا والاخرة کیا خیال ہے ان شخصوں کا کہ کہتے  
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت روز قیامت ان کی قوم کو نفع نہ دے گی خدا کی

قسم میری قرابت دنیا و آخرت میں پیوستہ ہے نیز حضور صلی اللہ علیہ و سلم فرماتے ہیں  
 ما بال اقوام یزعمون ان رحمی لاتنفع بل حتی حاء و حکم کیا حال ہے ان  
 لوگوں کا گمان کرتے ہیں کہ میری قرابت نفع نہ دے گی ہاں نفع دے گی یہاں تک کہ قبائل حاء و حکم  
 دو قبیلہ یمن کو نیز حضور فرماتے ہیں

رأیت کانی دخلت الجنة لجعفر درجه فوق درجه زید فقلت ما کنت اظن  
 ان زیدا دون جعفر فقال جبرئیل زید لیس بدون جعفر ولکنا فضلنا جعفر  
 لقرابة منک.

کہ میں نے جنت کو ملاحظہ فرمایا کہ جعفر بن ابی طالب کا درجہ زید بن حارث کے درجہ سے اوپر ہے  
 میں نے کہا مجھے گمان نہ تھا کہ زید جعفر سے کم ہے جبرئیل نے عرض کی زید جعفر سے تو کم نہیں مگر ہم  
 نے جعفر کا درجہ اس لیے زیادہ کیا ہے کہ آپ کو حضور سے قرابت ہے۔ (رسالہ مبارکہ ارأة  
 الادب لفاضل النسب لامام احمد رضا محدث بریلوی)

خیال رہے مذکورہ بالا احادیث نص قرآنیہ کے معارض نہیں ہیں کیونکہ نسبتوں کا ختم ہو جانا  
 ایک مخصوص وقت میں ہوگا کیونکہ قیامت میں مختلف مواقع و مجالس ہوں گی ہر مجلس دوسری سے  
 الگ نوعیت کی ہوگی کہ کہیں گھبراہٹ و شدت زیادہ ہوگی تو ایک دوسرے سے بے خبر ہوں گے اور  
 کہیں افاقہ ہوگا تو ایک دوسرے سے سوال کریں گے مزید برآں یہ کہ اللہ کا فرمان فاقبل  
 بعضهم علی بعض یتساءلون سوال کرنے کی تصریح فرما رہا ہے لہذا پہلی آیت کا ظہور صعقہ  
 اولیٰ کے وقت ہوگا جب کہ دوسری کا افاقہ کے بعد اور فاذا انفخ فی الصور بھی اسی پر دلالت  
 کر رہا ہے۔

اسی طرح حدیث لا اغنی عنکم شیاً میں اغنائے ذاتی مراد ہے نہ کہ اغنائے عطائی

المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

کیونکہ اگر اغنائے عطائی مراد لیا جائے تو یہ احادیث متواترہ شفاعت و اجماع اہلسنت کے خلاف ہے۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا وصال

۹۶ھ میں ہوا اس وقت آپ کی عمر مبارک اٹھاون ۵۸ سال تھی

اور جتنے ہیں شہزادے اس شاہ کے  
ان سب اہل مکانت پہ لاکھوں سلام  
ان کی بالا شرافت پہ اعلیٰ درود  
ان کی والا سیادت پہ لاکھوں سلام  
(اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ عنہ)

مزار امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

حضرت امام حسن و حسین کا سر مبارک اور امام زین العابدین اور امام باقر اور امام جعفر صادق اور حضرت فاطمہ کے مزارات جنت البقیع قبہ سیدنا عباس میں ہیں۔ (انوار البشارة)

تعظیم سادات

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سادات کرام کی تعظیم فرض ہے اور ان کی توہین حرام ہے حضور صلی اللہ علیہ و سلم فرماتے ہیں کہ جو میری اولاد اور انصار اور عرب کا حق نہ پہنچائے وہ تین علتوں سے خالی نہیں یا تو منافق ہے یا حرام یا حیضی بچہ نیز محبت آل اطہار میں متواتر حدیثیں بلکہ قرآن عظیم کی آیت کریمہ ہے قل لا اسئلكم علیہ اجر الا المودة فی



خلاصہ کلام یہ کہ سادات کرام کی محبت مسلمان کا دین ہے اور اس سے محروم ناصبی خارجی جہمی ہے والعیاذ باللہ

حضور سیدی شیر پیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خان صاحب علیہ الرحمة کے پاس ایک سیدزادے پڑھتے ذہن کند تھا سبق یاد نہ ہو پاتا تھا آپ نے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ عنہ سے عرض کی حضور سید لڑکا اگر سبق یاد نہ کرتا ہو تو کیا سزا دی جاسکتی ہے؟

حضور سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مولانا کیا فرماتے ہیں سیدزادہ اور سزا ہرگز نہیں اس پر عرض گزار ہوئے تو پھر پڑھے گا نہیں جاہل رہے گا

فرمایا جب مجبور ہو جائے تو یہ نیت کر لی جائے کہ شہزادے کے پاؤں میں مٹی لگی ہے اسے صاف کر رہا ہوں۔

نیز ایک مقام پر فرماتے ہیں

”ذلیل خدمت اس سے لینا جائز نہیں اور نہ ہی ایسی خدمت پر اسے ملازم رکھنا جائز اور جس خدمت میں ذلت نہیں اس پر ملازم رکھ سکتے ہیں بحال شاگرد بھی جہاں تک عرف اور معروف شرعاً جائز ہے لے سکتا ہے اور مارنے سے مطلقاً احتراز کرے۔“

### ضروری ہدایات

☆۱۔ زکوٰۃ سادات کرام و سائر بنی ہاشم پر حرام قطعی ہے جس کی حرمت پر ہمارے ائمہ ثلاثہ بلکہ ائمہ اربعہ مذاہب کا اجماع قائم ہے۔ (تجلی المشکوٰۃ تصنیف لطیف سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ۔)

☆ ۲۔ بنو ہاشم یہ ہیں۔ (۱) آل علی (۲) آل عباس (۳) آل جعفر (۴) آل عقیل

(۵) آل حارث بن عبدالمطلب۔ (تجلی المشکوٰۃ)

☆ ۳۔ زکوٰۃ کے حرام ہونے کی علت ان حضرات کی عزت و کرامت ہے کہ زکوٰۃ مال کا

میل اور گناہوں کا دھوون جو اس ستھری نسل والوں کے قابل نہیں۔ (اعلیٰ حضرت ایضاً)

☆ ۴۔ ہاشمی کے آزاد شدہ کو بھی زکوٰۃ جائز نہیں۔ (ایضاً)

☆ ۵۔ فاطمہ عورت کا بیٹا جب کہ ہاشمی نہ ہو اس کو زکوٰۃ جائز ہے۔ (تجلی مشکوٰۃ

شائع کردہ مرکزی مجلس رضالاهور)

☆ ۶۔ شرع میں نسب باپ سے ہے بعض مشہورین کہ ماں کے سیدانی ہونے سے سید بن

بیٹھے ہیں اور باوجود تفہیم اس پر اصرار کرتے ہیں حکم حدیث صحیح مستحق لعنت الہی ہوتے ہیں

والعیاذ باللہ (فتاویٰ رضویہ شریف ج ۱۰ ص ۱۰۹ جدید)

☆ ۷۔ سید اگر اسلام سے خارج ہو جائے مثلاً ہندو، سکھ، مرزائی، رافضی وغیرہ بن جائے تو

نہ وہ سید ہے نہ ہی اس کے یہ فضائل کیونکہ کفر کی وجہ سے اس کا نسب حضور صلی اللہ علیہ و

سلم سے ٹوٹ گیا۔

الغرض جو اپنے آپ کو سید کہے لیکن عقائد کفریہ رکھے وہ مسلمان ہی نہیں سید ہونا تو بڑی بات

ہے۔ (الکلام المقبول)

☆ ۸۔ حضرت علی کی وہ اولاد جو حضرت خاتون جنت سے ہے اسے سید کہتے ہیں نیز سید وہ

ہوگا جس کا باپ سید ہو اگر ماں سیدانی اور باپ غیر سید ہے تو وہ سید نہیں نہ ہی اس پر سادات والے

احکام جاری ہوں گے۔ اور اگر باپ سید ماں غیر سید ہو تو وہ سید ہوگا اور اگر ماں باپ دونوں

سید ہیں تو وہ نجیب الطرفین سید ہے جیسے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ۔ (الکلام المقبول)

☆ ۹۔ ساری قومیں گمراہ ہو سکتی ہیں مگر سارے سید کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے۔ (رسالہ مبارکہ

امیر معاویہ)

☆ ۱۰۔ امام مہدی سید ہی ہوں گے جو دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ (ایضاً)

☆ ۱۱۔ خلافتِ ظاہری اگرچہ اہل بیت سے منتقل ہو گئی مگر خلافتِ باطنی تا قیامت سادات

میں رہے گی چنانچہ ہر زمانہ میں قطب الاقطاب سید ہی ہوگا۔

(الصواعق ، ورسالہ مبارکہ امیر معاویہ)

☆ ۱۲۔ سید سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو ہم اس گناہ کو برا سمجھیں سید کو برا نہ سمجھیں۔

(رسالہ مبارکہ امیر معاویہ)

☆ ۱۳۔ سنی سید کی بے توقیری سخت حرام ہے صحیح حدیث میں ہے ستہ لعنتہم لعنہم

اللہ و کل نبی مجاب الزائد فی کتاب اللہ و المكذب بقدر اللہ و المستحل من

عترتی ما حرم اللہ. (ترمذی شریف کتاب القدر)

چھ شخص ہیں جن پر میں نے لعنت کی ان پر اللہ لعنت کرے اور ہر نبی کی دعا مقبول ہے از

انجملہ ایک وہ جو کتاب اللہ میں اپنی طرف سے کچھ بڑھائے اور وہ جو خیر و شر سب کچھ اللہ کی

تقدیر سے ہونے کا انکار کرے اور وہ جو میری اولاد سے اس چیز کو حلال رکھے جو اللہ نے حرام کیا۔

(فتاویٰ رضویہ شریف ج ۲۲ جدید ص ۳۴۱)

☆ ۱۴۔ اس میں شک نہیں جو سید کی تحقیر بوجہ سیادت کرنے وہ مطلقاً کافر ہے اس کے پیچھے

نماز محض باطل ہے ورنہ مکروہ۔ (ایضاً ص ۳۴۲)

☆ ۱۵۔ اور جو سید مشہور ہو اگرچہ واقعہ نہ معلوم ہو اسے بلا دلیل شرعی کہہ دینا کہ یہ صحیح

النسب نہیں اگر شرائطِ قذف کا جامع ہے تو صاف کبیرہ ہے اور ایسا کہنے والا استی کوڑوں کا

## المعروف به مومنوب کی مقدس مائیں

سزاوار اور اس کے بعد اس کی گواہی ہمیشہ کے لئے مردود اور اگر بشرطِ قذف نہ ہو تو کم از کم بلاوجہ شرعی ایذائے مسلم ہے اور بلاوجہ شرعی ایذائے مسلم حرام۔ (فتاویٰ رضویہ شریف ج ۲۳

جدید ص ۳۴۲)

☆۱۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تقولوا للمنافق سید فانہ ان یکن سید فقد استخطتم ربکم عزوجل منافق کو سید نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سید ہو تو بے شک تم پر تمہارے رب کا غضب ہوا اذ قال الرجل للمنافق یا سید فقد اغضب ربہ عزوجل جو کسی منافق کو اے سید کہے اس نے اپنے رب عزوجل کا غضب اپنے اوپر لیا والعیاذ باللہ۔

☆۱۷۔ جو کافر ہو وہ قطعاً سید نہیں نہ اسے سید کہنا جائز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہ لیس من

اہلک۔

☆۱۸۔ سید صحیح النسب سے کفر واقع نہ ہوگا۔

☆۱۹۔ کوئی عقیدہ کفریہ رکھنے والا رافضی، وہابی، متصوف، نیچری ہرگز سید صحیح النسب نہیں۔

(ختم النبوت تصنیف لطیف محدث بریلوی)

☆۲۰۔ متوسط حال والے اگر مصارف مستحبہ کی وسعت نہیں دیکھتے تو بحمد اللہ وہ تدبیر

ممکن ہے کہ زکوٰۃ کی زکوٰۃ ادا ہو اور خدمتِ سادات بھی بجا ہو یعنی کسی مسلمان مصرفِ زکوٰۃ معتمد علیہ کو کہ اس کی بات سے نہ پھرے مالِ زکوٰۃ سے کچھ روپے بہ نیتِ زکوٰۃ دے کر مالک کر دے پھر اس سے کہے تم اپنی طرف سے فلاں سید کی نذر کر دو اس میں دونوں مقصود حاصل ہو جائینگے کہ زکوٰۃ تو اس فقیر کو گئی اور یہ جو سید نے پایا نذرانہ تھا اس کا فرض ادا ہو گیا اور خدمتِ سید کا کامل ثواب اسے اور فقیر دونوں کو ملا۔ (فتاویٰ رضویہ شریف ج ۱۰ ص ۱۰۶ جدید)

☆ ۲۱۔ بڑے مال والے اگر اپنے خالص مالوں سے بطور ہدیہ ان حضرات علیہ (سادات کرام) کی خدمت نہ کریں تو ان مال والوں کی بے سعادتگی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ شریف ج ۱۰ ص ۱۰۵ جدید)

اشعار:

باغِ جنت کے ہیں ہر مداحِ خوانِ اہلِ بیت  
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہلِ بیت  
کس زبان سے ہو بیانِ عزو شانِ اہلِ بیت  
مدحِ خوانِ مصطفیٰ ہے مدحِ خوانِ اہلِ بیت  
بے ادب گستاخِ فرقے کو سنا اے حسن  
یوں کہا کرتے ہیں سنی داستانِ اہلِ بیت

(مولانا حسن رضا خان رضی اللہ عنہ)

### لطیفہ

کسی نے حضور سیدی امیر ملت قطب الوقت سید جماعت علی شاہ صاحب رضی اللہ عنہ  
(بانی پاکستان) سے پوچھا کہ حضور سید دوزخ میں جا سکتے ہیں یا نہیں؟ فرمایا رب تو نہیں چاہتا کہ  
سید دوزخ میں جائیں اگر ان میں سے کوئی خود ہی دوزخ میں چھلانگ لگائے تو اس کی مرضی۔

(تفسیر نعیمی ج ۲ ص ۱۷۸)

الحمد لله راقم الحروف کو حضور سیدی پیر سید جماعت شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کے  
مزار پر انوار کی حاضری کا شرف سال رواں کے ماہ ربیع الاول میں اپنے شفیق استاد حضرت مفتی  
عطاء المصطفیٰ و قبلہ گرامی القدر سید و اجد علی شاہ صاحب (چشم و چراغ آستانہ کوٹلی میانی) و دیگر

المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

احباب کے ہمراہ حاصل ہوا فللہ الحمد صاحب مزار کو پندرہ ہزار احادیث بسند حفظ تھیں  
ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء.

• ☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

## تیسرا باب

### تذکرہ اُمّ المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی زوجیت میں آنے کا شرف حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حاصل ہوا اب اس میں اختلاف ہے کہ آیا پہلے آپ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی زوجیت میں آئیں یا پھر اُمّ المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جس کی وجہ یہ ہے کہ آپ دونوں کا نکاح چند دنوں کے فرق سے ہوا۔

### نام و نسب

آپ کا نام و نسب الاصابہ میں یوں بیان فرمایا گیا

سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس آپ قریش قبیلہ سے تعلق رکھتی ہیں۔

اور آپ کا والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے سودہ بنت شمس بنت قیس بن زید الانصاریہ

بنو نجار سے آپ تعلق رکھتی ہیں۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۱۹۶)

سیدہ کی کنیت ام الاسود ہے۔ سیدہ کا نسب حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے لوی میں مل

جاتا ہے۔ (مدارج)

### نکاحِ اوّل

پہلے آپ اپنے چچا زاد کے نکاح میں تھیں جن کا نام سکران بن عمرو بن عبد الشمس ہے جو کہ

سہیل بن عمرو کے بھائی ہیں سیدہ اور آپ کے ساتھ آپ کے شوہر اوائلِ بعثت میں ہی مکہ مکرمہ

میں مشرف باسلام ہوئے اور اپنے شوہر کیساتھ ہی ہجرتِ حبشہ بھی فرمائی پھر وہاں سکران کا انتقال

## المعروف به مومنوں کی مقدس حالتیں

ہوا ایک روایت یہ بھی ہے کہ مہ مکرہ میں ہوا (مدارج شریف)

### أم المؤمنین سیدہ سوہ بنت زمعہ کا خواب

مدارج شریف، طبقات ابن سعد میں فرمایا گیا سیدہ سوہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا جب مہ مکرہ واپس آئیں تو آپ نے خواب میں دیکھا کہ سیدہ محسنی اللہ عنہا و مہ مکرہ آپ کے پاس تشریف لائیں ہیں اور قدم مقدس ان کی گردن پر رکھا ہے جب آپ نے اس خواب کو اپنے شوہر سے بیان فرمایا تو انہوں نے کہا کہ اگر آپ سچ فرماتی ہیں تو عنقریب میں تمہارا کراؤں گا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم آپ کو چاہیں گے۔

### دوسرا خواب

اس کے بعد ام المؤمنین سیدہ سوہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے ایک اور خواب دیکھا کہ وہ نیک گائے ہوئے ہیں اور آسمان سے چاندن پڑ رہا ہے اس کو جب آپ نے آسمان پر بیان فرمایا تو انہوں نے اسے کہا جو کہ پہلے کہا تھا اس کے بعد آسمان کی حالت خست ہو گئی اور پندرہ دنوں میں دھواں فرمائیے سیدہ با آسمان سے ایک عہ چیز پڑی جو انہوں نے مہ مکرہ میں لیا۔

سیدہ سوہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ و سلم

### سے گفتگو کا

ام المؤمنین سیدہ خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا نے دھواں کے بعد حضور فرماتے تھے یہ تو سیدہ کے دھواں کے بعد آپ کی عہ چیز ہیں کی راہی تمہیں سزا کی حالت کو کہیے کہ حضور پریشان رہتے جس کی وجہ سے مجھ کو مہ بھی تمہیں رہتے تھے کہ عظمت نور بنت حکیم



نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ و سلم آپ کو ایک غم گسار رفیق حیات کی ضرورت ہے پھر حضور کی اجازت ملنے پر آپ نے دو خواتین کے نام پیش فرمائے جن میں کی ایک اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں اور دوسری اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

اس کے بعد حضرت خولہ بنت حکیم سیدہ سودہ بنت زمعہ کے ہاں پیغام نکاح لے کر گئیں تو انہوں نے قبول فرمایا اور آپ کے والد جو کہ ان دنوں ضعیف العمر تھے انہوں نے بھی آپ کو حضور سے نکاح کرنے کی اجازت دے دی چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم ان کے گھر تشریف لے گئے اور زمعہ نے خطبہ نکاح پڑھا اور چار سو درہم حق مہر طے ہوا۔

(مسند امام احمد بن حنبل)

### امام الانبیاء کی اقتداء میں نماز

اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو ہنسایا کرتی تھیں ایک دفعہ فرمانے لگیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم گذشتہ شب میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی فرکت بی حتی افسکت بانفی مخافة ان یقطر الدم فضحک تو آپ نے رکوع کو اتنا طول دیا کہ میں نے اس خوف سے کہ کہیں نکسیر نہ پھوٹ جائے اپنے ناک کو پکڑے رکھا تو اس پر حضور مسکرا دیئے۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۱۹۷)

### حضور کے فرمان پر عمل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنی تمام ازواج سے فرمایا کہ یہ حجۃ الاسلام تھا جو گردنوں سے اتر چکا ہے اس کے بعد اب تم اپنے کو غنیمت جانو اور اپنے گھروں سے باہر نہ نکلو حضور صلی اللہ

علیہ و سلم کے پردہ فرمانے کے بعد تمام ازواج نے حج ادا فرمائے لیکن سیدہ سودہ بنت زمعہ اور سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہما حج نہ پر گئیں اور فرماتی تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے بعد ہم سوار نہ ہوں گے جس طرح کہ ہمیں آپ نے وصیت فرمائی ہوئی ہے۔

(مسند امام احمد و مدارج)

### حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی معیت میں حج

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ استاذنت سودة رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ليلة المزدلفة تدفع قبله وقبل حطمة الناس وكانت امرأة ثبطة اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے اجازت طلب کی حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے اور لوگوں کی بھیڑ سے پہلے مزدلفہ جانے کی تو آپ نے سیدہ کو اجازت عطا فرمائی اور آپ بھاری جسم کی تھیں۔ (مسلم شریف کتاب الحج باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء وغيرهن ج ۱ ص ۴۱۷)

### اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ کا اپنی باری حضرت صدیقہ کو دینا

حضرت ابن عباس سے سند صحیح کے ساتھ امام ترمذی نے تخریج فرمائی ہے کہ سیدہ سودہ کو جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے طلاق دینے کا خوف ہوا تو آپ نے عرض کی لا تطلقنی وامسکنی واجعل یومی لعائشة ففعل کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم مجھے طلاق نہ دیں حضور مجھے اپنے ساتھ رکھیں اور میں اپنی باری عائشہ کو دیتی ہوں تو حضور نے ایسا ہی کیا جس پر یہ آیت فلاجناح علیہما ان یصلحا بینہما صلحا والصلح خیر۔

تو ان پر گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح خوب ہے نازل ہوئی (ترمذی و

ایک دوسری روایت میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان سودہ لما کبرت قالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد جعلت یومی منک لعائشہ فكان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقسم لعائشہ یومین یومہا ویوم سودہ متفق علیہ (مشکوٰۃ ص ۲۷۹، مسلم ج ۱ ص ۴۷۳)

کہ سیدہ سودہ جب بڑی عمر کی ہوئیں تو عرض گزار ہوئیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم میں نے اپنی باری کا دن عائشہ کو دیا چنانچہ حضور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے دو دن دیتے تھے ایک ان کا اور دوسرا سودہ کا۔ چونکہ سیدہ سودہ چاہتی تھیں کہ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی زوجیت میں انھوں اس وجہ سے انہوں نے اپنا دن عائشہ کو بہہ فرما دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ بیوی اپنی باری اپنی سوکن کو دے سکتی ہے کیونکہ حقوق کا بہہ درست ہے لیکن بعد میں چاہے تو رجوع بھی کر سکتی ہے اسی طرح مہر و نفقہ وغیرہ بھی معاف کر سکتی ہے۔

(مراۃ)

### اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی مرویات

آپ سے پانچ روایات کتب متاداولہ میں موجود ہیں جن میں سے ایک بخاری میں ہے اور باقی چار سنن اربعہ میں پائی جاتی ہیں۔ (مدارج و نزہۃ القاری وغیرہ)

آپ سے ابن عباس، یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن سعد بن زرارہ وغیرہ نے روایات بیان فرمائیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۵۹۹)

## سیدہ سودہ و عائشہ رضی اللہ عنہما کا ایک دوسرے کو حریرہ ملنا

ایک دفع اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حریرہ (آٹا دودھ میں ملا کر پکاتے ہیں اور یہ کھیر کی طرح رقیق ہوتا ہے) بنایا اور اُمّ المؤمنین سودہ کو کھانے کے لئے کہا مگر آپ نے انکار فرما دیا اس پر سیدہ صدیقہ نے حریرہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے منہ پر مل دیا یہ دیکھ کر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے جناب سودہ سے فرمایا کہ آپ بھی عائشہ کے منہ پر مل دو اس پر سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے منہ پر مل دیا یہ دیکھ کر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم تبسم فرما رہے تھے اور آپ کی دونوں ازواج بھی مسکرا رہی تھیں اسی دوران حضرت عمر نے دروازے سے اجازت چاہی تو حضور نے فرمایا کہ تم دونوں اپنے منہ دھولو عمر آرہے ہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اسی دن سے میں عمر سے ہیبت کرتی ہوں۔ (مرقاۃ)

## آیت حجاب

اُمّ المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی ازواج رات میں مناصح جو کہ ایک چوڑا میدان ہے کی طرف رفع حاجت کے لئے جایا کرتی تھیں اور حضرت عمر حضور سے عرض کیا کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم اپنی ازواج کو پردے کا حکم دیں پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ و سلم ایسا نہ کرتے فخرجت سودہ بنت زمعه زوج النبی صلی اللہ علیہ و سلم لیلۃ من اللیالی عشاء تو سیدہ سودہ بنت زمعه زوجہ نبی صلی اللہ علیہ و سلم ایک رات عشاء کے وقت قضائے حاجت کے لئے لے نکلیں تو چونکہ آپ طویل القامت تھیں تو حضرت عمر نے نذا کی یا سودہ حرصا علی ان ینزل الحجاب کہ اے سودہ ہم نے آپ کو پہچان لیا آپ کی خواہش یہ تھی

کہ حجاب نازل ہو۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۹۲۲)

تو جب حضرت عمر نے یہ کہا بخدا تم ہم سے چھپ نہیں سکتیں دیکھو کیسے نکلتی ہو تو آپ لوٹ آئیں اُمّ المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم میرے گھر کھانا تناول فرما رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے دست مبارک میں گوشت والی ہڈی تھی حضرت سودہ اندر آئیں اور عرض گزار ہوئیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم میں اپنی ضرورت کے لئے نکلی تو عمر نے ایسے ایسے کہا صدیقہ فرماتی ہیں کہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی طرف وحی فرمائی پھر وحی کی کیفیت ختم ہوئی اور وہ ہڈی حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے دست مبارک ہی میں رہی۔ (بخاری ج ۲ ص ۷۸۸، نزہۃ القاری ج ۱ ص ۴۷۱)

### اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی بکری

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُمّ المؤمنین کی ایک بکری مر گئی تو آپ نے حضور کو اس کی خبر دی حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا تو تم نے اس کے چمڑے کو لے لیا ہوتا سیدہ عرض گزار ہوئیں ناخذ مسک شاة قد ماتت ہم مردہ بکری کا چمڑا کیسے لیتے حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا انما قال اللہ قل لا اجد فی ما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ (الایۃ) ترجمہ: تم فرماؤ میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام مگر یہ کہ مردار ہو یا رگوں کا بہتا خون یا بد جانور کا گوشت وہ نجاست ہے۔ (کنز الایمان)

اس لئے اگر تم مردہ بکری کو دباغت دیتے اور اس سے نفع حاصل کرتے تو اس میں کوئی حرج نہیں تھا سیدہ فرماتی ہیں کہ فارسلت الیہا فسلخت مسکھا فدبغته فاتخذت منه

المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

قربة حتى تحرق في میں نے اس کی طرف آدمی روانہ کیا اور بکری کی کھال کھجوا دی اور اس کو دباغت دی گئی تو میں نے اس سے مشکیزہ بنایا یہاں تک کہ وہ پھٹ گیا۔

(زجاجة المصابيح (حنفی مشکوة) ج ۱ ص ۳۳۲)

فائدہ

چمڑے سے اس کی ناپاک رطوبتوں کو زائل کر دینے کو دباغت کہتے ہیں جس سے چمڑا پاک ہو جاتا ہے۔ اب خواہ دباغت نمک، انار کے چھلکے یا پھر دھوپ یا مٹی وغیرہ میں بار بار ڈال کر دی جائے۔

مسئلہ

جس چیز کی حرمت شرع میں وارد نہ ہو اس کو ناجائز و حرام کہنا باطل ہے (خزائن العرفان)

اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا وصال

ابن ابی خیشمہ کہتے ہیں کہ توفیت سودہ بنت زمعه فی آخر الزمان عمر بن الخطاب کہ آپ کی وفات حضرت عمر بن خطاب کے دورِ خلافت کہ اوخر میں ہوئی و يقال ماتت سنة اربع و خمسين یعنی آپ کی وفات کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ۵۴ھ میں ہوئی (الاصابه ج ۸ ص ۱۹۷) جب کہ تہذیب التہذیب میں ہے کہ ماتت سنة خمس وستين کہ آپ کا وصال ۶۵ھ میں ہوا (تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۵۹۶) خیال رہے پہلے قول کو واقدی نے ترجیح دی ہے (الاصابه ج ۸ ص ۱۹۷) چونکہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا لہجہ قد کی اور فریبہ و جسم تھیں اس لیے حضرت عمر نے آپ کا جنازہ رات میں لے جانے کا حکم فرمایا حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حبشہ میں میں نے دیکھا کہ عورتوں

کے واسطے ایک مسہری بنائی جاتی تھی لہذا انہوں نے ان کے لئے اسی طرح کی ایک مسہری بنائی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر اس پر پڑی تو دیکھ کر حضرت اسماء کے حق میں دعا دی اور فرمایا آپ نے ان کا ستر قائم کیا اللہ تعالیٰ تمہارا ستر فرمائے ستر تھا سترک اللہ کچھ علماء نے یوں بھی فرمایا ہے کہ اصل میں پردہ دار مسہری سیدہ زینب بنت جحش کے لئے بنائی گئی تھی اور یہ بات تحقیق شدہ ہے کہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے لئے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے مسہری تیار فرمائی تھی اور سیدہ خاتون جنت کی رحلت ان سے قبل ہوئی تھی پس ثابت ہوا کہ سب سے پہلے سیدہ فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے لئے پردہ دار مسہرہ بنائی گئی تھی۔ (مدارج شریف)

### خویش واقارب

### مالک بن زمرہ

آپ سیدہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی اور آپ کی معیت میں آپ کی بیوی عمیرہ بنت السعدی بن واقدان بھی تھیں اور حبشہ ہی میں مقیم رہے حتیٰ کہ حضرت جعفر بن ابی طالب کیساتھ واپس تشریف لائے۔ (الاصابہ ج ۵ ص ۵۳۸ ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۲۶)

### عبدالرحمن بن زمرہ

یہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے عہد مبارک میں پیدا ہوئے ان کے بارے میں حضرت سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمرہ کا جھگڑا ہوا چنانچہ بخاری و مسلم میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی حضرت سعد سے عہد لیا کہ زمرہ

## المعروف بہ مومنوں کی مقدس مائیں

کی باندی کا لڑکا میرا ہے لہذا آپ اس کو لے لینا جب فتح مکہ ہو تو حضرت سعد نے ان کو پکڑا اس پر عبد بن زمعہ نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ زمعہ کی باندی کا لڑکا ہے اور میرے باپ کے فراش و بچھونا پر پیدا ہوا ہے جب حضور کی بارگاہ میں مقدمہ پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ الولد للفراش وللعاهر الحجر بچہ صاحب فراش کے لئے اور زانی کے لئے پتھر اور فیصلہ عبد بن زمعہ کے حق میں فرمایا اور سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ آپ ان سے پردہ کرو۔

(الاصابہ ج ۵ ص ۲۹ ، بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۶۵)

### عبد بن زمعہ

آپ حضرت ام المومنین سودہ کے بھائی ہیں ان کے والد زمعہ فتح مکہ سے قبل وصال کر گئے تھے جب کہ آپ فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور یہ وہی عبد بن زمعہ ہیں جن سے حضرت سعد بن ابی وقاص نے مخالفت کی تھی اور آپ کے حق میں فیصلہ ہوا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور کا نکاح حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے ہوا اس وقت یہ حج کرنے گئے ہوئے تھے واپسی پر جب نکاح کی خبر سنی تو اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگے اللہ کی شان جب اسلام کی دولت سے مشرف ہوئے تو فرمایا کہ جس دن میں نے اپنے سر پر مٹی ڈالی تھی اس دن میں بیوقوف تھا۔ (الاصابہ ج ۴ ص ۳۲۲)

### قرظہ بن عمرو

ان کا نسب یوں بیان کیا گیا ہے کہ قرظہ بن عبد بن عمرو بن نوفل بن عبد مناف یہ عبد بن زمعہ کے ماں شریکے ہیں ان دونوں کی والدہ عاتکہ بنت اخیف ہیں۔ (الاصابہ ج ۴ ص ۳۲۲)

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



## فضائلِ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب سے کتب احادیث مزین و متحلی ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ و سلم کی اس محبوبہ زوجہ کو ایسے کمالات و خصوصیات سے نوازا ہے کہ جن کی کوئی حد نہیں۔

تبرکاً چند ایک فضائل سے کتاب ہذا کو آراستہ کیا جاتا ہے۔

عن ابی سلمة ان عائشة قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
یا عائشة هذا جبرئیل یقرئک السلام قالت وعلیہ السلام ورحمة اللہ قالت  
وہو یری مالاری (متفق علیہ ، مشکوٰۃ)

☆ ۱۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں آپ کو سلام پیش کرتے ہیں سیدہ جو اباً فرماتی ہیں کہ ان پر بھی سلام اور اللہ کی رحمت نازل ہوں اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ کچھ دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی۔

نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے فرماتی ہیں قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اری تک فی المنام ثلث لیل یجئ بک الملک فی سرقة من حریر فقال لی ہذا امرئک فکشفت عن وجهک الثوب فاذا انت ہی فقلت ان یکن هذا من عند اللہ یمضہ (متفق علیہ ، مشکوٰۃ)

☆ ۲۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم مجھے تین رات خواب میں دکھائی گئیں تھیں آپ کو فرشتہ ریشمی عمدہ کپڑے میں لاتا تھا اس نے ہمیں کہا کہ یہ آپ کی زوجہ

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

ہیں میں نے تمہارے رخ سے کپڑا اٹھایا تو اچانک وہ تم تھیں میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اسے پورا فرمائے گا۔

☆ ۳۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جبرئیل نازل ہوئے اور میری تصویر حضور کے دستِ اقدس میں دی ان دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ تصویر ریشمی کپڑے پر تھی اور وہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے دستِ اقدس میں دی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دو مرتبہ اترے ہوں ایک مرتبہ تصویر ہاتھ میں دی اور دوسری مرتبہ ریشمی کپڑے میں (اشعة اللمعات) یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رب تعالیٰ کی طرف سے آپ کی زوجیت کے لئے منتخب ہیں یہ آپ کے لئے رب تعالیٰ کا تحفہ ہیں سمجھ لو رب کا تحفہ کس شان کا ہوگا۔ (مرآة المناجیح)

☆ ۴۔ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے فرماتی ہیں

ان الناس كانوا يتحرون بهداياهم يوم عائشة يبتغون بذلك مرضاة رسول الله صلى الله عليه وسلم وقالت ان نساء رسول الله صلى الله عليه وسلم كن حزين فحزب فيه عائشة و صفية وسودة والحزب الاخر ام سلمة وسائر نساء رسول الله صلى الله عليه وسلم فكلم حزب ام سلمة فقلن لها كلمى رسول الله صلى الله عليه وسلم يكلم الناس فيقول من اراد ان يهدى الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فليهده اليه حيث كان فكلمته فقال لها لا تؤذيني فى عائشة فان الوحي لم ياتنى وانا فى ثوب امرأة الاعائشة قالت اتوب الى الله من اذاك يا رسول الله ثم انهن دعون فاطمة فارسلن الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فكلمته فقال يابنية الاتحبين ما احب قالت بلى قال فاحبى هذه (متفق

یعنی صحابہ کرام اپنے تحائف کے لئے جناب عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری تلاش کرتے تھے اس سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی خوشنودی تلاش کرتے تھے فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی بیویاں دو گروہ تھیں ایک گروہ میں سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا اور صفیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا تھیں اور دوسرا گروہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضور کی دیگر ازواج کا تھا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گروہ نے گفتگو کی ان سے کہا کہ تم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم سے بات کرو کہ آپ صحابہ سے فرمائیں کہ جو بھی حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی بارگاہ میں تحفہ بھیجنا چاہے تو آپ کو بھیج دیا کرے حضور صلی اللہ علیہ و سلم جہاں بھی ہوں چنانچہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے گزارش کی تو حضور نے فرمایا کہ مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تکلیف نہ دو کیونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی بیوی نہیں جن کے بستر میں ہوں اور وحی آئے سیدہ نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ و سلم آپ کو ایذا رسانی سے میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں پھر تمام بیویوں نے سیدہ بتول فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں بھیجا آپ نے عرض کی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا اے پیاری بیٹی جس سے میں محبت کرتا ہوں ان سے تم محبت نہیں کرتیں عرض کی کیوں نہیں یعنی محبت کرتی ہوں حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا پس عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے محبت کرو۔

☆ ۵۔ امام ترمذی روایت فرماتے ہیں ان جبرئیل جاء بصورتها في خرقة حرير

خضراء الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال هذه زوجتك في الدنيا

والاخرة (مشکوٰۃ ص ۵۷۳، ترمذی ج ۲ ص ۲۲۸ مطبوعہ ضیاء القرآن)  
 بے شک حضرت جبرئیل امین علیہ السلام ریشم کے سبز ٹکڑے میں ان کی تصویر حضور سید  
 عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لائے اور عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ  
 دنیا و آخرت میں آپ کی بیوی ہیں۔ اشعة اللمعات میں شیخ محقق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ  
 اس جگہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے جنت کی بشارت ہے اور تمام ازواج مطہرات  
 رضی اللہ عنہن جنتی ہیں جنتی ہونے کی بشارت دس حضرات (عشرہ مبشرہ) کے ساتھ خاص  
 نہیں ہے۔

خیال رہے تصویر کی حرمت قدوم مدینہ کے بعد ہے۔ (حاشیہ ترمذی ج ۲ ص ۲۲۸)  
 ☆۶۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ اپنی صحیح میں حدیث روایت فرماتے ہیں کہ عن ابی  
 موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمل  
 من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء الامریم بنت عمران و آسیة امرأۃ فرعون  
 وفضل عائشة علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام .

(صحیح البخاری کتاب المناقب ج ۱ ص ۵۳۲)

یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا مردوں میں کامل بہت سے افراد ہوئے لیکن عورتوں میں مریم رضی اللہ عنہا بنت عمران  
 و آسیہ رضی اللہ عنہا زوجہ فرعون کے سوا کوئی کامل نہ ہوئی جب کہ عائشہ کی فضیلت تمام  
 عورتوں پر اس طرح ہے جیسے ثرید کی تمام کھانوں پر۔

☆۷۔ نیز حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سمعت رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم یقول فضل عائشة علی النساء کفضل الثرید علی الطعام

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

یعنی میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کو فرماتے سنا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسے ہے جیسے تریڈ کی فضیلت کھانوں پر ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۳۲)

☆ ۸۔ نیز امام ترمذی و دیگر محدثین روایت فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم سے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ و سلم آپ کو دنیا میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے قال عائشة قلت من الرجال قال ابوہا (ترمذی ابواب المناقب ص ۲۲۸) فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا میں نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ و سلم مردوں میں کون محبوب ہے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا کے والد یعنی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔

☆ ۹۔ نیز عبد اللہ ابن زیاد الاسدی فرماتے ہیں کہ میں نے عمار کو کہتے سنا کہ ہسی زوجة فی الدنيا والاخرة یعنی عائشة (ترمذی ابواب المناقب) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی دنیا و آخرت میں زوجہ ہیں۔

☆ ۱۰۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا تو رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنے اصحاب کو تلاش کے لئے بھیجا نماز کا وقت ہوا تو پانی نہ ہونے کی وجہ سے بغیر وضو کے نماز ادا کی جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی بارگاہ میں شکایت پہنچی فنزلت آية التيمم قال اسيد بن حضير جزاك الله خيرا فوالله ما نزل بك امر قط الا جعل الله لك منه مخرجا وجعل للمسلمين فيه بركة (الصحيح البخاری فضل عائشة رضی اللہ عنہا) تو آیت تیمم نازل ہوئی اس پر حضرت اسید بن حضیر نے فرمایا کہ اللہ آپ کو جزائے خیر

دے آپ پر جب بھی کوئی آزمائش نازل ہوئی تو اللہ نے آپ کو اس سے نجات دی اور مسلمانوں کیلئے اس میں برکت رکھی خیال رہے تیمم خصوصیات امت محمدیہ صلی اللہ علیہ و سلم میں سے ہے جو کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے طفیل حاصل ہوئی جیسا کہ مذکورہ روایت سے معلوم ہوا۔

☆ ۱۱۔ نیز سیدہ رضی اللہ عنہا کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ آپ کے دہن مبارک کا لعاب اور حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا لعاب دہن اکٹھا ہوا چنانچہ فرماتی ہیں ان اللہ جمع بین ریقی و ریفقہ عند موتہ یعنی حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی وفات کے وقت اللہ تعالیٰ نے میرے اور حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے لعاب دہن کو اکٹھا فرمایا۔

(رواہ البخاری ، مشکوٰۃ وفات النبی ص ۵۲۷)

### فائدہ

امام نووی فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ جس شخص سے پانی و مٹی دونوں معدوم ہوں تو اس پر اسی حالت میں نماز پڑھنا واجب ہے جب کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے اس بارے میں چار اقوال ہیں قول اول جو کہ زیادہ صحیح ہے وہ یہ ہے کہ ایسے شخص پر اسی حالت میں نماز پڑھنا واجب ہے پھر بعد میں اعادہ بھی بطور وجوب ہے دوسرا قول یہ ہے کہ اس حالت میں نماز پڑھنا حرام ہے جب کہ بعد میں اعادہ واجب تیسرا قول یہ ہے کہ فی الحال پڑھنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے البتہ بعد میں قضاء واجب ہے چوتھا قول یہ ہے کہ فی الحال پڑھنا واجب ہے اور اعادہ واجب نہیں ہے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اس حالت میں نماز پڑھنے سے رک جائے گا اور اس پر تہبہ بالصلوٰۃ بھی واجب نہیں جب کہ صاحبین فرماتے ہیں کہ اس پر تہبہ بالصلوٰۃ واجب ہے البتہ اس نماز کی قضا کرنے میں تینوں حضرات یعنی امام اعظم و ابو یوسف و امام محمد رضی اللہ

عنہم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (عمدة القاری الجزء السادس عشر بیروت لبنان)

☆ ۱۲۔ امام بخاری روایت فرماتے ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم اپنے

مرض الوفات میں فرماتے تھے کہ کل میں کہاں ہوں گا؟ کل میں کہاں ہوں گا؟ حرصا علی بیت

عائشة قالت عائشة فلما کان یومی سکن (صحیح البخاری باب فضل عائشة)

یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری پر حرص کرنے کی وجہ سے آپ فرماتی ہیں کہ جب

میری باری تھی تو آپ کو سکون و اطمینان ہوا سبحان اللہ یہ فضیلت بھی سیدہ صدیقہ رضی اللہ

عنہا کو حاصل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے آپ کے حجرہ مبارکہ میں آپ کی

آغوش میں وصال فرمایا چنانچہ فی روایة مسلم فلما کان یومی قبضہ اللہ بین سحری

ونحری (عمدة القاری) یعنی جب میری باری تھی اور میرے سینے کے اوپر والے حصے میں

رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم نے وصال فرمایا (اللہ نے ان کو قبض فرمایا) اور دیگر کتب

میں اس طرح بھی ہے کہ توفی فی بیٹی و فی یومی و بین سحری و نحری حاصل یہ کہ

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنے آخری ایام میں سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

ہی کو مشرف فرمایا خیال رہے کہ اس سے کوئی یہ وہم نہ کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم

نے ازواج کے درمیان عدل نہیں کیا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم اس حکم سے مستثنیٰ ہیں

اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ و سلم تمام ازواج رضی اللہ عنہن کو شرف بخشا

کرتے تھے حتیٰ کہ جب سفر پر جاتے تو ازواج کے مابین قرعہ ڈالا جاتا جس کا نام نکلتا وہ حضور کی

معیت میں سفر میں جاتیں چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ کان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اذا اراد السفر اقرع بین نسائه فایتھن خرج

سہما خرج بہامعہ (متفق علیہ، مشکوٰۃ) یعنی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم

جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواجِ پاک کے مابین قرعہ ڈالتے پھر ان میں سے جس کا حصہ نکلتا اسے اپنے ساتھ لے جاتے نیز دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے اس کی اجازت بھی دی تھی اور تمام اس پر خوش تھیں چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسأل فی مرضہ الذی مات فیہ این انا غدا این انا غدا یرید یوم عائشہ فاذن لہ ازواجہ یکون حیث یشاء فکان فی بیت عائشہ حتی مات عندها کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس مرض میں پوچھتے تھے جسمیں آپ کی وفات ہوئی کہ ہم کل کہاں رہیں گے ہم کل کہاں رہیں گے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا دن ڈھونڈتے تھے پھر تمام ازواجِ پاک نے آپ کو اجازت دے دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جہاں چاہیں رہیں چنانچہ آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں رہے حتیٰ کہ انہیں کے ہاں وفات پائی۔

مرآة المناجیح میں ہے کہ یہ ان پاک بیویوں کا انتہائی ادب ہے ورنہ وہ تمام جانتی تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جانا چاہتے ہیں آپ ہی کی باری میں آپ ہی کے گھر میں آپ کے سینہ انور پر وفات پائی اور آپ ہی کے گھر میں تاقیامت آرام فرما ہوئے۔ (مشکوٰۃ، مرآة)

☆ ۱۳۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ہاں دو راتیں قیام فرماتے جب کہ دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ہاں ایک ایک۔

چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں ان سودة لما کبرت قالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد جعلت یومی منک



لعائشة فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقسم لعائشة يومين يومها ويوم  
سودة (متفق عليه ، مشكوة)

کہ بی بی سودہ رضی اللہ عنہا جب عمر رسیدہ ہو گئیں تو عرض گزار ہوئیں اے اللہ کے  
رسول صلی اللہ علیہ و سلم میں نے اپنی باری کا دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا  
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم جناب عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے دو دن دیتے تھے  
ایک ان کا اپنا اور دوسرا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا۔

☆ ۱۴۔ خیال رہے دس خصوصیات سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ایسی تھیں جن  
کی وجہ سے آپ دیگر ازواج پر فخر فرمایا کرتیں تھیں جب آپ سے پوچھا گیا کہ وہ کیا ہیں تو فرمایا  
نزل الملك بصورتی وتزوجنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لسبع سنین  
واهدیت له تسع سنین۔

☆ ۱۔ فرشتہ میری تصویر کے ساتھ آپ کے پاس آیا۔

☆ ۲۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے مجھ سے سات سال کی عمر میں  
عقد (نکاح) فرمایا اور نویں سال میں رخصت ہوئی۔

☆ ۳۔ وتزوجی بکرم یشرکنہ فی احد من الناس۔ میرا عقد نکاح حالت  
بکر (کنواری حالت) میں ہوا۔

☆ ۴۔ و اتاہ الوحی وانا وایاہ فی لحاف واحد میں اور حضور صلی اللہ علیہ و  
سلم ایک جگہ ہوتے اور وحی آتی۔

☆ ۵۔ و کنت من احب الناس الیہ اور میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو محبوب  
ترین تھی۔

☆۶۔ ونزل فی آیات من القرآن کادت الامۃ تہلک فیہن میری شان میں اٹھارہ آیتیں قرآن کریم کی نازل ہوئیں جب کہ امت قریب بہلاکت تھی۔

☆۷۔ ورایت جبرئیل علیہ السلام ولم یرہ احد من نساءہ غیرى میں نے جبرئیل روح الامین کو دیکھا اور میرے سوا ازواج میں سے کسی نے نہ دیکھا

☆۸۔ و قبض فی بیتی اور میرے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے وفات پائی جب کہ میرے اور فرشتہ کے سوا کوئی قریب نہ تھا۔

☆۹۔ میری شان میں آسمان سے برأت آئی اور میں پاک تھی اس پاک ذات کے نزدیک۔

☆۱۰۔ ولقد وعدت مغفرہ واجرا عظیما مجھے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ ہوا۔

(تفسیر الحسنات)

☆۱۵۔ شیخ صاحب مدارج النبوة شریف میں فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے کسی ایسی عورت سے شادی نہ فرمائی جس کے باپ اور ماں نے راہ خدا میں ہجرت کی ہو سوائے میرے (مدارج شریف مترجم)

☆۱۶۔ حاصل کلام یہ کہ جناب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل ریت کے ذروں آسمان کے تاروں کی طرح بے شمار ہیں۔ (مراۃ المناجیح)

## تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام عائشہ بنت عبد اللہ بن ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن نھر بن مالک ہے والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے

عائشہ بنت اُمّ رومان بنت عامر بن عویمیر بن عبد شمس (بن عتاب) بن اذنیہ ابن سلیم بن دھمان بن الحارث بن غنم بن مالک بن کنانہ الکنانیہ۔ (اسد الغابہ)

### فائدہ

آپ خود صدیقہ ہیں اور صدیق کی بیٹی ہیں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ (اسد الغابہ)

آپ کی کنیت اُمّ عبد اللہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یہ کنیت عطا فرمائی حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے نام پر کیونکہ وہ آپ کے بھانجے ہیں چنانچہ عمدۃ القاری میں ہے تکنی بام عبد اللہ کناھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بابن اختها عبد اللہ بن الزبیر (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۷۵) ایک روایت کے مطابق یوں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی پیدائش کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحسین فرمائی ان کے منہ میں آپ نے اپنا لعاب دہن ڈالا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ یہ عبد اللہ ہیں اور آپ اُمّ عبد اللہ۔ (مدارج شریف)

جیسا کہ مذکور ہوا آپ کی والدہ کا نام اُمّ رومان ہے جو کہ حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر کی والدہ ہیں اور حضرت اسماء سیدہ صدیقہ کی بہن ہیں لقب صدیقہ اور کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو حمیرا سے خطاب فرماتے تھے۔

### بوقت نکاح و رخصتی سیدہ رضی اللہ عنہا کی عمر

تزوجھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمکہ قبل الهجرة بسنتين وقيل بثلاث وقيل سنة ونصف او نحوھا فی شوال (عمدۃ القاری)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے نکاح مکہ المکرمہ میں ہجرت سے

دو سال یا تین سال یا ڈیڑھ سال قبل شوال کے مہینے میں فرمایا  
 وقال الزبير تزوجها رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد خديجة بثلاث  
 سنين وتوفيت خديجة قبل الهجرة بثلاث سنين وقيل باربع سنين وقيل بخمس  
 سنين (اسد الغابه)

یعنی زبیر نے یہ کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ صدیقہ سے نکاح سیدہ  
 خدیجہ کے تین سال بعد فرمایا جب کہ حضرت خدیجہ کا وصال ہجرت سے تین سال یا چار سال یا پانچ  
 سال قبل ہوا۔

بہر حال سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر نکاح کے وقت چھ سال یا پھر سات سال تھی  
 جب کہ رخصتی کے وقت نو سال تھی عمدۃ القاری میں ہے وہی بنت ست سنین وقیل سبع  
 (عمدۃ القاری) یعنی آپ نکاح کے وقت چھ یا سات سال کی تھیں وبنی بہا وہی بنت  
 تسع سنین المدینۃ (اسد الغابه) اور آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ  
 ہی میں شرف بخشا اور آنحضرت کی آپ نو سال کی تھیں۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے عن عائشة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تزوجها وہی  
 بنت سبع سنين وزفت اليه وہی بنت تسع سنين ولعبها معها ومات عنها وہی  
 بنت ثمانی عشرة. (رواہ مسلم)

یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے  
 نکاح کیا جب وہ سات سال کی لڑکی تھیں اور رخصت ہوئیں جب وہ نو برس کی لڑکی تھیں ان کے  
 کھلونے ان کے ساتھ تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چھوڑ کر وفات پائی جب  
 وہ ۱۸ سال کی تھیں۔

ابوداؤد شریف میں ہے عن عائشہ قالت تزوجنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا بنت سبع قال سلیمان اوست ودخل بی وانا بنت تسع (ابوداؤد شریف کتاب النکاح)

سیدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ نکاح فرمایا تو میں سات سال کی تھی سلیمان نے کہا چھ سال کی اور میرے ساتھ خلوت فرمائی تو میں نو سال کی تھی۔

خیال رہے صحیح بات وہی ہے جو اس روایت میں بیان فرمائی گئی ہے اور تاریخ و سیرت کی کتابوں میں اکابر علمائے اسلام نے ایسا ہی لکھا ہے اور اسی پر اعتماد و جزم فرمایا واللہ اعلم بالصواب (شاہجہانپوری) خیال رہے سیدہ چھ سال کی ہو کر ساتویں سال میں داخل ہو چکی تھیں (مرآة المناجیح) لہذا روایات میں تعارض نہ ہوگا۔

### واقعة نکاح

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد حکیم کی بیٹی حضرت خولہ جو کہ عثمان ابن مظعون کی زوجہ ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ شادی نہ فرمائیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کس سے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ چاہیں تو کنواری سے اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہو تو خواہ ثیبہ سے آپ نے فرمایا کنواری کس سے؟ عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے مخلوق میں محبوب ترین شخص کی صاحبزادی سے یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ثیبہ میں سے کس سے؟ عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورہ بنت زمعہ سے جو کہ آپ پر ایمان لا چکی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

سلم کی بارگاہ کی پیروکار ہیں پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خولہ کو حکم فرمایا کہ جا کر ان کو نکاح کا پیغام دو حضرت خولہ فرماتی ہیں فدخلت بیت ابی بکر فقالت یا ام رومان ماذا ادخل اللہ عزوجل علیکم من الخیر والبرکة قالت وماذاک قالت ارسلنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخطب علیہ عائشة قالت انتظری ابابکر حتی یأتی فجاء ابوبکر فقالت یا ابابکر ماذا ادخل اللہ علیکم من الخیر والبرکة قال وماذاک قالت ارسلنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخطب علیہ عائشة قال هل تصلح له انما هی ابنتاخیہ فرجعت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت له ذلك قال ارجعی الیه فقولی له انا اخوک وانت اخی فی الاسلام وبتک تصلح لی فرجعت فذکرت ذالک له قال انتظری وخرج قالت ام رومان ان مطعم بن عدی قد کان ذکرها علی ابنہ فواللہ ما وعد وعدا قط فاخلفه لابی بکر فدخل ابوبکر علی مطعم بن عدی عنده امرأته ام الفتی فقالت یا ابن ابی قحافة لعلک مصب صاحبنا مدخله فی دینک الذی انت علیہ ان تزوج الیک قال ابوبکر للمطعم بن عدی اقول هذه تقول قال انها تقول ذلک فخرج من عنده وقد اذهب اللہ عزوجل ما کان فی نفسه من عدته التی وعده فرجع فقال لخولة ادعی لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدعته فزوجها ایاہ وعائشة یومئذ بنت ست سنین

(مسند احمد بن حنبل ج ۶ ص ۲۱۱)

یعنی میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر گئی اور حضرت ام رومان سے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے کس قدر بھلائی اور برکت کا سامان مہیا فرمایا ہے حضرت ام رومان نے کہا

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

وہ کیا ہے خولہ نے کہا کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم نے مجھ کو آپ کی صاحبزادی کے رشتہ کے لئے بھیجا ہے اُمّ رومان نے فرمایا ابو بکر کے آنے تک انتظار کرو پس حضرت ابو بکر تشریف لے آئے حضرت خولہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے کس قدر آپ کے لئے خیر و برکت کا سامان کیا ہے آپ نے فرمایا وہ کیسے حضرت خولہ نے کہا کہ مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ کے لئے بھیجا ہے آپ نے فرمایا کیا عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے لئے ٹھیک ہے اس لئے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی بھتیجی ہے حضرت خولہ نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی بارگاہ میں آ کر عرض کی حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا آپ ان سے جا کر کہو کہ وہ میرے اور میں ان کا رخ فی الدین ہوں لہذا عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح مجھ سے ہو سکتا ہے آپ نے واپس آ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ماجرا عرض کیا آپ نے فرمایا کہ انتظار کرو اور باہر تشریف لے گئے ام رومان نے کہا کہ مطعم بن عدی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کیلئے اپنے بیٹے کے لئے (رشتے کا) ذکر کیا تھا اور قسم بخدا حضرت صدیق نے زمانہ جاہلیت میں بھی کبھی وعدہ خلافی نہیں فرمائی اس کے بعد حضرت صدیق مطعم بن عدی کے پاس پہنچے ان کے پاس ان کی زوجہ (بیوی) تھی اس نے کہا کہ ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ اگر یہ لڑکی ہمارے گھر آوے گی تو ہمارا لڑکا بے دین ہو جائے گا اس دین پر جس دین پر آپ تھے حضرت صدیق نے مطعم بن عدی کو کہا کیا یہ آپ کا قول ہے اس نے کہا جو میری زوجہ کہتی ہے وہی میرا قول ہے پس آپ واپس آ گئے اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے وعدہ سے سبکدوش فرمایا واپس آ کر آپ نے حضرت خولہ سے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو بلو الو تو حضرت صدیق نے بیٹی کا نکاح اسی دن حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے کر دیا

المعروف بہ مومنوں کی مقدس مائیں

اور اس وقت عائشہ کی عمر ۶ سال تھی۔

سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دنیائے علم میں

۱۔ ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے اپنے والد سے روایت کی کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ و سلم جب کسی بات میں شک کرتے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی پوچھتے تھے اور ان کے پاس اس کا علم پاتے تھے۔

۲۔ مسروق سے مروی ہے کہ ان سے کہا گیا کہ آیا عائشہ رضی اللہ عنہا فرائض اچھی طرح جانتی تھیں انہوں نے کہا کیا خوب اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے میں نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے اصحاب کی استانی دیکھا اکابر صحابہ ان سے فرائض پوچھتے تھے۔

۳۔ ابی سلمہ بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو سنت رسول صلی اللہ علیہ و سلم کا عالم نہ پایا اور نہ فقیہ اور نہ کسی آیت کے شانِ نزول میں ان سے زیادہ عالم دیکھا نہ ہی فرائض میں۔

۴۔ محمود بن لبید سے مروی ہے کہ ازواجِ نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے کثیر احادیث حفظ کر لیں مگر نہ عائشہ و ام سلمہ رضی اللہ عنہما کے برابر۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے عہد میں اپنی وفات تک فتویٰ دیتی رہیں ان پر اللہ کی رحمت ہو حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے بعد اکابر صحابہ حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما آپ سے احادیث دریافت کرواتے تھے۔ (طبقات ابن سعد)

۵۔ علم و اجتہاد میں سب سے زیادہ بڑھی ہوئیں تھیں حضراتِ خلفاء راشدین کے عہد ہی سے

فتویٰ دیتی تھیں (نزہۃ القاری)



## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمة فرماتے ہیں

شمعِ تاباں کاشانہ اجتہاد  
مفتی چہارملت پہ لاکھوں سلام

۶. وروت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا روی عنہا عمر بن الخطاب و کثیر من الصحابة و من التابعین ما لا یحصى (اسد الغابہ فی معرفة الصحابة الجزء السابع)

حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے کثیر روایات کیں اور آپ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ و دیگر کثیر صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم نے احادیث روایت فرمائیں جو کہ شمار سے باہر ہیں۔

۷. قال عروة ما رأیت احدا منهم اعلم بفقہه و لا بطب و لا بشعر من عائشة.

(ایضاً)

عروہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کوئی فقیہ و علم طب میں ماہر اور نہ ہی علم شعر میں کامل جانا۔

۸. و کان اکابر الصحابة یسألونها عن الفرائض و قال عطاء بن ابی رباح

كانت عائشة من افقه الناس و احسن الناس رأی فی العامة. (ایضاً)

اکابر صحابہ آپ سے مسائل پوچھتے تھے عطاء بن ابی رباح نے کہا کہ آپ تمام لوگوں سے بڑھ کر فقیہ تھیں اور عامۃ الناس میں قیاس کے اعتبار سے سب سے اچھی رائے والی تھیں۔

۹. و کان مسروق اذا روی عنہا یقول حدثنی الصدیقة بنت الصدیق البریة

المبرأة. (ایضاً)

اور مسروق جب ان سے روایت فرماتے تو کہتے مجھ سے حدیث بیان فرمائی صدیقہ جو کہ صدیق کی بیٹی ہیں اور جو کہ ہر عیب سے بری اور اللہ کی بارگاہ میں براءت یافتہ ہیں۔

۱۰۔ وکانت من اکبر فقهاء الصحابة (عمدة القاری) آپ اکبر فقہائے صحابہ میں

سے تھیں۔

۱۱۔ نیز ان چھ صحابہ میں سے تھیں جنہوں نے سب سے زیادہ احادیث روایت فرمائیں چنانچہ

عمدة القاری میں ہے واحد الستة الذین ہم اکثر الصحابة رواية (عمدة القاری)

۱۲۔ ترمذی شریف میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ما اشکل

علینا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث قط فسألنا عائشة

الاولیٰ وجدنا عندها منه علما (ترمذی من فضل عائشة) یعنی ہم اصحاب رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم پر کوئی حدیث مشکل نہ ہوئی کبھی بھی پھر ہم نے جناب عائشہ رضی اللہ عنہا

سے پوچھا۔ مگر ہم نے ان کے پاس اس کا علم پایا۔

۱۳۔ باوجودیکہ جب رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا سے ظاہری پردہ

فرمایا اس وقت آپ کی عمر مبارک اٹھارہ سال تھی جیسا کہ علامہ عینی فرماتے ہیں وتوفی

عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہی بنت ثمانی عشرة. (عمدة القاری)

جب کہ بوقتِ رخصتی عمر شریف نو سال تھی جیسا کہ گذرا آپ سے دو ہزار دو سو دس احادیث

مروی ہیں جن میں سے ایک سو چوہتر پر شیخین نے اتفاق فرمایا جب کہ چون امام بخاری نے اور

اٹھاون امام مسلم نے منفرداً روایت فرمائی ہیں نیز آپ سے روایت کرنے والے صحابہ و تابعین کی

تعداد تقریباً دو سو ہے۔ (عمدة القاری کتاب بدء الوحی)

۱۴۔ احادیث میں وارد ہوا ہے کہ خذوا ثلثی دینکم من هذه الحمیرا یعنی تم عائشہ حمیرا سے اپنا دو تہائی دین حاصل کرو۔ (مدارج شریف)

۱۵۔ عن موسیٰ بن طلحة قال ما رأیت احدا افصح من عائشة .

(رواہ الترمذی مشکوٰۃ)

حضرت موسیٰ بن طلحہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے عائشہ سے کسی کو زیادہ فصیح نہ دیکھا۔

### مرویات اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی چند ایک مرویات ذکر کی جاتی ہیں

۱. عن عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها ان الحارث بن هشام قال يا رسول الله كيف يأتيك الوحي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم احيانا يأتيني مثل صلصلة الجرس وهو اشد علي فيفصم عني وقد وعيت عنه ما قال و احيانا يتمثل لي الملك رجلا فيكلمني فاعى ما يقول قالت عائشة ولقد رأيتہ ينزل عليه الوحي في اليوم الشديد البرد فيفصم عنه وان جبينه ليتفصد عرقا .

(الصحيح البخارى كتاب الوحي ج ۱ ص ۲)

ترجمہ: اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم آپ کی طرف وحی کیسے آتی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ کبھی تو گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے اور وہ مجھ پر سب سے سخت ہوتی ہے جب وہ تمام ہوتی ہے تو جو کہا میں اسے یاد کر لیتا ہوں اور کبھی میرے پاس فرشتہ آدمی کی شکل میں آ کر گفتگو کرتا ہے جو وہ کہے میں یاد کر لیتا ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ سخت سردی کے دن میں آپ پر وحی

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

نازل ہوتی اور وہ موقوف ہوتی تو آپ کی پیشانی سے پسینہ بہ رہا ہوتا۔

(ترجمہ شاہجہانپوری)

۲. عن عائشة قالت قال النبي صلى الله عليه وسلم ان اعظم النكاح بركة

ايسره مؤنة (رواه البيهقي في شعب الايمان، مشكوة)

سیدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

زیادہ برکت والا وہ نکاح ہے جس میں بوجھ کم ہو۔

۳. عن عائشة قالت اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم بسارق فقطعه

فقالوا ما كنا نراك يبلغ به هذا قال لو كانت فاطمة لقطعناها (رواه النسائي

مشكوة)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں

ایک چور لایا گیا تو آپ نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا لوگ عرض گزار ہوئے حضور ہم گمان نہ کرتے تھے

کہ یہ یہاں تک پہنچ جائے گا فرمایا اگر فاطمہ ہوتیں تو میں ان کے بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

۴. عن عائشة قالت ما نظرت او ما رأيت فرج رسول الله صلى الله عليه

وسلم قط (رواه ابن ماجه مشكوة) فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی بھی رسول کائنات صلی

اللہ علیہ وسلم کا ستر نہ دیکھا۔

۵. عن عائشة أم المؤمنين انها قالت اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم بصبي

فبال على ثوبه فدعا بقاء فاتبعه اياه (الصحيح البخارى كتاب الوضوح ۱ ص ۳۵)

فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شیرخوار بچہ لایا گیا جس

نے آپ کے کپڑے پر بول کر دیا آپ نے پانی منگوا کر اس پر ڈال دیا۔

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

۶۔ عن عائشة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کل شراب اسکر فهو حرام (بخاری کتاب الوضو) فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر وہ مشروب جو نشہ لائے حرام ہے۔

۷۔ عن عائشة ان رجلا قال لنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان امی افلتت نفسها واطنہا لو تکلمت تصدقت فهل لها اجر ان تصدقت عنها قال نعم (بخاری شریف کتاب الجنائز ج ۱ ص ۱۸۶) فرماتی ہیں کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض گزار ہوا کہ میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہیں میرا خیال ہے کہ اگر وہ گفتگو کرتیں تو صدقہ دیتیں اگر میں ان کی طرف سے خیرات کروں تو کیا انہیں ثواب ملے گا فرمایا ہاں۔ (شاہجہانپوری)

۸۔ عن عائشة قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا لاموات فانہم قد افضوا الی ما قدموا (بخاری شریف کتاب الجنائز ج ۱ ص ۱۸۷) فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کو سب و شتم نہ کرو کیونکہ جو انہوں نے آگے بھیجا تھا اس تک پہنچ گئے ہیں۔

۹۔ عن عائشة قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصغی الی رأسہ وهو مجاور فی المسجد فارجلہ وانا حائض۔ (بخاری شریف کتاب الاعتکاف ج ۱ ص ۲۷۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک میری طرف جھکا دیتے جب کہ آپ مسجد میں اعتکاف کئے ہوتے تو میں کنگھی کر دیتی حالانکہ میں حائضہ ہوتی۔ (شاہجہانپوری)

۱۰۔ عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يجاور في العشر الاواخر من رمضان ويقول تحروا ليلة القدر في العشر الاواخر من رمضان (بخاری شریف کتاب الصیام ج ۱ ص ۲۷۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے اور فرمایا کرتے کہ شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔ (ایضاً)

۱۱۔ عن عائشة قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم يكثُر ان يقول في ركوعه وسجوده سبحنك اللهم ربنا وبحمدك اللهم اغفر لي يتاول القرآن فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع و سجدوں میں اکثر یہ دعا پڑھتے اے اللہ ہمارے رب اور ساتھ اپنی تعریف کے اے اللہ مجھے بخش دے آپ قرآن مجید کی تعمیل کرتے۔ (بخاری کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۱۱۳)

۱۲۔ عن عائشة رضي الله عنها قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي وانا راقدة معترضة على فراشه فاذا اراد ان يوتر ايقظني فاوترت.

(بخاری ابواب الوتر ج ۱ ص ۱۳۶)

سیدہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے اور میں آپ کے بستر پر ترچھی لیٹی رہتی جب آپ وتر پڑھنا چاہتے تو مجھے جگا دیتے تو میں وتر پڑھ لیتی۔ حصول برکت کے لئے بارہ روایات پیش کی گئیں۔

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت و فیاضی کا یہ عالم تھا کہ گھر میں جو مال ہوتا بانٹ دیا

کرتی تھیں حتیٰ کہ خود پیوند والے کپڑے استعمال فرماتیں چنانچہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لقد رأيت عائشة رضي الله عنها تقسم سبعين الفا وانها لترقع جيب درعها کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ آپ نے ستر ہزار اللہ کی راہ میں خیرات کئے حالانکہ خود آپ اپنی قمیص کی جیب میں پیوند لگاتی تھیں۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۵۸)

اسی طرح مرقاة میں حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں ایک بار ام المؤمنین انگور کھا رہی تھیں کہ کوئی سائل آیا اور آپ کے پاس ایک ہی دانہ انگور کا بچا تھا سیدہ نے سائل کو وہی عطا فرما دیا جس پر وہ ناراض ہوا تو ام المؤمنین نے فمن يعمل مثقال ذرة خیر یرہ ترجمہ: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا (کنز الایمان) پڑھ کر فرمایا انگور کا ایک دانہ بھی ذرہ کو مشتمل ہے۔

(باب فضل الفقراء الفصل الثانی تحت حدیث انس)

بخاری شریف کتاب الزکوٰۃ میں حضرت عروہ رضی اللہ عنہ اپنی خالہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ سیدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں دخلت امرأة معها ابنتان لها تسأل فلم تجد عندي شيئا غير تمر فاعطيتها اياها کہ ایک عورت میرے پاس کچھ مانگتے ہوئے اپنی دو بیٹیوں کیساتھ آئی اس وقت میرے پاس ایک کھجور کے سوا اس نے کچھ نہ پایا اس کے سوال کرنے پر میں نے وہ کھجور اسے دے دی۔ (الصحيح البخاری)

نیز حضرت عروہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے فواللہ ما غابت الشمس عن ذلك اليوم حتی فرقها قسم بخدا اس دن کے سورج غروب ہونے سے قبل آپ نے ان کو بانٹ دیا پھر آپ کی کنیرہ نے عرض کی لو اشتریت من هذا الدراهم بدرهم لحما کہ

کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ ان درہموں میں سے کسی درہم سے گوشت خرید لیتیں آپ نے فرمایا  
لو قلت قبل ان افرقها لفعت اگر آپ یہ بات میرے تقسیم کرنے سے قبل کہتی تو میں گوشت  
خرید لیتی۔ (حلیۃ الاولیاء حافظ ابو نعیم ج ۲ ص ۵۸)

حضرت عبدالرحمن بن قاسم سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ  
نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے کپڑے چاندی اور دیگر اشیاء بھیجیں سیدہ رضی اللہ  
عنها نے جب دیکھا تو رونے لگیں اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ان کو نہ پایا  
(کیونکہ آپ فقر اختیار کیے بادشاہ تھے) پھر آپ نے ان تمام اشیاء کو تقسیم فرمادیا اور آپ حضور  
صلی اللہ علیہ و سلم کے بعد روزے رکھا کرتی تھیں تو جب افطار روٹی اور روغن کیساتھ  
فرمائی تو ایک عورت نے عرض کی اے ام المؤمنین اگر آپ حکم دیتیں تو ہم ایسے درہم کا گوشت خرید  
کر (روٹی کیساتھ) کھا لیتے فقالت عائشہ کلی فواللہ ما بقی عندنا منہ شیء آپ  
نے فرمایا کہ کھانا کھاؤ کیونکہ قسم بخدا ہمارے پاس کچھ بھی نہ بچا۔ (سب کا سب راہِ خدا میں بانٹ  
دیا) (ایضاً)

حضرت ابن زبیر سیدہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے اور آپ کو بہت محبوب تھے چونکہ  
سیدہ رضی اللہ عنہا کے پاس جو کچھ بطور عطیہ کے آتا اس کو صدقہ کر دیتیں جس کی چند ایک  
مثالیں گذریں ایک دفعہ آپ نے اونٹنی کا بچہ بیچا یہ دیکھ کر حضرت ابن زبیر نے فرمایا کہ میں اس کو  
صدقہ کرنے سے سیدہ کو روک دوں گا جب یہ بات ام المؤمنین کو پہنچی تو فریاد کیا اللہ علی ان  
لا کلم ابن الزبیر حتی افارق الدنیا کہ اللہ کی قسم میں ابن زبیر سے بات چیت نہ کروں گی  
حتیٰ کہ دنیا کو داغِ فرقت دے دوں پس ہجر (قطع کلام) نے طول پکڑا تو جب ابن زبیر یہ  
برداشت نہ کر سکے تو ہر ایک سے سیدہ کی بارگاہ میں اپنی سفارش کروائی لیکن آپ نے گفتگو کرنے



سے انکار فرمادیا اور فرمایا کہ قسم بخدا میں اپنی قسم توڑ کر گناہ گار نہ ہوں گی آخر کار مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمن بن اسود سیدہ کی بارگاہ میں گئے اور حضرت ابن زبیر بھی ساتھ ہو لیے پس آپ سیدہ رضی اللہ عنہا سے جا کر لپٹ گئے اور رونے لگے تو سیدہ رضی اللہ عنہا بھی زار و قطار رونے لگیں پھر حضرت ابن زبیر نے اللہ کا واسطہ دیا تو آپ نے ناراضگی ختم فرمائی اور اپنی قسم توڑ دی آپ کے لئے چالیس غلام خریدے گئے اور آپ نے ان سب کو بطور کفارہ آزاد فرمایا حضرت عوف فرماتے ہیں بعد میں اُمّ المؤمنین جب اپنی نذر یاد کرتیں تو اس قدر روتیں کہ آپ کی چادر مبارک تر ہو جاتی تھی۔ (حلیۃ الاولیاء و بخاری شریف کتاب المناقب)

### اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا و حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ باندی و خادمہ ہیں پہلے کسی یہودی کی ملک میں تھیں جس نے حضرت بریرہ کو پانچ اوقیہ بطور قسط ہر سال ایک اوقیہ میں مکاتبہ کیا تھا حضرت بریرہ بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہوئیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے معاونت چاہی اُمّ المؤمنین نے فرمایا ارجعی الی اہلک فان احبوا ان افضی عنک کتابتک و یکون ولاءک لی فعلت کہ آپ اپنے مالک کی طرف جاؤ اور جا کر کہو کہ اگر وہ پسند کریں تو میں آپ کا بدل کتابت ادا کروں اور حق و لاء مجھے حاصل ہو تو میں ایسا کرتی ہوں حسب حکم حضرت بریرہ اپنے مالک کے پاس جا کر کہتی ہیں تو وہ انکار کر دیتا ہے مگر اس شرط پر کہ حق و لاء اس کے لئے ہوگا پس حضرت بریرہ نے اُمّ المؤمنین کو سارا ماجرا عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو جب خبر پہنچی تو ارشاد فرماتے ہیں خذیہا فاعتقیہا و اشترطی لہم الولاء فانما الولاء لمن اعتق کہ آپ حضرت بریرہ کو خرید کر آزاد کرو اور حق و لاء مشروط کرو اس لئے کہ حق و لاء آزاد کرنے والے کو حاصل ہوگا چنانچہ حضرت

بریرہ کو خرید کر آزاد فرمادیتی ہیں چونکہ باندی کو آزادی کے بعد اختیار عتق حاصل ہوتا ہے کہ خواہ وہ اپنے شوہر سابق کیساتھ رہے یا کہ نہ رہے

فخیرھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاختارت نفسها حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ کو اختیار دیا تو انہوں نے نکاح سے آزاد رہنے کا فیصلہ فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ان زوج بریرہ کان عبدا اسود یسمى مغيثا فخیرھا یعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و امرھا ان تعتد حضرت بریرہ کے خاوند مغيث نامی ایک کالے رنگ کا غلام تھا پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ کو اختیار دیا اور انہیں عدت پورا کرنے کا حکم فرمایا خیال رہے حضرت مغيث کے غلام و آزاد ہونے ہر دونوں کی روایت ملتی ہے اب حضرت بریرہ کی آزادی کے بعد چونکہ آپ کے خاوند آپ سے بہت محبت کرتے تھے اس وجہ سے وہ اس حد تک روتے کہ آنسو خساروں پر بہہ جاتے لیکن آپ ان کو پسند نہ فرماتی تھیں اس وجہ سے آپ نے آزادی کے بعد ان کو چھوڑ دیا حضرت ابن عباس سے روایت ہے فرماتے ہیں ان مغيثا کان عبدا فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشفع لی الیہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بریرہ اتقی اللہ فانہ زوجک و ابو ولدک فقالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتأمرنی بذاک قال لا انما انا شافع و کان دموعہ علی خدہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للعباس الاتعجب من حب مغيث بریرہ و بغضها ایاہ یعنی مغيث غلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض گزار ہوا یا رسول اللہ بریرہ کے پاس میری سفارش فرمادیجئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بریرہ اللہ سے ڈرو کیونکہ مغيث آپ کا خاوند اور آپ کے لڑکے کا باپ ہے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس کا آپ

مجھے حکم دیتے ہیں فرمایا نہیں بلکہ میں تو سفارش کر رہا ہوں ( کیونکہ ) مغیث کے آنسو خساروں پر بہ رہے تھے پھر حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے حضرت عباس سے فرمایا کہ کیا مغیث کی بریرہ سے محبت اور بریرہ کی مغیث سے نفرت آپ کو حیران نہیں کرتی۔

(بخاری شریف و ابوداؤد شریف)

### فائدہ:

میت کے ترکہ کے ساتھ چار حقوق ترتیب وار متعلق ہوتے ہیں

۱۔ سب سے پہلے میت کی تجہیز اور تکفین کی جائے گی تجہیز سے مراد ہر وہ چیز جس کی قبر تک میت محتاج ہو اور تکفین سے مراد میت کو کفن دینا ہے اور تجہیز و تکفین میں نہ تو کسی چیز کی کمی کی جائے گی اور نہ ہی زیادتی مثلاً مرد کو کفن میں تین کپڑے دو چادریں اور ایک قمیص جب کہ عورت کو پانچ کپڑے دو چادریں اور ایک قمیص، سینہ بند اور دو پٹہ دیئے جائینگے اس سے زائد کرنے کو تہذیر کہتے ہیں اور کم کرنے کو تقیر کہتے ہیں البتہ ضرورت و حاجت کے وقت کفن کفایت دیا جائے گا۔

۲۔ میت کی تجہیز و تکفین کے بعد اس کا قرضہ ادا کیا جائے گا پھر اگر مرنے والے نے کسی حق اللہ کی وصیت کی ہو تو قرضے کی ادائیگی کے بعد اس کا نفاذ کیا جائے گا جیسے مرنے والے کے ذمے کچھ نمازیں تھیں اور وہ فدیہ دینے کی وصیت کر کے مرا ہو تو اس صورت میں ورثاء پر فدیہ ادا کرنا لازم ہوگا ہاں اگر بغیر وصیت کئے مر جائے تو اولیاء میں سے کوئی از خود ادا کرے گا تو اللہ کی بارگاہ میں امید ہے کہ قبول فرمائے ورنہ کم از کم اس کی طرف سے صدقہ ہو جائے گا۔

۳۔ قرض کی ادائیگی کے بعد باقی ماندہ مال کے تہائی سے اگر مرنے والے نے کوئی وصیت کی ہو تو اس کو پورا کیا جائے گا۔

۴۔ اس کے بعد جو بچے اس مال کو مرنے والے کے ورثاء پر اسی طرح بانٹ دیا جائے گا جیسا

کہ کتاب و سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔

اب اصحابِ فرائض سے اگر کچھ مال بچ رہے تو وہ میت کے عصبہ کو دیا جائے گا اور عصبہ میت کے ان رشتہ داروں کو کہا جاتا ہے جو اصحابِ فروض سے بچا ہوا مال پاتے ہیں اور اگر اصحابِ فروض نہ ہوں تو جمیع مال لے لینگے ان کو عصبہِ نصہی کہتے ہیں اور اگر میت کے عصبہِ نصہی نہ ہوں تو پھر عصبہِ سبہی کو دیا جائے گا اور عصبہِ سبہی سے مراد مولائے عماتہ ہے یعنی اگر کسی مرد یا عورت نے کوئی غلام خواہ باندی آزاد کی ہو تو یہ آزاد کرنے والا اپنے آزاد شدہ کا مال پائے گا اور اس استحقاق کو حقِ ولاء کہتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا *الولاء لحمۃ کل حمۃ نسب* چونکہ آزادی انسان کی حیات ہے کیونکہ اس کے ذریعے صفتِ مالکیت حاصل ہوتی ہے جس سے انسان اپنے ماعدہ حیوانات و جمادات سے ممتاز ہوتا ہے جبکہ رقیقیت صفتِ ملکیت کو تلف و ضائع کرنے والی ہوتی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آزاد کرنے والا شخص آزاد شدہ کی حیات کا سبب ہوا جیسا کہ باپ بیٹے کے وجود کا سبب ہوتا ہے تو جس طرح بیٹا اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتا ہے نسبی سبب کی وجہ سے اور مرنے پر باپ کے لئے حقِ ارث ثابت ہوگا اسی طرح ولاء کی وجہ سے بھی آزاد کرنے والے آقا کو حقِ ارث ملے گا اور جس طرح باپ کے نہ ہونے کی صورت میں بیٹا یا پوتا یا پڑپوتا نیچے تک ورنہ باپ یا دادا یا پڑدادا اوپر تک اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو پھر میت کا بھائی یا پھر چچا بالنتفصیل اسی طرح اگر آزاد کرنے والا آقا نہ ہو تو پھر اس کا جزو یا پھر جزو کا جزو جس طرح تفصیل گزری آزاد شدہ غلام کا مال پائینگے البتہ آزاد کرنے والے کی وراثت عورتیں حقِ ولاء سے کچھ نہ پائیں گی الا یہ کہ وہ عورت خود آزاد کرے یا اس کا آزاد شدہ کسی کو آزاد کرے یا پھر کسی کو مکاتب کرے یا مدبر کرے یا پھر اس کا مکاتب یا مدبر کسی کو مکاتب یا مدبر کرے کیونکہ حدیث شریف میں ہے *لیس للنساء من الولاء الا ما اعتقن او اعتق من اعتقن*

او کاتبین او کاتب من کاتبین او دبیرن او دبیر من ادبیرن خیال رہے ولائے عتاقہ میں غلام کے مرنے سے آقا تو پائے گا لیکن آقا کے مرنے پر غلام نہ پائے گا جبکہ مولائے موالات میں جانبین سے استحقاق ہوگا اور مولائے موالات یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کو کہے کہ تو میرا وارث ہوگا اگر میں مر جاؤں اور اگر جنایت کروں تو تم میرے عاقل ہو گے اور دوسرے نے قبول کر لیا تو یہ عقدِ ولاء ہو جائے گا اب اگر پہلا شخص جنایت کرے گا تو اس کا عاقل یہ ہوگا اسی طرح اگر مر جائے تو وارث بھی بنے گا اور اگر دوسرے شخص نے بھی یہی کہا تو جانبین سے ہر دوسرا پہلے کا عاقل و وارث ہوگا اور اس میں رجوع کرنا بھی جائز ہے مولائے عتاقہ کے نہ ہونے کی صورت میں اس کے عصبہ کو جیسے کہ گذرا ملے گا پھر اگر وہ بھی نہ ہوں تو اصحابِ فروضِ نسبیہ کو پھر ذوی الارحام کو پھر مولائے موالات پھر اس شخص کے لئے حق ہوگا جس کا مرنے والے نے اپنے غیر کے لئے نسب کا اقرار کیا تھا اگر وہ بھی نہ ہو تو اس شخص کو مال ملے گا جس کے لئے مرنے والے نے تمام مال کی وصیت کی تھی ورنہ پھر بیت المال میں دیا جائے گا اور اس کو مریض کی ادویات اس کے خرچے کیلئے صرف کیا جائے گا جبکہ وہ فقیر ہو یا جو شخص کمانے سے عاجز ہو اور اس کا کوئی نفقہ دینے والا بھی نہ ہو تو اس کو دیا جائے گا یا پھر لقیط بچے پر خرچ کیا جائے گا واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

(سراجی و شریفیہ و برکات السراج)

خیال رہے یہ وہی بریرہ رضی اللہ عنہا ہیں کہ جن کو بطور صدقہ کے کچھ گوشت آیا تھا تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو فرمایا تھا کہ لک صدقہ و لنا ہدیۃ کہ آپ کے لئے صدقہ اور ہمارے لئے ہدیہ ہے چنانچہ اُم المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت بریرہ میں تین شرعی حکم ہوئے احدی السنن عتقت فخیرت فی زوجہا وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الولاء لمن اعتق

## المعروف به مومنون کی مقدس مائیں

ودخل رسول الله صلى الله عليه وسلم والبرمة تفور بلحم فقرب اليه خبز  
وأدم من أدم البيت فقال ألم أربمة فيها لحم قالوا بلى ولكن ذلك لحم  
تصدق به على بريره وانت لانتا كل الصدقة قال هو عليها صدقة ولنا هدية.  
(متفق عليه، مشكوة ص ۱۶۱) ایک حکم یہ کہ وہ آزاد کی گئیں تو انہیں اپنے خاوند کے متعلق  
اختیار دیا گیا اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے کہ ولاء آزاد کرنے والے کے لئے ہے  
اور حضور صلی اللہ علیہ و سلم تشریف لائے کہ ہانڈی گوشت سے اہل رہی تھی آپ کی  
خدمت میں روٹی اور گھر کا کوئی سالن پیش کیا گیا تو فرمایا کہ کیا مجھے گوشت کی ہانڈی نظر نہیں آرہی  
عرض کیا ہاں لیکن یہ وہ گوشت ہے جو بریرہ پر صدقہ کیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ و سلم  
تو صدقہ کھاتے نہیں تو فرمایا وہ ان پر صدقہ ہے ہمارے لیے ہدیہ ہے

خیال رہے بنو ہاشم کا آزاد غلام و باندی بھی صدقہ نہیں لے سکتی اور چونکہ سیدہ عائشہ رضی  
اللہ عنہا ہاشمیہ نہیں بلکہ قریشیہ ہیں اس لیے بریرہ کے حق میں صدقہ روارہا۔

## اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے تلامذہ

### ۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

ابو موسیٰ نامی چار صحابہ ہیں ہذا والانصاری والناقصی مالک بن عبادہ او ابن  
عبداللہ و ابو موسیٰ الحکمی ایک تو یہی ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس بن سلیمان بن حضار  
الاشعری ہیں باقی تین ابو موسیٰ انصاری و ابو موسیٰ ناقصی مالک بن عبادہ یا ابن عبداللہ اور تیسرے  
ابو موسیٰ حکمی ہیں حضرت ابو موسیٰ اشعری جلیل القدر صحابی رسول ہیں استعمالہ رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم علی زبید و عدن و ساحل الیمن و استعمالہ عمر رضی اللہ عنہ  
علی الکوفة و البصرة حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ان کو زبید، عدن اور ساحل یمن

کا حاکم مقرر فرمایا تھا حضور سیدنا عمر فاروق نے بھی کوفہ، بصرہ کا آپ کو حاکم مقرر فرمایا وکان من علماء الصحابة ومفتیہم آپ علمائے صحابہ ومفتیان میں سے تھے آپ سے مرویات احادیث ۳۶۰ تین سو ساٹھ ہیں جن میں سے پچاس پر امام بخاری و مسلم نے اتفاق فرمایا اور چار کو بخاری اور پندرہ کو مسلم نے منفرداً روایت فرمایا روی عنہ انس بن مالک و طارق بن شہاب و خلق من التابعین وبنوہ یعنی آپ سے حضرت انس بن مالک اور طارق ابن شہاب اور تابعین کی کثیر جماعت اور صاحبزادوں یعنی ابوبکر، ابراہیم اور موسیٰ نے احادیث روایت فرمائیں آپ کا وصال مکہ یا پھر کوفہ میں ہوا۔ (عمدة القاری ج ۱ ص ۱۳۵ مکتبہ رشیدیہ)

## ۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

آپ کے نام میں اختلاف ہے اسی طرح آپ کے والد کے نام میں بھی اختلاف ہے جس میں تقریباً تیس اقوال ہیں (عمدة القاری الجزء الاول ص ۱۲۴) زیادہ قریب عبداللہ یا عبدالرحمن بن صخر الدوسی ہے آپ سب سے پہلے صحابی ہیں جن کی ابو ہریرہ کنیت ہے جس کی وجہ یہ تھی کہ آپ ایک دفعہ بلی سے کھیل رہے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے دیکھ کر فرمایا یا اباہریرة لہذا اسی سے مشہور ہو گئے حتیٰ کہ اصل نام میں اختلاف واقع ہو گیا زمانہ جاہلیت میں آپ کا نام عبد شمس تھا آپ کی والدہ کا نام میمونہ یا امیہ ہے آپ کی والدہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی دعا سے مشرف باسلام ہوئیں اہل صفہ میں سے تھے عام خیبر میں اسلام لائے آپ فرماتے ہیں کہ نشأت یتیمہ و ہاجرت مسکینا و کنت اجیر السبرة بنت غزوان وان خادما لہا فزوجنیہا اللہ تعالیٰ والحمد للہ الذی جعل الدین قولاً وجعل اباہریرة اماما یعنی میں نے حالت یتیمی میں پرورش پائی حالت مسکینی میں ہجرت کی اور میں سبرة بنت غزوان کا اجیر تھا تو میری شادی اللہ تبارک و تعالیٰ نے سبرہ سے فرمادی تو تمام

تعریفیں اس ذات کو لائق ہیں جس نے دین کو قیم فرمایا ابو ہریرہ کو امام بنایا نیز فرماتے ہیں کنت ارعی غنما میں بکریاں چراتا تھا و کان لی ہرة صغيرة العب بها فكنوني بها کہ میری ایک چھوٹی بلی تھی جس سے میں کھیلتا تھا تو میری کنیت لوگوں نے ابو ہریرہ رکھ دی و قيل راه النبي في كمة هرة فقال يا ابا هريرة کہ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے دیکھا کہ آپ کی آستین میں بلی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ لہذا آپ اسی کنیت سے مشہور ہو گئے آپ کی مرویات کی تعداد پانچ ہزار تین سو چوہتر 5374 ہے جن میں تین سو پچیس پر بخاری و مسلم متفق ہیں جب کہ تین سو نوے احادیث میں امام بخاری اور ایک سو نوے پر امام مسلم منفرد ہیں روى عنه اكثر من ثمانمائة رجل من صاحب و تابع آٹھ سو سے زائد صحابہ و تابعین نے آپ سے روایات لیں اور بیان فرمائیں (عمدة القاری ۱۲۲ صفحہ الجزء الاول مکتبہ رشیدیہ) سب سے زیادہ سعید ابن المسیب ان کے داماد اور ان کے مولیٰ اعرج نے اور مدینہ کے کبار تابعین نے ان سے بکثرت حدیثیں لیں۔

(فیوض الباری)

آپ نے ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے اپنے حافظہ کی شکایت کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم انی اسمع منک حدیثا کثیرا انساہ قال ابسط ردائک فبسطہ فغرف بیدیه ثم قال ضم فضممت ضمافمانسیت شیئا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے ارشادات سنتا ہوں مگر بھول جاتا ہوں فرمایا اپنی چادر بچھاؤ پس میں نے اسے بچھا دیا تو آپ نے دونوں ہاتھوں سے لپ ڈالی اور فرمایا لپیٹ لو میں نے اسے لپیٹ لیا تو اس کے بعد کسی چیز کو نہ بھولا (بخاری کتاب العلم ج ۱ ص ۲۲) آپ جلیل القدر صحابی اور عبادت گزار متواضع و خاکسار تھے آپ روزانہ بارہ ہزار نفل پڑھتے تھے۔ (فیوض



مات بالمدينه سنة تسع وخمسين وقيل ثمان وقيل سبع ودفن  
بالبقيع (عمدة القارى) آپ کا وصال ۵۹/۵۸/۵۷ ہجری میں ہوا بقیع میں تدفین ہوئی اس  
وقت آپ کی عمر ثمان وسبعین یعنی اٹھتر سال تھی۔

(عمدة القارى الجزء الاول ص ۱۲۲ مکتبہ رشیدیہ)

### ۳۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

وہو عبداللہ بن الزبیر بن العوام آپ عبداللہ بن زبیر بن عوام ہیں الصحابی ابن  
الصحابی امیر المؤمنین خود صحابی اور صحابی کے بیٹے امیر المؤمنین ہیں مہاجرین مدینہ المنورہ  
میں سب سے پہلے آپ کی ولادت ہوئی ولدتہ امہ اسماء بنت ابی بکر بقاء آپ  
کا تولد حضرت اسماء بنت ابوبکر کے ہاں بقاء میں ہوا و اتت بہ النبی صلی اللہ علیہ و سلم  
فوضعتہ فی حجرہ آپ کو آپ کی والدہ ولادت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی  
خدمت میں حاضر کر کے آپ کی گود مبارک میں رکھ دیتی ہیں (سبحان اللہ ما اعظم شانہ)  
پھر حضور صلی اللہ علیہ و سلم کھجور منگواتے ہیں اور چبا کر اس سعادت مند بچہ کی تحنیک  
فرماتے ہیں یہ وہ خوش بخت ہیں کہ جن کے منہ میں سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ و سلم  
کا لعاب دہن گیا۔

ع:

مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و سلم آپ کے لئے دعائے برکت فرماتے ہیں آپ

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

سیدہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں آپ اطلس یعنی بے ریش تھے بہت زیادہ روزے رکھنے والے، قیام کرنے والے راتوں کو جاگنے والے اور رکوع کرنے والے اور اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونے والے تھے یزید ابن معاویہ کے مرنے کے بعد ۹۷ ہجری میں اہل حجاز و یمن اور عراق اور خراسان نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ نے عمارت کعبہ کو از سر نو تعمیر فرمایا اور اس میں دو دروازے لگائے آٹھ حج ادا فرمائے وبقی فی الخلافة الی ان حصرہ الحجاج بمکة اول لیلۃ من ذی الحجۃ سنة ثنتین وسبعین ولم یزل یحاصرہ الی ان اصابته رمیۃ الحجر فمات وصلت جنہ وحمل رأسہ الی خراسان خلافت کے امور انجام دیتے رہے یہاں تک کہ حجاج نے مکہ کا ذی الحجہ ۳۷ ہجری میں محاصرہ کیا اور محاصرہ جاری رہا حتیٰ کہ آپ کو ایک پتھر آگیا اور آپ نے جام شہادت نوش فرمایا اور آپ کے جسم مبارک کو سولی پر چڑھا دیا گیا اور سر مبارک خراسان میں لے جایا گیا روی لہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثة وثلاثون حدیثا ذکر البخاری منہاستہ آپ کی مرویات احادیث ۳۳ ہیں جن میں سے امام بخاری نے چھ احادیث ذکر فرمائی۔

(عمدة القاری الجلد الثانی ص ۱۵۰ مکتبہ رشیدیہ)

حجاج نے جب حضرت عبداللہ بن زبیر کی نعش مبارک کو سولی پر چڑھایا تو سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور فرمانے لگیں ابھی وقت نہیں آیا کہ یہ شہسوار سواری سے اترے اتنے دردناک منظر کو دیکھنے کے باوجود آپ کی آنکھوں سے آنسو تک نہ نکلا حجاج نے آپ کو بلوایا تو آپ نے انکار فرما دیا اس پر حجاج کہنے لگا کہ سیدھی طرح آ جاؤ ورنہ بالوں سے پکڑ کر گھسٹوا کر منگواؤں گا اس پر رفیق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے فرمایا کہ نہیں جاؤں گی جب تک تو بال سے پکڑ کر نہ گھسٹوائے پھر حجاج خود آ کر کہنے لگا کہ تم نے دیکھا کہ

میں نے اس دشمن خدا کیساتھ کیا کیا صاحبزادی محبوب رسول نے فرمایا میں نے دیکھا کہ تو نے اس کی دنیا برباد کی اور اس نے تیری آخرت خراب کر دی نیز فرمایا کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ثقیف میں ایک کذاب ہوگا اور سفاک کذاب تو ہم نے دیکھا اور سفاک تیرے سوا کوئی نہیں۔ (نزہة القاری)

## ۴۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

حضرت عروہ بن زبیر بن عوام فقہائے سبعة مدینہ طیبہ میں سے ہیں علامہ عینی فرماتے ہیں وهو احد الفقهاء السبعة وهم هو وسعيد بن المسيب وعبيد الله بن عبد الله بن عتبة بن مسعود والقاسم بن محمد بن ابي بكر الصديق وسليمان ابن يسار وخارجة بن زيد بن ثابت وفي السابع ثلاثة اقوال احدها ابو سلمة بن عبد الرحمن الثاني سالم بن عبد الله بن عمر الثالث ابو بكر بن عبد الرحمن بن الحارث بن هشام یعنی حضرت عروہ بن زبیر فقہائے سبعة میں سے ایک ہیں اور مدینہ کے سات فقہاء یہ ہیں

(۱) عروہ بن زبیر بن عوام (۲) سعید بن المسیب (۳) عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود (۴) قاسم بن محمد بن ابو بکر الصدیق (۵) سلیمان ابن یسار (۶) خارجہ بن زید بن ثابت اور ساتویں میں تین قول ہیں (۱) ابو سلمة بن عبد الرحمن (۲) سالم بن عبد اللہ بن عمر (۳) ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن هشام۔

آپ کی والدہ کا نام حضرت اسماء بنت الصدیق ہے وقد جمع الشرف من وجوه اور آپ کئی وجوہات کی بنا پر شرف و بزرگی کے جامع ہیں فرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحرہ و ابو بکر جدہ و الزبیر والدہ و اسماء امہ و عائشة خالته حضور صلی

اللہ علیہ و سلم آپ کے صہر مبارک ہیں ابو بکر آپ کے نانا ہیں حضرت زبیر آپ کے والد ہیں حضرت اسماء آپ کی والدہ اور حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کی خالہ ہیں ولد سنة عشرين ومات سنة اربع وتسعين وقيل سنة ثلاث وقيل تسع آپ کی ولادت ۲۰ ہجری میں جب کہ وفات ۹۲ یا ۹۳ یا ۹۹ ہجری میں ہوئی بہت زبردست عابد زاہد شب زندہ دار بزرگ تھے روزانہ بلا ناغہ چوتھائی قرآن مصحف شریف دیکھ کر پڑھتے چوتھائی قرآن پاک تہجد میں پڑھتے ابوالزیاد کا قول ہے کہ میں مدینہ منورہ میں فقہائے سبعہ سے ملاقات کر چکا ہوں جو علم و فضل میں اعلیٰ منزل پر پہنچے ہوئے ہیں عروہ کا بھی شمار انہیں میں ہے امام زہری فرماتے ہیں کہ عروہ بن زبیر علم کا ایک ایسا سمندر ہیں جو کبھی خشک نہیں ہو سکتا مہینوں لگا تار روزے رکھتے تھے ولید بن عبد الملک کہا کرتا تھا جسے یہ پسند ہو کہ کسی جنتی کو دیکھے تو وہ عروہ کو دیکھے ایک دفعہ ولید کے پاس گئے تو پاؤں میں آکلہ ہو گیا ولید نے کہا پاؤں کٹوا لو پہلے انکار فرمایا مگر جب اثر پنڈلی تک پہنچ گیا تو پھر ولید نے کہا اگر نہیں کٹوائیں گے تو پورے جسم میں اس کا اثر سرایت کر جائے گا پاؤں کا ٹٹنے والا آیا اس نے کہا کہ شراب پی لیں تاکہ احساس نہ ہو فرمایا میں اللہ کی حرام کردہ چیز کے ذریعہ عافیت نہیں چاہتا اس نے کہا کہ کوئی خواب آور دو ا دیدوں فرمایا میں نہیں چاہتا کہ میرا کوئی عضو کاٹا جائے اور مجھے تکلیف کا احساس نہ ہو اور اس کے ثواب سے محروم رہوں لوگوں نے کہا کہ پکڑے رہیں فرمایا کوئی ضرورت نہیں آخر کار پاؤں کا گوشت پہلے چھری سے پھر ہڈی آری سے کاٹی گئی اور آہ تک نہیں فرمائی تسبیح و تہلیل میں مصروف رہے اس دوران آپ روزہ کی حالت میں تھے جب روغن زیتون لوہے کے چمچوں میں کھولا کر داغا گیا تو بے ہوش ہو گئے بعد از افاقہ کٹا ہوا پاؤں ہاتھ میں الٹ پلٹ کرتے ہوئے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے مجھے تجھ پر سوار فرمایا تیرے ذریعہ کسی گناہ کی طرف نہیں گیا ہوں خیال رہے آپ کے والد حضرت زبیر بن العوام عشرہ مبشرہ

ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

میں سے ہیں اور حواری رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(عمدة القاری ، نزہة القاری ، تہذیب التہذیب وغیرہ)

### ۵۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

عمرو بن العاص بن وائل قرظی سہمی ہیں کنیت ابو عبد اللہ تھی جب کہ ابو محمد بھی ان کو کہا جاتا تھا قدم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سنة ثمان قبل الفتح مسلما فتح مکہ سے قبل سن ۸ ہجری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حالت اسلام میں حاضر ہوئے نجاشی کے پاس ہی مسلمان ہو چکے تھے اور دین اسلام کے معتقد ہو گئے تھے نجاشی نے ان سے کہا تھا اے عمرو! تمہارے ابن عم کا دین کیسے پوشیدہ رہ سکتا ہے خدا کی قسم وہ سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا آپ یقین و صدق سے کہتے ہیں یا کہ شک سے نجاشی نے کہا واللہ میں از روئے یقین سے کہتا ہوں پس عمرو بن عاص فتح مکہ سے چھ ماہ قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہو گئے اور ان کیساتھ خالد بن ولید اور طلحہ بھی تھے جب حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو تمہاری طرف پھینک دیا ہے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے اور نگاہیں نیچی رکھتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عثمان کا والی بنایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک اسی عہدے پر رہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عمرو بن عاص نے حضرت عمر و عثمان اور معاویہ کے ماتحت کام کیا حضرت عمر نے ان کو مصر بھیجا انہوں نے مصر فتح کیا اور والی مصر رہے حضرت عمر کے وصال کے بعد حضرت عثمان نے چار سال سے زائد ان کو والی مصر بدستور قائم رکھا حضرت عثمان کی شہادت کے بعد حضرت معاویہ کے پاس آ گئے اور ان کے مشیر خاص و قوت بازو رہے۔ اور واقعہ صفین کے بعد جب حکیم پر اتفاق ہوا تو حضرت معاویہ نے ان کو اپنی

طرف سے حکم بنایا واقعہ دومۃ الجندل کے بعد حضرت امیر معاویہ نے ان کو مصر پر والی بنایا اسی حالت میں مصر ہی میں عید الفطر کے دن انتقال ہوا صاحبزادے عبداللہ نے نماز جنازہ کے بعد نماز عید الفطر پڑھائی۔

### واقعہ وصال

آپ کے وصال کا واقعہ انتہائی رقت انگیز ہے مسلم شریف میں ہے کہ وقت وصال آپ بہت خوفزدہ و مضطرب ہوئے اور بہت دیر تک روتے رہے حتیٰ کہ اپنا منہ دیوار کی طرف فرمایا صاحبزادے نے عرض کی ابا جان یہ خوف و فزع کس چیز کے باعث ہے آپ کو تو رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم کی صحبت کی شرافت حاصل ہے اور غزوات میں شریک ہوتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم سے بشارتیں حاصل ہوئیں فرمایا اے بیٹے! مجھ پر تین حالتیں گزری ہیں اپنی اول زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو دشمن گردانتا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا رخ انور انتہائی مبغوض ترین تھا اگر میں اس حالت میں مرجاتا تو ناری ہوتا دوسری حالت مسلمان ہونے کی ہے اور اسلام کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی صحبت حاصل ہوئی اور اس حد تک کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے رخ زیبا سے محبوب ترین میرے نزدیک کوئی چیز نہ تھی یہاں تک کہ غایت ادب و حیا اور اجلال کے باعث ان کی طرف نظر نہ کر سکتا تھا اور اگر کہا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا وصف بیان کرو کہ کس طرح آپ کا حلیہ مبارک تھا تو نہیں کر سکتا۔

اللہ کی سرتابقدم شان ہیں یہ

ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ

(اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ)

منزہ عن شریک فی محاسنہ  
فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم

(امام شرف الدین بوسیری رضی اللہ عنہ)

کیونکہ ان پر نظر ڈالنے کی ہمت نہ ہوئی تھی اگر اس حالت میں دنیا سے رخصت ہو جاتا تو امید رکھتا کہ اہل بہشت میں سے ہوتا اس کے بعد امارت و ولایت میں عمر گزاری اور اس میں مبتلا ہو گیا اور اس مسافر خانہ دتیا سے مجھے ملا جو کچھ ملا اب میں نہیں جانتا کہ میرا حال کیا ہوگا۔

پس میں مروں تو میرے ہمراہ کوئی نوحہ گر نہ ہو اور جب دفن کرو گے تو مجھ پر آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا اور قبر کے گرد اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر میں کہ اونٹ ذبح کیا جاتا ہے اور اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ میں تم سے انسیت حاصل کروں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔ (مسلم شریف، عمدۃ القاری، مدارج شریف و نزہۃ القاری)

## ۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

آپ حضرت عمر ابن خطاب کے صاحبزادے ہیں ظہور نبوت سے ایک سال قبل پیدا ہوئے قرشی عدوی مکی ہیں وامہ وام اختہ حفصہ بنت مظعون اخت عثمان بن مظعون اسلم بمکہ قدیما مع ابیہ و هو صغیر و ہاجر معہ آپ حضرت حفصہ کے بھائی ہیں دونوں کی والدہ زینب بنت مظعون جو کہ حضرت عثمان بن مظعون کی بہن تھیں مکہ میں اپنے والد کے ساتھ صغریٰ میں ایمان لے آئے اور انہیں کیساتھ ہجرت فرمائی کم سنی کی وجہ سے غزوہ بدر واحد میں شریک نہ ہوئے جنگ احد میں شرکت کرنی چاہی تھی مگر واپس کر دیئے گئے اس کے بعد تمام غزوات میں شریک ہوئے واحد العبادۃ الاربعۃ و ثانیہم ابن عباس و ثالثہم عبداللہ بن عمر و بن العاص و رابعہم عبداللہ بن الزبیر یعنی آپ عبادۃ اربعہ میں سے ایک ہیں

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

دوسرے عبداللہ بن عباس تیسرے عبداللہ بن عمرو بن عاص جب کہ چوتھے عبداللہ بن زبیر ہیں ان الجوهری اثبت ابن مسعود منہم وحذف عبداللہ بن عمرو اور جوهری نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو ثابت فرمایا ہے اور ابن عمرو کو حذف فرمایا ہے۔

بہت بڑے عابد و زاہد محتاط متقی عمل بالنتہ تھے

روی له الفاحديث وستمائة وثلاثون حديثا اتفقا منہما علی مائة وسبعین

حديثا وانفرد البخاری باحد وثمانین ومسلم باحد وثلاثین

آپ سے دو ہزار چھ سو تیس احادیث مروی ہیں ان میں سے ایک سو ستر پر شیخین نے اتفاق فرمایا ہے جب کہ اکاسی (۸۱) امام بخاری نے اور اکتیس (۳۱) امام مسلم نے منفرداً روایت فرمائی ہیں حضرت ابو ہریرہ کے بعد اکثر الروایۃ ہیں۔

ہمیشہ حق پر ثابت قدم رہے حق گوئی میں کسی کی پرواہ نہ فرماتے تھے حجاج ایک بار دیر تک خطبہ دیتا رہا اور نماز کا وقت تنگ ہو گیا فرمایا اے حجاج سورج تیرا انتظار نہ کرے گا عرفات مزدلفہ وغیرہ میں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کیا تھا حجاج سے آگے بڑھ کر قیام فرماتے حضرت عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد ۷۳ھ میں وصال ہوا وصل علیہ الحجاج حجاج نے آپ پر نماز جنازہ پڑھی۔ (عمدة القاری ج ۱ ص ۱۱۶، نزہة القاری ج ۱ ص ۲۴۵، مراة ج ۱ ص ۳۸)

## ۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

آپ عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ہاشمی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں وامہ ام الفضل لبابة الكبرى بنت الحارث اخت ميمونة أم المؤمنين آپ کی والدہ ام الفضل لبابة بنت حارث ہیں حضرت ام الفضل ام



المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کہ بہن ہیں کان يقال له الحبر والبحر لكثرة علمه وترجمان القرآن آپ کو حبر امت بحر العلوم اور ترجمان القرآن آپ کے کثرت علم کی وجہ سے کہا جاتا تھا واحد العبادلة الاربعة عبادلة اربعة میں ایک ہیں وقال احمد سنة من الصحابة اكثر الرواية عن رسول الله صلى الله عليه وسلم امام احمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ان چھ صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے سب سے زیادہ احادیث روایت فرمائی ہیں وہ چھ صحابہ کے اسمائے مبارکہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

۲۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۳۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۴۔ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

۵۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما

۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ

روی ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم الف حديث وستمائة وستين حديثا اتفقا منها على خمسة وتسعين حديثا وانفرد البخاري بمائة وعشرين ومسلم بتسعة واربعين آپ سے ایک ہزار چھ سو ساٹھ احادیث مروی ہیں جن میں سے پچانوے پر شیخین نے اتفاق فرمایا ہے جب کہ ایک سو بیس میں امام بخاری انچاس میں امام مسلم منفرد ہیں ولد بالشعب قبل الهجرة بثلاث سنين ہجرت سے تین سال قبل شعب ابی طالب میں ولادت ہوئی۔

وتوفي النبي صلى الله عليه وسلم وهو ابن ثلاث عشرة سنة

حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے وصال ظاہری کے وقت تیرہ سال کے تھے و قال احمد خمس عشرة سنة جب کہ امام احمد فرماتے ہیں پندرہ برس کے تھے والا اول هو المشہور اور پہلا قول مشہور ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے آپ کے لئے دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ ان کو فقیہ فی الدین بنا اور قرآن کی تاویل عطا فرما یہی وجہ ہے کہ کم سنی ہی میں ان کے علم و فضل کا سکہ سب پر بیٹھ گیا ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بہت قریبی تھے امام مسروق فرماتے ہیں کہ آپ اجمل الناس افتح الناس اور اعلم الناس تھے اخیر عمر میں آنکھوں میں موتیا اتر آیا معالجین نے کہا ہم موتیا نکال دیں گے لیکن پانچ دن کھڑے ہو کر آپ نماز نہیں پڑھ سکتے فرمایا خدا کی قسم میں موتیا نہیں نکلاؤں گا پانچ دن تو بڑی بات ہے ایک رکعت بھی نہیں چھوڑ سکتا جب آنکھیں سفید ہو گئیں تو یہ شعر پڑھا کرتے

ان یاخذنی اللہ من عینی نورہما  
نفسی لسانی و قلبی منہما نور  
قلبی ذکی و ذہنی غیر ذی دخل  
وفی ضمی صام کارم کالسيف مطرور

ترجمہ:

اللہ نے میری آنکھوں سے روشنی لے لی تو کیا ہوا

اس کے عوض میری زبان میرا دل روشن ہے

میرا دل صاف ستھرا اور میرا دماغ فساد سے خالی ہے

میرے منہ میں ایسی زبان ہے جو تلوار کی طرح تیز مقابلہ میں غالب ہے

مات بالطائف سنة ثمان وستين وهو ابن احد وسبعين سنة في ايام الزبير طائف میں آپ نے وفات پائی اس وقت آپ کی عمر مبارک اکہتر سال تھی اور اڑسٹھ ہجری تھی اور عبداللہ بن زبیر کے ایام خلافت تھے محمد بن حنفیہ حضرت علی کے صاحبزادے نے نماز جنازہ پڑھائی بعد از دفن یہ آواز سنائی دی گئی کہ

يا ايها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية ۝ فادخلي في عبادي وادخلي جنتي ۝

اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو اس حالت میں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔ (عمدة القاری ج ۱ ص ۷۰ ، نزہة القاری ج ۱ ص ۲۱۰)

### ۸۔ حضرت معاذہ بنت عبداللہ عدویہ رضی اللہ عنہا

معاذہ بنت عبداللہ عدویہ میم کے ضم کے ساتھ آپ عابدہ ثقہ حجت تابعیہ ہیں حضرت علی وسیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں روى لها الجماعة اور ان نے سے ایک جماعت نے روایت کیا ماتت سنة ثلاث وثمانين تیرا ہی ہجری میں آپ کا وصال ہو۔ (عمدة القاری ج ۳ ص ۳۰۰ ، نزہة القاری ج ۲ ص ۲۴۶)

### ۹۔ قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

آپ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے اور محمد بن ابوبکر کے لخت جگر ہیں اجلہ تابعین اور فقہائے سبعہ میں سے ہیں یحییٰ بن سعید نے کہا کہ اس عہد میں مدینہ میں ان سے افضل کسی کو نہیں پایا ۳۱ھ میں ولادت ہوئی جب کہ ۱۰۱ھ میں وصال فرمایا۔

(نزہة القاری ج ۲ ص ۲۰۹ ، عمدة القاری ج ۳ ص ۲۵۴)

۱۰۔ عمرہ بنت عبدالرحمن رضی اللہ عنہا

ہی عمرہ بنت عبدالرحمن بن سعد بن زرارہ آپ عبدالرحمن بن سعد بن زرارہ کی بیٹی ہیں و كانت فی حجر عائشة أم المؤمنین ورتبها آپ أم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود کی پروردہ و ربیہ ہیں مشہور تابعیہ ہیں وروت عنہا کثیرا من حدیثها وعن غیرها آپ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کثیرا حدیث لی ہیں آپ کے علاوہ بھی دیگر لوگوں سے احادیث روایت فرمائیں ماتت سنة ثلث ومائة ۱۰۳ھ میں وصال ہوا۔ (اکمال)

تلک عشرة کاملہ

أم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے خویش واقارب

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا

أم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا کی باپ شریک جب کہ عبداللہ بن ابوبکر الصدیق کی حقیقی بہن ہیں آپ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ہیں آپ ذات النطاقین سے مشہور ہیں ولدت قبل الهجرة بسبع وعشرين سنة قبل از ہجرت ستائیس سال ولادت ہوئی آپ سے چھپن (۵۶) حدیثیں مروی ہیں جن میں سے چار کو امام بخاری و مسلم نے منفرد ذکر کیا جب کہ ۱۴ پر اتفاق ہے۔

ذات النطاقین کا لقب

واقعہ ہجرت میں حضرت اسماء توشہ دان لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور توشہ دان کو باندھنے کے لئے کوئی رسی نہ تھی تو آپ نے اپنے بند کے آدھے حصہ سے توشہ دان باندھا

اور آدھا استعمال فرمایا اس پر حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے آپ کو ذات النطاقین کا لقب دیا۔ (طبری) حضور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ ہجرت کر گئے تو ابو جہل اپنے حواریوں کیساتھ آپ کے گھر آیا اور جب پوچھا تو حضرت اسماء نے لاعلمی کا اظہار فرمایا اس پر اس شقی نے آپ کو تھپڑ مارا فرماتی ہیں کہ اس نے اس زور سے مارا کہ میری کان کی بالی گر پڑی۔ (طبری)

آپ کی عمر مبارک ایک سو سال کی ہوئی ولم یسقط لها سن ولم یتغیر عقلها اس عمر میں بھی کوئی دانت نہ گرا اور نہ ہی عقل میں فتور آیا توفیت بمکہ فی جمادی الاول سنة ثلاث و سبعین بعد قتل ابنہا عبد اللہ بن الزبیر حضرت عبد اللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد جمادی الاول ۳۷ھ کو مکہ میں وصال فرمایا۔

(عمدة القاری ج ۲ ص ۹۳، فیوض الباری ج ۱ ص ۲۷۵)

### ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا

لیس لام کلثوم بنت ابی بکر صحبة لانہا ولدت بعد وفاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم وامہا بنت خارجه (الجز السابع من اسد الغابہ) یہ سیدہ عائشہ ام المؤمنین کی بہن ہیں جو کہ بنت خارجه کی بیٹی ہیں چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری وفات کے بعد پیدا ہوئیں اس وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نہ پاسکیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے مرض الوفات میں ام المؤمنین سے فرمایا کہ انی ذات بطن بنت خارجه بنتا یعنی میں بنت خارجه کو لڑکی سے حامل دیکھتا ہوں اور آپ کی وفات کے بعد ام کلثوم کی ولادت ہوئی اور اس کو حضرت کی کرامات میں سے شمار کیا گیا ہے۔ (ایضاً)

المعروف به مومنون کی مقدس مائیں

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر الصّدّیق رضی اللہ عنہ

آپ کی کنیت ابو محمد یا ابو عبد اللہ یا پھر ابو عثمان ہے اُمّ المؤمنین کے حقیقی بھائی ہیں اسلم قبل الفتح فتح مکہ سے قبل اسلام لائے قیل انه کان اکبر ولد ابی بکر یہ قول کہا گیا ہے کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ و سلم سیدنا ابو بکر صدّیق کے بڑے بیٹے ہیں حضرت خالد کیساتھ جنگ یمامہ میں شریک ہوئے یقال انه کان اسمہ فی الجاہلیۃ عبد الکعبۃ او عبد العزی فسماه النبی صلی اللہ علیہ وسلم عبد الرحمن یعنی ان کا نام زمانہ جاہلیت میں عبد الکعبۃ یا عبد العزی تھا تو حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ان کا نام عبدالرحمن رکھا وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعن ابیہ عبد اللہ و حفصۃ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے اور اپنے والد حضرت حفصہ سے روایت حدیث فرمائی۔

(تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۱۳۶/۷)

خیال رہے سیدنا ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ کی چار پشت صحابہ ہیں یعنی آپ بھی اور آپ کے والد حضرت ابو قحافہ اور آپ کے صاحبزادے عبدالرحمن اور ان کے بیٹے یعنی آپ کے پوتے بھی صحابی رسول صلی اللہ علیہ و سلم تھے ۳ھ میں آپ نے مکہ سے دس میل دور وفات پائی اور مکہ میں آپ کی تدفین کی گئی۔ (تہذیب التہذیب)

خیال رہے حضرت عبدالرحمن کے علاوہ بھی اُمّ المؤمنین کے دو بھائی تھے جن کے نام عبد اللہ بن ابی بکر اور محمد بن ابی بکر ہیں حضرت عبد اللہ بن ابی بکر غزوہ حنین میں شریک ہوئے اور زخمی ہوئے اور کچھ عرصہ کے بعد وصال فرما گئے ان کی والدہ کا نام قبیلہ تھا محمد بن ابی بکر کی والدہ کا نام اسماء بنت عمیس ہے اور یہ دونوں حضرات اُمّ المؤمنین کے باپ شریک بھائی ہیں۔

ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

اُمّ المؤمنین کی والدہ امّ رومان رضی اللہ عنہا

ان کا نام نہ نب تھا یا پھر عدقدیم الاسلام خاتون اور صحابیہ رسول صلی اللہ علیہ و سلم ہیں وصال ۵/۱۲ ہجری غزوہ خندق کے سال ہوا امام مسروق ان سے روایت کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ان کے بارے میں فرمایا من سرہ ان ينظر الی امرأة من الحور العين فينظر الی ام رومان یعنی جو شخص حور و عین کو دیکھنا چاہے وہ امّ رومان کو دیکھے خیال رہے حضرت امّ رومان پہلے عبدالرحمن بن حارث ازدی کی زوجیت میں تھیں ان کے انتقال کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح فرمایا امّ المؤمنین اور حضرت عبدالرحمن دونوں آپ ہی کے شکم سے ہیں۔ (عمدة القاری ص ۱۰۰، نزہة القاری ج ۳ ص ۹۰/۹۱ و استیعاب)

اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کے والد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

خليفة بلا فصل حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بے حد و بے شمار ہیں جن کو بیان کرنے کے لئے دفاتر درکار ہیں یہاں تبرکاً چند ایک مدارج شریف سے نقل کئے جا رہے ہیں۔

آپ کا دور جہالت میں نام عبدالکعبہ یا عبد رب الکعبہ تھا حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ان کا اسم گرامی عبداللہ رکھا دیگر ایک قول یہ بھی ہے کہ عتیق نام رکھا کیونکہ وہ آتش جہنم سے آزاد ہیں بعض حضرات نے ان کا نام عبداللہ بھی قدیم سے یہی بیان کیا ہے اور یہی درست و صواب ہے۔ ترمذی میں ہے من اراد ان ينظر الی العتیق من النار ينظر الی ابی بکر یعنی جو شخص جہنم سے آزاد شدہ کو دیکھنا چاہے وہ ابو بکر کو دیکھے ایک قول اس طرح ہے کہ آپ کا لقب عتیق ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نسب میں اس طرح کی کوئی بات نہ تھی جو ان پر عیب لگانے

## المعروف بہ مومنوں کی مقدس مائیں

کاباعث بن سکتی تھی اس لیے کہ وہ پہلے ہی سے نیک راستہ پر تھے اور تمام امت اس پر متفق ہے کہ آپ کا لقب صدیق ہے کیونکہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی تصدیق میں سبقت کی تھی اور جملہ احوال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی صداقت پر انہوں نے لازم تصدیق کی ایک موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منبر پر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی زبان پر ابوبکر کا نام صدیق رکھا نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی ولادت پاک سے دو سال اور کچھ مہینے بعد حضرت صدیق اکبر پیدا ہوئے تھے اور ان کی خلافت کی خدمت بھی اسی قدر ہے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے بعد پوری کرنے کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا انہوں نے تریسٹھ برس عمر پائی اور بے حد و شمار فضائل و مناقب کے حامل ہیں۔

(مدراج شریف)

## اُمّ المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والے کا حکم

حضور سیدی اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قذف کفرِ خالص ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کفرِ خالص ہے چنانچہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے لو قذف عائشہ رضی اللہ عنہا بالنزنی کفر باللہ تعالیٰ یعنی اگر کسی نے سیدہ رضی اللہ عنہا پر زنا کی تہمت لگائی تو اس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا۔

شرح ملتقی البحر میں ہے یکفر بقوله لا ادري ان النبي في القبر مومن او كافر وبقوله ما كان علينا نعمة النبي صلي الله عليه وسلم وان البعثة من اعظم النعم وبقذفه عائشة رضي الله عنها وانكاره صحبة ابي بكر رضي الله عنه .

اگر کسی نے کہا میں نہیں جانتا کہ نبی قبر میں حالت ایمان میں ہے یا کفر میں تو کافر ہو جائے



گا اسی طرح وہ شخص بھی کافر ہو جائے گا جو یہ کہتا ہے کہ ہم پر نبی صلی اللہ علیہ و سلم کی کوئی نعمت نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم کی بعثت مبارکہ سب سے بڑی نعمت ہے یا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتا ہے یا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ شریف ج ۱۲ مرکز اہل سنت برکات رضا)

نیز رد الرفضہ میں فرماتے ہیں کہ

و یجب اکفار ہم با کفار عثمان و علی و طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ عنہم (رسالہ مبارکہ رد الرفضہ)

تفسیر حسنات میں علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمۃ الصارم المسلول کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ

قاضی ابولیلی فرماتے ہیں من قذف عائشہ مما تبرأھا اللہ منہ کفر جو سیدہ پر قذف یعنی اتہام (زنا کی تہمت لگائے) رکھے باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بری فرمایا وہ کافر ہے اور حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو برا کہے اسے کوڑوں کی سزا دی جائے اور حضرت اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کو برا کہنے والا قتل کیا جائے۔

حضرت ابوالسائب قاضی فرماتے ہیں کہ میں ایک دن قاضی حسن بن زید والی طبرستان کے حضور صلی اللہ علیہ و سلم حاضر تھا یہ کبیل پہن کر گزر فرماتے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے تھے اور ہر سال بیس ہزار دینار مدینہ منورہ بھیجا کرتے کہ وہ تمام صحابہ کرام کی اولاد میں تقسیم کیا جائے آپ کے دربار میں ایک شخص حاضر تھا اس نے حضرت سیدہ اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں اتہام منافقین بیان کر کے کچھ قبیح الفاظ بک دیئے تو آپ نے فوراً

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

حکم دیا یا غلام اضر ب غنقہ اس کی گردن مارو پھر فرمایا معاذ اللہ یہ شخص حضور صلی اللہ علیہ و سلم پر طعن کر رہا ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے الخبیثات الایة تو اگر صدیقہ معاذ اللہ خبیث ہیں تو لازم آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو بھی معاذ اللہ معاذ اللہ ایسا ہی کہا جائے اور جو حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو ایسا کہے وہ کافر ہے بے ایمان مرتد ہے لہذا ابھی اس کی گردن مار دو چنانچہ وہ قتل کر دیا گیا اور میں وہاں حاضر تھا۔

(تفسیر حسنات جلد چہارم سورہ نور ص ۲۲۵)

## واقعة افک

یہ واقعہ پانچ ہجری میں پیش آیا جس سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم و اُم المؤمنین و صحابہ کرام کو سخت اذیت پہنچی عربی میں بہتان کو افک کہتے ہیں اور اس سے مراد وہ بہتان ہے جو منافقین اور بعض مومنین نے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر لگایا تھا اور آپ کی برأت پر قرآن پاک کی اٹھارہ آیات اتری تھیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱. ان الذین جاء وبال افک ۰

۲. لولاء اذ سمعوه ظن المومنون والمومنات بانفسهم خيرا وقالوا

هذا افک مبین ۰

۳. لولاء جاء وعلیه باربعة شهداء ۰

۴. فالتک عند اللہ هم الکذبون ۰

۵. ولولا فضل اللہ علیکم ورحمته فی الدنیا والاخرة لمتکم فی ما افضتم

عذاب عظیم ۰

۶. اذ تلقونه بالسنتکم ۰

## ضیائے ازواج مظہرات رضی اللہ عنہن

۷. لولا اذ سمعته قلمتہ ما یكون لنا ان نتکلم بهذا سبحک هذا بہتان

عظیم

۸. ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ

۹. یعظکم اللہ ان تعودوا لمثلہ ابدًا

۱۰. لہم عذاب الیم فی الدنیا والآخرہ

۱۱. یا ایہا الذین امنوا لاتتبعوا خطوات الشیطن

۱۲. ولایاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یؤتوا ولی القربی والمسکین

والمہجرین فی سبیل اللہ والیعفوا ویصفحوا الاتحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ

غفور رحیم

۱۳. ان الذین یرمون المحصنات الغافلات المؤمنات لعنوا فی الدنیا

والآخرۃ ولہم عذاب عظیم

۱۴. یوم تشهد علیہم سنتہم وایدیہم وارجلہم بما کانوا یعملون یومئذ

یوفیہم اللہ دینہم الحق ویعلمون ان اللہ هو الحق المبین

۱۵. الخبیث للخبیثین والخبیثون للخبیث

۱۶. والطیب للطیبین والطیبون للطیب

۱۷. اولئک مبرءون مما یقولون

۱۸. لہم مغفرۃ ورزق کریم (تفسیر حسنات)

تفصیل واقعہ

اس قصہ عظیم کی تفصیل بخاری شریف میں اس طرح آئی ہے اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اراد سفرا اقرع بين ازواجه فابتعن خرج سهمها خرج بهار رسول الله صلى الله عليه وسلم  
کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کا یہ معمول تھا کہ جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواجِ مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے کہ کس کو ساتھ لے جانا ہے جس کے نام کا قرعہ نکل آتا وہ آپ کے ساتھ رفیق سفر ہوتیں۔

چنانچہ فرماتی ہیں کہ ایک غزوہ میں جانے سے پہلے آپ نے قرعہ ڈالا تو میرا نام نکل آیا پس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ سفر پر نکلی اس کے بعد کہ پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا فرماتی ہیں

فكنت احملى في هودجى وانزل فيه

پس میں پردے کیساتھ ہودج میں سوار کروائی گئی اور اسمیں بیٹھ گئی پس ہم نے سفر کیا یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اس غزوہ سے فارغ ہو کر واپس لوٹے اور مدینہ منورہ کے قریب آگئے تو اس منزل سے حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے رات کے وقت چلنے کا حکم دیا جب آپ نے کوچ کا حکم فرمایا تو اس وقت میں قضائے حاجت کے لئے لشکر سے دور چلی گئی جب فارغ ہو کر اپنی سواری کے پاس آئی اور اپنے سینے پر ہاتھ پھیرا تو دیکھا کہ میرا خذف یعنی ہارٹوٹ کر کہیں گر گیا تھا پس میں اپنے ہار کو تلاش کرنے کے لئے واپس لوٹی اور اس کی تلاش میں کافی دیر ہو گئی فرماتی ہیں کہ جن لوگوں کے ذمہ مجھے سوار کروانے کا کام تھا وہ آگے بڑھے اور انہوں نے میرے ہودج کو اٹھا کر اس کی سواری پر رکھ دیا جس پر سوار ہوتی تھی اور وہ یہی سمجھے کہ میں ہودج کے اندر ہوں ان دنوں عورتیں عموماً ہلکی پھلکی ہوتی تھیں کیونکہ ان کی غذا سادہ اور غیر

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

مرغن ہوتی تھی ان لوگوں کو ہودج اٹھاتے اور اونٹ پر رکھتے یوں بھی اس کا ہلکا پن محسوس نہ ہوا کہ میں نو عمر تھی پس لوگوں نے اونٹ کو اٹھایا اور چل دیئے۔

فرماتی ہیں وجدت عقدلی بعد ما استمر الجیش ہار مجھے اس وقت ملا جب لشکر اپنی جگہ سے کوچ کر گیا تھا پس میں جگہ پر آ کر بیٹھ گئی اور یہ خیال کیا کہ جب وہ مجھے نہ پائیں گے تو میری تلاش میں ادھر آئیں گے اسی اثنا میں کہ میں وہاں بیٹھی تھی میری آنکھیں بند ہونے لگیں اور سو گئی حضرت صفوان بن معطل سلمی ذکوانی لشکر کے پیچھے رہا کرتے تھے وہ صبح کے وقت میرے نزدیک آئے کیونکہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے انہوں نے مجھے دیکھا تھا

فاستیقظت باستر جاعہ حین عرفنی فخمرت وجہی بجلبابی

پس میں ان کی زبان سے انا للہ وانا الیہ راجعون کے الفاظ سن کر جاگ اٹھی میں نے انہیں دیکھ کر چادر سے اپنا منہ چھپا لیا

سبحان اللہ فرماتی ہیں کہ واللہ ماتکلمنا بکلمات ولا سمعت منہ کلمۃ غیر استرجاعہ یعنی قسم بخدا نہ ہم نے کوئی گفتگو کی اور نہ میں نے کلمات استرجاع (انا للہ وانا الیہ راجعون) کے سوا ان کے منہ سے ایک لفظ بھی سنا وہ اپنی سواری سے اترے اس کے پیر باندھے پھر میں کھڑی ہو کر اس پر سوار ہو گئی وہ آگے آگے پیدل چلتے ہوئے مجھے لے چلے یہاں تک کہ ہم سخت گرمی کے وقت دو پہر دن چڑھے لشکر میں جا پہنچے (بخاری) خیال رہے اس موقع پر حضرت صفوان کا استرجاع پڑھنا اس وجہ سے تھا کہ سیدہ کا صحراء میں پیچھے اکیلے رہ جانا ایک بڑی آزمائش ہے کہ ان کو چھوڑ دیا گیا اس واسطے کسی آفت و ہلاکت میں پڑ جانے کا خدشہ ہے یا بعد میں رونما ہونے والے واقعات کے باعث بعض کا خیال ہے کہ صفوان کا گمان تھا شاید حضرت سیدہ وصال پا چکی ہیں اس وجہ سے انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ (مدارج)

سیدہ فرماتی ہیں

فهلك من هلك و كان الذي تولى كبر الافك عبد الله بن ابي بن سلول  
کہ جس کو ہلاک ہونا تھا وہ بہتان لگا کر ہلاک ہوا اور جس نے بہتان کو سب سے زیادہ  
ہوادی وہ عبد اللہ بن ابی بن سلول تھا۔

حضرت عروہ فرماتے ہیں

اخبرت انه كان يشاع ويتحدث فيه عنده فيقره ويستمعه ويستوشيه  
کہ مجھے اس بات کی خبر دی گئی کہ جب ابن ابی منافق کے پاس اس بہتان کا ذکر ہوتا تو بڑی  
دلچسپی سے اس کا ذکر کرتا اسے حقیقت پر مبنی قرار دیتا اور اسے بڑے غور سے سنتا اور بیان بھی کرتا  
آپ فرماتے ہیں کہ

لم يسم من اهل الافك ايضا الا حسان بن ثابت و مسطح بن اثاثه و حمنة  
بنت جحش في ناس آخرين لا علم لي بهم غير انهم عصبه .  
بہتان لگانے والوں میں سے حضرت حسان بن ثابت حضرت مسطح بن اثاثہ اور حضرت حمنة  
بنت جحش کے سوا مجھے اور کسی کے نام کا علم نہیں ہاں ان کی ایک جماعت تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے  
فرمایا ہے فرماتے ہیں ان لوگوں کی قیادت عبد اللہ بن ابی (رئیس المنافقین) کر رہا تھا۔  
سیدہ فرماتی ہیں کہ

فقدمنا المدينة فاشتكت حين قدمت شهرا والناس يضيفون في قول  
اصحاب الافك لا اشعر بشئ من ذلك  
کہ جب ہم مدینہ پہنچے تو میں ایک ماہ تک بیمار رہی اور لوگوں میں بہتان کے متعلق چرچا ہوتا  
رہا اگرچہ مجھے اس بارے میں کچھ بھی معلوم نہ ہوا لیکن یہ شک میری تکلیف میں اضافہ کرتا رہا کہ

میں نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا لطف و کرم بیماری سے پہلے جیسا نہ دیکھا میری بیماری کے دوران حضور صلی اللہ علیہ و سلم تشریف لاتے سلام کرتے اور حال دریافت کر کے واپس تشریف لے جاتے تھے پس یہ بات مجھے شک میں ڈالتی تھی لیکن اٹھائے ہوئے طوفان بدتمیزی کا مجھے کوئی علم ہی نہیں تھا یہاں تک کہ میں کچھ صحت یاب ہوئی تو حضرت مسطح کی والدہ ماجدہ کیساتھ رفع حاجت کے لئے باہر نکلی اور ہمارا معمول اس مقصد کے لئے رات کے وقت باہر جانے کا تھا اور یہ ان دنوں کی بات ہے جب ہمارے گھروں کے قریب بیت الخلاء نہیں بنے تھے اور اہل عرب کی شروع سے عادت یہی تھی کہ اس مقصد کیلئے جنگل میں جاتے تھے کیونکہ گھروں کے سامنے بیت الخلاء بنانا ہمارے لئے تکلیف کا باعث ہوتا تھا۔ سیدہ فرماتی ہیں کہ میں گئی اور ام مسطح بنت ابورہم بن عبدالمطلب بن عبدمناف ان کی والدہ صحیح بن عامر کی بیٹی اور حضرت صدیق اکبر کی والدہ ہیں ان کے صاحبزادے کا نام مسطح بن اثاثر بن عباد بن عبدالمطلب ہے جب میں والدہ مسطح کے ساتھ فارغ ہو کر گھر کی جانب واپس لوٹی

فعثرت ام مسطح فی مرطھا فقلت تعس مسطح فقلت بئس ماقلت  
اتسببن رجلا شہد بدرا .

ام مسطح کا پیر چادر میں الجھا اور گر پڑیں پس انہوں نے کہا مسطح کا برا ہوا میں نے کہا کہ آپ نے بری بات کہی ہے کیا آپ ایسے شخص کو برا بھلا کہہ رہی ہیں جو غزوہ بدر میں شریک ہوا تھا پس انہوں نے کہا خدا کی بندی شاید آپ نے سنا نہیں کہ اس نے کیا کہا ہے سیدہ فرماتی ہیں کہ  
قلت ما قال فاخبرتنی یقول اهل الافک .

میں نے پوچھا بتاؤ انہوں نے کیا کہا ہے؟ پس انہوں نے مجھے بہتان تراشی والوں کی بات بتائی سیدہ فرماتی ہیں کہ پھر تو بیماری بہت بڑھ گئی جب میں گھر پہنچی تو حضور صلی اللہ علیہ و

سلم میرے پاس تشریف لائے پس سلام کر کے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے میں عرض گزار ہوئی کہ کیا آپ مجھے اپنے والدین کے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرماتے ہیں سیدہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے مجھے اجازت دے دی پس میں نے اپنی والدہ سے کہا

یا امتاہ ما ذایتحدث الناس .

اے امی جان لوگ کیا باتیں کرتے ہیں

قالت یابنیۃ ہونی علیک فواللہ لقلما کانت امرأۃ قط وفیۃ عند رجل

یحبہا لہاضرائر الا کثرن علیہا .

فرمایا اے بیٹی! اس بات کا غم نہ کھاؤ خدا کی قسم یہ ہوتا ہی آیا ہے کیونکہ جب کوئی عورت خوبصورت ہو اور خاوند بھی اسے چاہے تو سوکنیں عموماً ایسا فریب کر گزرتی ہیں سیدہ فرماتی ہیں کہ.....

فقلت سبحان اللہ اولقد تحدث الناس بهذا

سبحان اللہ عجیب بات ہے لوگ اتنی بڑی بات منہ پر لاتے ہیں

قالت فبکیت بتلک اللیلۃ حتی اصحبت لایرفابی دمع ولا اکتحل بنوم ثم

اصحبت ابکی

سیدہ فرماتی ہیں کہ پھر تو میں ساری رات روتی رہی نہ میرے آنسو تھمے اور نہ صبح تک مجھے نیند آئی اور صبح کے وقت بھی میں رو رہی تھی فرماتی ہیں کہ

ودعارسول صلی اللہ علیہ وسلم علی ابن ابی طالب واسامۃ بن زید

کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت اسامہ بن زید کو

بلایا کیونکہ وحی آئی نہ تھی تا کہ ان دونوں سے اپنی زوجہ مطہرہ کو چھوڑنے کے بارے میں پوچھیں



فاما اسامة فاشار على رسول صلى الله عليه وسلم بالذى يعلم لهم فى

نفسه فقال اسامة اهلك ولا تعلم الاخيرا

حضرت اسامہ نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں گزارش کی جو آپ کی اہلیہ

کی برأت سے پوری طرح باخبر تھے اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی پاکدامنی سے

بذات خود واقف تھے کہنے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی اہلیہ محترمہ کے متعلق بھلائی

کے سوا اور ہم کچھ بھی نہیں جانتے

اما على فقال يا رسول صلى الله عليه وسلم لم يضيق الله عليك والنساء

سواها كثير وسل الجارية تصدقك قالت فدعا رسول صلى الله عليه وسلم

بريرة فقال اى بريرة هل رأيت من شئ يريك قالت بريرة والذى بعثك

بالحق ما رأيت عليها امر اقط اغمصه غير انها جارية حديثة السن تنام عن

عجين اهلها فتأتى الداجن فتأكله

حضرت علی عرض گزار ہوئے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم! اللہ تعالیٰ آپ

پر تنگی نہیں فرمائے گا اور عورتیں ان کے علاوہ اور بھی بہت ہیں باقی آپ اس لڑکی (بریرہ) سے

دریافت فرمائیں یہ آپ کو سچ سچ بتائے گی سیدہ فرماتی ہیں کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ و سلم

نے بریرہ کو بلوا کر فرمایا اے بریرہ کیا تم نے کوئی بات دیکھی ہے؟ بریرہ نے عرض کی کہ قسم اس ذات

کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے تو شک و شبہ والی قطعاً کوئی بات

نہیں دیکھی سوائے اس کے کہ سیدہ کم عمر لڑکی ہیں یہاں تک کہ آٹا گوندھ کر سو جاتی ہیں اور بکری

آکر اسے کھا جاتی ہے سیدہ فرماتی ہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ و سلم کھڑے ہوئے عبد اللہ

ابن ابی کی شکایت فرمائی چنانچہ منبر پر جلوہ افروز ہو کر آپ نے فرمایا اے مسلمانوں کون ہے جو اس شخص سے میرا بدلہ لے جس نے میری زوجہ کے بارے میں مجھے تکلیف پہنچائی ہے خدا کی قسم میں اپنی بیوی میں بھلائی کے سوا اور کچھ نہیں دیکھتا نیز جس شخص کا ذکر کرتے ہیں اس کے اندر بھی بھلائی کے سوا اور کچھ نہیں دیکھتا وہ میرے گھر میں داخل ہوتا تو میرے ساتھ سیدہ فرماتی ہیں کہ اس پر بنی عبدالاشھل کے بھائی حضرت سعد بن معاذ کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے انیارسول اللہ صلی وسلم اعذرک فان کان من الاوس ضربت عنقه وان کان من اخواننا من الخزرج امرتنا ففعلنا امرک اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا بدلہ میں لوں گا اگر وہ شخص قبیلہ اوس سے ہے تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا اور اگر قبیلہ خزرج والے ہمارے بھائیوں میں سے ہے تو جس طرح آپ حکم فرمائیں اس کی تعمیل کی جائے گی سیدہ فرماتی ہیں پھر خزرج والوں میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا کیونکہ حضرت حسان کی والدہ اس کے چچا کی بیٹی اور اسی کے قبیلہ سے تھی وہ خزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہ تھے سیدہ فرماتی ہیں کہ پہلے وہ بڑا نیک آدمی تھا لیکن موقع پر پرانی حمیت نے ان کے اندر جوش مارا اور حضرت سعد بن معاذ سے کہا کذبت لعمر اللہ لا تقتله ولا تقدر علی قتله ولو کان من رھطک ما احببت ان یقتل خدا کی قسم آپ غلط کہہ رہے ہیں نہ آپ اس کو قتل کریں گے اور نہ آپ اسے قتل کر سکتے ہیں اگر وہ آپ کے قبیلہ سے ہوتا تو آپ اس کو قتل کرنا ہرگز پسند نہ کرتے اس پر حضرت اسید بن حضیر کھڑے ہو گئے جو حضرت سعد بن معاذ کے چچا زاد بھائی تھے پس انہوں نے حضرت سعد بن عبادہ سے کہا کہ آپ غلط کہہ رہے ہیں لعمر اللہ لنقتلنہ فانک منافق تجادل عن المنافقین ہم اسے ضرور قتل کریں گے اور معلوم ہو گیا کہ آپ بھی منافق ہیں اور منافقوں کا دفاع کر رہے ہیں اس پر قبیلہ اوس اور قبیلہ خزرج کے لوگ ایک دوسرے کے مقابل تن گئے اور خطرہ پیدا ہو گیا کہ

کہیں آپس میں دست و گریبان نہ ہو جائیں اور حضور صلی اللہ علیہ و سلم منبر پر جلوہ افروز تھے سیدہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم برابر ان سب کو خاموش ہونے کے لئے فرماتے رہے یہاں تک کہ سب خاموش ہو گئے فرماتی ہیں کہ فبکیت یومی ذلک کلہ لایرقاء لی دمع ولا اکتحل بنوم قالت واصبح ابوای عندی وقد بکیت لیلین ویوما لایرقاء لی دمع ولا اکتحل بنوم حتی انی لاظن ان البکاء فالق کبدی فینا ابوای جالسان عندی وانا ابکی فاستاذنت علی امرأة من الانصار فاذنت لها فجلست تبکی معی۔

میں اس روز بھی سارا دن خون کے آنسو روتی رہی نہ میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ مجھے نیند آتی تھی اور میرے والدین بھی میری وجہ سے پریشان تھے مجھے برابر روتے ہوئے دو راتیں اور ایک دن گزرا نہ میرے آنسو تھمتے اور نہ مجھے نیند آئی یہاں تک کہ مجھے یہ گمان گزرا کہ اتارونے سے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا اسی اثنا میں کہ میرے والدین کریمین میرے پاس تشریف فرما تھے میں رو رہی تھی کہ ایک انصاری عورت نے میرے پاس آنے کی اجازت مانگی اسے اجازت دی گئی تو وہ میرے پاس بیٹھ کر رونے لگی۔ (بخاری شریف و مسلم شریف ج ۲ ص ۳۶۶)

بعض علماء نے سیدنا حضرت عمر بن خطاب اور عثمان رضی اللہ عنہما کا قصہ بھی بیان کیا ہے کہ ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے مشاورت فرمائی اور انہوں نے اپنا اپنا جواب عرض کیا اور وہاں پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان کی موافقت میں کلام عرض کیا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم آپ کے جسم اطہر پر مکھی نہیں بیٹھتی اس لئے کہ مکھی نجاست پر بیٹھتی ہے اور اس کے پاؤں وہاں سے آلودہ ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کے بدن پاک کو اس سے محفوظ رکھتا ہے پس یہ کیسے

ہوسکتا ہے کہ نجاست آلود دیگر چیزوں سے اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی نگہداشت میں نہ رکھے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا اس لئے کہ ایسا نہ ہو کہ نجس زمین پر پڑے اور جب حق تعالیٰ آپ کے سایہ شریف کی اس قدر حفاظت فرماتا ہے تو کیوں نہ آپ کے حرم محترم کی بھی ناشائستہ افعال سے صیانت و حفاظت کرتا ہوگا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ روا نہیں رکھتا کہ ملوث نعلین دوران نماز آپ کے پاؤں مبارک میں ہوں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر کر دی کہ ان کو اتار دو اپنے پاؤں مبارک سے اور اگر عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات واقعاً درست ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس سے بھی آپ کو آگاہ فرماتا آپ خاطر جمع رکھیں ہوسکتا ہے آپ کو حقیقت حال سے اللہ تعالیٰ آگاہ فرمادے گا۔ سیدہ فرماتی ہیں کہ حضور نے ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش سے میرے بارے میں پوچھا انہوں نے عرض کی حضور میں اپنے کان اور آنکھیں ان کے بارے میں کچھ سننے سے محفوظ رکھتی ہوں جب کہ میں نے سنا کچھ نہ ہو اور دیکھوں جب کہ میں نے کچھ دیکھا نہ ہو خدا کی قسم میں ان کے متعلق سوائے سوائے خیر و خوبی کے کچھ نہیں جانتی سیدہ فرماتی ہیں کہ ازواج میں سے یہ زینب مجھ سے برابری کرتی تھیں اور میرے حسن و جمال اور قدر و منزلت کے مشابہ خود کو بناتی تھیں لیکن اللہ نے ان کو تقویٰ و پرہیزگاری کی بنا پر محفوظ رکھا انہوں نے نہ حسد کیا اور نہ ہی کوئی بری بات منہ سے نکالی۔ (مدارج شریف)

ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اسی اثنا میں کہ میرے والدین میرے پاس تشریف فرما تھے اور میں اور انصاریہ عورت رورہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم تشریف لائے فسلم ثم جلس سلام فرما کر بیٹھ گئے فرماتی ہیں کہ جب یہ بہتان لگایا گیا تھا اس وقت سے آپ میرے پاس بیٹھے نہ تھے اور قریباً ایک ماہ سے وحی کا نزول بند ہو گیا تھا کہ میرے

متعلق کوئی حکم نازل فرمایا جاتا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے بیٹھے ہوئے کلمہ شہادت پڑھا اور فرمایا یا عائشة انہ قد بلغنی عنک کذا و کذا فان کنت بریئة فسیبرئک اللہ وان کنت الممت بذنب فاستغفری اللہ وتوبی الیہ فان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب اللہ علیہ اے عائشہ! مجھے تمہارے متعلق یہ افواہ پہنچی ہے اگر تم پاکدامن ہو تو عنقریب اللہ رب العزت تمہیں بری فرمادے گا اور اگر تم گناہ میں ملوث ہو گئی ہو تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو اور توبہ کر لو کیونکہ جب بندہ اپنے گناہ کا اقرار کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے سیدہ فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم ارشاد فرما چکے تو میں نے اپنے والد محترم سے عرض کی کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو کوئی جواب دیں آپ نے فرمایا کہ قسم بخدا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو کیا جواب دوں پھر میں نے اپنی والدہ سے گزارش کی کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے ارشادات کا جواب دیں انہوں نے فرمایا واللہ ما ادری ما اقول لرسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کہ خدا کی قسم میرے ذہن میں نہیں آتا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں کیا عرض کروں پس میں خود عرض گزار ہوئی

اناجارية حدیثۃ السن لا اقرأ من القرآن کثیرا انی واللہ لقد علمت لقد سمعتم هذا الحدیث حتی استقر فی انفسکم و صدقتم به فلئن قلت لکم انی بریئة لاتصدقونی ولئن اعترفت لکم بامر واللہ یعلم انی منه بریئة لتصدقنی فواللہ لا اجد لی ولکم مثلاً الا ابایوسف حین قال فصبر جمیل واللہ المستعان علی ماتصفون .

میں نو عمر لڑکی تھی اور قرآن کریم بھی میں نے زیادہ نہیں پڑھا ہوا تھا بیشک خدا کی قسم میرے علم

میں بھی وہ بات آگئی جو آپ حضرات نے سنی ہے اب جب کہ وہ بات آپ کے دلوں میں سماگئی اور آپ نے اسے حقیقت پر مبنی سمجھ لیا تو اگر میں یہ کہوں بھی کہ میں اس بہتان سے پاک ہوں تب بھی لوگ میری بات کی تصدیق نہیں کریں گے اور اگر میں اس گناہ کا اعتراف کر لوں اور اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے کہ میں اس سے پاک ہوں تو ضرور میری تصدیق کی جائے گی پس خدا کی قسم میری اور آپ حضرات کی مثال حضرت یوسف کے والد محترم جیسی ہے جب کہ انہوں نے کہا تھا کہ تو صبر اچھا اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں ان باتوں پر جو بتا رہے ہو۔ (بخاری شریف)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حزن و غم کی وجہ سے یعقوب علیہ السلام کا نام میری زبان پر نہ آسکا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے کہا مگر یوسف کے لئے جنہوں نے کہا تھا فصبر جمیل اس جگہ نہایت حزون و اضطراب سے کہ یوسف کا باپ بھی نہ کہا لیکن بخاری کی بعض روایات میں یعقوب کا نام بھی آیا ہے اور یہ زیادہ درست ہے (مدارج) سیدہ فرماتی ہیں پھر میں نے منہ دوسری جانب کر لیا اور خاموش ہو کر بستر پر لیٹ گئی اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس جرم سے بری ہوں اور اللہ تعالیٰ میری پاکدامنی ظاہر فرمادے گا لیکن خدا کی قسم یہ بات میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ اللہ تعالیٰ میری شان میں وحی نازل فرمائے گا اور میری شان کے خطبے پڑھوائے جائیں گے کیونکہ میری حیثیت اتنی تو نہیں کہ باری تعالیٰ میرے بارے میں کلام فرمائے ہاں مجھے یہ امید ضرور تھی کہ اللہ تعالیٰ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میری پاکدامنی دکھا دے گا۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۱۱۱)

فرماتی ہیں

فواللہ مادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلسہ ولا یرج احد من اهل  
البيت حتى انزل علیہ فاخذہ ماکان یاخذہ من البرحاء حتی انه لیتحد رمنہ من

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

العرق مثل الجمان وهو في يوم شات من ثقل القول الذي انزل عليه .

خدا کی قسم اسی دوران کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم ہمارے درمیان جلوہ افروز تھے اور ہمارے گھر کا کوئی فرد باہر بھی نہیں گیا تھا کہ آپ پر وحی نازل ہونے لگی اور وہی حالت آپ پر طاری ہو گئی جو وحی کے وقت ہوا کرتی تھی اور کلام کی ثقالت کے باعث سردی کے دنوں میں پسینہ موتیوں کی طرح جاری ہو جاتا تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھا کہ برأت کی امید دلا کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی کروں اس وقت آپ رورہی تھیں اور فرما رہی تھیں۔

هجرتنى القريب والبعيد حتى هجرتنى الهرة وما عرض على طعام ولا شراب فكنت ارمد وانا جائعة ظائمة فرأيت فى منامى حتى فقال لى مالک فقلت حزينة مما ذكر الناس فقال ادعى بهذه الدعوات يفرج الله تعالى عنك فقلت وماهى فقال قولى ياسابغ النعم ويارافع النقم ويافارح الغمم وياكاشف الظلم يااعدل من حكم يا حسب من ظلم ياولى من ظلم يا اول بلا بداية ويا اخر بلا نهاية يا من له اسم بلا كنية اللهم اجعل لى من امرى فرجا ومخرجا .

کہ مجھے میرے قریب وبعید نے چھوڑ دیا تھا حتیٰ کہ ہرہ نے بھی چھوڑ دیا تھا اور میرے لئے نہ کھانا آتا تھا نہ پانی تو میں لیٹ گئی اور بھوک پیاسی تھی تو میں نے ایک جوان کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ سے پوچھ رہا ہے صدیقہ کیا حال ہے؟ میں نے کہا نمگین ہوں ان باتوں سے جو لوگ کر رہے ہیں تو انہوں نے کہا یہ دعا پڑھو اللہ سب غم کھول دے گا میں نے کہا وہ کیا ہے؟ تو انہوں نے یہ دعا (ياسالغ النعم الخ) بتائی۔

سیدہ فرماتی ہیں کہ فانتبہت وانا ريانة شعبانة وقد انزل الله تعالى فرجى .  
میں جاگی تو میں نے اپنے آپ کو خوش و خرم پایا اور بھوک بھی نہیں رہی پھر اللہ تعالیٰ نے میری  
مسرت کی دستیاب بنائی اور آیاتِ تطہیر نازل فرمائیں۔

(تفسیر حسنات و روح البیان وغیرہ)

سیدہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم مسرور اور تبسم ریز نظر آ رہے تھے چنانچہ  
سب سے پہلا کلام آپ نے یہ فرمایا کہ اے عائشہ اما اللہ فقد براك اللہ تعالیٰ نے تمہیں  
اس الزام سے بری فرما دیا ہے فرماتی ہیں کہ اس وقت میری والدہ ماجدہ نے مجھ سے فرمایا کہ کھڑی  
ہو کر رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کا شکر یہ ادا کرو پس میں عرض گزار ہوئی کہ خدا تعالیٰ کی قسم  
میں ان کا شکر یہ کیوں ادا کروں میں صرف اللہ کا شکر یہ ادا کرتی ہوں (جس نے میری پاکدامنی  
کا اعلان فرمایا ہے) (بخاری شریف)

خیال رہے یہ مستی حال تھی جو عائشہ رضی اللہ عنہا پر غالب آگئی تھی ورنہ یہ ان کو پاک  
گردانا جانا اور ان کے حق میں قرآن کا نزول ہونا یہ سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم  
کے وسیلہ و طفیل ہی تھا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کا شکر ادا کرنا سیدہ پر واجب ہے۔  
(مدارج شریف)

اس کے بعد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم خوش خوش مسجد میں تشریف لائے صحابہ  
کرام کو جمع فرمایا اور خطبہ ارشاد فرمایا اور جو آیات نازل ہوئی تھیں صحابہ کو سنائیں (مدارج  
شریف) بعض علمائے کرام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چار شخصوں کی برأت کو ظاہر فرمایا۔  
۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی برأت زلیخا کے خاندان کے ایک بچے سے۔

۲۔ موسیٰ علیہ السلام پر یہود کی تہمت کہ انہیں گندی بیماری ہے جس کی برأت اس پتھر کے



ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

ذریعہ فرمائی کہ جو آپ کے کپڑے لے بھاگا تھا۔

۳۔ سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ۔

۴۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سورہ نور کی آیات نازل فرما کر۔

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہر نبی کی زوجہ زنا سے پاک ہوتی

ہے۔ (روح البیان)

جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم آیات برأت پڑھ چکے تو ان لوگوں کو بلایا جنہوں نے

تہمت لگائی تھی پھر ان پر حد قذف جاری فرمائی گئی اور ہر ایک کو اسی اسی کوڑے لگائے گئے یہ

چار شخص تھے ☆۱ حضرت حسان بن ثابت ☆۲ مسطح ابن اثاثہ ☆۳ حمنہ بنت جحش رضی

اللہ عنہم ☆۴ عبداللہ بن ابی کچھ روایات میں ابن ابی پر حد جاری ہونے کا تذکرہ نہیں ہے۔

(مدارج)

خیال رہے امام قسطلانی شارح بخاری فرماتے ہیں کہ یہ بات تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ صفوان

نامرد تھے چنانچہ حضرت صفوان بن المعطل خود فرماتے ہیں سبحان اللہ مجھے اس ذات کی قسم

جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میں نے کسی بھی عورت کا پردہ نہیں اٹھایا مراد یہ ہے

کہ میں نے کسی عورت کے ساتھ جماع نہیں کیا۔ (مدارج شریف بتصرف)

عروہ سے مروی ہے کہ صفوان رضی اللہ عنہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

کو برا کہتے تھے حضرت عروہ کہتے ہیں کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے روبرو میں نے بھی

حضرت حسان کی مذمت کی تھی تو سیدہ نے فرمایا کہ اس کو برا مت کہو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول کی

نعت خوانی میں مشرکین کی ہجو و مذمت کرتا ہے۔ (مدارج)

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

پھر آپ نے حضرت صدیقہ کی شان میں یہ اشعار بھی فرمائے

۱. حصان رزان ماتزن بریبة وتصبح غرثی من لحوم الغوافل
۲. حليلة خیر الناس دنیا ومنصبا نبی الهدی ذی المکرمات الفواضل
۳. عقيلة حی من لوی بن غالب کرام المساعی مجدہم غیر زائل
۴. مہذبہ قد طیب اللہ خیمہا وطہر ہامن کل سوء وباطل
۵. فان كنت قد قلت الذی قدز عتموا فلارفعت سوطی الی اناملی
۶. وکیف وودی ماحییت ونصرتی لال رسول اللہ زین المحافل
۷. له رتب عال علی الناس کلہم تقاصر عنہ سورة المتطاول
۸. فان الذی قد قیل لیس بلائط ولکنہ قول امرئی بی ماحل

ترجمہ اشعار :

- ۱۔ وہ پاک دامن اور پاکباز ہے جس پر گناہ کا کوئی الزام نہیں ہے اور وہ بے خبر لوگوں کے گوشت سے ہمیشہ بھوکی ہے۔
- ۲۔ وہ بیوی ہے دین اور منصب کے لحاظ سے بہترین انسان کی جو اللہ کا نبی ہے اور تمام بہترین بزرگیوں کا مالک ہے۔
- ۳۔ وہ شریف ترین عورت ہے قبیلہ لوی بن غالب کی وہ جس میں سارے کام شرافت کے ہیں اور ان کی بزرگی ختم ہونے والی نہیں۔
- ۴۔ وہ پاک کردی گئی ہے اللہ نے اس کی طبیعت کو پاک بنایا ہے اور اسے ہر ایک برائی اور باطل سے پاک و صاف رکھا ہے۔
- ۵۔ جو بات تم نے میرے ذمے لگائی ہے کہ وہ میں نے کہی ہے اگر وہ سچ ہو تو خدا کرے

ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

میرے ہاتھ شل ہو جائیں اور میرا کوڑا میرے ہاتھ نہ پکڑ سکیں۔

۶۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ میری محبت اور میری مدد زندگی بھر تک رسول اللہ کے گھرانے کی مدح کے لئے ہے اور محفلوں کی زینت ہے۔

۷۔ وہ نبی جس کو تمام لوگوں پر بزرگی حاصل ہے اور دشمن کا حملہ وہاں تک پہنچنے سے قاصر ہے۔

۸۔ جو بات میرے متعلق کہی گئی ہے وہ صحیح نہیں ہے لیکن وہ ایسے آدمی کی بات ہے جس نے میری چغلی کھائی ہے۔

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا تکرّمہ بعد ذلک وتذکرہ بخیر یعنی آپ ان کا احترام ان اشعار کے بعد کرتی تھیں اور ان کا ذکر اچھے الفاظ میں کرتی تھیں اور ابن سعد محمد بن سیرین سے راوی ہیں کہ جب حسان حاضر ہوتے تو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا ان کے لئے تکیہ منگواتیں اور فرمایا کرتیں لا تؤذو حسانا فانہ کان ینصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلسانہ حسان کی مذمت کر کے انہیں ایذا نہ دووہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد اپنے کلام سے کرتے ہیں بلکہ طریق شععی سے ابن جریر راوی ہیں انہا قالت ما سمعت بشئی احسن من شعر حسان وما مثلت به الارجوت له الجنة قوله لابی سفیان ابن الحارث عبدالمطلب

فرماتی ہیں میں نے حسان کے شعروں سے بہتر کبھی کوئی شعر نہ سنا اور نہ اس کی مثال ملی میں امید کرتی ہوں ان کے لئے جنت کی ان اشعار کے صلہ میں جو ابوسفیان بن حارث کے جواب میں انہوں نے فرمائے۔

۱. ہجوت محمد افا جبت عنہ وعند اللہ فی ذاک الجزاء

۲. فان ابی ووالدتی وعرضی لعرض محمد منکم وقاء  
 ۳. اتشمہ ولسنہ بکفو فشر کما لخیر کما الفداء  
 ۴. لسانی صارم لا عیب فیہ وبحری لا تُکذره الدلاء

ترجمہ اشعار

۱۔ تو نے محمد صلی اللہ علیہ و سلم کی بیچو کی ہے اور میں ان کی طرف سے جواب دیتا ہوں اور اس کا بدلہ اللہ کے پاس ہے۔

۲۔ میرا باپ میری ماں اور میری عزت سب کچھ محمد صلی اللہ علیہ و سلم کی عزت پر قربان ہے۔

۳۔ کیا تو اسے گالی دیتا ہے؟ حالانکہ ان کے برابر کا نہیں تو جو تم دونوں میں سے برا ہے وہ تمہارے بہتر پر قربان ہو۔

۴۔ میری زبان تیز دھار تلوار ہے جس میں کوئی عیب نہیں ہے اور میرا سمندر اتنا گہرا ہے جس کو ڈول کی آمد و رفت مگر نہیں کر سکتی۔ (تفسیر حسنات)

### فوائد حدیث

امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں واعلم ان فی حدیث الافک فوائد کثیرة کہ حدیث افک میں بہت فوائد ہیں۔

۱۔ احدها جواز رواية الحدیث الواحد عن جماعة عن کل واحد قطعة یعنی استاد کا مختلف شیوخ سے مقررہ مقطعات کو روایت کرنے کا جواز یعنی حدیث کی تقطیع کرنے کا جواز۔

۲۔ صحة القرعة بین النساء وفي العتق عورتوں کے مابین اور کردن کے آزاد کرنے کے مابین قرعہ اندازی کرنے کا جواز۔

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

- ۳۔ وجوب الاقراء بین النساء عند اعادة السفر ببعضهن چند بیویوں میں سے کسی ایک کو سفر پر لے جانے کا ارادہ ہو تو قرعہ اندازی کا وجوب۔
- ۳۔ جواز سفر الرجل بزوجه شوہر کا بیوی کے ساتھ سفر کرنے کا جواز۔
- ۵۔ جواز غزوہن عورتوں کا غزوہ میں شرکت کرنے کا جواز۔
- ۶۔ جواز ركوب النساء فی الہوداج عورتوں کا ہودجوں میں سواری کرنے کا جواز۔
- ۷۔ جواز خدمة الرجال لهن فی تلك الاسفار ان سفروں میں بیویوں کا اپنے شوہروں کی خدمت کرنے کا جواز۔
- ۸۔ ارتحال العسکر یتوقف علی امر الامیر روانگی لشکر کا حکم امیر پر موقوف ہونا۔
- ۹۔ جواز خروج المرأة لحاجة الانسان بغير اذن الزوج عورت کا قضائے حاجت کے لئے اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر نکلنے کا جواز۔
- ۱۰۔ جواز لبس النساء القلائد فی السفر كالحضر حضر کی طرح سفر میں بھی عورتوں کا گلے میں ہار پہننے کا جواز۔
- ۱۱۔ ان من یركب المرأة علی البعیر وغیره لا یكلمها اذالم یکن محرما لا لحاجة کہ غیر محرم جب کسی عورت کو ہودج میں سوار کرے تو بغیر ضرورت کے اس سے کلام نہ کرے۔
- ۱۲۔ فضیلة الاقتصار فی الاكل عورتوں کے کم کھانے کی فضیلت اور یہ کہ زیادہ نہ کھائیں تاکہ گوشت کی چربی وغیرہ نہ چڑھے اس لیے کہ زمانہ رسالت میں عورتوں کی یہ حالت تھی اور جو کام حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے دور میں ہو وہ کامل ہے۔
- ۱۳۔ جواز تاخر بعض الجیش ساعة کسی حاجت کے پیش نظر بعض لشکریوں کو لشکر کے

پیچھے رہنے کا جواز۔

۱۴۔ اغاثة الملہوف و عون المنقطع و اکرام ذوی الاقتدار کما فعل صفوان غمزہ و غمگین کی مدد کرنا اور قافلہ سے پچھڑے ہوئے کی مدد و رہنمائی کرنا اور صاحب اقتدار کی تعظیم کرنا جیسا کہ صفوان نے فرمایا۔

۱۵۔ حسن الادب مع الاجنبیات اجنبی عورتوں سے حسن ادب کرنا خاص طور پر ضرورت کے وقت جنگلات میں ان کے ساتھ خلوت میں۔

۱۶۔ استحباب الاینار بالرکوب سوار ہونے میں ایثار کا مستحب ہونا۔

۱۷۔ استحباب الاسترجاع عند المصائب دینی یا دنیوی مصیبتوں کے وقت استرجاع (انا لله وانا الیہ راجعون) پڑھنا۔

۱۸۔ تغطية المرأة وجهها عن نظر الاجنبی سواء كان صالح او غیره اجنبی کو دیکھ کر خواہنیک ہو یا برائے عورت کا اپنے چہرے کو ڈھانک لینا۔

۱۹۔ جواز الحلف من غیر استحلاف بغیر مطالبے کے قسم کھانا۔

۲۰۔ يستحب ان یستر عن الانسان ما یقال فیہ اذالم یکن فی ذکر فائدة جس پر تہمت لگائی گئی ہو اس کے لئے اس کے ذکر نہ کرنے کا مستحب ہونا جب کہ ذکر کرنے میں کوئی فائدہ نہ ہو۔

۲۱۔ الاستحباب ملاطفة الرجل زوجته خاوند کا زوجہ کے ساتھ معاملہ لطف اور حسن معاشرت کرنے کا مستحب ہونا۔

۲۲۔ اذا عرض عارض بان سمع عنها شیئاً او نحو ذلك یقلل اللطف جب اپنی زوجہ کے متعلق کوئی تہمت وغیرہ سنے تو لطف میں کمی کرنا تا کہ بیوی اس کی وجہ دریافت کر کے

اس کا ازالہ کرے۔

۲۳۔ استحباب السؤال عن المريض مريض سے اس کی حالت پوچھنے کا مستحب

ہونا۔

۲۴۔ يستحب للمرأة اذا ارادت الخروج للحاجة ان تكون معها رفيقة عورت

اگر قضائے حاجت کے لئے نکلنے کا ارادہ کرے تو اپنے ساتھ کسی رفیقہ کو لے جاوے تاکہ اس سے انس حاصل کرے۔

۲۵۔ كراهة الانسان اذا آذى اهل الفضل انسان کا اس بات کو ناپسند کرنا کہ اس کا

عزیز کسی اہل فضل کو اذیت دے۔

۲۶۔ فضيلة اهل بدر والذب عنهم اهل بدر کی فضیلت اور ان کا دفاع کرنے

کا ثبوت۔

۲۷۔ ان الزوجة لا تذهب الى بيت ابويها الا باذن زوجها بیوی کا والدین کے گھر

بغیر اجازت شوہر کے نہ جانا۔

۲۸۔ جواز التعجب بلفظ التبسيح السبحان لفظ سبحان کے ذریعہ تعجب ظاہر کرنا۔

۲۹۔ استحباب مشاورة الرجل اپنے گھریلو امور میں آدمی کا اپنے عزیزوں و دوست

واحباب سے مشورہ کرنا۔

۳۰۔ جواز البحث والسؤال عن الامور المسموعة تہمت وغیرہ کے متعلق بحث

وتفتيش کرنے کا جواز ہونا۔

۳۱۔ خطبة الامام الناس عند نزول امرهم کسی اہم امر کے نزول کے وقت امام کا

لوگوں کو خطبہ دینا۔

۳۲۔ فضائل ظاہرۃ لصفوان بن المعطل حضرت صفوان کے فضائل کا ظاہر ہونا۔

۳۳۔ فضیلة لسعد بن معاذ واسید بن حضیر حضرت سعد بن معاذ واسید بن حضیر

کی فضیلت۔

۳۴۔ المبادرة الى قطع الفتن والخصومات والمنازعات وتسكين الغضب

فتنوں کو قطع اور لڑائی جھگڑوں کو بند اور غضب و غصہ کو ٹھنڈا کرنے میں پیش قدمی کرنا۔

۳۵۔ قبول التوبه والحث عليها توبہ کو قبول اور اس پر برا بیچتہ کرنا۔

۳۶۔ تفويض الكلام الى الكبار بڑوں کو کلام سونپ دینا۔

۳۷۔ جواز الاشهاد بايات القران آیات قرآنیہ سے استشہاد (دلیل لینا) کرنے کا

جواز۔

۳۸۔ استحباب المبادرة بتبشير من تجددت له نعمة جس کو جدید نعمت ملی ہو اس

کو خوشخبری دینے میں جلدی کرنے کا مستحب ہونا۔

۳۹۔ برأة عائشة من الافك سیدہ عائشہ کی تہمت سے برأت اور یہ برأت قطعہ

ہے جو کہ قرآن عزیز میں منصوص ہے لہذا اس میں شک کرنے سے کفر و ارتداد ہوگا اور اس

پر مسلمانوں کا اجماع ہے (عیاذ باللہ من ذلک)

۴۰۔ تجديد شكر الله عند تجدد النعم نعمتوں کے تجدد سے شکر ادا کرنا۔

۴۱۔ فضائل لابی بکر اللہ کے فرمان و لایاتل میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کے فضائل ثابت ہوئے۔

۴۲۔ استحباب صلة الارحام صلہ رحمی کا مستحب ہونا۔

۴۳۔ استحباب العفو والصفح صلح و درگزر کرنے کا مستحب ہونا۔



۴۴۔ الصدقة والانفاق فی سبیل الخیرات نیکیوں اور اچھائیوں کے راستے میں خرچ اور صدقہ کرنے کا مستحب ہونا۔

۴۵۔ فضیلة زینب أم المؤمنین أم المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی فضیلت ثابت ہوئی۔

۴۶۔ جواز سب المتعصب متعصب کو سب کرنے کا جواز۔

۴۷۔ اکرام المحبوب بمراعاة اصحابہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے اصحاب و خدام کی رعایت کر کے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی تعظیم بجالانا وغیرہ

(نووی علی مسلم شریف جلد ثانی ص ۳۶۷، ۳۶۸)

### ترجمہ آیات برأت

۱۔ ان الذین جاءؤ (الایة) بے شک وہ کہ بڑا بہتان لائے ہیں تمہیں میں کی ایک جماعت ہے اسے اپنے لئے برانہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے ان میں ہر شخص کے لئے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا اور ان میں وہ جس نے سب سے بڑا حصہ لیا اس کے لئے بڑا عذاب ہے۔

(کنز الایمان)

اس میں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت ظاہر فرمائے گا ہر شخص کے لئے گناہ بقدر اس کے عمل کے کہ کسی نے طوفان اٹھایا تھا کسی نے بہتان والے کی موافقت کی کوئی ہنس کسی نے خاموشی کی یا تھسن لیا الغرض جس نے جو کیا اس کا بدلہ پائے گا اور لا تحسبوه سے حضور صلی اللہ علیہ و سلم و جناب صدیق اکبر کو تسلی دی گئی کہ تم اس الزام تراشی کو براگمان نہ کرو بلکہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور بل ہو خیر لکم میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی تسلی دی گئی کہ اس میں آپ کے حق خیر عظیم ہے اول یہ کہ اجر عظیم ملا دوم یہ کہ سب

پرا عزا ز صدیقہ ظاہر ہوا سوم یہ کہ سیدہ کے حق میں آیات برأت نازل ہوئیں پھر یہ کہ جس نے جتنا حصہ لیا اتنی ہی سزا کی وعید میں آیا چنانچہ حضرت حسان کی آنکھیں جاتی رہیں سیدہ نے فرمایا کہ ای عذاب اشد من العمی کہ آنکھیں چلی جانے سے اور بڑھ کر کیا عذاب ہے والذی تولى کبرہ سے مراد عبداللہ بن ابی ہے حدیث میں ہے بہتان لگانے والوں پر بحکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم اتنی اتنی کوڑے لگائے گئے۔ (خزائن و حسنات و صاوی وغیرہ)

۲۔ لولا اذ سمعتموه (الایۃ) کیوں نہ ہو جب تم نے اس سے سنا تھا کہ مسلمان مردوں

اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا اور یہ کہتے یہ کھلا بہتان ہے۔ (کنز الایمان)

کیونکہ مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ مسلمان کے ساتھ نیک گمان کرے اور بدگمانی ممنوع ہے

(خزائن) اور اس لئے کہ ایسے حادثات میں چار گواہ لانے لازم ہیں ورنہ ان کا فرض ہے کہ ایسی

بات سن کر کہہ دیں کہ یہ محض افتراء ہے کیونکہ مومن اور مومنہ پر واجب تھا کہ سنتے ہی کہہ دیتے کہ

یہ کھلا افتراء ہے جو اپنی طرف سے افتراء کہا گیا پھر یہ عامہ مومنین کے حق میں حکم ہے جناب اُمّ

المومنین زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بطریق اولیٰ یہی حکم تھا۔

۳۔ لولا جاء و (الایۃ) اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے

۴۔ فألشک عند اللہ ہم الکذبون (الایۃ)

تو جب گواہ نہ لائے تو وہی اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔

یعنی شرعی قانون کے مطابق وہ جھوٹے ہیں کہ چار گواہ نہ لاسکے اور ظاہر ہے کہ چار گواہ جب

نہ لاسکے تو اس کی سزا پائیں گے اور وہ یہ کہ ہمیشہ کے لئے ساقط العدالت کہ کبھی گواہی مقبول نہ ہو۔

(حسنات)

۵۔ لولا فضل اللہ (الایۃ) اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر دنیا و آخرت میں نہ

ہوتی تو جس چرچے میں تم بڑے اس پر تمہیں بڑا عذاب پہنچتا۔ (کنز الایمان)

لیکن ابن ابی اس پر عذاب ہے اور تخلد فی الدرک الاسفل ہے آگ میں باقی جو اس کے بہکانے سے اس شبہ میں بڑے ان کی توبہ قبول۔ (حسنات)

۶. اذتلقونہ (الایۃ)

جب تم ایسی بات اپنی زبانوں پر ایک دوسرے سے سن کر لاتے تھے اور اپنے منہ سے وہ نکالتے تھے جس کا تمہیں علم نہیں اور اسے سہل سمجھتے تھے اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے یعنی جرم عظیم ہے۔

۷. لولا اذسمعوه (الایۃ) اور کیوں نہ ہو جب تم نے سنا تھا کہا ہوتا کہ ہمیں نہیں پہنچتا کہ ایسی بات کہیں الہی پاکی ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے۔ (کنز الایمان)  
مسئلہ : یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی نبی کی بیوی بدکار ہو سکے۔ (خزائن)

۸-۹. ان الذین (الایۃ)

وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں برا چرچا پھیلے ان کے لئے دردناک عذاب ہے دنیا و آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (کنز الایمان)  
۱۰۔ یعظکم اللہ (الایۃ) اور اللہ نصیحت فرماتا ہے کہ اب کبھی ایسا نہ کہنا اگر ایمان رکھتے ہو۔ (کنز الایمان)

۱۱۔ یا ایہا الذین امنوا (الایۃ) اے ایمان والو شیطان کے قدم بقدم چلنے میں اتباع نہ کرو۔

یعنی وہ جو دوسو سے تمہارے دلوں میں ڈالتا ہے اس کی پیروی نہ کرو اور ان کے ماتحت بہتان تراشنے والوں کی باتوں پر کان نہ لگاؤ۔

۱۲۔ ولایاتل اولوالفضل منکم (الایۃ) اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے ہیں قرابت والوں اور مسکینوں اور مہاجرین فی سبیل اللہ کو نہ دینے کی اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تمہیں پسند نہیں کہ اللہ تمہاری بخشش فرمائے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اس آیت کریمہ سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی اتنی فضیلت بڑھی کہ اللہ نے آپ کو اولوالفضل فرمایا اس کا شان نزول یہ ہے کہ آپ نے قسم کھائی تھی کہ مسطح کیساتھ جو سلوک فرماتے تھے وہ بند کر دیں گے اولوالقربی اس لئے فرمایا کہ مسطح آپ کی خالہ کے بیٹے نا دار مہاجر تھے اور بدری تھے حضرت کے ذمہ ان کی کفالت تھی جب تہمت لگانے والوں میں شریک ہوئے تو حضرت کو اس کا رنج ہوا کہ میں نے جس کے ساتھ سلوک کیا وہ میرے ساتھ ایسا نکلا آپ نے قسم کھائی کہ اب مسطح کیساتھ کسی قسم کا سلوک نہ کروں گا اس پر آیت نازل ہوئی چنانچہ نزول کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ بے شک میں اس امر کو دوست رکھتا ہوں کہ اللہ میری مغفرت فرمائے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ مسطح کیساتھ سلوک کبھی موقوف نہ کروں گا چنانچہ آپ نے مقررہ وظیفہ دوبارہ بحال فرمادیا۔

۱۳۔ ان الذین یرمون (الایۃ) بے شک وہ جو عیب لگاتے ہیں پاک دامن انجان بھولی بھالیوں مومنہ خواتین پر لعنت ہے دنیا و آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

(تفسیر حسنات)

۱۴۔ یوم تشهد علیہم السننہم (الایۃ)

جس دن ان پر گواہی دیں گی ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے

تھے۔ (کنز الایمان)

یہ آیت چودھویں ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اُمّ المؤمنین کے معاملہ میں اللہ کی طرف

ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

سے اتہام لگانے والوں پر وعید شدید ہے۔ (تفسیر حسنات)

۱۵. الخبیث للخبیثین والخبیثون للخبیث .

گندیاں گندوں کے لئے اور گندے گندیوں کے لئے۔ (کنز الایمان)

یعنی خبیث کے لئے خبیث لائق ہے خبیثہ عورت خبیث مرد کے لئے اور خبیث مرد خبیثہ کے لئے اور خبیث آدمی خبیث باتوں کے درپے ہوتا ہے اور خبیث باتیں خبیث آدمی کا وطیرہ ہوتی ہیں۔ (خزائن)

۱۶۔ والطیب للطیبین والطیبون للطیبات اور ستھریاں ستھروں کے لئے اور ستھرے ستھریوں کے لئے (کنز الایمان) یعنی پاک مرد اور عورتیں جن میں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور صفوان ہیں۔ (خزائن)

۱۷۔ اولئک مبرؤن مما یقولون وہ پاک ہیں ان باتوں سے جو یہ کہہ رہے ہیں (کنز الایمان)

یعنی جو تہمت لگانے والے خباثت کر رہے ہیں وہ اس سے مبرہ منزہ ہیں۔ (حسنات)

۱۸۔ لہم مغفرة ودرزق کریم ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

فائدہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو لکھا کہ عورتوں کو سورہ نور پڑھاؤ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

عورتوں کو بالا خانوں پر مت جانے دو اور نہ ہی انہیں لکھنا سکھاؤ انہیں سورہ نور پڑھاؤ اور چرخہ کا تنا

سکھاؤ۔ (فیوض الرحمان)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گڑیاں

اُمّ المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں کہ جب آپ کی رخصتی ہوئی اس وقت ان کی عمر نو برس تھی ولعبها معها اور ان کے کھلونے سیدہ کے ساتھ تھے اس حدیث کی بناء پر علماء فرماتے ہیں کہ بچیوں کو کھلونے اور گڑیوں سے کھیلنا جائز ہے اس سے بچوں کو پرونا سینا اور گھریلو امور کا طریقہ آجاتا ہے اگر کھلونوں اور گڑیوں کی آنکھ ناک نہ ہوں تب تو اسکے جواز میں شبہ نہیں۔ (مرآة)

ایک اور روایت میں سیدہ فرماتی ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم غزوة تبوک یا حنین سے واپس تشریف لائے اُمّ المؤمنین کے طاق پر پردہ تھا ہوا چلی فکشفت ناحية الستر عن بنات عائشة تو ہوانے پردہ کے کنارے سے سیدہ کے کھیلنے کی گڑیاں ظاہر کر دیں اس پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے پوچھا اے عائشہ یہ کیا ہے عرض گزار ہوئیں حضور صلی اللہ علیہ و سلم میری گڑیاں ہیں حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ان کے مابین ایک دو پروالا گھوڑا دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے قالت فرس عرض کی حضور گھوڑا ہے فرمایا اس کے اوپر کیا ہے؟ عرض گزار ہوئیں دو پر ہیں قال فرس لہ جناحان فرمایا گھوڑے کے لئے دو پر ہیں؟ اس پر سیدہ نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ و سلم صلی اللہ علیہ و سلم اما سمعت ان لسليمان خيلا لها اجنحة کیا آپ نے نہ سنا کہ حضرت سلمان کے گھوڑے کے دو پر تھے سبحان اللہ اس جواب سے سیدہ کی حاضر جوابی بخوبی سمجھی جاسکتی ہے کہ سیدہ نے اتنی چھوٹی سی عمر میں کیسا عمدہ جواب دیا اس پر حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے بھی تبسم فرمایا۔

(مشکوٰۃ رواہ ابو داؤد)

## سیدہ کی اعلیٰ درجہ کی شرم و حیا

زوجین کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک دوسرے کا لباس فرمایا کہ وہ ایک دوسرے سے نفع اٹھاتے ہیں اور ایک دوسرے پر ہر دونوں کو حلال کو رکھا گیا اسی طرح وہ ایک دوسرے کی شرمگاہ کی طرف نظر بھی کر سکتے ہیں اور اس دیکھنے میں شرعاً کچھ حرج نہیں لیکن یہ اعلیٰ قسم کی شرم کے خلاف ہے یہی وجہ ہے کہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے باوجودیکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی بڑی محبوبہ زوجہ مطہرہ ہیں لیکن آپ نے کبھی حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے ستر مبارک کو نہ دیکھا چنانچہ فرماتی ہیں۔

مانظرت او ما رأیت فرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قط۔  
کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ و سلم کی شرمگاہ کبھی بھی نہ دیکھی۔

(مشکوٰۃ باب النظر الی المخطوطة و بیان العورات الفصل الثالث)

اُمّ المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا غزوہ احد میں زخمیوں کو پانی پلانا

اگر جہاد میں عورتوں کو لے جانے کی ضرورت پیش آئے تو ضعیف العمر خواتین کو لے جایا جاسکتا ہے اسی طرح اگر نو جوانوں کی حاجت ہو تو باندیوں کو لے جانے کا حکم ہے مگر ان سے جنگ نہ کرائی جاوے گی البتہ اگر ضرورت ہو تو قتال بھی کر سکتی ہیں غرض یہ کہ ضرورت کے احکام اور ہوا کرتے ہیں لہذا حضرت اُمّ سلیم و اُمّ عطیہ و دیگر خواتین کا جہاد میں شرکت فرمانا ضرورت کے وقت تھا نیز یہ خواتین جہاد میں زخمیوں کی مرہم پٹی وغیرہ کرنے کے لئے جاتی تھیں چنانچہ مسلم شریف میں ہے کہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ.....

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغزو بام سلیم و نسوة من الانصار معہ

اذا غزا یسقین الماء و یداوین الجرحی

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ام سلیم اور کچھ انصاری خواتین کو اپنے ساتھ لے کر جہاد فرماتے تھے جب جہاد فرماتے تو یہ بیبیاں پانی پلاتیں اور دو امر ہم پٹی کرتیں۔ نیز حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کیساتھ سات جہاد کیے اخلفہم فی رحالہم فاصنع لہم الطعام وادواوی الجرحی و اقوم علی المررض یعنی میں غازیوں کی منزلوں میں ان کے پیچھے رہتی ان کا کھانا پکاتی زخمیوں کو دوا دارو کرتی اور بیماروں کا انتظام کرتی۔ (رواہ مسلم مشکوٰۃ)

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی غزوہ احد کے موقع پر بڑی خدمات انجام دیں چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ غزوہ احد میں لوگ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے ارد گرد سے منتشر ہو گئے میں نے دیکھا کہ اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا دامن ~~میں~~ سمیٹے ہوئے تیزی سے مشکلیں بھر کر لاتی ہیں وقال غیرہ تنقلان القرب علی متونہما ثم تفرغانہ فی افواہ القوم ثم ترجعان فتملاٰنہا ثم تجیان ف تفرغانہ فی افواہ القوم ابو معمر کے غیر نے کہا کہ وہ اپنی پیٹھوں پر مشکلیں ڈھور ہی تھیں پھر مجاہدین کے مونھوں میں پانی انڈیلتی تھیں پھر لوٹ کر بھراتیں اور مجاہدین کو پانی پلاتیں۔ (بخاری شریف کتاب الجہاد)

### اُمّ المؤمنین کا کولھوں پر ہاتھ رکھنے کو ناپسند کرنا

کولھوں پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہے چنانچہ ہدایہ میں ہے ولا یتحصر و هو وضع الید علی الخاصرة لانه علیہ السلام نہی عن الاختصار فی الصلوٰۃ ولان فیہ ترک الوضع المسنون کولھے پر ہاتھ نہیں رکھے گا کیونکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے نماز میں کولھوں پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا اور اس لئے کہ اس میں ہاتھ رکھنے کے مسنون طریقہ کو چھوڑنا



## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

ہے۔ (ہدایۃ اولین ص ۱۷۲ مکتبہ رحمانیہ)

ہدایہ کی اس عبادت سے معلوم ہوا کہ کولھوں پر نماز میں ہاتھ رکھنا مکروہ ہے پھر یہ کراہت مرد و عورت دونوں کے لئے ہے البتہ نماز میں کراہت تحریمہ ہے اور خارج نماز میں تنزیہہ (حاشیہ ہدایۃ) پھر کولھوں پر ہاتھ رکھنے کی کراہت کی وجہ ایک تو وہی ہے جو صاحب ہدایہ نے بیان فرمائی نماز میں دوسری وجہ کراہت کو بھی لائن سے بیان فرمایا تیسری وجہ یہ بھی ہے کہ جب شیطان مرد و بارگاہ ہوا تو کولھے پر ہاتھ رکھے ہوئے آیا نیز یہ متکبرین کا طریقہ ہے (نسخہ القاری ج ۶ ص ۵۷۸ بتصرف) نیز اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ یہود کا طریقہ ہے یہی وجہ ہے کہ اُمّ المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کولھوں پر ہاتھ رکھنے کو ناپسند فرماتی تھیں جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت مسروق اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ کانت تکرہ ان يجعل یدہ فی خاصرتہ وتقول ان الیہود تفعلہ (الصحيح البخاری باب ما ذکر عن بنی اسرائیل) سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کولھے پر ہاتھ رکھنے کو ناپسند فرماتی تھیں اور آپ ارشاد فرماتیں تھیں کہ یہود ایسا کرتے تھے۔

اس روایت سے وہ لوگ سبق حاصل کریں جو یہود و نصاریٰ والی وضع رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں عقل سلیم عطا فرمائے۔ (آمین)

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ

اعتکاف کی اجازت مانگنا

رمضان المبارک کے عشرہ اخیرہ میں اعتکاف کرنا مسنون ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم اور آپ کے بعد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی اعتکاف فرمایا کرتی تھیں جیسا کہ بخاری شریف و دیگر کتب احادیث میں ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

وسلم يعتكف العشر الاواخر من رمضان یعنی حضور صلی اللہ علیہ و سلم رمضان کے اخیر میں دس دنوں میں اعتکاف فرماتے تھے نیز اُمّ المؤمنین سیدہ صدیقہ سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم رمضان کے عشرہ اخیرہ میں اعتکاف فرماتے حتیٰ کہ اللہ نے انہیں اٹھالیا تم اعتکف از واجہ من بعدہ پھر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے بعد آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا اعتکاف فرماتی تھیں (مسلم شریف ص ۳۷۱ الجلد الاول، بخاری شریف ج ۱ ص ۲۷۱) حضرت عمرہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ سیدہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم عشرہ اخیرہ رمضان میں اعتکاف فرماتے اور میں حضور کے لئے خیمہ تانتی صبح کی نماز کی ادائیگی کے بعد اس میں تشریف لے جاتے فاستاذنت حفصہ عائشہ ان تضرب خباء فاذنت لها فضربت خباء سیدہ حفصہ نے سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے خیمہ تاننے کی اجازت مانگی انہوں نے اجازت دے دی پس حضرت حفصہ نے خیمہ تان لیا پھر جب سیدہ زینب بنت جحش نے دیکھا تو انہوں نے بھی ایک دوسرا خیمہ تان لیا صبح کے وقت جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ان خیموں کو دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہوا حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو بتایا گیا تو فرمایا کیا تم لوگ ان کیساتھ اعتکاف کرنے کو نیکی گمان کرتے ہو اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے اس ماہ اعتکاف چھوڑ دیا پھر سوال کے مہینہ میں دس دن اعتکاف فرمایا۔

(بخاری شریف باب اعتکاف النساء ج ۱ ص ۲۷۲، مسلم ج ۱ ص ۳۷۱)

خیال رہے اس روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سیدہ حفصہ نے اُمّ المؤمنین سے اجازت طلب کی لیکن امام اوزاعی کی روایت میں یہ ہے کہ اُمّ المؤمنین نے سیدہ صدیقہ سے سوال فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے ان کے لئے اجازت طلب کریں اور یہی صحیح ہے

کیونکہ سیدہ صدیقہ کو اجازت دینے کا حق نہیں اور یہ روایت اسی پر محمول ہے کہ سیدہ نے اُم المؤمنین کو اپنے واسطے اجازت طلب کرنے کے لئے کہا۔ (نزہۃ القاری ج ۵ ص ۱۴۹)

خیال رہے دیگر روایت میں سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خیمہ گھاڑنے کا بھی ذکر موجود ہے۔ (مسلم شریف ۱/۳۷۱)

### فوائد

۱۔ خواتین کا مسجد میں اعتکاف ممنوع ہے۔

۲۔ شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کو اعتکاف کرنا ممنوع ہے۔

۳۔ مسجد میں خیمہ لگانا جائز ہے۔

خیال رہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے اس کلام سے عورتوں کے مسجد میں اعتکاف کرنے سے انکار ثابت ہوتا ہے اگرچہ آپ نے بعض کو اجازت عطا فرمائی تھی پھر اس انکار کی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں مثلاً اعتکاف میں مسجد میں رہنا ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ لوگ نماز وغیرہ کی ادائیگی کے لئے مسجد میں حاضر ہوتے ہیں نیز منافقین وغیرہ کی بھی آمد و رفت ہوتی تھی اور خواتین کو بھی اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مسجد میں سے آنا جانا درپیش ہوگا نیز جب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے قریب میں رہیں گی تو یہ گھر جیسا ہی معاملہ ہے اور اس سے اعتکاف کا مقصود حاصل نہ ہوگا اور وہ یہ ہے کہ ازواج و دیگر متعلقات دنیا سے اپنے کو جدا کر کے گوشہ نشین ہوں یا پھر یہ کہ جب اتنے سارے خیمے مسجد میں لگائے جائیں گے تو اس سے مسجد تنگ ہو جائیگی۔ (نووی شریف ج ۱ ص ۳۷۱)

خیال رہے عورتیں اپنے گھروں میں اعتکاف کریں گی۔

المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

اُمّ المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قربانی کے جانوروں کے لئے

بار بٹنا

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کبھی کبھی مدینۃ المنورہ سے قربانی فرمانے کے لیے جانور حرم شریف بھیجا کرتے تھے اور ان جانوروں کے گلے میں پٹہ یا ہار ڈالنے کے لئے سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خود اپنے ہاتھ مبارک سے وہ ہار بٹا کرتی تھیں چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عمرہ بنت عبد الرحمن سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم مدینے سے قربانی کے جانور بھیجتے تو میں ان کے ہدی (قربانی کا جانور) کے قلاذے بٹتی۔ (بخاری شریف المناسک ج ۱ ص ۲۳۰، مسلم شریف ج ۲ ص ۲۲۵)

نیز حضرت مسروق روایت فرماتے ہیں کہ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا فتلت لہدی النبی صلی اللہ علیہ و سلم تعنی القلائد میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے ہدی کے لیے ہار بٹتی تھی۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۳۰)

خیال رہے ہدی کا جانور بکری گائے یا اونٹ کوئی بھی ہو سکتا ہے ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اُمّ المؤمنین اپنے اون سے ہار بٹتی تھیں چنانچہ بخاری شریف میں قاسم روایت کرتے ہیں کہ سیدہ فرماتی ہیں کہ فتلت قلائدھا من عھن کان عندی یعنی میں اپنے اون سے جانوروں کے ہار بٹتی تھی۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۳۰)

سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حضور کو خوشبولگانا

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم جب احرام باندھتے تو اُمّ المؤمنین رضی اللہ

عنها حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کو خوشبو لگاتی تھیں چنانچہ بخاری شریف و دیگر کتب احادیث میں ہے سیدہ خود فرماتی ہیں کنت اطیب رسول صلی اللہ علیہ و سلم لاحرامہ حین یحرم و لحلہ قبل ان یطوف بالبیت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم احرام باندھتے تو میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو خوشبو لگاتی اور طواف (طواف زیارت) سے قبل احرام کو کھولنے کے وقت خوشبو لگاتی۔ (بخاری شریف کتاب المناسک ج ۱ ص ۲۰۸)

خیال رہے احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا مسنون ہے لیکن جیسے ہی احرام باندھ لے گا تو اس سے یہ کام حرام ہو جائیں گے۔

- ۱۔ عورت سے صحبت ۲۔ بوسہ ۳۔ مساس ۴۔ گلے لگانا ۵۔ اندام نہانی پر نگاہ
- ۶۔ عورتوں کے سامنے اس کا نام لینا ۷۔ فحش گناہ ہمیشہ حرام تھے ۸۔ اب اور حرام ہو گئے
- ۹۔ دنیوی لڑائی جھگڑا ۱۰۔ جنگل کا شکار ۱۱۔ اس کی طرف اشارہ کرنا ۱۲۔ یا کسی طرح بتانا
- ۱۳۔ بندوق یا بارود یا اس کے ذبح کے لیے چھری دینا ۱۴۔ انڈے توڑنا ۱۵۔ پراکھیڑنا
- ۱۶۔ پاؤں یا بازو توڑنا ۱۷۔ اس کا دودھ دوہنا ۱۸۔ اس کا گوشت یا انڈے پکانا ۱۹۔ بھوننا
- ۲۰۔ بیچنا ۲۱۔ خریدنا ۲۲۔ کھانا ۲۳۔ ناخن کترنا ۲۴۔ سر سے پاؤں تک کوئی بال
- جدا کرنا ۲۵۔ منہ یا سر چھپانا ۲۶۔ بستریا ۲۷۔ کپڑے ۲۸۔ کی پتھی یا گھڑی سر پر رکھنا
- ۲۹۔ عمامہ باندھنا ۳۰۔ برقع دستانے پہننا ۳۱۔ موزے یا جرابے وغیرہ جو پنڈلی اور اقدام
- کے جوڑ کو چھپائے پہننا ۳۲۔ سلا کپڑا پہننا ۳۳۔ خوشبو بالوں ۳۴۔ یا بدن یا کپڑوں
- میں لگانا ۳۵۔ لاگیری یا کسم کیر غرض کسی خوشبو کے رنگے کپڑے پہننا جب کہ ابھی خوشبو دے
- رہے ہوں ۳۶۔ خالص خوشبو مشک، عنبر، زعفران، جاوتری، لونگ، الاپچی، دارچینی وغیرہ کھانا

ایسی خوشبو کا آنچل میں باندھنا جس میں فی الحال مہک ہو جیسے مشک، عنبر، زعفران سر یا داڑھی، حطمی یا کسی خوشبودار یا کسی ایسی چیز سے دھونا جس سے جوئیں مرجائیں ۳۷۔ دسمہ یا مہندی کا خضاب لگانا ۳۸۔ زیتون یا تل کا تیل اگر چہ بے خوشبو ہو بدن یا بالوں میں لگانا ۳۹۔ کسی کا سر موٹنا اگرچہ اس کا احرام نہ ہو ۴۰۔ جوں مارنا بھیکنا کسی کو اس کے مارنے کا اشارہ کرنا ۴۱۔ کپڑا اس کے مارنے کو دھونا یا دھوپ میں ڈالنا ۴۲۔ بالوں میں پارہ وغیرہ اس کے مرنے کو لگانا۔ (انوار البشارة مختصراً)

امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حضور سید عالم صلی اللہ

علیہ و سلم کے فقر پر رونا

فرماتی ہیں کہ میں حضور کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئی کہ آپ اپنے رب سے رزق کی وسعت اور کشادگی کیوں نہیں چاہتے جب کہ میں نے حضور کے شکم مبارک پر پتھر باندھے ہوئے دیکھا تو رو پڑی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا اے عائشہ اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اگر میں اپنے رب سے سوال کروں کہ پہاڑ سونے کے بن کر میرے ساتھ چلیں تو اللہ ان کو جاری فرمادے گا جہاں میں چاہوں لیکن میں نے دنیا کی بھوک اور فقر کو آخرت کی بھوک اور فقر پر ترجیح دے کر دنیا کے حزن کو اختیار کیا اے عائشہ دنیا محمد صلی اللہ علیہ و سلم اور ان کی اولاد کے لائق نہیں۔ (روح البیان پ ۴ سورۃ ال عمران ج ۲ ص ۱۸۹ مکتبہ غفاریہ کوئٹہ)

امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور عقیدہ نور

مسلمانوں کا یہ مسلم عقیدہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نور ہیں اگرچہ آپ

بشری صورت میں لوگوں کی ہدایت کے لئے تشریف لائے چنانچہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمة اپنی خصائص شریف میں فرماتے ہیں کہ ان ظلہ کان لایقع علی الارض وانہ کان نوراً فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا ینظر لہ ظل یعنی آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا اور آپ نور محض تھے تو جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دھوپ یا چاند کی چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔ (خصائص کبری ج ۱ ص ۱۱۶ مکتبہ حقانیہ)

امام اہلسنت محدث بریلوی اپنے رسالہ مبارکہ نفی الفتنی میں ابن عساکر کے حوالہ سے حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ میں سیتی تھی سوئی گر پڑی تلاش کی نہ ملی اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شعاع سے سوئی ظاہر ہو گئی (خصائص کبری ج ۱ ص ۱۰۷ مکتبہ حقانیہ، نفی الفتنی ص ۱۸۵ ضیاء الدین مجموعہ رسائل)

مذکورہ روایت سے اظہر من الشمس ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے یہی حق و صواب ہے یہی وجہ ہے کہ جب آپ کسی تاریک جگہ تشریف لے جاتے تو وہ نور سے جگمگا اٹھتی جیسا کہ ام المؤمنین کی روایت سے ثابت ہوا

علامہ فاس علیہ الرحمة مطالع المسرات شریف میں علامہ ابن سبع سے نقل کرتے ہیں کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضینی البیت المظلم من نورہ یعنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے خانہ تاریک روشن ہو جاتا تھا۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حجۃ الوداع

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حجۃ الوداع میں حضور سید عالم صلی اللہ

علیہ و سلم کے ساتھ تھیں جس کی تفصیل خود آپ فرماتی ہیں کہ ہم ذی الحجہ کے چاند ہونے کے قریب حج کے لئے نکلے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا جو عمرے کا احرام باندھنا چاہے وہ صرف عمرے کا باندھے سیدہ فرماتی ہیں کہ اس پر بعض نے عمرے کا اور بعض نے حج کا احرام باندھنا و کنت انامن اهل بعمرة اور میں ان میں سے تھی جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا جب عرفہ کا دن آیا تو میں حاضر تھی فشکوت الی النبی صلی اللہ علیہ و سلم تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں شکایت کی اس پر آپ نے فرمایا کہ دعی عمر تک وانقضی رأسک و امتشطی و اہلی بحج عمرہ چھوڑ دے اور اپنے سر کو کھول کر کنگھی کر اور احرام حج باندھ لے میں نے یہی کیا پھر جب لیلة الحصة (چودھویں ذی الحجہ کی رات) آئی تو حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے میرے بھائی حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر کو میرے ساتھ تنعمیم بھیجا تو میں نے مقام تنعمیم سے عمرے کا احرام باندھا۔

(بخاری شریف کتاب الحيض)

خیال رہے حج تین طرح کا ہوتا ہے (۱) افراد (۲) تمتع (۳) قران

حج افراد یہ ہے کہ میقات سے صرّحاً کا احرام باندھے اور دو رکعت بیت احرام پڑھے اور سلام کے بعد یوں کہے اللھم انی ارید الحج فیسرہ لی و تقبلہ منی نوبت الحج مخلصاً للہ تعالیٰ۔

ترجمہ:- الہی میں حج کا ارادہ کرتا ہوں تو اسے میرے لئے آسان کر دے اور مجھ سے قبول فرمائیں نے خاص اللہ تعالیٰ کے لئے حج کی نیت کی۔

اور حج تمتع یہ ہے کہ یہاں سے نرے عمرے کی نیت کرے عمرہ کرنے کے بعد پھر مکہ معظمہ میں حج کا احرام باندھے اس میں نماز کے بعد یوں کہے گا۔



اللهم انى اريد العمرة فسير هالى وتقبلها منى نويت العمرة مخلصا لله تعالى.

اور حج تمتع کی پھر دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ قربانی کا جانور اپنے ساتھ نہ لے کر جائے دوسری یہ کہ جانور ساتھ لے کر جائے پہلا شخص عمرہ کرنے کے بعد احرام سے باہر ہو جائے گا پھر آٹھویں ذی الحجہ کو احرام حج باندھے گا جب کہ دوسرا شخص احرام سے باہر نہ ہوگا تا وقتیکہ قربانی نہ کر لے۔

حج قرآن یہ ہے کہ میقات سے حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھے اور بعد سلام یوں کہے  
اللهم انى اريد الحج والعمرة فيسرهما لى وتقبلهما منى نويت الحج والعمرة  
لله تعالى اور تینوں صورتوں میں نیت کے بعد آواز بلند لیک اللهم لیک لیک  
لا شریک لک لیک ان الحمد والنعمة لک والملك لا شریک لک.

(انوار البشارة بتصرف)

ہم احناف کے نزدیک حج قرآن حج تمتع اور افراد سے افضل ہے جب کہ امام شافعی فرماتے ہیں کہ حج افراد افضل ہے اور امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حج تمتع قرآن سے افضل ہے۔ (ہدایۃ اولین کتاب الحج باب القران ص ۲۷۹ مکتبہ رحمانیہ)

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیا حج قرآن کیا یا پھر تمتع؟ اس سوال کا جواب خلیفہ مفتی اعظم حضور سیدی مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ دیتے ہیں کہ جب اس حدیث کے تمام طرق پر گہری نظر ڈالی جاتی ہے تو ثابت یہی ہوتا ہے کہ سیدہ نے قرآن نہیں بلکہ حج تمتع فرمایا اس کے مندرجہ ذیل وجوہ ہیں (۱) ان کو حکم ہوا اپنے سر کو کھول ڈالو کنگھا کرو حج کا احرام باندھو اگر انہوں نے قرآن کیا ہوتا تو میقات ہی سے احرام باندھ لیا ہوتا اب اس وقت یوم عرفہ احرام باندھنے کا کیا مطلب؟ پھر حالت احرام میں کنگھا کرنا منع ہے (۲) حضور صلی اللہ علیہ

و سلم نے سیدہ سے فرمایا ادعی عمر تک کسی میں و ارفضی عمر تک اور کسی میں و اتر کی عمر تک ہے اپنا عمرہ چھوڑ دے اسکا صاف مطلب یہ ہے کہ میقات سے جو احرامِ عمرہ باندھا تھا اس کو کھول دو اور اب حج کا احرام باندھ لو (۳) اُمّ المؤمنین اس وقت حالت حیض میں تھیں اس حالت میں غسل کا حکم طہارت حاصل کرنے کے لئے تو نہیں ہو سکتا لامحالة ماننا پڑے گا کہ یہ احرام کے لئے غسل کا حکم تھا (۴) صاف صاف حکم ہے و اہلی بحج حج کے لئے تلبیہ کہو یعنی حج کا احرام باندھو اگر حج کا احرام پہلے باندھ چکی تھیں تو اب حج کا احرام باندھنے کا حکم دینے کا کیا مطلب؟ (۵) بخاری میں خود فرماتی ہیں کہ فکنت ممن تمتع میں تمتع کر نیوالوں میں تھی۔ (نزہة القاری ج ۲ ص ۲۳۷)

خیال رہے اختلاف ہونے کی وجہ یہ بنی کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ ایام حج میں عمرہ کو انجر الفجور تمام فجور سے برافسق شمار کرتے تھے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم جب اپنے اصحاب کے ساتھ نکلے تو لوگوں نے گمان یہ کیا کہ صرف حج کرنے جا رہے ہیں لیکن مقام ذوالحلیفہ پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے اعلان فرمایا کہ جو چاہے عمرے کا احرام باندھے جس کا جی چاہے حج کا اس پر کچھ حضرات نے عمرہ کا کسی نے حج و عمرہ دونوں کا کسی نے صرف حج کا احرام باندھا چونکہ شوافع کے نزدیک قارن ایک طواف اور ایک ہی سعی کرے گا جب کہ احناف کے نزدیک دو دو کرے گا شوافع اپنے مذہب پر اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ اُمّ المؤمنین چودھویں کی رات کو اپنے بھائی کیساتھ عمرہ کو گئیں اور اس روایت سے ایک طواف اور سعی کا ثبوت ہوتا ہے اب بر مذہب شوافع اگر سیدہ حج قرآن کرنے والوں میں تھیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کرنے والے پر ایک طواف اور ایک ہی سعی ہے اور یہ شوافع کا مذہب ہے جب کہ احناف کے نزدیک قارن پر دو طواف اور دو سعی ہیں رہا شوافع کا مذہب کہ قارن پر ایک طواف و سعی ہے

اس پر ان کا استدلال ایک وہی حدیث عائشہ ہے دوسرا یہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ دخلت العمرة فی الحج الی یوم القیامة عمرہ حج میں قیامت تک داخل ہو گیا اور دلیل عقلی یہ ہے کہ قرآن کی بناءً داخل پر ہے حتیٰ کہ اس میں ایک تلبیہ ایک سفر اور ایک ہی حلق کافی ہوگا لہذا ارکان یعنی طواف وغیرہ میں بھی داخل یعنی ایک طواف وسعی کافی ہوگی احناف کا اپنے مذہب پر استدلال یہ ہے کہ جب صہبی بن معبد نے دو طواف اور وسعی کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہدیت لسنة نبیک کہ آپ کو اپنے نبی کی سنت کی ہدایت دی گئی اور دلیل عقلی یہ ہے قرآن ایک عبادت کو دوسری کیساتھ ضم کرنے کا نام ہے اور وہ اسی وقت متحقق ہوگا جب ان عبادات میں سے ہر ایک کو بوجہ کمال ادا کیا جائے نا کہ ایک کو چھوڑ دیا جائے نیز عبادات مقصودہ میں داخل نہیں ہوتا لہذا دونوں مستقل طور پر طواف وسعی ادا کرنے ہوں گے اور رہا سفر تو وہ مقصود نہیں بلکہ وہ تو تو تسل ہے اور رہا تلبیہ سو وہ حرمت کو ثابت کرنے کے لیے ہے اسی طرح حلق تو وہ احرام سے باہر آنے کے لئے ہے لہذا یہ تمام مقاصد نہ ہوئے بلکہ وسیلے ہوئے۔

(ہدایۃ اولین ص ۲۸۱ مکتبہ رحمانیہ)

اور حدیث عائشہ کا جواب یہ ہے کہ سیدہ منیٰ میں پاک ہو گئی تھیں اور بیت اللہ کا طواف بھی فرمایا تھا اور چودھویں شب سے قبل ہی طواف زیارت کر لیا تھا پھر لیلة الحصبۃ کو مقام تنعیم سے احرام باندھ کر عمرہ فرمایا تھا کیونکہ اگر یہ مانا جائے کہ سیدہ نے لیلة الحصبۃ تک طواف اور وسعی نہ فرمائی تھی تو آپ حج کہاں ادا ہوگا کیونکہ حج کے دن تو نکل چکے باوجودیکہ آپ خود فرماتی ہیں کہ میں حج کے کیساتھ واپس ہو رہی ہوں آپ کا یہ فرمان اس بات پر دلیل ہے کہ آپ نے طواف زیارت فرمایا تھا اور وسعی بھی کر چکی تھیں اس کے بعد عمرہ فرمایا اور ہمارا یہ کہنا کہ سیدہ منیٰ میں پاک ہو گئیں تھیں تو اس کی تصریح مسلم میں ہے فرماتی ہیں حتیٰ نزلنا منیٰ فتطہرت ثم طفتا

بالبیت کہ جب ہم منیٰ میں اترے تو میں طاہر ہو چکی تھی پھر ہم نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا  
واللہ ورسولہ اعلم۔

خیال رہے حجۃ الوداع ۱۰ھ کو ہوا اور یہ اسلام کا دوسرا حج تھا پہلا حج حضرت سیدنا صدیق  
اکبر رضی اللہ عنہ کی امارت میں ادا کیا گیا جب کہ حجۃ الوداع میں خود حضور سید عالم صلی اللہ  
علیہ وسلم بنفس نفیس تشریف لے گئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی حاضر ہوئیں تھیں اس حج کو الوداع کہنے کی وجہ یہ ہے کہ  
اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو الوداع یعنی رخصت فرمایا تھا کہ ارشاد فرمایا  
لعلی لا القاکم بعد عامی هذا نیز اس کو حجۃ البلاغ و حجۃ الاسلام بھی کہا جاتا ہے اور حجۃ  
البلاغ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں اہم خطبات ارشاد فرمائے تھے جب کہ حجۃ الاسلام کہنے کی  
وجہ یہ ہے کہ اس میں کوئی مشرک شریک نہ ہوا تھا واللہ اعلم۔

### امّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حدیث تفکر

حضرت عطاء بن رباح فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبید اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عمر کے ساتھ  
امّ المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا آپ نے پوچھا کہ یہ حضرات کون ہیں میں  
نے عرض کی کہ عبید اللہ بن عمر ہیں امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا  
اے عبید اللہ بن عمر آپ کو مرحبا تمہیں کیا ہوا کہ ہماری زیارت کو نہیں آتے عبید اللہ بن عمر نے  
کہا زر غبتا تزدد حبا کبھی کبھار زیارت کرو کہ محبت بڑھے (حدیث کے الفاظ ہیں)

حضرت ابن عمر نے عرض کی ہمیں حضور کی سب سے عجیب حدیث بیان کریں امّ المؤمنین  
نے بہت زیادہ گریہ فرمایا اور فرمایا کہ حضور کی ہر بات عجیب ہے ایک رات آپ میرے فراش پر  
تشریف فرما ہوئے حتیٰ کہ آپ نے اپنے مبارک جسم کی جلد مبارکہ کو میری جلد سے ملا دیا اور فرمایا

اے عائشہ کیا تم مجھے اپنے رب کی عبادت کرنے کی اجازت دیتی ہو؟ میں عرض گزار ہوئی حضور میں آپ کے قرب اور چاہت کو ہی محبوب رکھتی ہوں میں نے آپ کو اجازت دی حضور نے مشکیزہ سے وضو فرمایا اور قیام فرما کر رونا شروع کر دیا حتیٰ کہ آپ کے آنسوؤں کے موتی ازار بند تک پہنچ گئے یہاں تک کہ آپ اپنی سیدھی کروٹ کے بل رخسار مبارک کے نیچے دست مبارک رکھ کر لیٹ گئے پس حضور زار و قطار روئے حتیٰ کہ آنسوؤں کی لڑیوں نے زمین کو شرف بخشا پھر حضرت بلال اذان فجر کے بعد حاضر آستانہ معلیٰ ہوئے انہوں نے جب حضور کو اس قدر روتے دیکھا تو عرض کی حضور آپ کیوں گریہ فرماتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم تحقیق آپ کے سبب آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخش دیئے گئے

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ ہوؤں اور مجھے کیا ہوا کہ میں نہ روؤں اور تحقیق آج ہوات مجھ پر آیت (بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے کنز الایمان پارہ ۴ آیت ۱۹۰ سورۃ آل عمران) نازل ہوئی۔ (روح البیان ج ۲ ص ۸۷۸ سورۃ آل عمران پ ۴ مکتبہ غفاریہ کانسی روڈ کوئٹہ)

امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حرمت مزامیر

و استفز من استطعت منهم بصوتک اور ڈگا دے (بہکا دے) ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے (کنز الایمان سورۃ بنی اسرائیل آیت ۶۴) خزائن میں اس آیت کے تحت حضرت صدر الافاضل فرماتے ہیں بعض علماء نے فرمایا کہ مراد اس سے گانے باجے لہو و لعب کی آوازیں ہیں مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں کہ معلوم ہوا کہ گانے باجے اور جھوٹے گمراہ کن و عظ سب شیطان کی آوازیں ہیں اور یہ لوگ شیطان کے پیادے اور

سوار ہیں یعنی اس کا لشکر۔ (نور العرفان)

اللہ جلّ مجدہ فرماتا ہے و من الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن

سبيل الله بغير علم و يتخذها هزوا اولئك لهم عذاب مهين (لقمان)

ترجمہ : اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور

اسے ہنسی بنا لیں ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔ (کنز الایمان)

تفسیر حسنات شریف میں فرمایا کہ ایک روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ بھی

ہے کہ یہ آیت نصر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی یہ مغنیات خرید کر لاتا اور اس کے ذریعہ ان

لوگوں کو گمراہ کرتا جو اسلام کی طرف مائل ہوتے تھے انہیں شراب پلاتا، گانا سنواتا اور کہتا تاؤ یہ بہتر

ہے یا وہ جس کی طرف تمہیں محمد صلی و اللہ علیہ وسلم بلا تے ہیں؟ ان کی تعلیم میں نماز پڑھنا، روزہ رکھنا

اور جہاد کرنا ہے اور یہاں عیش ہی عیش (تفسیر حسنات) شریعت مطہرہ نے تین کھیل کے سوا

سب کو حرام فرمایا چنانچہ ترمذی شریف میں ارشاد ہے کل لعب ابن آدم حرام الا ثلاثة اسی

طرح ایک حدیث شریف میں ہے الغناء ينبت النفاق كما ينبت الماء البقل یعنی گانا

بجانادل میں اس طرح نفاق اگاتا ہے جس طرح پانی ساگ پات اگاتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف ج ۲۲ ص ۸۳ جدید)

امام اہلسنت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ ہدایہ

وغیرہ کتب معتمدہ میں تصریح ہے کہ مزامیر حرام ہیں حضرت سلطان الاولیاء محبوب الہی نظام الحق

والدین فرماتے ہیں کہ مزامیر حرام ست یعنی گانے بجانے کے آلات حرام ہیں۔

حضرت شرف الدین تھکی منیری قدس سرہ نے اپنے مکتوبات شریفہ میں مزامیر کو زنا کے

ساتھ شمار فرمایا نیز بخاری شریف کی حدیث نقل فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

فرمایا يستحلون الحر و الحریر و المعازف یعنی وہ لوگ زنا اور ریشمی کپڑوں اور باجوں کو حلال سمجھیں گے اور فرمایا وہ بندر اور سور ہو جائیں گے۔ (ایضاً ج ۲۴ ص ۱۳۸)

امّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا صوتان ملعونان فی الدنیا و الاخرة مزمار عند نعمة و رنة عند مصیبة یعنی دو آوازیں دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں نمبراً آسائش کے وقت گانا بجانا نمبراً مصیبت کے وقت بین کرنا (ایضاً ج ۲۴ ص ۱۲۲) اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو کہ ڈھول ڈھمکے گانے باجے سنتے سنتے ہیں اور شیطان کے چرنے کی طرح ناچتے پھرتے ہیں۔

## امّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عورتوں کی امامت فرمانا

ابتداءً امّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی امامت فرمائی تھی جیسا کہ ہدایہ اولین میں ہے کہ عورتوں کے لئے مردوں سے منفرداً جماعت کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس طرح جماعت کرنے سے ترک سنت کا ارتکاب لازم ہوگا اور وہ یہ ہے کہ عورت امام صف کے مابین کھڑی ہوگی اور یہ مکروہ ہے جیسا کہ برہنہ لوگوں کی جماعت کہ ان کا امام بھی وسط صف میں کھڑا ہوگا اور اس بات کی دلیل کہ عورتوں کا امام وسط صف میں کھڑا ہوگا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فعل مبارک ہے کہ لان عائشة فعلت كذلك (باب الامامة) امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا نے ایسا فرمایا اور یہی صورت اس کے حق میں زیادہ پردہ کا باعث ہے اور عورت کو پردہ کا حکم ہے اور اگر وہ آگے بڑھے گی جب نماز اگرچہ ہو جائے گی لیکن یہ بھی مکروہ ہے لیکن امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کا عورتوں کی امامت فرمانا صدر اسلام میں تھا بعد میں عورتوں کو مساجد میں آنے سے منع فرمادیا گیا جیسا کہ اسی ہدایہ شریف میں ہے و حمل فعلها

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

الجماعة على ابتداء الاسلام یعنی ام المؤمنین کے جماعت کروانے کو ابتداءً اسلام پر محمول کیا گیا ہے نیز بعد میں آپ خود بھی منع فرماتی تھیں جس طرح دیگر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم منع فرماتے تھے کیونکہ عورتوں کے گھروں سے نکلنے کی ممانعت کی دو وجہیں بیان فرمائی گئیں نمبر ۱ فساد نمبر ۲ خوف فتنہ کیونکہ اگر وہ عورت معاذ اللہ فاسقہ ہے تو پھر فساد خرابی ہوگی اور اگر وہ عورت پارسا ہو تو فتنے کا اندیشہ ہے حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا حد درجہ پارسا و پرہیزگار خاتون ہیں جو کہ حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں پھر حضرت زبیر کے نکاح میں آئیں آپ کو مسجد کا بہت زیادہ اشتیاق رہتا اور نماز مسجد میں ادا کرتیں حضرت زبیر آپ کو منع فرماتے وہ نہ مانتیں ایک روز حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک تدبیر فرمائی کہ بوقتِ عشاء تاریکی رات میں بی بی صاحبہ کے جانے سے قبل کسی دروازے میں چھپ رہے یہاں تک کہ جب آپ اس دروازے سے آگے بڑھی ہی تھیں کہ انہوں نے چپکے سے ان کے سر پر مکادے مارا اس پر بی بی صاحبہ نے انا لله فساد الناس پڑھا کہ ہم اللہ کے لئے ہیں ہائے افسوس لوگوں میں فساد برپا ہو گیا۔ (الاصابہ فی تمییز الصحابہ)

اس کے بعد آپ کا جنازہ ہی گھر سے نکلا اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنے رمانہ مبارکہ میں عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے منع فرماتے تھے اس پر عورتوں نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے جب شکایت کی تو فرمایا لو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای ما احدث النساء بعده لمنعهن کما منعت نساء بنی اسرائیل (حلبی کبیر ص ۵۹۷ سہیل اکیڈمی لاہور) یعنی اگر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہ دیکھتے جو آپ کے بعد عورتوں نے پیدا کر لیا تو آپ عورتوں کو منع فرمادیتے جیسے کہ بنو اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا اس کے بعد یہی حلبی شریف نے فرمایا و اذا قالت عائشة هذا عن نساء



## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

زمانہا فما ظنک بنساء زماننا (ایضاً) کہ جب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اپنے زمانے کی عورتوں کے بارے میں یہ فرمایا تو پھر ہمارے زمانہ کی عورتوں کے بارے اے طالبِ سعادت تیرا کیا گمان ہے؟

اس سے واضح ہوا کہ جب عورتوں کو مساجد میں فتنہ و فساد کی وجہ سے منع فرمادیا گیا تو پھر ان کو مزارات پر جانا کیونکر روا ہوگا اسی حلبي شريف میں فرمایا گیا کہ امام قاضی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ آیا عورتوں کو مزارات پر جانا جائز ہے یا کہ نہیں تو فرمایا لا یسئل عن الجواز و الفساد فی مثل هذا و انما یسئل عن مقدار ما یلحقها من اللعن فیہ یعنی ایسی جگہ جواز و عدم جواز کے بارے نہیں پوچھا جاتا ہاں یہ پوچھا جائے گا کہ عورتوں پر کتنی لعنت پڑتی ہے فرماتے ہیں و اعلم انها كلما قصدت لخروج كانت فی لعنة اللہ و ملائکتہ و اذا خرجت تحفها الشیاطین من کل جانب و اذا اتت القبور یلعنها روح المیت و اذا رجعت كانت فی لعنة اللہ تو جان کہ عورت جب بھی گھر سے قبور کی طرف نکلنے کا ارادہ کرتی ہے تو وہ اللہ اور فرشتوں کی پھٹکار میں ہوتی ہے اور جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیاطین اس کو ہر طرف سے گھر لیتے ہیں اور پھر جب وہ قبروں پر آتی ہے تو میت کی روح اس پر لعنت کرتی ہے اور جب وہ وہاں سے لوٹتی ہے تو وہ اللہ کی لعنت میں ہوتی ہے۔

(حلبی کبیر ص ۵۹۷ سہیل اکیڈمی لاہور)

وقار الملت والذین مفتی وقار الدین تلمیذ صدر الشریعہ بدر الطریقہ فرماتے ہیں کہ عورتوں کو بلا ضرورت شرعی پردے کے ساتھ بھی گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے نماز باجماعت پڑھنے کے لئے صحابہ کرام کے زمانے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ و سلم اس زمانے کو دیکھتے تو عورتوں کو مسجد میں جانے سے روکتے اسی

بناء پر ہمارے فقہاء نے بعض چیزوں میں جیسے حالات بدلتے رہے احکام شرعیہ میں تبدیلی فرمائی امام اعظم کے زمانے میں ہی جوان عورتوں کو ان کی نمازوں میں مسجد میں جانے سے منع کیا گیا اس کے کچھ زمانہ بعد جوان عورتوں کو مطلقاً منع کر دیا گیا اس کے بعد تقریباً پانچ چھ سو سال سے پہلے بوڑھی عورتوں کو بھی مسجد میں جانے سے مطلقاً منع کر دیا گیا۔ (وقار الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۶۳)

### امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور عورت کا سنگھار

فتاویٰ رضویہ شریف میں امام اہلسنت فرماتے ہیں کہ عورت کا اپنے شوہر کے لئے گہنا پہننا، بناؤ سنگھار کرنا باعثِ اجرِ عظیم اور اس کے حق میں نمازِ نفل سے افضل ہے فرماتے ہیں کہ کوئی صالح عورت اور ان کا شوہر بھی دونوں اولیائے کرام میں سے تھے ہر شب بعد نمازِ عشاء پورا سنگھار کر کے دلہن بن کر اپنے شوہر کے پاس آتیں اگر انہیں اپنے طرف حاجت پائیں حاضر رہتیں ورنہ زیور و لباس اتار کر (دوسرا لباس زیب تن کر کے) نماز میں مشغول ہو جاتیں۔

فرماتے ہیں کہ امّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا عورت کا بے زیور نماز پڑھنا مکروہ جانتیں اور فرماتیں کچھ نہ پائے تو ایک ڈورا ہی گلے میں باندھ لے مجمع البجار میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کرہت ان تصلی امرأة عطلا ولوان تعلق فی عنقها خیطا یعنی امّ المؤمنین عورتوں کے بغیر زیور نماز پڑھنے کو ناپسند فرماتیں اور فرماتیں کہ اگر کچھ نہ ہو تو ایک ڈورا ہی گلے میں لٹکالے۔ (ج ۲۲ ص ۱۲۶ و ۱۲۸ جدید)

### امّ المؤمنین کی بارگاہ میں زید بن ارقم کا معذرت کرنا

ہدایۃ آخرین کتاب البیوع میں ہے کہ اگر کسی نے کوئی باندی ہزار درہم میں خرید کر قبضہ کر کے پھر اس کو اسی بائع سے ثمن نقد دینے سے قبل پانچ سو درہم میں بیچ دیا تو بیعِ ثانی جائز نہ ہوگی امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ بیع جائز ہے کیونکہ قبضہ سے ملک تمام ہو چکی تھی

لہذا یہ بیع دوبارہ بائع سے کرنا یا اس کے سوا کسی اور سے کرنا برابر ہے۔ احناف اپنے مذہب پر دلیل پیش کرتے ہیں کہ زید بن ارقم کی ام ولد نے آپ سے آٹھ سو درہم میں ایک باندی خرید کر پھر آپ ہی کو چھ سو درہم میں بیچ دی تو جب ام المؤمنین کی بارگاہ میں ام ولد نے مسئلہ پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ بس ما شریعت و اشتریت ابلغی زید بن ارقم ان اللہ تعالیٰ ابطال حجه و جہادہ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ان لم یتب یعنی تو نے کتنی بری فروخت و خرید کی اور سنو تم زید بن ارقم کو یہ خبر پہنچا دو کہ اگر وہ توبہ نہ کریں تو اللہ جل مجدہ نے ان کا وہ حج و جہاد جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ کیا باطل فرما دیا

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے جو اس قدر شدید و عید سنانی ظاہر ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم سے سنے بغیر نہ فرمائی خیال رہے ام المؤمنین نے بیع اول کو اس وجہ سے برا فرمایا کہ وہ ثانی کا ذریعہ بنی اگرچہ وہ آپ کے نزدیک جائز تھی۔ یہ بھی خیال رہے کہ اس روایت میں نفع زید بن ارقم کے حق میں ثابت ہوا جبکہ دوسری روایات میں اس کے الٹ بھی ہے اس کے بعد حضرت زید بن ارقم نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں عذر خواہی کی۔

(ہدایۃ مع حاشیۃ کتاب البیوع باب البیع الفاسد)

### حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی معراج جسمانی اور ام المؤمنین

اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کو معراج روح مع الجسم حالت بیداری مسجد حرام سے لے کر عرش الہی یا جہاں تک اللہ نے چاہا ہوئی جمہور محدثین، فقہاء و متکلمین کا یہی مذہب ہے اس سے عدول جائز نہیں اور اس کے ثبوت پر نقلی و عقلی عادل شواہد موجود ہیں اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جو حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی معراج جسمانی کا انکار فرمایا وہ کوئی اور ہے کیونکہ آپ کو معراج روحانی کئی ہوئیں چنانچہ

نص قرآن میں اسری بعدہ ہے نہ کہ روحہ جو اس بات پر واضح دلیل ہے کہ یہ روح مع الجسم معراج ہے نہ کہ فقط روحانی کیونکہ عبد کا اطلاق روح مع الجسم پر ہوتا ہے نیز اگر خواب میں ہوتی تو اس کی صراحت ہوتی جب خواب کی تصریح نہیں تو پھر اس کو خواب قرار دینا کیونکر صحیح ہوگا نیز لفظ اسری فرمایا گیا اور افعال میں اصل یہ ہے کہ جب تک قرینہ نہ ہو وہ بیدار پر محمول ہوا کرتے ہیں پھر اسری کا فاعل یعنی سیر کروانے والی ذات اللہ جل مجدہ ہے کیا وہ قادر مطلق اس پر قدرت نہیں رکھتا یقیناً رکھتا ہے تو پھر اس کی قدرت کے اس کرشمہ کو قبول کرنے سے کون سی چیز مانع ہے نیز کفار کا انکار کرنا بھی اس بات پر دلیل ہے کہ یہ جسمانی معراج تھی نہ کہ فقط روحانی۔ وہ لوگ جو اس معراج کو روحانی مانتے ہیں وہ دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول ما فقدت جسده الشريف سے پیش کرتے ہیں جس کے علمائے کرام نے کئی جوابات دیئے

نمبر ۱ واقعہ معراج جسمانی کے وقت ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی زوجیت میں نہ تھیں اور جب وہ زوجیت سے مشرف ہی نہ ہوئیں تو پھر آپ کا یہ قول معراج جسمانی کے متعلق کیونکر صحیح ہو سکتا ہے لہذا آپ کا یہ فرمان دوسری معراج کے متعلق ہے جو کہ روحانی تھیں۔

نمبر ۲ یا پھر ام المؤمنین کے فرمان کے یہ معنی ہیں کہ جسم مبارک روح اقدس سے گم نہ ہوا بلکہ ساتھ ہی رہا یعنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کو معراج مع الجسم ہوئی۔

نمبر ۳ یا پھر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے یہ فرمان سرعت کو ظاہر فرمانے کے لئے فرمایا کہ میں نے رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم کے جسم اقدس کو گم ہونے کا احساس تک نہ کیا اتنی تیزی سے آپ کو معراج ہوئی سبحان اللہ

زنجیر بھی ہلتی رہی بستر بھی رہا گرم  
ایک دم میں سرعرش گئے آئے محمد

(اختصار مع التصرف از فیوض الباری)

### امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کو گوہ کھانے سے نہی

گوہ کے کھانے کو صاحبِ قدوری نے مکروہ فرمایا اس کی وجہ صاحبِ ہدایہ نے یہ فرمائی کہ  
امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کے کھانے کے بارے میں جب حضور  
سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم سے پوچھا تو آپ نے منع فرمایا چنانچہ امّ المؤمنین سے مروی  
ہے کہ آپ کی طرف گوہ ہدیہ پیش کی گئی جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم گھر تشریف  
لائے تو امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا نے گوہ کے کھانے کے بارے میں آپ سے سوال کیا تو  
حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے آپ کو منع فرمادیا پھر کوئی سائل حاضر ہوا تو امّ المؤمنین رضی  
اللہ عنہا نے اس کو کھلانے کا ارادہ فرمایا اس پر حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا  
اتطعمین ما لا تاکلین یعنی کیا تم ایسی چیز (اسے) کھلاتی ہو جو خود نہیں کھاتی ہو (قدوری و  
حاشیہ قدوری و ہدایہ کتاب الذبائح) اسی کا اعتبار کرتے ہوئے احناف نے گوہ کے  
کھانے کو مکروہ و ناجائز قرار دیا ان اصبت فمن اللہ و الافمنی واللہ و رسولہ اعلم۔

### امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ٹڈی کی حلت

صحیحین میں عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ و سلم کے ساتھ سات غزوے میں تھے ہم حضور کی موجودگی میں ٹڈی کھاتے تھے  
(بہار شریعت حصہ ۱۵) پتہ چلا ٹڈی بھی حلال ہے پھر مچھلی اور ٹڈی یہ دونوں بغیر ذبح  
حلال ہیں۔ (ایضاً بزیادت یسیر)

صاحبِ قدوری نے فرمایا و لا بأس باكل الجريث و المارماهي و يجوز اكل الجراد و لا ذكاة له یعنی جریث اور مارماہی کھانے میں کوئی حرج نہیں اور ٹڈی کا کھانا جائز ہے اور اس میں ذبح نہیں (قدوری کتاب الذبائح) ہدایہ نے فرمایا کہ امام مالک ٹڈی کی حلت کے قائل نہیں الا یہ کہ اس کو پکڑنے والا ٹڈی کے سر کو کاٹ کر بھونے کیونکہ ٹڈی خشکی کا شکار ہے اسی وجہ کر کے محرم پر ٹڈی کو مارنے سے جنایت لاگو ہوتی ہے احناف کی امام مالک پر حجت یہ حدیث ہے احلت لنا ميتان و دمان فالميتان السمك و الجراد و الدمان الكبد و الطحال یعنی حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ہمارے لئے دو مردے ہوئے جانور اور دو خون حلال ہیں دو مردے مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کلبچی اور تلی ہیں (الجوهرة النيرة الجزء الثاني ص ۲۸۱ مکتبہ حقانیہ ملتان) نیز حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ سے اس ٹڈی کے بارے پوچھا گیا جس کو زمین سے پکڑا جائے اور اس میں مردہ بھی ہوں تو فرمایا کله نكله یعنی ان سب کو کھا لو آپ کے اس فرمان سے بھی ٹڈی کی حلت ثابت ہوتی ہے (هدایة كتاب الذبائح ، الجوهرة النيرة) حضرت عثمان حضرت سلمان سے راوی کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے ٹڈی کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا میں اس کو کھاتا نہیں ہوں اور نہ ہی حرام کرتا ہوں اور جس کو حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے حرام نہ فرمایا وہ مباح ہوگا اور آپ کا تناول نہ فرمانا اس سے بچنے کو واجب نہیں کرتا کیونکہ مباح چیز کو نہ کھانا بھی جائز ہے۔

حضرت عطاء جابر سے روایت کرتے ہیں ہم نے حضور کے ساتھ غزوہ کیا تو ہم نے ٹڈی کو

پایا تو اسے کھایا

حضرت اسود ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں انہا كانت تاكل الجراد و تقول كان رسول الله ﷺ ياكله یعنی آپ ٹڈی کھاتی تھیں

ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

اور فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اس کو کھاتے تھے۔ (احکام القرآن  
لامام ابی بکر احمد بن علی الزازی الجصاص المتوفی ۳۷۰ھ المجلد الاول  
دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

معنی آیت لمس میں حدیث ام المؤمنین سے احناف کا استدلال

اللہ جلّ مجدہ کے فرمان او لمستم من النساء فلم تجدوا ماء فتيمموا

ترجمہ : یا تم نے عورتوں کو چھوا اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو۔ (کنز الایمان)

میں لمس کے معنی مراد میں فقہاء کا آپس میں اختلاف ہے کیونکہ لمس کے دو معنی ہیں

نمبر ۱ ہاتھ سے چھونا نمبر ۲ جماع اور اس جگہ یہ دونوں کا متحمل ہے اسی وجہ سے اس کا معنی طلب

کرنے میں فقہاء نے اجتہاد فرمایا نیز صحابہ کرام کا بھی اس کی تاویل کرنے میں اختلاف واقع ہوا

چنانچہ حضرت علی، ابن عباس، ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم اس کی تاویل جماع کرتے ہیں جب کہ

حضرت عمر، عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما اس کی تاویل ہاتھ کے چھونے سے کرتے ہیں۔

فقہاء میں امام شافعی علیہ الرحمۃ بھی اس سے مراد ہاتھ کا چھونا لیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ

جب کوئی شخص عورت کے جسم کو چھوئے گا تو اس پر وضو کرنا لازم ہو جائے گا خواہ اس نے شہوت سے

چھوا ہو یا بغیر شہوت کے۔ امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، محرز مذہب امام محمد، امام زفر، امام

ثوری اور امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ عورت کو چھونے سے وضو واجب نہ ہوگا خواہ شہوت سے

چھوئے یا بغیر شہوت کے ان حضرات کی اپنے مذہب پر دلیل ام المؤمنین سے مختلف طرق سے

مروی حدیث ہے کہ کان یقبل بعض نسائه ثم یصلی و لا یتوضأ یعنی اللہ کے نبی صلی

اللہ علیہ و سلم اپنی بعض ازواج پاک کو بوسہ کا شرف عطا فرماتے پھر بغیر وضو کے نماز ادا

فرماتے نیز ام المؤمنین ایک رات حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی جستجو کرتی ہیں فرماتی ہیں کہ

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

میرے ہاتھ حضور کے قدم مبارک پر پڑتے ہیں اور حضور اس وقت سجدہ میں کہہ رہے ہیں اعود بعفوك من عقوبتك و برضاك من سخطك پس اگر عورت کا چھونا وضو کو توڑتا تو پھر حضور صلی اللہ علیہ و سلم سجدہ میں جاری نہ رہتے کیونکہ وہ شخص جس کو حدیث ہو گیا ہو اس کے لئے حالت سجدہ میں باقی رہنا جائز نہیں لہذا جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے مروی ہے کہ آپ اپنی ازواج کو شرف بوسہ دے کر بغیر وضو کئے نماز ادا فرماتے تھے تو اللہ جل مجدہ کی مراد بیان ہوگئی کہ لمس سے مراد جماع ہے نہ فقط چھونا۔ خیال رہے امام مالک فرماتے ہیں اگر مرد عورت کو شہوت کے لئے بطور لذت چھوئے گا تو اس پر وضو لازم ہو جائے گا اسی طرح اگر عورت مرد کو شہوت کے لئے بطور لذت چھوئے گی تو اس پر بھی وضو واجب ہوگا اسی طرح اگر مرد نے عورت کے بال لذت کے لئے چھوئے تب بھی وضو کرنا لازم ہو جائے گا۔ (احکام القرآن لامام ابی بکر احمد بن علی الرازی الجصاص المتوفی ۳۷۰ھ المجلد الثانی ص ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ بیروت لبنان)

## ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور عقد رہن کا جواز

لغت میں رہن کے معنی روکنا ہے اور اصطلاح شرع میں دوسرے کے مال کو اپنے حق میں اس لئے روکنا کہ اس کے ذریعہ اپنے حق کو وصول کرنا ممکن ہو مثلاً کسی کے ذمہ اس کا دین ہے اس مدیون نے اپنی کوئی چیز دائن کے پاس اس لئے رکھ دی کہ اس کو اپنے دین کی وصولی پانے کے لئے ذریعہ بنے اس کو رہن کہتے ہیں جس کو اردو میں گروی رکھنا بولتے ہیں (بہار شریعت بتصرف حصہ ۱) اور اس میں دائن و مدیون دونوں کا بھلا ہوتا ہے اور اس عقد کا جائز ہونا کتاب و سنت دونوں سے ثابت ہے چنانچہ اللہ جل مجدہ نے ارشاد فرمایا و ان کنتم علی سفر و لم تجدوا کتابا فرهن مقبوضۃ یعنی اگر تم سفر میں ہو اور لین دین کرو اور کتاب نہ پاؤ تو



گروی رکھنا ہے جس پر قبضہ ہو جائے۔ (پ ۲)

امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ان النبی صلی اللہ علیہ و سلم اشتری من یہودی طعاما الی اجل و رهنه درعه کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے ایک یہودی سے غلہ ادھا خریدا اور اس کے پاس اپنی ذرہ گروی رکھی تھی لیکن چونکہ آیت قرآنیہ میں گروی رکھنے کا حکم حالت سفر میں فرمایا اس لئے امام مجاہد سفر کے علاوہ گروی رکھنے کو مکروہ فرماتے تھے جبکہ دیگر فقہاء سفر و حضر دونوں حالتوں میں اس کے جائز ہونے کے قائل ہیں اور ان کے استدلال کا جواب دیتے ہیں کہ عام طور پر حالت سفر میں کتاب اور گواہ نہیں ہوتے اس وجہ سے تغلیباً سفر کو ذکر فرمایا گیا لہذا حضر میں بھی کوئی حرج نہیں چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنی ذرہ ایک یہودی کے پاس مدینہ میں گروی رکھی اور اس سے اپنے اہل کے لئے جو خریدے اس روایت سے حالت حضر میں بھی گروی رکھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے کیونکہ اللہ جلّ مجدہ الکریم نے فرمایا لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ترجمہ : بے شک تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی پیروی بہتر ہے۔ (احکام القرآن لابن بکر احمد بن علی الرازی الجصاص المتوفی ۷۷۳ھ المجلد الاول الصفحۃ ۶۳۲ بیروت لبنان)

امّ المؤمنین کا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم سے بچوں کے بارے

میں سوال

امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم مسلمانوں کے بچے کہاں جائینگے تو حضور نے فرمایا من ابائهم وہ اپنے باپ دادوں سے ہیں یعنی جنت میں جو مرتبہ ان

کے باپ دادوں کا ہوگا وہی ان مسلمان بچوں کا ہوگا میں نے عرض کی حضور بغیر عمل کے فرمایا اللہ اعلم بما کانوا عاملین اللہ زیادہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں نے عرض کی حضور کفار کے بچے (کہاں جائینگے) فرمایا من ابائهم وہ اپنے باپ دادوں سے ہیں عرض کی بلا عمل کے فرمایا اللہ اعلم بما کانوا عاملین اللہ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے۔ (رواہ ابو داؤد مشکوٰۃ باب القدر کتاب الایمان)

خیال رہے کفار کے بچوں کے بارے اختلاف ہے جس میں علماء کے کئی قول ہیں

نمبر ۱ وہ اپنے ماں باپ کے تابع ہو کر دوزخی ہیں۔

نمبر ۲ اصل فطرت کی طرف نظر کرتے ہوئے جنتی ہیں۔

نمبر ۳ اہل جنت کے خادم ہونگے۔

نمبر ۴ جنت اور دوزخ کے مابین ہونگے نہ تو ان کو عذاب دیا جائے گا اور نہ ہی انعام۔

نمبر ۵ اللہ کے علم میں اگر وہ بڑے ہو کر کافر ہو کر مرتے تو جہنمی اور اگر ایمان پر مرتے تو

جنتی۔

نمبر ۶ توقف کیا جائے گا۔

نمبر ۷ اخروی زندگی میں ان کی آزمائش ہوگی۔

نمبر ۸ ابن حجر نے فرمایا زیادہ صحیح یہ ہے کہ وہ اہل جنت ہیں اور حضور کا یہ فرمان ان کے

بارے آیات کے نازل ہونے سے قبل ہے جن میں ان کو جنتی فرمایا گیا۔

(مرقاۃ ج ۱ ص ۲۸۸ و ۲۸۹)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت مردوں کو برامت

کہو

علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ مسلمان کی عزت خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ برابر ہے چنانچہ فتح القدر میں ہے الاتفاق علی ان حرمة المسلم میتا کحرمتہ حیًا یعنی اس بات پر اتفاق ہے کہ مردہ مسلمان کی عزت و حرمت زندہ مسلمان کی طرح ہے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا کسر عظم الميت و اذاہ ککسرہ حیًا یعنی مردے کی ہڈی کو توڑنا اور اسے ایذا دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ زندہ کی ہڈی توڑنا۔ (فتاویٰ رضویہ شریف بتصرف ج ۹ ص ۲۲۱ مرکز اہلسنت برکات رضا انڈیا)

تو جس طرح مردہ کو اذیت دینا خواہ کسی طرح ہو شرع نے منع فرمایا اسی طرح اس کی برائیاں ذکر کرنے سے بھی منع فرمایا کیونکہ مرے ہوئے مسلمانوں میں اس بات کی زیادہ امید ہے کہ اللہ جل مجدہ الکریم اسے زندگی کی آلودگیوں سے پاک اور طیب فرمادے کیونکہ الموت کفارة لکل مسلم موت ہر سنی مسلمان کے لئے کفارة گناہ ہے۔ امام بخاری نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت فرمائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا

لا تسبوا الاموات فانہم قد افضوا الی ما قدموا یعنی تم مردوں کو برانہ کہو کیونکہ انہوں نے جو کچھ کیا تھا وہ اس کی جزا کو پہنچ گئے۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۸۷)

المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا میت کو کنگھی کرنے سے منع

فرمانا

صاحب قدوری فرماتے ہیں لا یسرج شعر المیت و لا لحیتہ و لا یقص ظفرہ و لا شعرہ یعنی میت کے بالوں اور اس کی ڈاڑھی کو کنگھی نہ کی جائے اور نہ ہی اس کے ناخن و بال کاٹے جائیں گے کیونکہ کنگھی اور بال وغیرہ کا شازینت کے لئے ہوتا ہے اور میت اس سے بے پرواہ ہو چکی نیز اگر زور زور سے میت کے بال کھینچے جائیں گے تو اسے اذیت بھی ہوگی۔ (قدوری ص ۷۴ ضیاء العلوم پبلی کیشنز راولپنڈی ، ہدایہ اولین ص ۱۵۹ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک عورت کی میت کو دیکھا کہ اس کے سر میں زور زور سے کنگھی کی جاتی ہے فرمایا علام تنصون میتکم کس جرم میں اپنے مردے کی پیشانی کے بال کھینچتے ہو۔ (ہدایہ ایضاً و فتاوی رضویہ شریف ج ۹ ص ۹۵ جدید)

مسئلہ

اگر میت کے بال یا ناخن کاٹ دئے گئے تو میت کے ساتھ کفن ہی میں لپیٹ دئے جائیں  
واللہ اعلم بالصواب.

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور شان نزول آیت تقدم

صدر الافاضل بدرالہماثل سید نعیم الدین مراد آبادی خلیفہ اعلیٰ حضرت خزائن العرفان میں سورہ حجرات کی پہلی آیت کا شان نزول بیان فرماتے ہیں کہ چند شخصوں نے عید الاضحیٰ کے دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے قربانی کر لی تو ان کو حکم دیا گیا کہ دوبارہ قربانی کریں اور

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بعض لوگ رمضان سے ایک روز پہلے ہی روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے ان کے حق میں یہ آیت (یا ایہا الذین امنوا لاتقدموا بین یدی اللہ ورسولہ (پ ۲۶ سورۃ حجرات) اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو کنز الایمان) نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ روزہ رکھنے میں اپنے نبی سے تقدم نہ کرو یعنی تمہیں لازم ہے کہ اصلاً تم سے تقدیم واقع نہ ہونے قول میں نہ فعل میں کہ تقدم (آگے بڑھنا) کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام کے خلاف ہے بارگاہ رسالت میں نیاز بندی و آداب لازم ہیں۔ (خزائن العرفان)

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں توبہ و رجوع کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبی توبہ اور توبہ کا دروازہ کھولنے والے ہیں اور اللہ جل مجدہ نے اپنے بندوں کو حکم دیا کہ وہ اس کے محبوب کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ و استغفار کریں چنانچہ فرمایا و لو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ و استغفرلہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما (القرآن پ ۵) اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے پاس حاضر ہو کر خدا سے بخشش چاہیں اور رسول ان کی مغفرت مانگے تو ضرور خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

شعر:

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ

پھر رد ہو کب یہ شان کریوں کے در کی ہے

(اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ)

امام اہلسنت مطالع المسرات کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کا خون ان کے زمانہ نصرانیت میں مباح فرمادیا تو ان کے بھائی بحیر بن زہیر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا فطر الیہ فانہ لا یرد من جاء تابا یعنی ان کی بارگاہ بے کس پناہ میں اڑ کر آؤ کیونکہ جو ان کی بارگاہ میں توبہ کرتا حاضر ہو یہ اسے کبھی رو نہیں فرماتے اسی بناء پر حضرت کعب رضی اللہ عنہ جب حاضر ہوئے راستے میں ایک قصیدہ نعتیہ نظم کیا جس میں عرض گزار ہوئے

انبئت ان رسول اللہ او عدنی و العفو عند رسول اللہ مامول  
انی اتیت رسول اللہ معتذرا و العفو عند رسول اللہ مقبول

یعنی مجھے خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے سزا کا حکم فرمایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں معافی کی امید کی جاتی ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور معذرت کرتا حاضر ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عذر دولت قبول پاتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف ج ۱۵ ص ۶۵۳ بتصرف برکات رضا انڈیا)

بخاری شریف میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی فرماتی ہیں کہ انہوں نے ایک تکیہ جس میں تصویریں تھیں خریدا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو دروازے پر ٹھہر گئے اور اندر تشریف نہ لائے فرماتی ہیں کہ میں نے حضور کے چہرہ مبارک میں ناپسندی کے آثار کو پہچانا تو عرض گزار ہوئی یا رسول اللہ اتوب الی اللہ و الی رسولہ ما ذا اذبت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ اور اس کے

رسول کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی فرمایا اس تکیہ یا گدے کا کیا حال ہے عرض کی حضور اس کو میں نے آپ کے بیٹھنے کے لئے خریدا تو فرمایا ان تصویروں والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا زندہ کرو جس کو تم نے پیدا کیا اور فرمایا کہ وہ گھر جس میں تصویریں ہوتی ہیں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

(ج ۲ ص ۷۷۸ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ اور ممنوع ہے امام اہلسنت فرماتے ہیں کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں چار حرج ہیں

نمبر ۱ بدن اور کپڑوں پر چھینٹے پڑنا جسم و لباس بلا ضرورت شرعیہ ناپاک کرنا اور یہ حرام ہے۔  
بحر الرائق میں بدائع سے ہے تنجیس الطاهر فحرام یعنی پاک چیز کو ناپاک کرنا حرام ہے۔  
نمبر ۲ ان چھینٹوں کے باعث عذاب قبر کا استحقاق اپنے سر پر لینا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پیشاب سے بچو فان عامة عذاب القبر منه کہ اکثر عذاب قبر اسی سے ہے۔

نمبر ۳ راہ گذر پر ہو یا جہاں لوگ موجود ہوں تو باعث بے پردگی ہوگا اور یہ باعث لعنت الہی ہے حدیث میں ہے لعن اللہ الناظر و المنظور الیہ یعنی جو دیکھے اس پر بھی لعنت اور جس کی طرف دیکھا جائے اس پر بھی لعنت۔

نمبر ۴ نصاریٰ سے تشبہ ہے حدیث میں ہے من تشبه بقوم فهو منه جو شخص جس قوم سے مشابہت کرے وہ انہیں میں سے ہے۔

امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ من حدثکم ان النبی صلی اللہ علیہ و سلم کان یبول قائماً فلا تصدقوه ما کان یبول الا قاعدا یعنی جو تم سے کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کھڑے ہو کر پیشاب فرماتے اسے سچا نہ جاننا حضور پیشاب نہ فرماتے مگر بیٹھ کر۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو احسن شیء فی هذا الباب و اصح فرمایا خیال رہے اس بارے جو حضرت حذیفہ کی حدیث ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا جیسا کہ بخاری شریف ج ۱ ص ۳۵ پر ہے فبال قائما تو اس کو حدیث عائشہ سے منسوخ قرار دیا گیا ہے نیز اس کے اور بھی جوابات دئے گئے مثلاً عذر کی وجہ سے تھا نیز بیان جواز کے لئے تھا۔ (نبذة من الرضویہ من شاء التفصیل فلیرجع الی ج ۲ ص ۵۸۵ الی ۵۹۷ برکات رضا انڈیا)

### امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کی روایت عذاب قبر

صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ قال الامام النووی مذهب اهل السنة اثبات عذاب القبر یعنی امام نووی علیہ الرحمة نے فرمایا کہ اہل سنت کا مذہب عذاب قبر کا ثابت ہونا ہے جس پر آیات قرآنیہ اور بے شمار احادیث ہیں۔

(ج ۱ ص ۳۳۷ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اللہ جلّ مجده الکریم فرماتا ہے یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوة الدنیا و فی الآخرة و یضل اللہ الظلمین (س ابراہیم پ ۱۳)

ترجمہ : اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے۔ (کنز الایمان)

صدر الافاضل اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں یعنی قبر میں کہ اول منازل آخرت ہے (آخرت



کی سب سے پہلی منزل قبر ہے) جب منکر نکیر آ کر ان سے پوچھتے ہیں کہ تمہارا رب کون ہے تمہارا دین کیا ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہ ان کی نسبت تو کیا کہتا ہے تو مومن اس منزل میں بفصل الہی ثابت رہتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے میرا دین اسلام اور یہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول پھر اس کی قبر وسیع کر دی جاتی ہے اور اس میں جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں آتی ہیں اور وہ منور کر دی جاتی ہے اور آسمان سے ندا ہوتی ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا۔ (خزائن)

و یضل اللہ الظلمین اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے کے تحت فرماتے ہیں وہ قبر میں منکر و نکیر کو جواب صحیح نہیں دے سکتے اور ہر سوال کے جواب میں یہی کہتے ہیں ہائے ہائے میں نہیں جانتا آسمان سے ندا ہوتی ہے میرا بندہ جھوٹا ہے اس کے لئے آگ کا فرش بچھاؤ اور دوزخ کا لباس پہناؤ دوزخ کی طرف دروازہ کھول دو اس کو دوزخ کی گرمی اور دوزخ کی لپٹ پہنچتی ہے اور قبر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف آ جاتی ہیں عذاب کرنے والے فرشتے مقرر کئے جاتے ہیں جو اسے لوہے کے گرزوں سے مارتے ہیں۔

(خزائن العرفان پ ۱۳ سورۃ ابراہیم)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں ایک یہودی عورت حاضر ہو کر قبر کے عذاب کے بارے ذکر کرتی ہے اور کہتی ہے کہ اللہ آپ کو عذابِ قبر سے بچائے تب ام المؤمنین حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عذابِ قبر کے بارے پوچھتی ہیں تو حضور فرماتے ہیں نعم عذاب القبر حق جی ہاں عذابِ قبر حق ہے فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے کبھی نہ دیکھا کہ حضور نے نماز پڑھی ہو اور عذابِ قبر سے رب کی پناہ نہ مانگی ہو۔

(مشکوٰۃ ص ۲۵ باب اثبات عذاب القبر قدیمی کتب خانہ کراچی)

## ان معروف بہ مومنوں کی مقدس مائیں

خیال رہے حضور کا یہ دعا فرماتا تعظیم امت کے لئے تھا کیونکہ آٹھ شخصوں سے حسب قبر نبی

ہوتا

نمبر ۱ نبیؐ ۲ شہید ۳ جہاد کی تیاری کرنے والا ۴ نمبر ۴ حاکم میں مرنے والا  
نمبر ۵ حاکم میں صبر کرنے والا ۶ چھوٹے بچے نمبر ۷ جمعہ کے دن یا رات میں مرنے  
والا نمبر ۸ ہر رات سورہ ملک پڑھنے والا۔ (مراۃ ج ۱ ص ۱۲۱)

امام اہلسنت فرماتے ہیں کہ ترمذی میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہر نماز میں سلام کے بعد یہ دعا پڑھے

اللہم فاطر السموات و الارض عالم الغیب و الشہادۃ الرحمن الرحیم انی  
اعہد الیک فی ہذہ الحیوۃ الدنیا بانک انت اللہ الذی لا الہ الا انت وحدک  
لا شریک لک و ان محمدا عبدک و رسولک فلا تکلنی الی نفسی فانک  
ان تکلنی الی نفسی تقربنی من الشر و تباعدنی من الخیر و انی لا اثق الا  
برحمتک فاجعل رحمتک لی عہدا عندک توذیہ الی یوم القیمۃ انک لا  
تخلف المیعاد۔

فرشتہ اسے لکھ کر مہر لگا کر قیامت کے لئے اٹھا رکھے جب اللہ تعالیٰ اس بندے کو قبر سے  
اٹھائے فرشتہ وہ نوشتہ ساتھ لائے اور ندا کی جائے عہد والے کہاں ہیں انہیں وہ عہد نامہ دیا جائے۔  
فرماتے ہیں کہ امام فقیہ ابن عجمیل نے اسی دعائے عہد نامہ کی نسبت فرمایا اذا کتب ہذا الدعاء  
و جعل مع المیت فی قبرہ وقاہ اللہ فتنۃ القبر و عذابہ یعنی جب یہ دعا لکھ کر میت کے  
ساتھ قبر میں رکھ دی جائے تو اللہ جل مجدہ الکریم اسے قبر کے فتنہ اور عذاب سے امان دے  
گا۔ (فتاویٰ رضویہ شریف ج ۹ ص ۱۰۹ برکات رضا انڈیا)

امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت جادو

امّ المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم پر جادو کیا گیا جس کے باعث آپ سمجھتے کہ میں نے فلاں کام کر لیا ہے حالانکہ کیا نہیں ہوتا یہاں تک کہ ایک دن بار بار دعا فرمائی پھر ارشاد فرمایا اشعرت ان اللہ افتانی فیما فیہ شفائی کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ بات بتائی ہے جس میں میری شفا ہے میرے پاس دو آدمی آئے ایک میرے سر ہانے آکھڑا ہوا جب کہ دوسرا پاؤں کی طرف ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا انہیں کیا تکلیف ہے دوسرے نے جواب دیا مطبوب ان پر جادو کیا گیا ہے قال ومن طبه پہلے نے پوچھا جادو کس نے کیا ہے قال لبيد بن الاعصم جواب دیا لبيد بن اعصم نے پہلے نے پوچھا کس طرح کیا ہے دوسرے نے جواب دیا کنگھی روئی کے گالے اور کھجور کے اوپر والے چھلکے پر پوچھا کہاں ہے اس نے بتایا پیر زروان میں پھر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم وہاں تشریف لے گئے اور واپس تشریف لائے اور رسیدہ کو بتایا کہ وہاں کی کھجوریں ایسی ہیں کا نہار و س الشیاطین جیسے شیطانوں کے سر سیدہ نے پوچھا کیا آپ نے وہ چیزیں نکلوائیں فرمایا نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا یاب فرما دیا ہے مجھے اندیشہ ہوا کہ انہیں نکلوانے سے لوگوں میں فساد برپا نہ ہو جائے پھر کنویں کو بند کروا دیا گیا۔

(بخاری شریف کتاب بدء الخلق باب صفة ابليس و جنوده ج ۱ ص ۲۶۲ ج

۲ ص ۸۵۶، مسلم شریف ج ۲ ص ۲۲۱)

حاصل واقعہ جو تفاسیر میں مذکور ہے وہ یہ ہے کہ رؤسائے یہود ایک مرتبہ لبيد بن الاعصم (جو کہ بنی زریق کا حلیف اور جادوگر اور منافق تھا) کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تو ہم سب سے زیادہ علم جادو کو جاننے والا ہے اور ہم نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم پر بہت جادو کیا لیکن

حضور صلی اللہ علیہ و سلم پر اس کا کچھ بھی اثر نہ ہوا اور اب اگر تو حضور پر ایسا جادو کرے جو آپ پر اثر بھی کرے تو ہم آپ کو تین دینا دیں گے اس پر لبید حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے ایک یہودی غلام کے پاس آیا حتیٰ کہ لبید نے اس کے ذریعہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے سر مبارک کے کچھ بال اور کنگھے کے چند دندانے حاصل کئے اور اس میں جادو کر کے بنی زریق کے کسی کنویں میں چھپا دیا جس کے اثر سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے سر اقدس کے بال مبارک منتشر رہتے اور کمزوری بڑھتی جاتی یہاں تک کہ دو فرشتوں کو خواب میں دیکھا جس کا ذکر ہوا۔ پھر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے حضرت علی و حضرت زبیر کو بھیجا انہوں نے کنویں کا کل پانی نکال کر وہ خول نکالی جس میں کچھ بال، کنگھی کے دندانے اور ایک پٹھا جس میں گیارہ گرہیں تھیں یا ایک موم کا پتلا بھی تھا جس میں سوئیاں چھوئی ہوئی تھیں یہ سب سامان پتھر کے نیچے سے نکلا اور حضور کی خدمت میں حاضر کیا گیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورۃ الفلق اور الناس دونوں سورتیں نازل فرمائیں ان دونوں سورتوں میں گیارہ آیتیں ہیں پانچ فلق میں اور چھ الناس میں ہر ایک آیت پڑھنے کیساتھ ایک ایک گرہ کھلتی جاتی یہاں تک کہ سب کھل گئیں اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم بالکل تندرست ہو گئے۔

(تفسیر صاوی نسفی و خزائن وغیرہ)

خیال رہے ہو سکتا ہے کہ حضور پہلے تشریف لے کر گئے ہوں پھر حضرت علی وغیرہ کو بھیجا ہو لہذا روایات میں تعارض واقع نہ ہوگا واللہ اعلم۔

مسئلہ: جو سحر (جادو) کفر ہے اس کا عامل اگر مرد ہو تو قتل کر دیا جائے گا

مسئلہ: اگر عورت ہو تو قید کی جائے گی۔ (نعیمی)

مسئلہ: جو سحر (جادو) کفر نہیں مگر اس سے جانیں ہلاک کی جاتی ہیں اس کا عامل قطاع

طریق (ڈاکو) کے حکم میں ہے مرد ہو یا عورت۔ (خزائن)

مسئلہ: جادو گر کی توبہ قبول ہے۔ (خزائن)

مسئلہ: مؤثر حقیقی اللہ ہے اور تاثیر اسباب تحت مشیت ہے۔ (خزائن)

مسئلہ: کسی کو تکلیف پہنچانے یا حرام غرض سے جادو کرنا کفر ہے یا حرام مگر جادو سے بچنے

یا اس کو باطل کرنے کے لئے جادو کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس میں کلمات کفریہ نہ ہوں (نعیمی) اولیاء

اللہ کے مقابلہ میں جادو کیا جاوے تو گناہ کبیرہ ہے انبیاء کے مقابلہ میں ہو تو کفر ہے کیوں مقابلہ

نبی کفر ہے۔ (نعیمی)

### اُمّ المؤمنین اور ایک جادو گر عورت

فرماتی ہیں کہ حضور کی وفات کے بعد میرے پاس دو مہاجرین کی ایک عورت آئی جو کہ حضور  
سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کو تلاش کرتی تھی میں نے کہا حضور کی وفات ہو چکی ہے تم مجھ  
سے کہو کیا کہنا چاہتی ہو؟

کہنے لگی کہ میں اپنے شوہر کی سختیوں سے تنگ ہوئی تو ایک عورت سے اپنی مصیبت بیان کی  
اس نے مجھے ایک کتے پر سوار کر کے آن کی آن میں بابل پہنچا دیا۔ میں نے ہاروت اور ماروت کو  
ایک کنویں میں لٹکا دیکھا انہوں نے بہت سمجھایا کہ یہ کفر ہے نہ سیکھ مگر میں نہ مانی آخر کار انہوں نے  
مجھ سے کہا کہ اس تنور میں پیشاب کر کے آ میں نے جب اس میں پیشاب کیا تو دیکھا کہ ایک  
نورانی سوار میرے بدن سے نکلا اور آسمان کی طرف اڑ کر غائب ہو گیا میں نے ان سے آ کر ماجرا  
بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ یہ تیرا ایمان تھا جو تجھ سے چھن چکا اب تو جادو میں خوب ماہر ہو گئی۔  
جب سے میں فن جادو میں استاد ہوں گیہوں کا دانہ زمین میں داب کر اس کو حکم کرتی ہوں تو وہ اگ  
آتا ہے اور فوراً اس میں سٹہ لگ جاتا ہے پھر فوراً خشک ہو جاتا ہے اور میرے کہنے پر فوراً آٹا ہو کر

روٹی بن جاتی ہے مگر میں اپنے دل میں ایمان کے جانے پر شرمندہ ہوں میں پوچھنے آئی تھی کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ میں نے کہا کہ تو صحابہ کرام سے مل۔ وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئی کسی نے ایمان کی امید نہ دلائی ہاں حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا تیرے ماں باپ ہوں تو ان کی خدمت کر ان کی دعا سے تیرا ایمان واپس ہوگا۔ (تفسیر نعیمی پ ۱ بتصرف یسیر)

### جادو کا علاج

۱۔ جو شخص روزانہ صبح کو سات عجوہ چھو ہارے کھالیا کرے اس پر اس دن جادو اثر نہ کریگا۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۸۵۹)

۲۔ جو شخص صبح و شام آیۃ الکرسی پڑھ کر ہاتھوں پر دم کرے اور سارے جسم پر ہاتھ پھیرے وہ

بھی انشاء اللہ جادو سے محفوظ رہے گا۔

۳۔ جو شخص پندرہ شعبان کو رات بعد مغرب غسل کرے وہ بھی انشاء اللہ جادو سے محفوظ

رہے گا۔

۴۔ جس شخص کو جادو کیا گیا وہ دریا کی بیچ دھار کے پانی سے گھڑا بھر کر لائے اور اس پر سورہ

مفلق اور سورہ ناس گیارہ گیارہ بار پڑھ کر دم کر کے اس سے غسل کرے انشاء اللہ صحت ہوگی مگر یہ

پانی بہنے نہ دے بلکہ کسی گڑھے میں کھڑے ہو کر غسل کرے جس سے پانی وہاں جمع ہو جاوے

بعد میں دفن کر دے۔ (تفسیر نعیمی)

خیال رہے لبید ابن العصم کے جادو کا اثر صرف حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے خیال

پر ہوا تھا جیسا کہ الفاظِ روایت سے ظاہر ہے اور وہ اثر بھی دنیاوی کاموں میں مثلاً کھانا نہیں کھایا

اور خیال ہوا کہ کھالیانہی کے خیال پر جادو کا اثر ہو سکتا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے متعلق

فرمایا فاذا حبالہم وعصیہم یخیل الیہ من سحرہم انہا تسعی یہاں بھی فرعونی

ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

جادوگروں کے جادو کا اثر حضرت موسیٰ کے خیال پر ہوا کہ رسیاں حرکت نہ کرتی تھی لیکن آپ کو حرکت کرتی ہوئی محسوس ہوتی تھیں جیسے زہر تلوار، بچھو کا ڈنگ، جسم نبی پر اثر کر سکتے ہیں ایسے جادو بھی کر سکتا ہے اور یہ اثر شانِ نبوت کے خلاف نہیں اور نہ ہی اس سے کوئی دین پر اثر ہوتا ہے حضرت زکریا و یحییٰ علیہما السلام کو تلوار سے شہید کر دیا گیا اور حضور کو زہر دیا گیا جس کا اثر آپ پر ہوا ہاں جادو کا معجزہ سے مقابلہ ہوگا تو ناکام ہوگا خیال رہے جادو کا واقعہ ۶ھ بعد صلح حدیبیہ ہوا جس کا زور چالیس دن رہا۔ (مرآة)

### حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی ام المؤمنین کو وصیت

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے عرض کی اللہم احببنا مسکینا و امتی مسکینا و احشرنی فی زمرة المساکین اے اللہ مجھے مسکین زندہ رکھ حالت مسکینی میں وفات دے اور میرا حشر مسکینوں کے زمرہ (جماعت) میں فرما۔ ام المؤمنین عرض گزار ہوئیں حضور ایسا کیوں فرمایا مسکین لوگ جنت میں امیروں سے چالیس برس پہلے جائینگے یا عائشة لا تردی المسکین ولو بشق تمرة اے عائشہ مسکین کو خالی مت پھیر اگرچہ کھجور کی قاش ہی سے (وہی دے دو) یا عائشہ احبب المساکین مقربہم اے عائشہ مسکینوں سے محبت کرو انہیں اپنے قریب رکھو فان اللہ یقربک یوم القیمة تاکہ اللہ تعالیٰ تم کو قیامت کے دن اپنا قرب عطا فرمائے۔

(مشکوٰۃ باب فضل الفقراء الفصل الثانی)

### ام المؤمنین اور واقعہ وصال النبی صلی اللہ علیہ و سلم

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کو خیبر میں ایک یہودیہ زینب نامی عورت نے زہر آلود بکری پیش کی جس سے آپ نے کچھ تناول فرمایا تھا اور اسی زہر کا اثر وصال ظاہری تک محسوس

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

ہوتا رہا یہاں تک کہ آپ اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے چنانچہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض وصال میں فرماتے تھے یہ عائشہ مازال اجدالم الطعام الذی اكلت بخیر (بخاری ج ۲ ص ۶۳۷) اے عائشہ میں اس کھانے کی تکلیف پاتا رہا جو کہ خیر میں میں نے کھایا تھا حضور سیدہ ام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں دیگر ازواج سے اجازت لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنی تیمارداری کے لئے منتخب فرمایا تھا اور اس پر جب تمام ازواج مقدسہ رضا مند ہوئیں تو حضور سیدہ ام صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ عائشہ میں تشریف فرما ہو گئے اور اب تک وہیں آرام فرما رہی ہیں سیدہ فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں رہتے تو معوذات (سورۃ الفلق و سورۃ الناس) پڑھ کر اپنے اوپر دم فرماتے تو جب حضور سیدہ ام صلی اللہ علیہ وسلم مرض وصال میں مبتلا ہوئے انفت علی نفسہ بالمعوذات الذی کان یفت و اصبح بید انبی صلی اللہ علیہ وسلم عنہ تو میں معوذات پڑھ کر حضور سیدہ ام صلی علیہ وسلم پر دم کرتی اور آپ کا دست مبارک آپ کے جسم اطہر پر پھیرا۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۶۳۵ و ۸۵۳ کتاب الطب باب الرقی نیز باب فضل المعوذات ص ۷۵۰، مسلمہ شریف ج ۲ ص ۲۲۳ باب استحباب رقیۃ المریض)

مسئلہ..... تعویذ اور عمل جس میں کوئی کلمہ کفر یا شرک نہ ہو جائز ہے خاص کر وہ عمل جو آیات قرآنیہ سے کئے جائیں یا احادیث میں وارد ہوئے ہوں حدیث شریف میں ہے کہ اسماء بنت عمیس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعفر کے بچوں کو جلد جلد نظر ہو جاتی ہے کیا مجھے اجازت ہے کہ ان کے لئے عمل کروں حضور سیدہ ام صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔ (ترمذی و خزائن العرفان)



مذکورہ روایت سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو تعویذات کو کفر و شرک سے تعبیر کرتے پھرتے ہیں اور سیدھے سادھے لوگوں کو اپنے گمراہ کن عقائد میں پھانسنے کی کوشش کرتے ہیں۔

سیدہ فرماتی ہیں کہ جس روز آپ کا وصال ہوا ویسے بھی وہ میری باری کا دن تھا اور آپ کا سراقہ میرے گلے اور سینے سے لگا ہوا تھا اور اس وقت اللہ نے آپ کے اور میرے لعابِ دہن کو ایک جگہ ملا دیا سیدہ فرماتی ہیں کہ دخل عبدالرحمن بن ابی بکر و معہ سواک یستن بہ فنظر الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر آئے اور آپ کے پاس سواک تھی جس کے ساتھ آپ سواک فرما رہے تھے تو حضور نے ان کی طرف دیکھا اس پر میں نے کہا اے عبدالرحمن یہ سواک آپ مجھے دے دو انہوں نے وہ سواک مجھے دے دی تو میں نے سواک چبا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی اور آپ نے سواک فرمائی وہ مستند الی صدری اس وقت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے سینہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

نیز آپ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تندرستی میں فرمایا کرتے تھے کہ کوئی نبی اس وقت دنیا سے نہیں اٹھایا جاتا جب تک جنت میں اپنی جگہ کونہ دیکھ لے پھر اسے اختیار دیا جاتا ہے دنیا کو یا آخرت کو جو چاہے پسند کرے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض وصال میں یہ فرماتے سنا کہ مع الذین انعم اللہ علیہم الایة و ظنت انہ خیر فرماتی ہیں کہ اس سے میں نے یہ گمان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا گیا ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرما رہے تھے اللہم اغفر لی وارحمنی والحقنی بالرفیق اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھ

کو رفیقِ اعلیٰ کے ساتھ ملا۔

سیدہ فرماتی ہیں کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توفی وهو ابن ثلاث وستین جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو آپ کی عمر مبارک تریسٹھ ۶۳ سال تھی اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلام اللہم الرفیق الاعلیٰ تھا۔ (رواہن البخاری فی کتاب المغازی)

حجرۃ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

حجرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے

دیگر ازواجِ مطہرات کے حجروں کا ایک ایک دروازہ تھا جب کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۃ مبارکہ کے دو دروازے تھے۔ (فیوض الباری ج ۷ ص ۱۱۳)

حجرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا میں تین چاند

اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک خواب دیکھا تھا کہ ان کے حجرۃ مبارکہ میں آسمان سے تین چاند اترے ہیں اس خواب کی تعبیر یہ قرار پائی کہ وہ تین چاند حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں جو کہ حجرۃ عائشہ میں جلوہ فرما ہیں اور اس میں سیدہ کو جو فضیلت حاصل ہے دیگر ازواجِ مطہرات کو نہیں کیونکہ آپ کا حجرۃ مبارکہ دو لبہائے کائنات اور ان کے دو مقدس وزیروں کی آرامگاہ ہے۔

(فیوض الباری ج ۹ پ ۱۱ ص ۱۷۱ بتصرف)

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

سعدین کا قرار ہے پہلویں ماہ میں

جھرٹ کیے ہیں تارے تجلی قمر کی ہے

سبحان اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور  
سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم مسجد میں تشریف لائے آپ کی سیدھی جانب حضرت صدیق  
اکبر جب کہ بائیں جانب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما تھے اور فرمایا ہکذا نبعث یوم  
القیمة یعنی قیامت کے دن بھی ہم اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔

### حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور مدفن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرا جنازہ تیار کر کے روضہ  
اقدس کے سامنے رکھنا اور حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے اجازت چاہنا اور اگر اجازت مل  
جائے تو مجھے حضور کے دامن میں دفن کر دینا بصورت دیگر مسلمانوں کے قبرستان میں لے جانا  
حسب وصیت جب حضور سے اجازت طلب کی گئی تو روضہ اطہر سے آواز آئی ادخلو الحیب  
الی الحیب حیب کو حیب کے پاس داخل کر دو چنانچہ آپ حجرہ عائشہ میں آرام فرماہیں۔

(فیوض الباری ج ۹ پ ۸ ص ۱۷۰)

### حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور مدفن فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی سیدہ سے روضہ پاک میں دفن ہونے کی  
اجازت مانگی تھی تو سیدہ نے فرمایا تھا کہ میں عمر پر اپنے آپ کو ترجیح نہ دوں گی لہذا آپ کو بھی حجرہ  
عائشہ میں دفن ہونے کا شرف حاصل ہے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور سید  
عالم صلی اللہ علیہ و سلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد میں

بلا جھجک حجرہ میں حاضر ہوتی تھی لیکن جب حضرت عمر یہاں دفن ہوئے تو اب پردہ کا اہتمام کرتی ہوں۔

### حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے حجرہ مبارکہ میں دفن ہونے کی اجازت لی تھی لیکن آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ جب میرا وصال ہو جائے تو ام المؤمنین سے میری وہاں تدفین کی اجازت مانگنا اگر اجازت دے دیں تو وہیں پہلو مبارک میں دفن کر دینا اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ کچھ لوگ مجھے وہاں دفن نہ ہونے دیں گے لہذا اگر ایسا ہو تو جھگڑا مت کرنا اور مجھے بقیع پاک میں دفن کر دینا۔ حسب وصیت جب آپ کا وصال ہو گیا تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ بھائی صاحب نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت مانگی تھی اور آپ نے قبول فرمائی تھی لیکن چونکہ انہوں نے ہمیں وصیت فرمائی تھی کہ دوبارہ ام المؤمنین کی اجازت لے لینا اب جو ام المؤمنین حکم دیں گیں وہ ہمارے سر آنکھوں پر ہوگا اس پر سیدہ نے نعم و کرامة فرمایا یعنی کیوں نہیں یہ تو بہت اچھی اور میرے لئے سعادت کی بات ہوگی (اسد الغابہ) لیکن جب مروان کو معلوم ہوا تو اس نے اعلان کروا دیا کہ امام حسن کو وہاں دفن نہیں ہونے دیا جائے گا لوگ مروان کے خلاف جنگ پر آمادہ ہو گئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قسم بخدا حسن کو ان کے نانا کے پہلو میں دفن نہ ہونے دینا یہ ظلم کی انتہا ہے لیکن چونکہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے فتنہ سے منع فرمایا تھا اس لئے آپ کو بقیع پاک میں دفن کر دیا گیا۔ (الاستیعاب)

### حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور مدفن حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت ابن عمر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم سے روایت فرماتے ہیں کہ جب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے تو وفات کے بعد میرے ساتھ دفن ہوں گے۔ (فیوض الباری ج ۷ ص ۱۱۴) حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ توریت میں حضور کی صفت مذکور ہے و عیسیٰ بن مریم یدفن معہ ترجمہ اور عیسیٰ ابن مریم حضور کے ساتھ دفن کئے جائیں گے۔

قال ابو مودود و قد بقی فی البیت موضع قبر لعنی ابو مودود کہتے ہیں کہ حجرہ مبارکہ میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ (ترمذی المجلد الثانی ص ۲۰۲ مطبوعہ ضیاء القرآن)

سوال : ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے صرف تین چاند دیکھے چوتھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ دیکھا حالانکہ آپ بھی ان حضرات کے ساتھ حجرہ عائشہ میں مدفون ہوں گے؟

جواب : اس لئے کہ یہ تین حضرات ام المؤمنین کی حیاتِ ظاہری ہی میں وصال پا گئے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام قربِ قیامت تشریف لائیں گے اور دفن ہونے کا شرف حاصل کریں گے۔ (مطالع المسرات ص ۱۲۵ مصطفیٰ البابی مصر)

### حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رفعت

رسالہ مبارکہ انوار البشارۃ میں ہے کہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار مقدس ہے اور ساتھ ہی حضرات شیخین کے مزارات ہیں یہ اصل میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ تھا حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتقال فرمانے کے بعد حیاتِ حقیقی اس میں آرام فرما ہیں اس لیے آپ کے وجود مقدس کے اتصال سے اس خطہ زمین کو مکہ معظمہ اور عرش معلیٰ سے زیادہ شرف ملا ہے چنانچہ ردالمحتار میں ہے

## المعروف به مومنون کی مقدس مائیں

قال في اللباب والخلاف فيما عدا موضع القبر المقدس فيما ضم اعضائه الشريفة فهوا فضل بقاع الارض بالاجماع قال شارحه وكذا في الخلاف في غير البيت فان الكعبة افضل من المدينة ما عدا الضريح الاقدس وكذا الضريح افضل من المسجد الحرام وقد نقل القاضي عياض وغيره الاجماع على تفضيله حتى على الكعبة ونقل عن ابن عقيل الحنبلي ان تلك البقعة افضل من العرش.

يعني اللباب میں فرمایا کہ خلاف قبر اقدس جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء شریفہ ملے ہوئے ہیں اس کے ماسوا ہے کیونکہ وہ جگہ تو زمین کے تمام گوشوں سے بالاجماع زیادہ فضیلت والی ہے اس کے شارح نے کہا اور اسی طرح خلاف بیت اللہ شریف کے علاوہ میں ہے کیونکہ کعبہ معظمہ مدینہ منورہ سے مزار اقدس کے ماسوا سے افضل ہے اسی طرح مزار مقدس مسجد حرام شریف سے افضل ہے اور تحقیق قاضی عیاض وغیرہ نے مزار اطهر کی فضیلت حتیٰ کہ کعبہ پر فضیلت کا اجماع نقل فرمایا ہے اور ابن عقیل حنبلی سے یہ منقول ہے کہ بے شک وہ بقعہ مبارکہ عرش سے بھی افضل ہے۔

شعر:

معراج کا سماں ہے کہاں پہنچے زارو

کرسی سے اونچی کرسی اسی پاک در کی ہے

(اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ)

## حجرہ مقدسہ میں مزارات کی ترتیب

مزارات کی ترتیب اس طریق پر ہے کہ جانبِ قبلہ جنوبی طرف حضرت فخر عالم صلی اللہ

علیہ و سلم کا مزار ہے اس سے متصل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مزار ہے جو اس وضع پر ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ و سلم کے سینہ کے برابر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا سر مبارک ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مسجد نبوی کی توسیع و تعمیر کیساتھ حجرہ شریفہ کی تعمیر بھی کچی اینٹوں سے کرائی اور امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرہ کے درمیان میں دیوار کا پردہ حائل کر کے رہنے لگیں تاکہ زائرین بلا حجاب مزار اقدس کی زیارت کر سکیں۔

خلیفہ ولید بن عبد الملک کے زمانہ تک یہ عمارت قائم رہی بعد میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کو یہاں کا گورنر مقرر کیا تو حکم بھیجا کہ مزارات مقدسہ کو پتھر کی مضبوط عمارت سے اس لیے بند کر دیا جائے کہ کوئی قبور کو سجدہ گاہ یا دوسری کوئی بے ادبی نہ کرنے پائے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے منقش پتھر کی مضبوط عمارت بنا کر چھت میں فقط ایک روشن دان رکھا پھر اس کے ارد گرد دوسری پتھر کی عمارت بنا کر اوپر سے بھی بالکل بند کر دیا۔

### گنبد خضراء

یہ عمارت شاہ قلاؤن صالحی کے زمانہ تک قائم رہی ۸۷۸ھ میں اس بادشاہ نے اس حجرہ مقدسہ پر گنبد خضراء بنا دیا ورنہ مسجد نبوی سے حجرہ شریفہ کی چھت تھوڑی بلند ہوتی تھی اور پیتل کی جالی حجرہ مقدسہ کے چاروں طرف لگوائی۔ اب موجودہ گنبد خضراء کی عمارت شاہ مصر ملک قاتبیا کے حکم سے ۸۸۸ھ میں بنی ہے اس (گنبد خضراء) پر بھی زائرین کرام کے لئے دور سے نظر جمانا عبادت ہے جیسا کہ کعبہ معظمہ کا دیکھنا عبادت ہے۔ (رسالہ مبارکہ انوار البشارة ص ۹۰

مکتبہ رضویہ)

شعر:

محبوب رب عرش ہے اس سبز قبہ میں  
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے  
(اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ)

### ریاض الجنۃ

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ بہشت باغوں میں سے ہے یعنی اس میں عبادت کرنے سے باغات بہشت کا انعام ملے گا جیسے فرمایا الجنة تحت ظلال السیوف کہ بہشت تلواروں کے سایہ میں ہے چنانچہ

فرمایا ما بین بیتی و منبری روضة من ریاض الجنة و منبری علی حوضی  
ترجمہ: میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے (متفق علیہ مشکوٰۃ)

مذکورہ حدیث کا معنی ایک تو وہ ہے جو ذکر ہو اور سراسر معنی یہ ہے کہ اس جگہ کو بعینہ جنت کی طرف منتقل کر دیا جائے گا۔

خیال رہے بعض روایات میں بین بیتی کے بجائے بین قبری بھی آیا ہے اور اوپر ذکر کر دیا گیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر انوار سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں ہے جس کا حاصل یہ ہوا کہ سیدہ کے حجرہ مبارکہ سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف جو کہ حوض پر ہے کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی کیاری قرار دیا ہے۔



ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

## حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرشتوں کی جہر مٹ میں

حضرت کعب احبار یہود کے بہت بڑے عالم ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا زمانہ پایا مگر ایمان دورِ فاروقی میں لائے ایک دفعہ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو لوگوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کا ذکر کیا اس پر حضرت کعب بولے ما من یوم یطلع الانزل سبعون الفامن الملائکة حتی یحفوا بقبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضربون باجنحتهم ویصلون علی رسول اللہ علیہ وسلم حتی اذا امسوا عرجوا وهبط مثلهم فصنعوا مثل ذالک حتی اذا انشقت عنه الارض خرج فی سبعین الفامن الملائکة.

(مشکوٰۃ)

کوئی دن نہیں ہے مگر ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی قبر انور کو گھیر لیتے ہیں اپنے پر بچھاتے ہیں اور حضور پر درود پڑھتے ہیں یہاں تک کہ جب شام پاتے ہیں تو آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں اور ان کے مثل اترتے ہیں وہ بھی اسی طرح کرتے ہیں یہاں تک کہ جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے زمین کھلے گی تو آپ ستر ہزار فرشتوں کی جہر مٹ میں نکلیں گے سبحان اللہ

حضور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام  
یوں بندگی زلف و رخ اٹھوں پہر کی ہے

پھر جس کو ایک بار حاضری کا شرف ملتا ہے تو وہ قیامت تک دوبارہ حاضری نہ دے سکے گویا

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

ساری عمر میں صرف چند ایک گھنٹے اس در کی حاضری نصیب لیکن امتی کو بار بار کوچہ جاناں کی حاضری کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

حضور سیدنا علیؑ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے  
رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے  
معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار بار  
عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھر کی ہے

## ستون عائشہ رضی اللہ عنہا

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ میری مسجد میں ایک ایسی جگہ ہے کہ لوگوں کو اس کا پتہ چل جائے تو قرعہ ڈالے بغیر نماز پڑھنا میسر نہ ہو اس جگہ کا تعین اُمّ المؤمنین نے فرمایا تھا لہذا اس کا نام ستون عائشہ ہو گیا اس کے نزدیک دعا مانگنی اور نوافل پڑھنے مستحب ہیں۔  
(فیوض الباری ج ۷ ص ۱۱۷ مکتبہ رضوان)

## اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور جنگ جمل

یہ ناخوشگوار جنگ ۳۶ھ کے جمادی الاولیٰ یا جمادی الاخریٰ میں ہوئی تھی یہ وہ پہلی جنگ ہے جو مسلمانوں کے مابین ہوئی یہ شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ہوئی تھی اس میں چونکہ اُمّ المؤمنین ایک بہت بڑے اونچے اونٹ پر سوار تھیں اس وجہ سے اس کا نام جنگ جمل پڑ گیا اس کا سبب یہ ہوا کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت اُمّ المؤمنین حج کے لئے گئی ہوئی تھیں جو لوگ

حضرت عثمان کے محاصرے میں شریک تھے یہی حضرت علی کے ساتھ تھے حضرت عثمان کی شہادت کے بعد بنی امیہ بھاگ کر مکہ پہنچے انہوں نے حضرت عثمان کے قصاص کے لیے انہیں آمادہ کیا حضرت زبیر بن عوام حضرت طلحہ بن مالک رضی اللہ عنہما بھی مکہ پہنچ گئے اور قصاص عثمان کے نکتے پر ان کے ساتھ ہو گئے اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا اور حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما بصرہ کی جانب چلے تو حضرت علی نے عمار بن یاسر اور حسن بن علی کو کوفہ بھیجا یہ حضرات کوفہ پہنچے اور منبر پر چڑھے حسن بن علی منبر کے اوپر والے درجے پر جب کہ عمار ان سے نیچے والے درجے پر تھے حضرت عمار نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ کی جانب گئی ہیں بخدا بے شک وہ تمہارے نبی کی دنیا و آخرت میں زوجہ مبارکہ ہیں لیکن اللہ نے تم کو آزمایا ہے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ تم لوگ حضرت علی کی اطاعت کرتے ہو یا اُمّ المؤمنین کی واقعہ یہ بڑا نازک مرحلہ تھا کہ ایک طرف حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے چچا زاد بھائی اور داماد شیر خدا تھے جن کے اسلام کی نشر و اشاعت اور بقا و تحفظ میں بڑے بڑے کارنامے تھے تو دوسری جانب سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی محبوب ترین مقدّس خاتون و رفیقہ حیات تھیں جن کی عظمت و جلالت ہر ایمان والے کے دل میں جاگزیں تھی جنہیں ہر مسلمان بمع حضرت علی شیر خدا اُمّ المؤمنین کہتے تھے اللہ اکبر یہ ایسا مرحلہ تھا کہ جانبین میں سے ہر ایک کے دوسرے پر تلوار اٹھانے سے دل لرز رہے تھے اُمّ المؤمنین سفر کرتے ہوئے بصرہ کے قریب حواب پر پہنچیں تو پوچھا اس جگہ کا کیا نام ہے جب بتایا گیا کہ حواب ہے تو اونٹ کو بٹھایا اور فرمایا میں حواب والی ہوں مجھے لوٹاؤ مجھے لوٹاؤ لوگوں نے آگے بڑھنے کی بہت کوشش کی مگر آپ راضی نہ ہوئیں یہاں تک کہ چوبیس دن وہیں تشریف فرما رہیں کسی نے اطمینان دلایا کہ یہ حواب نہیں تب آگے تشریف لے گئیں اور حواب کا قصہ یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے اُمّ المؤمنین سے فرمایا تھا کہ تم میں

سے ایک کا کیا حال ہوگا جب اس پر حواب کے کتے بھونکیں گے۔

پھر اُمّ المؤمنین نے آگے بڑھ کر بصرہ کے باہر پڑاؤ ڈالا شیر خدا کو جب اطلاع ملی تو تمیں ہزار کی جمعیت لے کر مقابلہ پر فروکش ہوئے رات میں دونوں فریق کے سنجیدہ حضرات نے کوشش کر کے آپس کی غلط فہمیاں دور کر دیں اور یہ طے ہوا کہ دونوں فریق واپس ہو جائیں گے مگر دونوں طرف فساد پسند عناصر بھی بہت تھے انہوں نے جب یہ دیکھا کہ بنا بنایا کھیل بگڑ گیا تو باہمی مشورہ کر کے صبح اندھیرے ہی آپس میں گتھ گئے اور اُمّ المؤمنین کی طرف یہ افواہ پھیلا دی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حملہ کر دیا پھر حضرت علی کو یہ باور کرادیا کہ اُمّ المؤمنین نے حملہ کر دیا پھر تو گھمسان کارن پڑا حضور سیدنا شیر خدا رضی اللہ عنہ نے ملاحظہ فرمایا کہ قوت کا مرکز حضرت اُمّ المؤمنین کی ذات ہے اگر ان کے اونٹ کو بیکار کر دیا جائے تو جنگ کا خاتمہ ہو سکتا ہے انہوں نے سارا زور اسی پر لگا دیا پوری جنگ جناب سیدہ کے ہودج کے ارد گرد سمٹ آئی جو بھی اونٹ کی نکیل پکڑتا مار ڈالا جاتا عاشقان رسول حرم نبوی پر پروانہ وار شمار ہو رہے تھے حضرت عبداللہ بن زبیر لڑتے لڑتے زخموں سے نڈھال ہو کر مقتولین میں گر پڑے آپ کو اس دن سینتیس ۷۳ زخم لگے تھے بالآخر حضرت علی کے حامی اونٹ کی کونچیں کاٹنے میں کامیاب ہو گئے اونٹ بلبلا کر بیٹھ گیا اور سیدہ کا ہودج مبارک زمین پر آ رہا شیر خدا حضرت علی حاضر خدمت ہو کر عرض گزار ہوئے السلام علیک یا اماہ حضرت اُمّ المؤمنین نے جواب دیا وعلیک السلام یا بنی حضرت علی نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اُمّ المؤمنین نے فرمایا اور تمہاری بھی پھر حضرت عمار اور محمد بن ابوبکر کو گول خیمہ کھڑا کرنے کا حکم دیا اور سیدہ کے ہودج مبارک کو مقتولین کے ڈھیر سے اٹھوا کر اس خیمے میں پہنچا دیا پھر اخیر رات میں بصرہ تشریف لے گئیں اُمّ المؤمنین کو اس کا بے حد صدمہ پہنچا آپ روتی تھیں اور فرماتی تھیں کاش آج سے بیس سال پہلے مر گئی ہوتی اس کے بعد حضرت علی نے

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

اُمّ المؤمنین کے شایان شان سامان سفر کر کے بصرہ سے رخصت فرمایا اور میلوں آپ کو رخصت کرنے کے لئے گئے اور حضرت علی کے صاحبزادگان چوبیس گھنٹے رہے اُمّ المؤمنین پر اس کا خوشگوار اثر پڑا اور حضرت علی کو مدحیہ کلمات سے نوازا اس جنگ میں دس ہزار اُمّ المؤمنین اور پانچ ہزار حامیان حضرت علی شہید ہوئے حضرت طلحہ کو ایک نامعلوم تیرا لگا اور آپ شہید ہو گئے بعض روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تیر مروان نے مارا تھا عین معرکہ کارزار میں حضرت علی اور حضرت زبیر کا آمنہ حامنہ ہو گیا حضرت علی نے حضرت زبیر سے فرمایا یاد کرو ایک مرتبہ ہم اور تم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے پوچھا تھا کیا تم علی سے محبت کرتے ہو آپ نے عرض کی تھی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ایک دن تم علی سے لڑو گے اور تم ظالم ہو گے یہ سنتے ہی تلوار نیام میں کر لی اور میدان جنگ سے جوا ہو کر بصرہ جاتے ہوئے وادی سباع کے ایک گاؤں سفوان پہنچ کر نماز پڑھنے لگے کہ عمرو بن جرموز تمہی نے پیچھے سے آکر پشت مبارک میں نیزہ مار کر شہید کر دیا عمروان کی تلوار لے کر حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں نے زبیر کو قتل کر دیا فرمایا یہ تلوار مدت دراز تک حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مصائب و آلام دفع کرتی رہی ابن صفیہ کے قاتل کو جہنم کی بشارت ہو۔

حضرت اس وقت وہیں دفن کر دیئے گئے بعد میں نعش مبارک بصرہ لائی گئی بصرہ میں آپ کا مزار مبارک زیارت گاہ عوام و خواص ہے۔ (نزہۃ القاری ج ۶ ص ۳۴۲ و ج ۷ ص ۱۵۹)

## اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا وصال

جب سیدہ رضی اللہ عنہا کی رحلت کا وقت آیا تو آپ فرماتی تھیں کہ کاش میں ایک

درخت ہوتی تو کاٹ دی جاتی کاش کہ ایک پتھر ہوتی تاکہ مجھے کوئی یاد ہی نہ کرتا کاش کہ میں پیدا ہی نہ ہوتی۔

سیدہ کا جب وصال ہوا تو آپ کے مقدس گھر سے رونے کی آواز سنائی دی تو سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے خبر لانے کے لئے باندی کو بھیجا باندی واپس آئی اور آپ کی رحلت کی خبر لائی پس اُم المؤمنین اُم سلمہ بھی رونے لگیں۔ (مدارج شریف ج ۲ ص ۶۳۵)

اُم المؤمنین کا وصال ۵۸/۵۷ھ شب منگل سترہ رمضان کو ہوا نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہا نے پڑھائی اور آپ کی قبر مبارک میں پانچ حضرات (۱) عبداللہ بن زبیر (۲) عروہ بن زبیر (۳) قاسم بن محمد بن ابی بکر (۴) عبداللہ بن محمد بن ابی بکر (۵) اور عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکر اترے۔ (اسد الغابہ ج ۷ ص ۲۰۸، الاصابہ ج ۸ ص ۲۳۵)

### اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وصیت

طبقات ابن سعد میں ہے کہ اوصت عائشة ان لا تتبعوا سیرى بنار و لا تجعلوا تحتی قطیعة حمراء یعنی آپ نے وصیت فرمائی کہ میری چار پائی کے ساتھ آگ مت لانا اور نہ ہی میرے جسم کے نیچے سرخ چادر رکھنا (طبقات ج ۸ ص ۷۶) طبقات ہی میں ہے کہ آپ کا وصال مبارک ۷ رمضان المبارک میں ہوا فامرت ان تدفن من لیلتها آپ نے وصیت فرمائی کہ مجھے رات ہی میں دفن کر دیا جائے چنانچہ بعد وتر حضرت ابو ہریرہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۷۷)

### انوکھا خواب

حضرت مجتہد صاحب قدس سرہ العزیز مکتوب شریف میں ایک عجیب واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میرا طریقہ تھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی اولاد شریف و حضرت علی رضی

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

اللہ عنہ کی فاتحہ کے لئے کھانا پکواتا تھا ایک بار میں نے خواب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی زیارت کی میں سلام عرض کرتا ہوں مگر جواب نہیں ملتا اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم میری طرف توجہ نہیں فرماتے کچھ دیر بعد مجھے ارشاد فرمایا کہ من بخانہ عائشہ بخورم ہر کہ مر اطعام فرستد بخانہ عائشہ فرستد ہم عائشہ کے گھر کھانا کھاتے ہیں جو مجھے کھانا بھیجے وہ عائشہ کے گھر بھیجے میں سمجھ گیا کہ میں فاتحہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نام نہیں لیتا ہوں اسکے بعد سے میں تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن خصوصاً حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فاتحہ میں شریک کر لیتا ہوں تمام ازواج حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی سچی اہل بیت ہیں۔ (رسالہ مبارکہ امیر معاویہ ص ۱۳۱ نوری کتب خانہ بازار داتا گنج بخش لاہور)

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

## پانچواں باب

### تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا

آپ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔  
آپ بنی عدی بن کعب سے تعلق رکھتی ہیں۔

#### والد کی جانب سے سلسلہ نسب

حفصہ بنت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزی بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن

عدی بن کعب بن لوی

#### والدہ کی جانب سے سلسلہ نسب

حفصہ بنت زینب بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن ورجع القریشہ آپ کی

والدہ زینب حضرت عثمان بن مظعون کی ہم شیرہ ہیں۔ (الاصابہ و اسد الغابہ و مدارج)

آپ کی ولادت کے بارے میں کہا گیا ہے کہ بعثت مبارک سے پانچ سال قبل ہوئی۔

(تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۵۸۸)

#### عقد نکاح

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی زوجیت میں آنے سے قبل آپ خنیس بن حذافہ

کی زوجیت میں تھیں حضرت خنیس بن حذافہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے الاصابہ میں ہے

و کان ممن شهد بدرا (ج ۸ ص ۸۵) اور ان کے ہمراہ سیدہ نے ہجرت بھی کی تھی و توفی

بالمدينة اور ان کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔ (اسد الغابہ و مدارج)

بعض کا قول ہے کہ غزوہ بدر کے بعد اور بعض کے نزدیک احد کے بعد رحلت ہوئی جب



حضرت حفصہ بیوہ ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے آپ کا ذکر فرمایا لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خاموشی اختیار فرمائی اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے نکاح کی درخواست کی لیکن آپ نے بھی انکار کر دیا کیونکہ انہیں دنوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ مبارکہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی شکایت حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے کی تو حضور نے فرمایا یتزوج حفصۃ من ہو خیر من عثمان یتزوج عثمان من ہو خیر من حفصۃ یعنی حفصہ سے وہ عقد نکاح فرمائیں گے جو عثمان سے بہتر ہیں اور عثمان کی زوجیت میں وہ آئیں گی جو کہ حفصہ سے بہتر ہیں (الاصابہ) پھر حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنی طرف سے پیغام بھیجا اور ۳ھ میں حضرت عمر نے اپنی دختر کا نکاح دولہائے کائنات صلی اللہ علیہ و سلم کیساتھ فرمایا جب کہ ایک قول ۲ ہجری کا بھی ہے۔ خیال رہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد فرمایا فلقی ابوبکر عمر (رضی اللہ عنہما) فقال لا تجد علی فی نفسک فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ذکر حفصۃ فلم اکن لافشی سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فلوترکھا لتزوجتھا یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات فرمائی اور کہنے لگے کہ آپ مجھ پر ناراض نہ ہوں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے سیدہ کا ذکر فرمایا تھا تو میں نے آپ کے راز کو فاش نہ کرنا چاہا پس اگر حضور صلی اللہ علیہ و سلم حفصہ سے نکاح نہ فرماتے تو میں ان کو اپنی زوجیت میں لے لیتا۔ (اسد الغابہ و الاصابہ) خیال رہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو انکار

فرمایا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد آپ بہت مغموم رہتے تھے اور بہت روتے تھے حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے پوچھا عثمان کیوں روتے ہو عرض کی حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی دامادی سے محروم ہو گیا ہوں فرمایا کہ مجھ سے جبرئیل امین نے فرمایا ہے کہ حکم رب العالمین یہ ہے کہ میں اپنی دوسری صاحبزادی اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے کر دوں بشرطیکہ وہ مہر ہو جو رقیہ کا تھا اور آپ ان سے وہی سلوک کرو جو رقیہ سے کیا چنانچہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے ہوا اور کائنات میں صرف آپ ہی کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی دو صاحبزادیاں آپ کے نکاح میں آئیں پھر حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا اگر میری سوڑ کیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے تمہارے نکاح میں دے دیتا۔

خیال رہے اوپر جو اختلاف ذکر کیا گیا اس میں سے پہلی روایت امام زہری کی عن سالم بن عبد اللہ بن عمر عن ابیہ عن ابن عمر جب کہ دو ہجری کی روایت ابو عبید معمر کی ہے۔ (مرآة، الاصابہ، اسد الغابہ، بخاری شریف کتاب النکاح، فتح الباری، نسائی وغیرہ)

### فضائل و مناقب

اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے فضائل بے شمار ہیں تاہم چند ایک حصول برکت کے لئے بیان کئے جا رہے ہیں۔

☆ ۱۔ جب رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم نے آپ کو طلاق دے دی یا پھر طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حکم دیا کہ رجوع کریں یا طلاق نہ دیں۔

چنانچہ قیس بن زید کی روایت میں ہے ان النبی صلی اللہ علیہ و سلم طلق حفصہ بنت عمر فدخل علیها فارلها قدامة و عثمان بنا مظعون فبکیت فقالت واللہ

ماطلقنی عن شیع کہ اللہ کے نبی نے حضرت حفصہ کو طلاق دی تو آپ کے دونوں ماموں  
 قدامہ بن مظعون اور عثمان بن مظعون تشریف لائے اور آپ رو رہی تھیں اور فرمانے لگیں کہ قسم  
 بخدا مجھے حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے کسی عیب کی وجہ سے طلاق نہیں دی پھر حضور صلی  
 اللہ علیہ و سلم تشریف لائے اور فرمایا قال لی جبرئیل راجع حفصة فانها صوامه  
 وقوامه وانها زوجتك فی الجنة کہ حفصہ سے رجوع فرما لو کیونکہ وہ روزے دار لمبا قیام  
 کرنے والی ہیں اور حفصہ آپ کی جنت میں بیوی ہیں جب کہ عمار بن یاسر کی روایت میں ہے  
 فرماتے ہیں کہ اراد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان يطلق حفصة فجاء جبرئیل  
 فقال لا تطلقها فانها صوامه وقوامه وانها زوجتك فی الجنة حضور صلی اللہ علیہ  
 و سلم نے جب حضرت حفصہ کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تو جبرئیل حاضر ہوئے اور کہا کہ حفصہ  
 کو طلاق نہ دیں کیونکہ وہ صائمہ الدھر و لمبا قیام کرنے والی ہیں اور سیدہ آپ کی جنت میں زوجہ  
 ہیں۔

حضرت عقبہ بن عامر کی روایت میں ہے کہ قيل لما طلق رسول الله صلى الله عليه  
 وسلم حفصه بنت عمر فبلغ ذلك عمر فوضع التراب على راسه وجعل يقول  
 ما يعباء الله بعمر بعد هذا قال فنزل جبرئيل من الغد على رسول الله صلى الله  
 عليه وسلم فقال ان الله تعالى يا امرک ان تراجع حفصة رحمة لعمر یہ بات بیان  
 کی گئی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے حفصہ کو طلاق دی اور یہ خبر حضرت عمر کو پہنچی  
 تو انہوں نے اپنے سر مبارک پر مٹی ڈالی اور فرمایا اللہ اس کے بعد عمر کی پرواہ نہ فرمائے گا راوی کہتے  
 ہیں اگلے دن جبرئیل حاضر ہوئے اور عرض کی حضور صلی اللہ علیہ و سلم اللہ تعالیٰ آپ کو حکم  
 دیتا ہے کہ حفصہ سے رجوع فرمائیں عمر پر رحم کرتے ہوئے۔ (حلیۃ الاولیاء، ابو داؤد

شریف و نسائی شریف)

☆ ۲۔ اُم المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا دجال سے انتہائی نفرت کرتی تھیں چنانچہ مدینہ شریف میں ایک شخص ابن صیاد نامی تھا جس میں دجال کی علامات میں سے کچھ موجود تھیں حضرت عبداللہ بن عمر نے اسکو کسی گلی میں دیکھا تو آپ نے اس کو برا بھلا کہا جس پر اس نے آپ کا راستہ بند کر دیا۔

فضربه ابن عمر بعصا كانت معه حتى كسرها عليه فقالت حفصة ماشانك وشانه.

تو آپ نے اپنے عصا (لاٹھی) سے اس کو اتنا مارا کہ اسی پر توڑ دیا جب سیدہ کو خبر پہنچی تو فرمایا کہ تمہارا اور اس کا کیا معاملہ ہے آپ کو اس سے کیا غرض ہے اس کو چھوڑ دو کیا آپ نے نہیں سنا کہ دجال کو محرک کرنے والا اس کا غصہ ہوگا۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۶ صفحہ ۲۸۳)

☆ ۳۔ سیدہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کیساتھ خطاب فرمایا (ان تتوبا الی اللہ)

☆ ۴۔ نیز آپ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی رازدان تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے آپ کو یہ راز فرمایا تھا کہ میرے بعد خلیفہ صدیق اکبر اور ان کے بعد عمر فاروق ہوں گے۔

☆ ۵۔ آپ انتہائی درجہ سخی تھیں کہ آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر کو یہ وصیت فرمائی تھی کہ غابہ کا تمام مال صدقہ کر دینا۔

☆ ۶۔ نیز آپ صائم الدھر و لمبا قیام کرنے والی تھیں حتیٰ کہ بعض روایات میں ہے کہ وصال

ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

کے وقت بھی آپ روزے دار تھیں اور آپ کے خاندان کے کثیر افراد نے غزوہ بدر میں شرکت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

روایات اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا

آپ سے بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام و تابعین نے احادیث روایت فرمائیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں عبداللہ بن عمر، حمزہ بن عبداللہ، عبدالرحمن بن حارث وغیرہ آپ سے ساٹھ احادیث مروی ہیں جن میں چار متفق علیہ اور چھ مسلم شریف میں ہیں اور باقی تمام حدیثیں دوسری کتب میں روایت کی گئی ہیں۔ (مدارج، اسد الغابہ وغیرہ)

اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی چند ایک مرویات

۱۔ حضرت ابن عمر سیدہ سے روایت فرماتے ہیں کہ فرماتی ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اذا طلع الفجر لا یصلی الا رکعتین خفیفین جب طلوع فجر ہوتی تو دو رکعت خفیفہ کے علاوہ نماز نہ پڑھتے تھے۔

۲۔ ابن ابی وداعہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرماتی ہیں کہ مارأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی جالساً حتی کان قبل وفاته بعام او عامین کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی وفات کے ایک یا دو سال قبل تک کبھی بھی بیٹھ کر نماز پڑھتے نہ دیکھا۔

۳۔ ابن شکر سیدہ سے روایت کرتے ہیں فرماتی ہیں کہ.....

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبل وھو صائم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حالت روزہ میں بوسہ کا شرف عطا فرمایا کرتے تھے۔

۴۔ ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ

و سلم کی قرأت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا انکم لاتطيقونها کہ آپ لوگ اسکی طاقت نہیں رکھتے ہو۔

۵۔ حماد بن سلمہ عن عاصم بن ابی التحوذ عن سواء الخزامی حضرت سیدہ سے روایت فرماتے ہیں کہ قالت کان رسول صلی اللہ علیہ و سلم اذا اوی الی فراشه وضع یدہ الیمنی تحت خذہ وقال رب قنی عذابک یوم تبعث عبادک ثلاثا سیدہ فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم اپنی آرام گاہ میں تشریف لاتے تو اپنے دستِ راست مبارک کو اپنی سیدھی رخسار مبارک کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے رب قنی عذابک ترجمہ: اے میرے رب تو مجھے بچا اپنے عذاب سے جس دن تو اٹھائے گا اپنے بندوں کو۔  
(رواہ امام احمد بن حنبل فی مسندہ)

### اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ کا وصال

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کے دوران آپ کی رحلت ۴۵/۴۱ ہجری میں ہوئی بعض حضرات نے ان کا وصال خلافت عثمان کے دوران بتایا ہے لیکن پہلا قول اصح ہے آپ کی عمر مبارک اس وقت ساٹھ سال کی تھی۔ (مدارج شریف)

### اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے خویش و اقارب

#### امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سیدہ کے والد

آپ کی کنیت ابو حفص لقب فاروقِ اعظم ہے آپ سے ۵۳۷ احادیث مروی ہیں صحابہ میں اس نام سے کوئی نہیں جب کہ عمر و نام ۲۳ ہیں دونوں میں امتیاز کرنے کے لئے ایک کو واو کیساتھ لکھا جاتا ہے روایات حدیث میں اس نام کے چھ حضرات ہیں آپ عام الفیل سے تیرہ

سال بعد محرم کی چاندرات میں پیدا ہوئے اشرافِ قریش میں سے تھے زمانہ جاہلیت میں سفارت کے فرائض انجام دیتے تھے قد کی لمبائی میں دیگر لوگوں سے فائق تھے گویا یوں تھے کہ یہ خود سوار ہوں اور دوسرے پیدل تو ریت میں ان کی صفت یوں بیان ہوئی قرن امین والقرن الجبل الصغیر وسمی الفاروق بفرقة الحق والباطل ۳۹ مردوں کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی دعائے مشرف باسلام ہوئے اور آپ کے اسلام لانے پر اہل فلک (یعنی آسمان والوں) نے بھی خوشیاں منائیں آپ کے اسلام پر یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین آیت نازل ہوئی قرآن پاک کی بیس سے زائد آیات آپ کی رائے کے موافق نازل ہوئیں آپ کی خلافت کے دوران دو عظیم فرعون قیصر روم و کسریٰ ایران کی ہزار ہا سالہ جاہلانہ سلطنتیں پاش پاش ہوئیں عراق، ایران، مکران، شام، فلسطین، مصر وغیرہ بڑے بڑے ایک ہزار چھتیس بمعہ ماحقہ قصبات و دیہات فتح ہوئے چار ہزار مساجد تعمیر کی گئیں اتنے ہی مندر آتش کدے منہدم کئے گئے اور ایک ہزار نو سو نمبر بنائے گئے کثیر احادیث آپ کے مناقب و فضائل کے سلسلہ میں وارد ہوئیں اور تمام سے بڑھ کر یہ فضیلت بیان ہوئی کہ ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر اللہ نے عمر کی زبان پر حق کو جاری فرما دیا صحیح بخاری میں ہے کہ لقد کان فیما قبلکم محدثون فان یک فی امتی احد فانه عمر بے شک تم سے پہلے لوگوں میں بہت محدث ہوا کرتے تھے تو اگر میری امت میں کوئی ہوا تو وہ عمر ہیں حضرت علی نے فرمایا کنا اصحاب محمد لان شک ان السکینة ینطق علی لسان عمر ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ و سلم کو کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر سیکنہ گویا ہے آپ کا دور خلافت دس سال چھ ماہ ہے۔

مدینہ منورہ میں شہادت کی موت کی دعا کیا کرتے تھے اور وہ دعا پوری ہوئی چنانچہ مدینہ منورہ

مسجد نبوی محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز فجر پڑھاتے ہوئے شہید ہوئے ۲۶ چھبیس ذوی الحجہ بدھ کے دن زخمی کئے گئے اور یکم محرم اتوار کو دفن کئے گئے تریسٹھ سال عمر ہوئی۔

(مدارج، مراة، نزہة القاری وغیرہ)

### کرامات حضرت عمر رضی اللہ عنہ

☆ ۱۔ حضرت عمرو بن حارث سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ بینما عمر یخطب یوم

الجمعة اذ ترک الخطبة ونادی یاساریة الجبل مرتین او ثلاثا ثم اقبل علی خطبته .

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک خطبہ چھوڑ کر دو یا تین مرتبہ پکارا اے ساریہ پہاڑ لو اے ساریہ پہاڑ لو پھر خطبہ کی طرف متوجہ ہوئے لوگوں نے بعد خطبہ پوچھا کہ اے امیر المؤمنین آپ نے ساریہ کو جو کہ نہاوند میں جہاد فرما رہے ہیں یہاں کیسے پکارا؟ فرمایا میں نے ان کو جہاد کرتے دیکھا اور دشمن پہاڑ کے پیچھے سے حملہ کرنا چاہتا تھا میں نے ان کو اطلاع دی تاکہ وہ پہاڑ سے لاحق ہوں فلم یمض ایام حتی جاء رسول ساریة بکتابہ زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ ساریہ کا قاصد چٹھی لے کر آیا جس میں لکھا تھا کہ ہم نے جمعہ کے دن صبح کی نماز کے بعد دشمن سے جہاد کیا یہاں تک کہ نماز جمعہ کا وقت آپہنچا تو ہم نے ایک منادی کو پکارتے سنا کہ پہاڑ لو پس ہم پہاڑ سے لاحق ہو گئے تو ہم نے دشمن کو شکست خوردہ کر دیا۔

☆ ۲۔ جب حضرت عمرو بن عاص نے مصر فتح فرمایا تو لوگوں نے آپ سے عرض کی کہ ان

هذا النيل یحتاج فی کل سنة الی جاریة بکر من احسن الجواری فنلقیہا فیہ والا فلا یجری وتخرب البلاد وتقحط کہ دریائے نیل ہر سال ایک خوبصورت کنواری لڑکی کی



بھینٹ مانگتا ہے پس ہم اس دوشیزہ کو اس میں ڈالتے ہیں ورنہ یہ جاری نہیں ہوتا اور شہروں کو برباد کرتا ہے اور قحط سالی ہوتی ہے حضرت عمرو بن عاص نے امیر المؤمنین کو اس کی خبر پہنچائی آپ نے ایک خط لکھا اور حکم دیا کہ اس خط کو دریا میں ڈال دیا جائے جس میں یہ تحریر تھا بسم الرحمن الرحیم الی نیل مصر من عبد اللہ عمر بن الخطاب اما بعد فان كنت تجری بامر اللہ فاجری علی اسم اللہ کہ اگر تو اللہ کے حکم سے جاری ہوتا ہے تو اللہ کے نام پر جاری ہو جائیے ہی خط دریا میں ڈالا گیا تو اسی رات جاری ہو گیا۔

☆ ۳۔ ابو مسلم خولانی یمن کے کسی شہر میں گئے تو اسود بن قیس جو کہ مدعی نبوت تھا اس نے ابو مسلم خولانی کو کہا کہ آپ میری رسالت کا اقرار کریں انہوں نے انکار فرما دیا پھر اس نے کہا کہ اتشهد ان محمداً رسول اللہ قال نعم کہ آپ گواہی دیتے ہیں محمد اللہ کے رسول ہیں آپ نے فرمایا ہاں اس پر اسود بن قیس نے آگ چلوا کر آپ کو اس میں ڈلوادیا فلم یضرہ اللہ کی شان آگ نے آپ کو کچھ ضرر نہ پہنچائی اس پر اسود بن قیس نے آپ کو جلا وطن کر دیا آپ مدینہ میں حاضر ہوئے جیسے ہی مسجد کے دروازے سے داخل ہوئے تو حضرت امیر المؤمنین نے فرمایا ہذا صاحبکم الذی زعم الاسود الکذاب انه یحرقہ فنجاہ اللہ منها کہ یہ آپ کے ساتھی جس کے بارے میں اسود کذاب نے یہ گمان کیا کہ ان کو جلاوادیے گا تو اللہ نے ان کو نجات دی باوجودیکہ امیر المؤمنین اور دوسرے لوگوں نے اس حادثہ کے بارے میں نہ تو سنا تھا اور نہ ہی اس کو دیکھا تھا پھر امیر المؤمنین نے آپ کو اپنے سینے لگایا اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ نے آپ کو بچالیا اور سنت خلیل نصیب فرمائی۔

☆ ۴۔ ایک رات امیر المؤمنین گشت فرما رہے تھے کہ ایک بوڑھیا کی آواز سنی جو اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ اٹھ کر دودھ میں پانی ملا دے لڑکی نے کہا فان امیر المؤمنین نہی عن

ذک کہ امیر المؤمنین نے اس سے منع فرمایا ہے بوڑھیا نے کہا کہ عمر ہم کو نہیں دیکھ رہے لڑکی بولی فان رب امیر المؤمنین یدری کہ امیر المؤمنین کا رب دیکھ رہا ہے صبح آپ نے اپنے صاحبزادے عاصم کو فرمایا کہ آپ فلاں لڑکی سے نکاح کر لو تم کو اس کے ہاں سے نہایت ہی برکت والی روح ملے گی حضرت عاصم بن عمر نے اس سے نکاح کر لیا جس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب تھا اس سے عبدالعزیز ابن مروان نے عقد کیا تو ان کے شکم سے عمر بن عبدالعزیز کی ولادت ہوئی رضی اللہ عنہم

(مرقاۃ ج ۱۱ ص ۳۱۰ / ۳۱۱ و مرآة ج ۸ ص ۳۲۰)

### ایک عبرت ناک واقعہ

اشعة اللمعات کے حاشیہ میں ہے کہ آج سے دس سال قبل عظیم آباد شہر میں ایک سنی کے کسی رافضی سے تعلقات تھے سنی نے حج کا ارادہ کیا تو رافضی نے الوداعی ملاقات میں کہا کہ میرا ایک راز ہے جسے میں زبان پر نہیں لاسکتا سنی نے کہا بیان کرو اس نے پھر وہ وہی کہا کہ زبان پر نہیں لاسکتا سنی نے کہا بتاؤ تو سہی آخر کار اس نے کہا کہ اگر پہنچانے کا وعدہ کرتے ہو تو کہتا ہوں پھر عہد لینے کے بعد کہنے لگا کہ زیارت کے وقت عرض کرنا کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم مجھے آپ کی بارگاہ کا بڑا شوق ہے لیکن میرے دشمن چونکہ آپ کے ساتھ مدفون ہیں اس لئے نہیں آسکتا سنی کو یہ سن کر صدمہ پہنچا اور اس نے پیغام پہنچانے سے معذرت کر لی اس نے کہا کہ تم تو پیغام رساں ہو حاصل یہ کہ سنی زیارت سے جب فارغ ہوا تو اس کو رافضی کا پیغام یاد آیا لیکن موقع نہ پایا پھر آدھی رات کو وعدہ پورا کرنے کی غرض سے دربار اقدس میں حاضر ہوا اور معذرت پیش کرتے ہوئے رافضی کا پیغام پہنچایا جس پر شدید خوف طاری ہوا اور روتے روتے وہی بے ہوش ہو کر گر گیا دیکھتا ہے کہ حضور تشریف فرما ہیں دائیں جانب گردن میں قرآن پاک حائل کئے صدیق اکبر ہیں جب کہ

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

بائیں جانب گردن میں تلوار جمائل کئے ہوئے عمر فاروق موجود ہیں اور وہ رافضی بھی وہیں تھا حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ اس شخص نے تم کو پیغام دیا تھا سنی عرض گزار ہوا حضور اس نے اللہ کے نام پر عہد لیا تھا کہ میں پیغام پہنچاؤں حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے حضرت عمر فاروق کو اشارہ فرمایا کہ اس رافضی کی گردن اڑادی جائے آپ نے ایسا ہی کیا اور رافضی کا سر لڑھکتا ہوا گندگی کی نالی میں جا پڑا جب سنی کو ہوش آیا کانپتا ہوا قیام گاہ پر آیا اور واپس عظیم آباد پہنچا اور اپنا خواب مولوی خدا بخش کو سنایا بہت دنوں بعد جب رافضی کے گھر پہنچے تو اس کی بیوی بچوں نے روتے ہوئے بتایا کہ تمہارا دوست فلاں رات بیت الخلاء گیا شاید کسی دشمن نے پر نالے کے ذریعہ آکر اس کا سرتن سے جدا کر کے نجاست کے گڑھے میں ڈال دیا اور دھڑپاؤں کی جگہ صبح کے وقت یہ معاملہ سامنے آیا ابھی تک اس کا کوئی نشان نہ مل سکا کہ آخر قاتل کون ہے اور یہ وہی رات تھی کہ جس میں سنی نے بے ہوشی کے عالم میں یہ واقعہ ملاحظہ کیا تھا اس پر سنی شدت سے رونے لگا جب کہ گھر والوں کا خیال تھا کہ یہ بھی رافضی ہے جو کہ اپنے دوست کی محبت میں گریہ وزاری کر رہا ہے واللہ ورسولہ اعلم (حاشیہ اشعة اللمعات ج ۳ ص ۶۶۵)

## حضرت زینب بنت مظعون اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی

### والدہ

آپ عثمان بن مظعون کی ہمیشہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زوجہ، عبد اللہ بن عمر و عبد الرحمن بن عمر و اُمّ المؤمنین کی والدہ ہیں ابو عمر نے کہا کہ زبیر نے ذکر کیا کہ آپ ہجرت کرنے والی خواتین میں سے ہیں ابو عمر کہتے ہیں کہ مجھے خوف ہے اس بات میں کہ یہ وہم ہو کیونکہ آپ حالت اسلام میں ہجرت سے قبل ہی مکہ مکرمہ میں وصال فرما گئیں تھیں البتہ آپ کی صاحبزادی حفصہ مہاجرات میں سے ہیں بعض

روایتوں میں یہ بھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والدین کے ساتھ ہجرت فرمائی۔ (اسد الغابہ الجزء السابع)

عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما أم المؤمنین رضی اللہ عنہا

کے برادر مکرم

آپ قدیم الاسلام ہیں اپنے والد کے ساتھ ہجرت فرمائی جنگ احد میں آپ کو صغریٰ کی وجہ سے شریک نہ ہونے دیا گیا پھر خندق اور بیعت الرضوان اور اس کے بعد تمام غزوات میں شریک رہے۔ حضرت أم المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا عبداللہ نیک آدمی ہیں (بخاری ج ۲ ص ۱۰۳۹) زہری کہتے ہیں کہ ہم ان کی رائے کے ہم پلہ کسی کو قرار نہیں دیتے۔

مالک فرماتے ہیں کہ آپ نے ساٹھ سال فتویٰ دیا زبیر نے کہا کہ آپ نے دس سال کی عمر میں ہجرت فرمائی اور ۳۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں آپ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی سنت پر سختی سے عمل پیرا تھے۔ ایک ہزار یا اس سے بھی زائد گردنوں کو آزاد فرمایا آپ نے چونکہ حجاج ابن یوسف کی مخالفت فرمائی تھی اس وجہ سے اس نے آپ کو زہر آلود آلے سے زخمی کروایا اور اسی حالت میں حضرت نے جام شہادت نوش فرمایا آپ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ، اپنے چچا زید، اپنی ہمشیرہ حفصہ، ابوبکر صدیق، عثمان، علی و سعید، بلال، زید بن ثابت، صہیب، ابن مسعود، عائشہ، رافع بن خدیج رضی اللہ عنہم سے احادیث روایت فرمائیں۔ جب کہ آپ سے آپ کی اولاد بلال و حمزہ و زید و سالم و عبداللہ و عبید اللہ و عمر نے اور آپ کے پوتے ابوبکر بن عبید اللہ، محمد بن زید، عبداللہ بن واقد اور بھتیجے حفص بن عاصم بن عمر اور دوسرے بھتیجے عبداللہ بن عبید اللہ بن عمر

## ضیائے ازواج مظہرات رضی اللہ عنہن

اور آپ کے غلام نافع اور حضرت عمر کے غلام اسلم اور اسلم کے دونوں بیٹوں زید اور خالد اسی طرح عروہ بن زبیر اور موسیٰ بن طلحہ، ابوسلمہ بن عبدالرحمن، عامر بن سعد، حمید بن عبدالرحمن بن عوف، سعید بن المسیب، عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، قاسم محمد بن ابی بکر، مصعب بن سعد، ابو بردہ بن ابی موسیٰ الاشعری، انس بن سیرین بن سعید، بکر بن عبداللہ المزنی ثابت البنانی، حرملة، اسامہ بن زید کے غلام اور حکم بن میناء اور حکیم بن ابی حرة، حمید بن عبدالرحمن الحمیدی اور ابوصالح السمان، زاذان ابو عمر، زبیر بن عربی، زیاد بن جبیر بن حنیہ، ابو عقیل زہرہ بن معبد، سالم بن ابی الجعد، زید بن جبیر، سعد بن عبیدہ، سعید بن حارث، سعید بن یسار، سعید بن عمرو بن سعید بن عاص، صفوان بن محرز، طاؤس، عطاء، عکرمہ، مجاہد، سعید بن جبیر، ابوالزبیر، عبداللہ بن شفیق عقیلی، عبداللہ بن ابی ملکیتہ، عبداللہ بن مرہ، عبداللہ بن مقسم، عکرمہ بن خالد الخزومی، علی بن عبداللہ البارقی، علی بن عبدالرحمن المعادی، عبداللہ بن کیسان، عبید بن جریج، عمران بن حارث سلمی، قیس بن عباد، محارب بن دثار، محمد بن منتشر، مسلم بن یناق، مروان لاصفر، مورق العجلی، وبرة بن عبدالرحمن، یحییٰ بن یحمر، یونس بن جبیر، ابوبکر بن سلیمان بن ابی حنیمہ، ابو عثمان النہدی، ابوالصدیق الناجی، ابونوئل بن ابی عقرب اور بہت سارے حضرات نے روایات فرمائیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۲۱۳)

آپ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے بعد کثرت سے حج کرتے اور سب سے زیادہ صدقہ فرماتے بسا اوقات ایک ہی مجلس میں تیس ہزار درہم یا دینار صدقہ فرماتے حد درجہ حضور کے کہے پر عمل پیرا ہوتے جس جگہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے نماز ادا فرمائی وہاں نماز ادا کرتے۔ (اسد الغابہ الجزء الثالث)

## حضرت عاصم بن عمر بن خطاب عدوی اُمّ المؤمنین کے علاقائی برادر

آپ کی کنیت ابو عمر یا ابو عمرو ہے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی حیات میں ولادت ہوئی

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

آپ کی والدہ جمیلہ بنت ثابت ہیں آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور آپ کے بیٹوں عبداللہ و حفص نے اسی طرح عروہ بن زبیر نے آپ سے روایات بیان فرمائی ہیں زبیر نے کہا کہ آپ سب سے عمدہ اخلاق والے تھے حضرت عمر بن خطاب نے آپ کی والدہ کو طلاق دی تو انہوں نے یزید بن جاریہ سے نکاح کیا جن سے آپ کے ہاں عبدالرحمن کی پیدائش ہوئی ایک دفعہ حضرت عمر گھوڑے پر سوار قبائ کی طرف رواں تھے کہ آپ نے عاصم کو بچوں کیساتھ کھیلتے دیکھا تو آپ نے ان کو اٹھالیا جس پر ان کی جدہ بنت ابو عاصم نے امیر المؤمنین سے تنازع کیا جب معاملہ امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ ان کا راستہ خالی کر دیں تو آپ نے عاصم کو ان کے حوالے فرمادیا آپ کا وصال ۷۰ھ میں جب کہ ولادت ۶ ہجری میں ہوئی۔ (تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۳۸)

### عبدالرحمن بن یزید بن جاریہ ؓ ام المؤمنین کے علاقہ برادر کے اخیافی بھائی

آپ کی کنیت ابو محمد ہے حضرت عاصم بن خطاب کے ماں شریک ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں پیدائش ہوئی آپ نے حضرت عمر بن خطاب اور ابو ایوب وغیرہ سے روایات لیں آپ سے قاسم بن محمد بن ابی بکر اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن ثعلبہ امام زہری اور عبد اللہ بن محمد بن عقیل و عاصم بن عبید اللہ وغیرہ نے احادیث روایت فرمائیں اعرج کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ کے بعد ان سے افضل کوئی شخص نہ دیکھا اور آپ قلیل الحدیث لیکن ثقہ تھے مدینہ منورہ میں ۹۸/۹۳ھ میں وصال ہوا۔ (تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۳۶/۳۷)

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

## چھٹا باب

### تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

اُمّ المؤمنین سیدہ زینب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے عقد کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آئیں قال ابو عمر ولم تلبث عند رسول صلی اللہ علیہ وسلم الا سیرا شهرین او ثلاثة حتی توفیت کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں تھوڑا عرصہ دو یا تین ماہ رہیں اور وصال فرما گئیں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات ہی میں پردہ فرما گئی تھیں۔

### سیدہ کا سلسلہ نسب

والد کی طرف سے آپ کا سلسلہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ زینب بنت خزیمہ بن عبد اللہ بن عمر بن مناف بن ہلال بن عامر الہلالیۃ

جب کہ آپ کا لقب اُمّ المساکین ہے لانہا کانت تطعمہم وتتصدق علیہم اس لیے کہ آپ مسکینوں کو کھانا کھلاتیں اور ان پر صدقہ و خیرات کرتی تھیں بہت زیادہ سخی غریب پرور و مسکین نواز تھیں محتاجوں کی خبر گیری فرماتی تھیں اسی وجہ سے آپ اُمّ المساکین کے لقب سے مشہور تھیں۔

### عقد نکاح

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آنے سے قبل آپ عبد اللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں جن کی شہادت غزوہ اُحد میں ہوئی بعض علماء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ آپ عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب کی زوجہ تھیں جو کہ حضور کے چچا زاد تھے اور ان کی شہادت غزوہ بدر میں

ہو چکی تھی اور بعض کا یہ قول ہے کہ آپ طفیل بن حارث کی زوجیت میں تھیں انہوں نے آپ کو طلاق دے دی تو عبیدہ بن حارث نے ان کیساتھ نکاح کر لیا۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے ہجرت کے تیسرے سال رمضان المبارک میں آپ سے عقد نکاح فرمایا خیال رہے ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے نکاح میں آپ کے بعد آٹھ ماہ تک بقید حیات رہیں اور ربیع الاخر ۴ھ میں وصال ہوا۔

ذکر الواقدی ان عمرها كان ثلاثين سنة واقدی نے آپ کی عمر میں سال ذکر کی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عین شباب کے عالم میں اس دار فانی سے کوچ فرما گئیں اور سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی حیاتِ ظاہری میں آپ نے وصال فرمایا۔ (الاصابہ ج ۷ ص ۱۴۲، اسد الغابہ ج ۸ ص ۱۵۷، مدارج ج ۲ ص ۶۲۸)

خیال رہے بقیع شریف میں ایک قبہ مبارکہ تھا جس کو قبۃ ازواج النبی صلی اللہ علیہ و سلم کہتے تھے یہ تمام مزارات ابن سعود نجدی نے شہید کروائے اور ان کے نام و نشان تک ختم کر دیئے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس کو کہتے ہیں بغض و عداوتِ اہل بیت و صحابہ سلط اللہ علیہ ماہو علیہ

عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

جیسا کہ گذرا آپ سیدہ کے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے عقد میں آنے سے قبل خاوند تھے آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے۔

عبداللہ بن جحش بن ریاب بن یحمر بن صبرہ بن مرہ بن کثیر بن غنم بن دوران بن اسد بن



خزیمہ آپ کا لقب ابو محمد ہے جب کہ آپ کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی پھوپھی ہیں حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے دارِ ارقم میں دخول سے قبل دائرہ اسلام میں داخل ہوئے دونوں ہجرت میں آپ نے فرمائیں حبشہ کی جانب ہجرت میں آپ کی معیت میں آپ کے برادران ابواحمد اور عبید اللہ ہمشیرہ زینب بنت جحش زوجہ رسول صلی اللہ علیہ و سلم اور اُمّ حبیبہ و حمنہ تھے عبید اللہ نے حبشہ میں دینِ نصرانیت کو اختیار کر لیا تھا اور نصرانیت پر ہی مرا نعوذ باللہ من ذلک اور حضرت عبد اللہ بن جحش کے ساتھ ہجرتِ مدینہ میں آپ کے اہل اور برادر ابواحمد تھے غزوہ بدر میں شریک رہے اور احد میں شہادت پائی اسحاق بن سعد بن ابی وقاص اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن جحش نے غزوہ احد کے دن ان سے کہا الاناسی ندعو اللہ یعنی کیا آپ نہیں آتے کہ ہم مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں چنانچہ یہ دونوں حضرات تنہائی میں جاتے ہیں تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ دعا کرتے ہیں کہ

اے اللہ! کل میرا سخت دشمن سے مقابلہ کرو! پس میں تیری راہ میں جہاد کروں اور دشمن کو ہلاک کر کے اس کا مسلوبہ سامان لے لوں حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آمین کہی پھر حضرت عبد اللہ بن جحش دعا کرتے ہیں اللھم ارزقنی غدا رجلا شديدا بأسه اقاتله فيك و يقاتلني ثم يقتلني و يأخذني فيجدع انفي و اذني فاذا لقيتك قلت يا عبد الله فيم جدع انفك و اذنك فاقول فيك و في رسولك فتقول صدقت.

اے اللہ کل میرا کسی سخت جنگجو و غصہ والے شخص کا سامنا کرو اور میں تیری راہ میں اس سے جہاد کروں اور وہ مجھ سے لڑے پھر وہ مجھ کو شہید کر کے میرا ناک اور دونوں کان کاٹ دے (مثلاً کر دے) پس جب میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں تو تو فرمائے کہ اے عبد اللہ کس معاملہ میں

تیرے کان اور ناک کو کاٹا گیا تو میں جواب عرض کروں کہ تیری اور تیرے محبوب کی راہ اور رضا  
جوئی میں کاٹے گئے۔ اللہ اکبر!

شعر.....

عدم سے وجود میں لائی ہے آرزوئے رسول

کہاں کہاں لئے پھرتی ہے جستجوئے رسول

اور تو کہے کہ اے عبداللہ تم سچے ہو۔

حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن جحش کی دعا میری دعا سے زیادہ

بہتر تھی فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو دیکھا کہ آپ کے دونوں کان اور ناک ایک دھاگے میں لٹکے

ہوئے تھے۔ (اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۹۵)

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

## تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا

آپ بھی رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم کی زوجہ مطہرہ ہیں آپ کا اصل نام ہندیا پھر رملہ ہے والد کی جانب سے سیدہ کا سلسلہ نسب یوں ہے اُمّ سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم القرشیہ جب کہ والدہ کی جانب سے شجرہ نسب یہ ہے اُمّ سلمہ بنت عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ بن مالک کنانیہ۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۴۰۴)

خیال رہے آپ کی والدہ عاتکہ بنت عبدالمطلب نہیں ہیں اور آپ کے والد کا نام حذیفہ یا پھر سہل بن المغیرہ بن عبد اللہ ہے ابو امیہ رؤسائے مکہ میں سے تھے بہت زیادہ سخی اور دریادل تھے آپ کا لقب گھوڑ سواروں کا زاد تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ آپ جب کہیں سفر کرتے تو اپنے رفقاء کے زاد راہ و دیگر ضروریات کو پورا کرتے سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا قدیم الاسلام ہیں۔ (ایضاً)

### ہجرت حبشہ

آپ ابو سلمہ بن الاسود کی بیوی تھیں یہ ابو سلمہ حضور کی پھوپھی برہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے آپ اپنے شوہر سمیت مہاجرین اول میں شمار ہوتی ہیں آپ دونوں نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی اور وہاں حضرت سلمہ کی ولادت ہوئی دیگر آپ کی اولاد زینب، عمر و اور درہ ہیں حضرت سلمہ کا نکاح حضرت امامہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب کے ساتھ خود حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے کروایا جناب عمر سیدہ کے منجلیے صاحبزادے ہیں حضرت علی نے ان کو فارس اور بحرین کا گورنر مقرر فرمایا تھا اور حضرت علی کے دور خلافت میں فتنہ کے وقت حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے

صاحبزادے کو آپ کی حفاظت کے لئے پیش فرمایا تھا آپ کا وصال عبدالملک مروان کے دورِ خلافت میں ہوا۔

حضرت درّہ اُمّ سلمہ کی بڑی صاحبزادی ہیں اُمّ المؤمنین سیدہ ام حبیبہ نے ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے عرض کی کہ آپ درہ سے نکاح فرمانا چاہتے ہیں تو حضور نے فرمایا اگر میں نے ان کی پرورش نہ فرمائی ہوتی تو پھر بھی وہ میرے لئے حلال نہ تھیں کیونکہ وہ میری رضائی بھتیجی ہیں۔

حضرت زینب سیدہ کی چھوٹی جگرزادی ہیں پہلے آپ کا نام برہ تھا حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے زینب رکھا حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ایک دفعہ آپ کے چہرہ پر پانی کا چھڑکاؤ فرمایا جس کا اثر یہ ہوا کہ بڑھاپے میں آپ کے تمام اعضاء پر ضعف کے اثرات طاری ہوئے مگر چہرہ مبارک ویسا ہی تروتازہ رہا آپ کا نکاح عبداللہ بن زمعہ کے ساتھ ہوا اپنے وقت میں صف اول کی عابدہ فہمیہ تھیں واقعہ حرہ کے بعد وصال ہوا۔

سیدہ اُمّ سلمہ اپنے شوہر ابو سلمہ کے ساتھ حبشہ سے مکہ واپس تشریف لائیں اور مکہ سے پھر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

### واقعہ ہجرت مدینہ

ہجرت مدینہ کا واقعہ بھی دل کو پگھلا دینے والا ہے جب آپ دونوں نے ہجرت مدینہ کا ارادہ فرمایا اس وقت ان کے پاس ایک ہی اونٹ تھا حضرت ابو سلمہ اونٹ پر اپنی زوجہ اور بچہ کو سوار فرما کر خود نکیل پکڑ کر چلے تو بنو مغیرہ جو کہ سیدہ کے خاندان والے ہیں آئے اور اپنی لڑکی کو ابو سلمہ کیساتھ جانے سے روک دیا جب بنو اسد کو خبر پہنچی جو کہ حضرت ابو سلمہ کے کنبہ کے تھے انہوں نے حضرت سلمہ کو چھین لیا اور کہا کہ اگر تمہاری بیٹی ہمارے بیٹے کیساتھ نہ جائے گی تو ہمارے بیٹے کا بیٹا

بھی آپ کی بیٹی کیساتھ نہ رہے گا وحبسنی بنو المغیرة عندہم وانطلق زوجی ابوسلمة حتی لحق بالمدينة ففرق بینی و بین زوجی و ابنی فکنت اخرج کل غداة واجلس بالابطح ابکی حتی امسی سبعا او قریبها حتی مرّی رجل من بنی عمی فرأی مافی وجهی فقال لینی المغیرة الا تخرجون من هذه المسکينة فرماتی ہیں کہ مجھے بنو مغیرہ نے اپنے پاس روک لیا اور حضرت ابوسلمہ مدینہ ہجرت فرما گئے اور انہوں نے میرے اور میرے شوہر اور میرے بچے کے مابین جدائی ڈالی تو میں روزانہ صبح کے وقت مقام ابطح میں بیٹھ کر روتی یہاں تک کہ قریباً سات روز گزر گئے کہ میرے پاس سے میرے چچیروں میں سے کوئی شخص گزرا اور اس نے میرے چہرے پر حزن و ملال دیکھ کر بنو مغیرہ کو کہا کیا تم اس مسکینہ و بے کس کو نہیں نکالتے ہو تم نے اس کے اور اس کے خاوند بیٹے کے مابین جدائی ڈال دی ہے فقالوا الحقی بزواجک ان شئت اس پر بنو مغیرہ نے کہا کہ اگر تم چاہتی ہو تو اپنے شوہر سے مل سکتی ہو اس پر بنو الاسد نے میرے صاحبزادے کو بھی لوٹا دیا پھر میں نے اپنے بیٹے کو گود لے کر ایک اونٹ پر کوچ کیا تو اس وقت میرے پاس اللہ اور اس بیٹے کے علاوہ کوئی دوسرا نہ تھا جب میں مقام تنعیم پہنچی تو عثمان بن طلحہ سے ملاقات ہوئی اس نے کہا کہ اے بنت ابی امیہ کہاں کا ارادہ ہے میں نے کہا کہ اپنے شوہر جو کہ مدینہ میں ہیں اس کے پاس جانا چاہتی ہوں اس نے کہا کہ تمہارے ساتھ کوئی ہے میں نے کہا نہیں سوائے اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس بچے کے اس پر عثمان بن طلحہ نے کہا کہ تمہارا اکیلا جانا مناسب نہیں پس اس نے اونٹ کی نکیل پکڑی اور آگے آگے چلنے لگا فرماتی ہیں کہ قسم بخدا میں نے آپ سے زیادہ کوئی شخص اہل عرب میں شریف نہ دیکھا فرماتی ہیں کہ جب کسی منزل پر پڑاؤ ڈالنا ہوتا تو عثمان بن طلحہ اونٹ بٹھاتے اور خود ایک درخت کی طرف تنہائی میں چلے جاتے اور جب کوچ کرنا ہوتا تو سواری کو آگے بڑھاتے ہودج رکھتے اور پھر پیچھے چلے جاتے اور

کہتے کہ سوار ہو جاؤ اور جب میں سوار ہو جاتی تو پھر گام پکڑ کر آگے آگے چلتے یہاں تک کہ منزل بہ منزل مسریہ پہنچ گئے پھر جب وادی قباء نظر آئی تو مجھ سے کہا کہ تمہارے شوہر اس بستی میں ہیں بعض نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ وہ پہلی خاتون جو ہودج میں سوار ہو کر ہجرت کر کیمدینہ طیبہ میں داخل ہوئیں وہ یہی ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ جنگ احد میں زخمی ہوئے پھر تندرست ہو گئے اور بعد میں ایک لشکر کے ہمراہ بھیجے گئے وہاں سے واپس کے بعد ان کے سابقہ زخم دوبارہ تازہ ہو گئے پس انہیں زخموں کی وجہ سے آپ کا ۳/۳ھ کو وصال ہوا۔ (الاصابہ و مدارج وغیرہ)

### سیدہ رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے نکاح

اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے سنا ہوا تھا کہ اگر کسی کو مصیبت آجائے تو اسے یہ دعا مانگنی چاہئے اللھم اجرنی مصیبتی و اخلف لی خیرا منها اے اللہ میری مصیبت میں مجھے اجر عطا فرما اور اس سے بہتر قائم مقام میرے لئے بنا حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی زبان پر بوقت وصال اسی دعا کا ورد تھا سیدہ فرماتی ہیں کہ میرے شوہر کی وفات پر جو مجھے مصیبت آئی اس دوران میں یہ دعا پڑھا کرتی تھی اور سوچتی تھی کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون مسلمان ہو سکتا ہے لیکن چونکہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا ارشاد گرامی تھا اس وجہ سے اس کا ورد جاری رکھا نیز اس وجہ سے بھی کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا ارشاد ہے کہ جب تم میت کے سر ہانے ہو تو اچھی بات کہو کیونکہ اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا میں نے یہ بات سنی ہے کہ اگر کسی کا خاوند مر جائے اور عورت دوسری شادی نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اسی طرح اگر عورت مر جائے اور شوہر دوسری شادی نہ

کرے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس مرد کو جنت میں داخل فرمائے گا اس لئے ہم دونوں آپس میں عہد کرتے ہیں کہ اگر ہم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو دوسرا شادی نہ کرے گا اس پر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میری بات مانو اور وہ یہ کہ اگر میں پہلے فوت ہو جاؤں تو تم دوسری شادی کر لینا پھر آپ نے یہ دعا کی کہ اے اللہ! اگر میں فوت ہو جاؤں تو اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو مجھ سے بہتر شخص عطا فرمانا پھر جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو سیدہ نے خود جا کر حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو خبر دی تو حضور نے آپ کو فرمایا کہ تم یوں دعا پڑھا کرو اللہم اغفر لی ولہ واعقبنی عقبہ حسنة (ترمذی ج ۱ ص ۱۱۷) اے اللہ تعالیٰ مجھے اور ان کو بخش دے اور میری عاقبت اچھی فرما دے اور حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ خود حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے پڑھائی جس میں نو تکبیریں کہیں۔

اور حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور یہ دعا فرمائی اے اللہ ان کے غم کو تسکین عطا فرما ان کی مصیبت کو بہتر بنا دے اور بہتر عوض عطا فرما اللہ کی شان جس طرح حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی دعا تھی بالکل اسی طرح واقع ہوا حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے دنوں سیدہ حمل سے تھیں جب عدت پوری ہوئی خطبہ ابو بکر فردتہ ثم خطبہ عمر فردتہ یعنی حضرات شیخین نے پیغام نکاح دیا سیدہ نے دونوں کے پیغام کو رد فرما دیا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کو پیغام نکاح دے کر بھیجا تو آپ نے فرمایا مرحبا برسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم و برسولہ یعنی حضور صلی اللہ علیہ و سلم اور حضور کے پیغام رساں کو مرحبا ہے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی رفاقت سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں اس لئے آپ نے پیغام نکاح قبول تو فرمایا مگر ساتھ ہی اپنے عذر بھی پیش فرمائے کہ انسی

امراة غیرتی وانی مصیبة وانه لیس احد من اولیائی شاهد یعنی میں غیرت مند عورت ہوں اور بچوں والی ہوں میرے بچوں کی کفالت کون کرے گا نیز میرے اولیاء میں کوئی موجود نہیں ہے اس پر حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنے قاصد کو فرمایا کہ سیدہ کو جا کر کہو کہ اما قولک انی مصیبة فان اللہ سیکفیک صیانک کہ بے شک اللہ تعالیٰ آپ کے بچوں کو کافی ہوگا و اما قولک انی غیرتی فسادعو اللہ ان یدھب غیرتک اور رہا تمہارا دوسرا قول تو میں اللہ کی بارگاہ میں دعا کروں گا کہ اللہ اس کو تم سے لے جائے دور فرمائے گا اور تمہارا تیسرا عذر فلیس احد منهم شاهد ولا غائب الا سیر ضانی یعنی تمہارا کوئی بھی وارث خواہ حاضر ہو یا غائب سب مجھ سے رضا مند ہوں گے۔

دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا میں ایک عمر رسیدہ عورت ہوں اور اپنے ساتھ یتیم بچے رکھتی ہوں اور بہت غیرتمند خاتون ہوں تو حضور نے فرمایا کہ انا اکبر منک کہ میں تمہاری نسبت زیادہ عمر رکھتا ہوں و اما الغیرة فیذہبها اللہ رہی غیرت تو اسے اللہ دور فرمائے گا و اما العیال فالی اللہ ورسولہ اور رہے بچے تو ان کی پرورش اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے ذمہ ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ تمہارے بچے میرے بچے ہیں اس کے بعد سیدہ نے اپنے بیٹے جناب عمر کو فرمایا کہ قسم فزوج رسول صلی اللہ علیہ و سلم کہ اٹھو اور حضور سے میرا عقد کرو فزوجہ تو آپ نے سیدہ کا حضور سے عقد فرما دیا۔

سیدہ کیساتھ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا تزوج و نکاح شوال ۳ھ میں ہوا۔  
 دس درہم کی قیمت کا سامان ان کا مہر مقرر ہوا چونکہ سیدہ سے نکاح کے وقت اُمّ المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو چکا تھا اس لیے آپ کو انہیں کے گھرا تارا گیا



اور حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا امانی لانقصک شیاً مما اعطیت اختک فلانة یعنی ہم نے جو کچھ آپ کی فلاں سوکن کو دیا اس سے کچھ بھی آپ کے لئے کمی نہ کریں گے چنانچہ آپ نے سیدہ کو دو چکیاں اور ایک تکیہ جس میں کھجور کی چھال کا بھراؤ تھا اور دیگر چند ایک اشیاء عطا فرمائیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۲۹۱ و ۳۱۳ و ۳۱۴، الاصابہ ج ۸ ص ۴۰۵ و ۴۰۶ و مدارج شریف وغیرہ کتب)

### اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ کا حلیہ مبارکہ

كانت اُمّ سلمة موصوفة بالجمال البارع والعقل البالغ ولرائی الصائب

(الاصابہ)

یعنی آپ حسن و جمال کی پیکر اور بالغ العقل اور صائب الرائے والی تھیں۔

جب سیدہ سے حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے عقد فرمایا تو اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہت شدید رنج ہوا کیونکہ آپ نے سیدہ کے جمال کے بارے میں سن رکھا تھا سیدہ فرماتی ہیں کہ فرأیت واللہ اضعاف ما وصفت یعنی قسم بخدا جب میں نے اُمّ سلمہ کو دیکھا تو آپ کو اس سے زائد خوبصورت پایا جتنا آپ کے بارے میں بیان کیا گیا تو میں نے جناب حفصہ کو آپ کے حسن کا ذکر کیا پھر حضرت حفصہ نے اُمّ سلمہ کو دیکھنے کے بعد اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیان فرمایا کہ ولا واللہ ماہی کما تقولین ولا قریب وانہا لجمیلة کہ قسم بخدا اے عائشہ جیسا کہ آپ نے ان کی خوبصورتی بیان فرمائی وہ ایسی نہیں ہیں اور نہ اس کے قریب وہ تو بلاشبہ اس سے کہیں زیادہ حسین و جمیل ہیں اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں فرأیتها بعد ذلک فكانت کما قلت حفصہ پھر میں نے اُمّ سلمہ کو دیکھا تو آپ ویسی ہی حسن و جمال کی پیکر تھیں جیسا کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے

بیان فرمایا۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۲۰۶)

خیال رہے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے دو گروہ تھے جن میں سے ایک کی سربراہ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں جس میں حضرت حفصہ وغیرہ تھیں جب کہ دوسرے گروہ کی سردار اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں جن میں حضرت زینب بنت جحش و دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں چونکہ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی زیادہ محبوبہ تھیں اس لئے صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو تحائف آپ کی باری میں بھیجا کرتے تھے اس پر دیگر ازواج نے سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات سوینی کہ آپ حضور کو عرض کریں کہ آپ کے صحابہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کہیں بھی جلوہ افروز ہوں تحائف بھیج دیا کریں اس پر حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا تھا کہ عائشہ کے بارے میں مجھے ازیت مت پہنچاؤ کیونکہ ان کے لحاف میں بھی حضور صلی اللہ علیہ و سلم پر وحی نازل ہوتی ہے اس پر سیدہ اُمّ سلمہ نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو ازیت دینے سے اللہ کی پناہ طلب فرمائی تھی۔

### اُمّ سلمہ و روایت حدیث

آپ نے رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم اور ابو سلمہ و حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے احادیث روایت فرمائی ہیں جب کہ آپ سے آپ کے صاحبزادے عمر اور صاحبزادی زینب اور بھائی اور آپ کے بھتیجے مصعب بن عبد اللہ نے اور آپ کے غلاموں یعنی عبد اللہ بن رافع، نافع، سفینہ وغیرہ نے اور صحابہ کرام میں سے حضرت صفیہ بنت شیبہ، ہند بنت حارث، قبیصہ بنت ذؤب، عبد الرحمن بن حارث بن ہشام نے اور کبار تابعین میں سے حضرت ابو عثمان نھدی، ابو وائل، سعید بن مسیب، ابوسلمہ، حمید اور ابوبکر بن عبد الرحمن، سلیمان بن یسار

ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

و دیگر حضرات نے احادیث بروایت فرمائی ہیں۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۲۰۶)

مرویات اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا

آپ سے مرویات کی تعداد ۳۷۸ ہے جن میں سے ۱۳ متفق علیہ ہیں چند ایک پیش کی جاتی ہیں۔

☆ ۱۔ سیدہ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا الحج جہاد کل ضعیف حج ہر کمزور کا جہاد ہے۔

☆ ۲۔ سیدہ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نماز فجر کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اللہم انی اسألک علما نافعا و عملا متقبلا و رزقا طيبا (آمین)

☆ ۳۔ سیدہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم یہ دعا پڑھتے تھے یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک اے دلوں کو پھیرنے والے میرے قلب کو اپنے دین پر ثابت (قدمی نصیب) فرما۔

☆ ۴۔ سیدہ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم اکثر و بیشتر ہفتہ اور اتوار کا روزہ رکھتے تھے اور فرماتے کہ یہ دونوں دن مشرکین کے عید کے دن ہیں پس مجھے یہ بات زیادہ محبوب ہے کہ میں ان کی مخالفت کروں۔ (امام احمد بن حنبل)

☆ ۵۔ عن ام سلمة رضی اللہ عنہا قالت استيقظ النبي صلی اللہ علیہ و سلم ذات ليلة فقال سبحان الله ماذا انزل اليلة من الفتن وماذا فتح من الخزائن ايقظوا صواحب الحجر فرب كاسية في الدنيا عارية في الاخرة .

اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ نے فرمایا ایک رات حضور صلی اللہ علیہ و سلم بیدار ہوئے تو فرمایا سبحان اللہ اس رات کتنے فتنے نازل ہوئے اور کتنے خزانے کھلے حجرے والیوں کو

جگادو بہت سی دنیا میں پہننے والیں آخرت میں برہنہ ہوں گی (رواہ البخاری فی کتاب العلم ج ۱ ص ۲۲)

☆۲. عن ام سلمة رضی اللہ عنہا قالت جاءت ام سلیم الی رسول صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ان اللہ لا یتحی من الحق فهل علی المرأة من غسل اذا احتلمت فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا رأت فغطت ام سلمة یعنی وجہہا وقالت یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم او تحتلم المرأة قال نعم ترتبت یمینک فبم یشبہہا ولدها ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ام سلیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ حق بیان کرنے سے حیا نہیں فرماتا عورت کو جب احتلام ہو تو کیا اس پر غسل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جی ہاں) جب وہ پانی کو دیکھے یہ سن کر ام المؤمنین نے اپنا منہ ڈھانپ لیا اور پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا عورت کو احتلام ہوتا ہے فرمایا ہاں تیرا ہاتھ گرد آلود ہو پھر کیوں بچہ اپنی ماں کے مشابہ ہوتا ہے۔

(رواہ البخاری فی کتاب العلم)

سبحان اللہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے تعجب کرنے سے معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن احتلام سے محفوظ ہیں جیسا کہ حبلہ عقد نبوی میں آنے کے بعد بھی اسی طرح قبل بھی مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ اس وقت ام المؤمنین سیدہ صدیقہ بھی موجود تھیں اس میں یہ بات زائد ہے ام سلیم کے سوال پر عورتیں ہنس پڑیں اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تیرے لئے خرابی ہو کیا عورت بھی ایسا دیکھتی ہے۔

## سیدہ رضی اللہ عنہا کا وصال

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سب سے آخر میں آپ نے وصال فرمایا آپ کا وصال ۵۹ھ میں یا پھر یزید ابن معاویہ کے دور میں ۶۳ھ کو ہوا دوسرے قول کی تائید ترمذی کی روایت سے ہوتی ہے کہ ایک انصاری کی زوجہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا کے پاس گئی تو آپ روہی رہی تھیں پوچھنے پر بتایا کہ ابھی ابھی میں نے خواب میں جان کائنات صلی اللہ علیہ و سلم کی زیارت کی آپ کا سر اقدس گرد آلود تھا اور آپ رور ہے تھے میں عرض گزار ہوئی حضور صلی اللہ علیہ و سلم کیا واقعہ ہوا آپ کیوں روتے ہیں فرمایا کہ میں وہاں حاضر تھا جہاں حسین کو شہید کیا گیا جس سے واضح ہوتا ہے کہ شہادت حسین رضی اللہ عنہ پر اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا حیات تھیں نیز شہادت کی خبر سن کر آپ نے قاتلین حسین رضی اللہ عنہ پر لعنت فرمائی واللہ اعلم

(مدارج شریف)

نیز اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا کو حضور نے کربلا کی مٹی دی تھی جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت سرخ ہو گئی اس سے انہوں نے جانا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک ۸۴ چوراسی سال تھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی بعض نے کہا کہ حضرت سعید بن زید نے پڑھائی۔

(نزہة القاری ج ۱ ص ۲۰۸، مدارج)

جیسا کہ ما قبل گذرا کہ اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ سیدہ زینب کے گھر میں رہائش پذیر ہوئیں جب آپ سیدہ زینب کے گھر آئیں تو دیکھا کہ گھر میں ایک چھوٹا سا گھڑا ہے جس میں تھوڑے سے جوہن پتھر کی ایک ہانڈی اور چکی بھی ہے آپ نے چکی میں کچھ جو ڈال کر پیسے اور اس سے

مالیدہ بنایا اور اس سے آپ کا ولیمہ کیا گیا۔ (مدارج)

### حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ

اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ کے پہلے شوہر تھے آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے ابو سلمہ بن عبد الاسد  
 ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم القرشی المخزومی

آپ کا نام عبد اللہ بن عبد الاسد جب کہ والدہ ترہ بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف  
 ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے پھوپھی زاد تھے اور قدیم الاسلام تھے۔

اسحاق سے روایت ہے کہ ابو عبیدہ بن حارث، ابو سلمہ بن عبد الاسد اور ارقم بن ابی الارقم  
 و عثمان بن مظعون حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی بارگاہ میں ایک دفع آئے تو حضور  
 سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے ان حضرات پر اسلام پیش فرمایا اور ان کو قرآن سنایا تو سب  
 نے اسلام قبول کر لیا اور گواہی دی کہ حضور ہدایت و نور پر ہیں۔

آپ نے اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کیساتھ ہجرت حبشہ فرمائی اور غزوہ بدر میں  
 بھی شریک ہوئے اور زخمی ہوئے بعد میں اسی وجہ سے جمادی الآخر تین ہجری میں آپ کا وصال

ہو گیا۔ (اسد الغابہ ج ۶ ص ۱۶۱، ۱۶۲)

### اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ کے خویش و اقارب

اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کا ضمناً ذکر ہو چکا اُمّ المؤمنین رضی  
 اللہ عنہا کے برادران کے نام یہ ہیں زہیر، عامر و مہاجر۔ ان میں سے عامر فتح مکہ سے قبل  
 مشرف باسلام ہو چکے تھے غزوہ حنین و طائف میں شرکت فرمائی اور طائف میں جام شہادت نوش  
 فرمایا جناب مہاجر کو سیدنا صدیق اکبر نے یمن میں بھیجا تھا اور حضور موت آپ کے ہاتھوں فتح ہوا اور  
 آپ کے برادر زہیر غیر معروف ہیں واللہ ورسولہ اعلم۔ حضرت خالد بن ولید اور ہشام بن

ولید اور ولید بن ولید سیدہ کے چچا زاد تھے۔

### حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

حضرت خالد بن ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو مخزوم قرشی آپ سیف اللہ ہیں حضور کے کاتب تھے دور جاہلیت میں اعیان قریش میں سے تھے عمرہ حدیبیہ تک کفار کے ساتھ شامل تھے غزوہ احد میں لشکر کفار کے مقدمہ الجیش کے سپہ سالار تھے آپ غزوہ موتہ سے دو ماہ قبل اسلام سے مشرف ہوئے اور آپ ہی کے ہاتھ غزوہ موتہ فتح ہوا ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ یہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں روایت ہے کہ ایک جنگ میں حضرت خالد بن ولید کی ٹوپی گم ہو گئی تو آپ نے ٹوپی کی بہت جستجو فرمائی آخر کار مل گئی جب دیکھا گیا تو وہ ٹوپی بہت بوسیدہ تھی لوگوں نے پوچھا کہ اس بوسیدہ ٹوپی کی جستجو کی کیا وجہ تھی فرمایا کہ ایک دفعہ حضور نے عمرہ ادا فرمایا اور اپنا سر مبارک منڈایا تو لوگوں نے آپ کے موئے مبارک حاصل کرنے میں جلدی کی اور میں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشانی مبارک کے موئے شریف حاصل کرنے میں جلدی کی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے موئے مبارک اس ٹوپی میں محفوظ فرما کر ٹوپی مجھے عطا فرمادی اسی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر مجھے فتح دی روایت میں ہے کہ ایک آدمی شراب سے بھرا ہوا مشکیزہ آپ کے پاس لایا جب آپ نے پوچھا تو اس نے کہا کہ اس میں سرکہ ہے آپ نے فرمایا کہ خدا اس کو سرکہ بنا دے پس وہ شراب سرکہ بن گئی جبکہ دوسری روایت میں شہد بن جانے کا ذکر ہے ایک دفعہ آپ کے پاس زہر لایا گیا آپ نے اس زہر کو بسم اللہ پڑھ کر پی لیا اللہ کی شان اس زہر نے آپ کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچایا۔

(مدارج ج ۲ ص ۷۷۷ وغیرہ)

## حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سیدہ کے رضاعی بیٹے

آپ کا نام حسن کنیت ابوسعید اخیر دور خلافت عمر فاروق آپ کی ولادت ہوئی حضرت عمر فاروق نے ہی آپ کی تحنیک فرمائی اور ان کے لئے یہ دعا فرمائی اللھم فقہہ فی الدین ووجہہ فی الناس اے اللہ حسن کو دین میں فقیہ اور لوگوں میں وجاہت والا بنا دے دیگر صحابہ نے بھی آپ کو اپنی اپنی دعاؤں سے نوازا ایک سو تیس ۱۳۰ صحابہ کرام کی زیارت سے مشرف ہوئے آپ کے والد کا نام یسار جب کہ کنیت ابو الحسن تھی یہ حضرت زید بن ثابت کے غلام تھے آپ کی والدہ سیدہ اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ کی باندی تھیں جب آپ کی والدہ آپ کو چھوڑ کر کہیں جاتیں آپ رونے لگتے تو سیدہ رضی اللہ عنہا آپ کو اپنی چھاتی مبارک سے نوازتیں اللہ کی شان اس قدر عمر ہونے کے باوجود دودھ مبارک اتر آتا اور آپ نوش فرماتے آپ کو جو علوم و عرفان حاصل ہوئے اسی مبارک دودھ کی برکت تھی آپ باہیت، خوبصورت و جیہ تھے عابد و زاہد ہر عام و خاص میں مقبول سلاسل اولیاء کے امام تھے جلالت علم کا یہ عالم تھا کہ ایک بار کسی نے حضرت انس سے کچھ پوچھا تو فرمایا کہ حسن سے پوچھو کیونکہ انہوں نے اور میں نے سنا لیکن انہوں نے یاد رکھا جب کہ میں بھول گیا اور آپ حضرت حسن اور ابن سیرین پر رشک فرمایا کرتے تھے۔

شہادت عثمان کے بعد بصرہ میں مقیم ہو گئے اور وہیں ۱۱۰ھ رجب المرجب میں وصال فرمایا۔

(اکمال، نزہة القاری ج ۲ ص ۱۵۸)

## صلح حدیبیہ کے موقع پر سیدہ کی اصابت رائے

حدیبیہ ایک کنواں ہے جو کہ مکہ مکرمہ کے قریب ہے مختصر واقعہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے خواب دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم اپنے اصحاب کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے کوئی حلق کئے ہوئے اور کوئی قصر کئے ہوئے اور کعبہ معظمہ کی کنجی لی طواف



فرمایا عمرہ کیا اصحاب کو اس خواب کی خبر دی سب خوش ہوئے پھر حضور نے عمرہ کا قصد فرمایا ایک ہزار چار سو اصحاب کیساتھ یکم ذی القعدہ ۶ھ کو روانہ ہو گئے ذوالحلیفہ میں پہنچ کر وہاں مسجد میں دو رکعتیں پڑھ کر عمرہ کا احرام باندھا اور حضور کیساتھ اکثر اصحاب نے بھی بعض نے جحفہ سے احرام باندھا راہ میں پانی ختم ہو گیا اصحاب نے عرض کیا کہ پانی لشکر میں بالکل باقی نہیں ہے سوائے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے آفتابہ کے کہ اس میں تھوڑا سا ہے حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے آفتابہ میں دست مبارک ڈالا تو انگشت ہائے مبارک سے چشمے جوش مارنے لگے تمام لشکر نے پیا اور وضو کیا۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر  
ندیاں پنج آبِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

(اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ)

جب مقامِ عسفان پہنچے تو خبر آئی کہ کفارِ قریش بڑے سرو سامان کیساتھ جنگ کے لئے تیار ہیں جب حدیبیہ پہنچے تو اس کا پانی ختم ہو گیا ایک قطرہ نہ رہا گرمی بہت شدید تھی حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے کنوئیں میں کٹی فرمائی اس کی برکت سے کنواں پانی سے بھر گیا سب نے پیا اونٹوں کو پلایا یہاں کفارِ قریش کی طرف سے حال معلوم کرنے کے لئے کئی شخص بھیجے گئے سب نے جا کر یہی بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم عمرہ کے لئے تشریف لائے ہیں جنگ کا ارادہ نہیں ہے لیکن انہیں یقین نہ آیا آخر کار انہوں نے عروہ بن مسعود ثقفی کو جو کہ طائف کے بڑے سردار اور عرب کے متمول شخص تھے تحقیق حال کے لئے بھیجا انہوں نے آ کر دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم دست مبارک دھوتے ہیں تو صحابہ تبرک کے لئے غسالہ شریف حاصل کرنے کے لئے ٹوٹ پڑتے ہیں اگر کبھی تھوکتے ہیں تو لوگ اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں

اور جس کو وہ حاصل ہو جاتا ہے وہ اپنے چہروں اور بدن پر برکت کے لئے ملتا ہے کوئی بال سر اقدس کا گرنے نہیں پاتا اگر احياناً جدا ہوا تو صحابہ اس کو بہت ادب کیساتھ لیتے اور جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم فرماتے تو سب ساکت ہو جاتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے ادب و تعظیم سے کوئی شخص نظر اوپر کو نہیں اٹھا سکتا عروہ نے قریش سے جا کر یہ حال بیان کیا (خزائن) اور کہا کہ.....

ای قوم واللہ لقد وفدت علی الملوک و وفدت علی قیصر و کسریٰ و النجاشی واللہ ان رايت ملکا قط يعظمه اصحابه ما يعظم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم محمدا واللہ ان تنخم نخامة الا وقعت فی کف رجل منهم فدلک بها وجهه و جلده و اذا امرهم ابعدوا امره و اذا توضحا کادوا یقتلون علی و ضوئہ و اذا تکلم خفضوا اصواتهم عنده و ما یحدون الیه النظر تعظیما له.

اے قوم واللہ میں بادشاہ ہوں کے درباروں میں وفد لے کر گیا ہوں میں قیصر و کسریٰ و نجاشی کے دربار میں حاضر ہوا لیکن خدا کی قسم میں نے کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس طرح تعظیم کرتے ہوں جیسے محمد صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھی ان کی تعظیم کرتے ہیں خدا کی قسم جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا لعاب دہن کسی نہ کسی آدمی کی ہتھیلی پر ہی گرتا ہے جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے جب وہ کوئی حکم دیتے ہیں تو فوراً ان کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے جب وہ وضو فرماتے ہیں تو یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ لوگ وضو کا مستعمل پانی حاصل کرنے پر ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے پر آمادہ ہو جائیں گے وہ ان کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اور غایت تعظیم کے باعث وہ ان کی طرف آنکھ بھر کر دیکھ نہیں سکتے (بخاری کتاب الشروط) مسلمانوں کی طرف سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ و

سلم نے اشراف قریش کے پاس مکہ مکرمہ بھیجا کہ انہیں خبر دیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے بقصدِ عمرہ تشریف لائے ہیں آپ کا ارادہ جنگ کا نہیں ہے اور یہ بھی فرمادیا تھا کہ جو کمزور مسلمان وہاں ہیں انہیں اطمینان دلادیں کہ مکہ مکرمہ عنقریب فتح ہوگا اور اللہ اپنے دین کو غالب فرمائے گا قریش اس بات پر متفق رہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم اس سال تو تشریف نہ لائیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر آپ کعبہ کا طواف کرنا چاہیں تو کریں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں حضور کے بغیر طواف کروں یہاں مسلمانوں نے کہا کہ عثمان بڑے خوش نصیب ہیں جو کعبہ معظمہ پہنچ گئے اور طواف سے مشرف ہوئے حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ وہ ہمارے بغیر طواف نہ کریں گے حضرت عثمان نے مکہ میں ضعیف مسلمانوں کو حسبِ حکم بشارت دی پھر قریش نے حضرت عثمان کو روک لیا یہاں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے اس پر مسلمانوں کو بہت جوش آیا اور حضور نے صحابہ سے کفار کے مقابل جہاد میں ثابت رہنے پر بیعت لی اور یہ بیعت ایک بڑی خاردار درخت کے نیچے ہوئی جس کو عرب میں ثمرۃ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنا بایاں دست دہنے دستِ اقدس میں لیا اور فرمایا کہ یہ عثمان کی بیعت ہے اور فرمایا یارب عثمان تیرے اور تیرے رسول کے کام میں ہیں حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔

اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں بیعت کی خبر سن کر کفار خوفزدہ ہوئے اور ان کے اہل رائے نے یہی مناسب سمجھا کہ صلح کر لیں چنانچہ چند ایک شرائط پر صلح نامہ لکھا گیا اور سالِ آئندہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا تشریف لانا قرار پایا اور یہ صلح مسلمانوں کے حق میں بہت نافع

ہوئی بلکہ نتائج کے اعتبار سے فتح ثابت ہوئی۔ (خزائن)

فلما فرغ قضية الكتاب قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لاصحابه قوموا فانحروا ثم احلقوا قال فوالله ما قام منهم رجل حتى قال ذلك ثلاث مرات فلما لم يقم منهم احد دخل على ام سلمة فذكر لها ما لقي من الناس فقالت ام سلمة يا نبي الله اتحب ذلك اخرج ثم لا تكلم احدا منهم كلمة حتى تنحر بدنك وتدعو حالقك فيحلقك .

راوی فرماتے ہیں کہ صلح کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اٹھو اور قربانیاں پیش کر کے اپنے سر منڈاؤ اور راوی کا بیان ہے کہ شمع رسالت کے پروانے اس درجہ دم بخود تھے کہ ایک بھی نہ اٹھا حالانکہ آپ نے خدا کی قسم تین مرتبہ فرمایا تھا جب کوئی نہ اٹھا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ کے پاس تشریف لے گئے اور مسلمانوں کی اس حالت کا ان سے ذکر فرمایا سیدہ نے عرض کی اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ و سلم اگر آپ پسند فرمائیں تو ایسا کریں کہ باہر تشریف لے جائیں اور ان میں سے کسی سے کچھ بھی نہ کہیں یہاں تک کہ اپنی قربانی کے اونٹ ذبح کر لیجئے اور حجام کو بلا کر اپنا سر منڈا لیا جائے پس آپ باہر نکلے اور کسی ایک سے بھی بات نہ کی یہاں تک کہ اپنے جانوروں کی قربانی دے دی اور حجامت کرنے والے کو بلا کر سر منڈا لیا جب مسلمانوں نے یہ بات دیکھی تو وہ کھڑے ہوئے اور قربانیاں پیش کیں اور ایک دوسرے کا سر موٹڈ نے میں ایسے دوڑے کہ آپس میں لڑائی جھگڑے کا خطرہ محسوس ہونے لگا۔ (بخاری شریف کتاب الشروط ج ۱ ص ۳۸۰)

مذکورہ روایت سے ایسے نازک مرحلہ پر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی اصابت رائے کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اُمّ المؤمنین اور حجۃ الوداع

حجۃ الوداع کے موقع پر دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ بھی تھیں لیکن بیمار ہونے کی وجہ سے پیدل چلنے سے قاصر تھیں۔

جب آپ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کو اپنی بیماری کی شکایت کی تو حضور نے آپ کو حکم دیا طوفی من وراء الناس وانت راكبة یعنی آپ دیگر لوگوں سے پیچھے حالت سواری میں طواف کرو سیدہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے ارشاد کے مطابق طواف کیا اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم بیت اللہ شریف کی ایک جانب نماز ادا فرما رہے تھے جس میں آپ والطور و کتاب مسطور کی قرأت فرماتے تھے۔

(بخاری ج ۱ ص ۲۱۹)

اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی تسکین

ایک دفعہ اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم میں ہجرت میں عورتوں کا کچھ ذکر ہی نہیں سنتی یعنی مردوں کے فضائل تو معلوم ہوئے لیکن یہ بھی معلوم ہو کہ عورتوں کو بھی ہجرت کا کچھ ثواب ملے گا اس پر آیت کریمہ فاستجاب لهم ربهم انی لا اضع عمل عامل منکم من ذکر او انثی بعضکم من بعض فالذین هاجروا و اخرجوا من ديارهم و اذوا فی سبیلی و قتلوا و قتلوا لا کفرن عنهم سیاتهم و لا دخلنهم جنت تجری من تحتها الانهر ج ثوابا من عند اللہ و اللہ عنده حسن الثواب (پ ۲ سورۃ ال عمران آیت ۱۹۵)

ترجمہ : تو ان کی دعا سن لی ان کے رب نے کہ میں تم میں کام والے کی محنت اکارت نہیں کرتا مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک ہو تو وہ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے میں ضروران کے سب گناہ اتار دوں گا اور ضرور انہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں اللہ کے پاس ثواب اور اللہ ہی کے پاس اچھا ثواب ہے (کنز الایمان) نازل ہوئی اور ان کی تسکین فرمادی گئی کہ ثواب عمل پر مرتب ہے عورت کا ہو یا مرد کا۔ (خزائن العرفان)

## اُمّ المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور غزوة خندق

اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا فرمان جو آپ خندق کے موقع پر فرماتے تھے نہیں بھولا فرماتی ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم اپنے اصحاب کیساتھ اینٹیں اٹھاتے تھے جس کی وجہ سے آپ کے سینہ مبارک کے بال مبارک گرد آلود ہو گئے اور آپ فرماتے تھے کہ اللهم ان الخیر خیرا الاخرة فاغفر للانصار والمهاجرة بے شک خیر تو آخرت کی خیر ہے اے اللہ انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما پھر جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے حضرت عمار بن یاسر کو دیکھا تو فرمایا کہ ابن سمیہ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔

(رواہ امام احمد ج ۶ ص ۲۸۹)

چنانچہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی اخبار بالغیب کے مطابق حضرت عمار بن یاسر شہید ہوئے تف ہے ایسے لوگوں کی عقائد و نظریات پر جو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے علم غیب شریف کا انکار کرتے ہیں ایسے عقائد باطلہ سے اللہ اور اس کے رسول کی پناہ۔  
ہمارے امام فرماتے ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پر کروڑوں درود

(اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ)

ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو حکم پردہ

شریعتِ مطہرہ نے جب تک پردہ کے احکام لاگو نہ فرمائے تھے تب تک خواتین پر پردہ کی پابندی نہ تھی اس کے باوجود بھی بر بنائے شرم و حیا عورتیں پردہ میں رہا کرتی تھیں کیونکہ عورت کی اسی میں عزت تھی اور جو عورت با پردہ ہوتی تھی وہ اسی قدر زیادہ معزز و مشرف ہوا کرتی تھی اور پردہ داری ان کی شرافت و بزرگی پر قوی دلیل تھی یہی وجہ ہے کہ آیتِ حجاب سے قبل بھی ازواجِ مطہرات سوائے قضائے حاجت کے گھر سے باہر بلا ضرورت تشریف نہ لے جاتی تھیں لیکن جب احکام پردہ نازل ہوئے تو پھر تو سبحان اللہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن جس قدر حجاب کا اہتمام کرتیں اس کی مثال نہیں ملتی چنانچہ اشعة اللمعات میں شیخ محقق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ عام عورت کا پردہ یہ ہے کہ اپنا چہرہ کسی اجنبی کو نہ دکھائے مگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا پردہ یہ تھا کہ برقع اوڑھ کر بھی کسی کے سامنے نہ ہوں تاکہ ان کے جسم کے اعضاء کا اندازہ بھی نہ ہو سکے۔ (مراۃ المناجیح ج ۸ ص ۳۳۵ و اشعة اللمعات شریف)

امام اہلسنت محدث بریلوی فرماتے ہیں

جلوگیان بیت الشرف پر درود

پردگیان عفت پہ لاکھوں سلام

حضرت سیدنا ابن اُمّ مکتوم مؤذن رسول صلی اللہ علیہ و سلم نابینا تھے آیتِ حجاب نازل ہونے کے بعد ایک دفع آپ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے آستانہ معلیٰ میں حاضر ہوئے اس وقت سیدہ اُمّ سلمہ اور اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمتِ عالیہ میں حاضر تھیں تو حضور نے دونوں ازواج کو حضرت ابن اُمّ مکتوم سے پردہ کرنے کا حکم دیا اس پر دونوں بیبیاں عرض گزار ہوئیں ایس اعمی لایبصرنا

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

ولا يعرفنا اے اللہ کے رسول کیا حضرت ابن اُمّ مکتوم اُمی (نا بینا) نہیں ہیں جو کہ ہم کو نہ دیکھ سکیں اور نہ پہچان سکیں حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا افعمیا وان انتما لستما تبصرانه کہ کیا آپ دونوں بھی اُمی ہو اور آپ دونوں ان کو نہیں دیکھ رہی ہو یعنی حضرت ابن اُمّ مکتوم تو تم کو نہیں دیکھ رہے لیکن آپ تو انہیں دیکھ رہی ہو اس لیے آپ کو ان سے بھی پردہ کرنا لازم ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۲۹۶)

## اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور زیارت موئے مبارک

اکابرین اولیاء کالمیلین اور حضرات انبیاء کرام بالخصوص سید الانبیاء صلی اللہ علیہ و سلم کے آثار سے برکت حاصل کرنا اور ان کی تعظیم بجالانا و زیارت کرنا اور انہیں کفن وغیرہ میں رکھنا بلاشبہ جائز و مستحسن عمل ہے چنانچہ جلیل القدر صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک کے نیچے موئے مبارک رکھ کر آپ کو دفن کیا گیا جیسا کہ الاصابہ میں ہے کہ قال ثابت البنانی قال لی انس بن مالک هذه شعرة من شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم فضعها تحت لسانى قال فوضعها تحت لسانه فدفن وهو تحت لسانه۔

یعنی حضرت ثابت بنانی فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت انس بن مالک نے فرمایا کہ یہ موئے مبارک حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے ہیں اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا فرماتے ہیں میں نے موئے مبارک آپ کی زبان کے نیچے رکھ دیئے اور آپ کو دفن کر دیا گیا اور موئے مبارک آپ کی زبان کے نیچے تھے۔ (الاصابہ فی تمییز الصحابہ ج ۱ ص ۷۲)

مسلم شریف میں حضرت انس ہی سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم منیٰ میں تشریف لائے جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں پھر قربانی کر کے مکان میں تشریف لائے اور حجام



## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

کو بلایا اور سر اقدس کے بال منڈوائے اور ابو طلحہ کو بلا کر بال عطا فرمائے اور فرمایا اقسامہ بین الناس ان موئے مبارک کو لوگوں میں بانٹ دو۔ (مسلم کتاب الحج باب بیان ان السنة یوم النحر ان یرمی) اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تبرکات خود بھی صحابہ کرام کو عطا فرمایا کرتے تھے۔

اسی طرح حضرت معاذ یہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک، تہبند، چادر اور قمیص مبارک تھی اور کچھ ناخن مبارک تھے آپ نے وصیت فرمائی کہ مجھے ان کپڑوں میں کفن دینا اور میرے ناک اور منہ میں ناخن مبارک اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک رکھ دینا (مرفقاہ) اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے جن کو پانی میں بگو کر مریضوں کو وہ تبرک پانی پلایا جاتا تھا چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عثمان بن عبد اللہ بن مویب سے روایت ہے کہ مجھے میرے گھر والوں نے اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک پانی کا پیالہ دے کر بھیجا و قبض اسرائیل ثلاث اصابع من قصبہ فیہ شعر من شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کان اذا اصاب الانسان عین او شیء بعث الیہا منخضبة ایک راوی اسرائیل نے تین انگلیوں کو قبض کر کے اشارہ فرمایا کہ وہ چھوٹا پیالہ تھا اس میں حضور کے موئے مبارک تھے اور لوگوں کی عادت تھی کہ جب کسی کو نظر لگ جاتی یا کوئی اور مرض ہو جاتا تو وہ شخص اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک برتن بھیجتا تو وہ اس برتن میں ان مبارک بالوں کو رکھ دیتیں اور اس برتن میں موئے مبارک کو دھوتیں پھر وہ شخص حصول شفاء کے لئے دھوون مبارک کو نوش کر لیتا یا پھر اپنے بدن پر مل لیتا تو اس کو اس سے برکت حاصل ہوتی۔ (بخاری شریف کتاب اللباس مع فتح الباری شرح البخاری) نیز آپ

## المعروف بہ مومنوں کی مقدس مائیں

لوگوں کو موئے مبارک کی زیارت بھی کرواتی تھیں چنانچہ عثمان بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوا فأرتنی شعرا من شعرد رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو اُمّ المؤمنین نے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی زیارت کروائی۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۳۲۲)

اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور بشارت حضرت ابولبابہ رضی

### اللہ عنہ

حضرت ابولبابہ صحابی رسول کا گھر بار بال بچے وغیرہ یہود مدینہ بنی قریظہ کے محلہ میں رہتے تھے غزوہ خندق کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کا اکیس دن محاصرہ کئے رکھا وہ تنگ آگئے تو انہوں نے بنی نضیر کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کرنی چاہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا اور فرمایا کہ اگر چاہو تو سعد بن معاذ کو حکم بنا لو تو انہوں نے کہا کہ ابولبابہ کو ہمارے پاس بھیج دیا جائے ہم ان سے مشورہ کر لیں چونکہ ابولبابہ ان کے حلیف تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طلب فرما کر حکم فرمایا کہ جاؤ تا کہ تمہارے ساتھ وہ اپنے بارے کوئی مشورہ کر سکیں چنانچہ حضرت ابولبابہ یہود کی طرف بھیج دیئے گئے آپ جیسے ہی ان کے قلعہ میں داخل ہوئے تو یہود نے ان کا استقبال کیا اور ان کے بچے اور عورتیں حضرت ابولبابہ کے سامنے رونے پٹنے لگے اور شکایت کی کہ محاصرہ بڑا سخت ہے اور ہم نہایت پریشان حضرت ابولبابہ کو ان پر رحم آگیا یہود نے پوچھا کہ کیا رائے ہے کہ آیا ہم قلعہ سے اتر آئیں آپ نے کہا کہ ہاں اتر آؤ اور ساتھ ہی اپنے گلے پر ہاتھ پھیر کر اشارہ سے سمجھایا بعض روایات میں یہ ہے کہ یہود نے ان سے پوچھا کہ اگر ہم سعد بن معاذ کو حکم بنا لیں تو ہمارے متعلق وہ کیا فیصلہ کریں گے آپ کا کیا خیال ہے تو آپ نے اپنے حلق پر اپنی انگلی پھیر دی مراد یہ

تھی کہ تم سب کے قتل کا فیصلہ ہوگا اور تمہیں ذبح کر دیا جائے گا آپ کو اپنے بال بچوں کی فکر تھی کہ بنی قریظہ انہیں پریشان کریں مگر اشارہ کرتے ہی خیال آیا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول سے خیانت کی ہے ان کا راز ظاہر کر دیا تو فوراً استرجاع پڑھنا شروع کر دیا اور اس کے بعد آپ قلعہ یہود سے نکل آئے اور حضور صلی اللہ علیہ و سلم و آپ کے صحابہ سے ملے بغیر مسجد نبوی شریف میں جا کر اپنے آپ کو ایک ستون سے باندھ دیا اور کہا ہرگز یہاں سے نہ جاؤں گا جب تک اللہ تعالیٰ میرا یہ گناہ نہ بخشے اور یاد رہے کہ کوئی شخص اس ستون سے سوائے وقت نماز کے ہرگز نہ کھولے جس وقت تک میری توبہ قبول نہ ہو جائے اور کہا مجھے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کھولیں گے تو کھلوں گا ورنہ نہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا میں نے بڑا قصور کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا گیا تو فرمایا کہ اگر ابولبابہ میرے پاس آتے تو میں ان کی معافی کی دعا کر دیتا کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے۔

ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاء وک فاستغفروا اللہ و استغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما .

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور صلی اللہ علیہ و سلم حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنز الایمان)

اب چرنگہ: انہوں نے بذات خود بارگاہ الہیہ میں حاضر ہو کر اپنے آپ کو ستون سے باندھا ہے اب وہاں کے فیصلہ کا انتظار کرنا چاہئے تا وقتیکہ اللہ تعالیٰ ان کو نہ بخش دے اور ان کی توبہ قبول نہ فرمائے آپ کو نماز کے وقت کھولا جاتا تھا کہ نماز پڑھ لیں یا قضائے حاجت سے فراغت حاصل کر لیں حضرت ابولبابہ سات دن بھوکے پیاسے بندھے رہے حتیٰ کہ غشی آگئی تب ان کی توبہ قبول

## المعروف بہ مومنوں کی مقدس مائیں

ہوئی اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ.....

يا ايها الذين امنوا لاتخونوا الله والرسول وتخونوا انفسكم وانتم تعلمون  
واعلموا انما اموالكم واولادكم فتنة وان الله عنده اجر عظيم.

اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے دغا نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت اور جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہے اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔ (کنز الایمان)

ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابولبابہ نے اپنے آپ کو ایک بڑی زنجیر میں جکڑ رکھا تھا پندرہ روز گزر گئے یہاں تک کہ وہ سماعت سے محروم ہو گئے اور آپ کی بینائی قریباً ختم ہونے والی تھی اسی حال میں پندرہ دن گزرے تو ابولبابہ کی توبہ قبول ہونے کے بارے میں وحی کا نزول ہوا حضور صلی اللہ علیہ و سلم حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے اور وقتِ سحری تھا سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو تبسم کرتے ہوئے دیکھا تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یہ ہنسی کس بات پر آئی اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہمیشہ خوش و خنداں رکھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابولبابہ کی توبہ قبول ہو چکی ہے اور ان کا گناہ بخش دیا گیا ہے اُم المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے گزارش کی کہ اگر حضور مجھے اجازت دیں تو میں ابولبابہ کو بشارت دوں آپ نے اجازت مرحمت فرمائی اس کے بعد اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ اپنے دروازہ پر کھڑی ہو گئیں (خیال رہے یہ واقعہ آیتِ حجاب سے قبل کا ہے) اب اُم المؤمنین نے پکارا اے ابولبابہ تم کو خوش خبری ہو کہ تمہاری توبہ قبول ہو چکی ہے اس پر مسجد میں موجود حضرات بھاگے تاکہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو کھول دیں لیکن حضرت ابولبابہ نے کہا کہ جب تک حضور صلی اللہ علیہ و سلم خود تشریف فرما ہو کر نہ کھولیں تم مجھے نہ کھولو۔

بد سہی چور سہی مجرم و ناکارہ سہی  
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریم تیرا  
موت نزدیک گناہوں کی تمیں میلے خول  
آ برس جا کہ نہا دھولے یہ پیاسا تیرا  
مجھ کو رسوا بھی اگر کوئی کہے گا تو یوں ہی  
کہ وہی نا وہ رضا بندہ رسوا تیرا

(اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ)

ان ات ذنبا فماعدی بمنتقض

من النبی ولا حلی بمنصرم

اگرچہ میں گناہگار ہوں مگر میرا معاہدہ اطاعت اس سے ٹوٹنے والا نہیں جو میں نے حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اور میری عقیدت و محبت کی رسی کٹنے والی نہیں۔

(ترجمہ طیب الوردہ)

یا اکرم الخلق مالی من الودبہ

سواک عند حلول الحادث العمم

اے بہترین کریم عالم آپ کے سوا میرے لئے کوئی جگہ نہیں جہاں پناہ لوں مصیبتوں کے

عام نزول کے وقت۔ (ترجمہ طیب الوردہ)

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ  
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے  
بد ہیں مگر انہیں کے ہیں باغی نہیں ہیں ہم  
نجدی نہ آئے اس کو یہ منزل خطر کی ہے  
بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے  
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے  
سرکار ہم گنواروں میں طرز ادب کہاں  
ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے  
مانگیں گے مانگیں جائیں گے منہ مانگی پائیں گے  
سرکار میں نہ لاہے نہ حاجت اگر کی ہے  
اف بے حیائیاں کہ یہ منہ اور تیرے حضور  
ہاں تو کریم ہے تری خو درگزر کی ہے  
تجھ سے چھپاؤں منہ تو کروں کس کے سامنے  
کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے  
جاؤں کہاں پکاروں کسے کس کا منہ تکوں  
کیا پرسش اور جا بھی سگ بے ہنر کی ہے  
باب عطا تو یہ ہے جو بہکا کرے ادھر ادھر  
کیسی خرابی اس نگہرے در بدر کی ہے

لب واپس آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں  
کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک در کی ہے  
منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی  
دوری قبول، و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

(اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ)

اس کے بعد اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ و سلم نے خود تشریف فرما ہو کر حضرت  
ابولبابہ کی زنجیر کھولی۔

خیال رہے حضرت ابولبابہ نے اپنے آپ کو مدہوشی اور سرمستی کی بنا پر اہل حال کی مانند باندھ  
لیا تھا ورنہ توبہ تو ندامت اور پشیمانی ہوتی ہے اور یہ صورت تو جان کو گھولنا اور اپنے نفس کو مشقت میں  
ڈالنا توبہ کی نہیں ہے یہاں سے واضح ہوا کہ حضرات صحابہ کرام بھی اپنے احوال کے دوران حالت  
جذب میں آجاتے تھے اور حضور نے بھی ان کو برقرار رکھا اور وہ صحیح ہے اس سے مشائخ و صوفیا کو  
دلیل و حجت حاصل ہوتی ہے اور جو ان کے منکرین ہیں ان کے حق میں رد اور ابطال ہے۔

حضرت ابولبابہ کی توبہ کی قبولیت کے بعد آپ حضور صلی اللہ علیہ و سلم صلی اللہ  
علیہ و سلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مجھ سے گناہ گھرا مال و متاع کی محبت  
نے کرایا حضور صلی اللہ علیہ و سلم میں وہاں کارہنا سہنا چھوڑتا ہوں اور اپنا سارا مال فقراء  
میں خیرات کرتا ہوں۔

خیال رہے اب اس ستون کو اسطوانہ توبہ یا اسطوانہ ابولبابہ بھی کہتے ہیں لوگ وہاں پر نوافل  
پڑھتے ہیں اور اللہ و رسول کی بارگاہ میں توبہ و استغفار اور رجوع کرتے ہیں۔ (خازن ج ثانی  
تحت آیت و لاتخونوا، مدارج شریف ج ۲ ص ۲۵۰، و تفسیر نعیمی ج ۹

المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

ص ۵۱۸، البدایہ والنہایہ ج ۴ وغیرہ)

خیال رہے آیتِ تطہیر سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نازل ہوئی نیز آپ ہر پیر جمعرات و جمعہ میں روزہ رکھا کرتی تھیں۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



## تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

آپ حضرت عبداللہ بن جحش کی ہمیشہ ہیں اسد بن خزیمہ سے آپ کا تعلق ہے آپ امیمہ بنت عبدالمطلب حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی پھوپھی کی صاحبزادی یعنی آپ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی پھوپھی زاد بہن ہیں۔

والد کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے

زینب بنت جحش بن راب بن یعر بن صبرہ بن مرہ بن کثیر بن غنم بن دودان بن اسد بن

خزیمہ

جب کہ والدہ کی جانب سے سلسلہ نسب یوں بیان کیا گیا ہے کہ آپ کی والدہ کا نام امیمہ ہے جو کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے والد گرامی حضرت عبداللہ کی بہن ہیں اور یہ دونوں حضرات حضرت عبدالمطلب کی اولاد ہیں پہلے آپ کا نام بڑہ تھا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے تبدیل فرما کر زینب رکھا جس کی وجہ یہ ہے کہ بڑہ کے معنی نیکی و احسان ہیں تو اس میں یہ کراہت تھی کہ کوئی یہ نہ کہے کہ برہ کے پاس آیا ہوں یا برہ گھر میں نہیں ہے و تکتی ام الحکیم آپ کی کنیت ام حکیم تھی و کانت قدیمۃ الاسلام و من المهاجرات آپ قدیم الاسلام اور مہاجرہ خواتین میں سے تھیں۔

## سیدہ کا حضرت زید بن حارثہ سے نکاح

آپ پہلے حضرت زید بن حارثہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے متبنی (منہ بولا بیٹا) کے نکاح میں تھیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے خود حضرت زید کی خاطر خود آپ کے

نکاح کا پیغام حضرت زینب کو بھیجا چونکہ آپ کے مزاج میں تیزی اور شدت تھی اور حضور کی پھوپھی زاد ہونے کے ساتھ ساتھ حسن و جمال کی پیکر تھیں اس لئے آپ نے اپنے نکاح کے لئے حضرت زید کو قبول نہ فرمایا کیونکہ آپ آزاد کردہ غلام تھے اس فیصلہ پر آپ کے بھائی عبدالرحمن بن جحش بھی آپ کے ساتھ متفق و موید تھے چونکہ حضرت زید حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے بہت زیادہ چہیتے اور حضور کے لطف و عنایت میں تھے اس لئے آپ نے فرمایا پیغام نکاح کو قبول نہ کرنے کی ہرگز گنجائش نہیں اس پر حضرت زینب نے اپنے بارے میں غور و فکر کی مہلت مانگی اسی دوران آیت کریمہ نازل ہوئی کہ

ما كان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من امرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضلّ ضللاً مبيناً. (سورة احزاب)

ترجمہ : اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ ورسول کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی بہکا۔ (کنز الایمان)

حضرت زینب اور آپ کے بھائی اس حکم کو سن کر راضی ہو گئے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے ان کا مہر دس دینار ساٹھ درہم ایک جوڑا پچاس مد (پیمانہ ہے) کھانا تیس صاع کھجوریں دیں۔

مسئلہ..... اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی اطاعت ہر امر میں واجب ہے نبی علیہ السلام کے مقابلہ میں کوئی اپنے نفس کا بھی خود مختار نہیں۔

خیال رہے بعض تفاسیر میں حضرت زید کو غلام کہا گیا ہے مگر یہ خالی از تسامح نہیں کیونکہ وہ حر یعنی آزاد تھے گرفتاری سے بالخصوص قبل بعثت شرعاً کوئی شخص مملوک نہیں ہو جاتا اور وہ زمانہ

ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

فترت تھا اور اہل فترت کو حربی نہیں کہا جاتا۔ (خزائن العرفان)

جب حضرت زید کا نکاح حضرت زینب سے ہو چکا تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ زینب آپ کی ازواج میں داخل ہوں گی اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے اس کی صورت یہ ہوئی کہ حضرت زید اور زینب کے درمیان موافقت نہ ہوئی اور حضرت زید نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت زینب کی سخت گفتاری تیز زبانی عدم اطاعت اور آپ کو برا سمجھنے کی شکایت کی ایسا بار بار اتفاق ہوا اور حضور حضرت زید کو سمجھا دیتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ امسک علیک زوجک واتق اللہ

ترجمہ : اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی کہ اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈر۔ (کنز الایمان و خزائن العرفان)

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی جانب سے یہ علم ہو گیا تھا کہ حضرت زینب کو حضور کی زوجیت سے مشرف ہونا ہے لہذا آپ کے دل میں یہ تھا کہ زید ان کو طلاق دیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وتخفی فی نفسک ماللہ مبدیہ ترجمہ: اور تم اپنے دل میں رکھتے تھے وہ جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا۔

یعنی آپ یہ ظاہر نہیں فرماتے تھے کہ حضرت زینب سے تمہارا نباہ نہیں ہو سکے گا اور طلاق ضرور واقع ہوگی اور اللہ جل مجدہ زینب کو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں داخل کرے گا اور اللہ کو اس کا ظاہر کرنا منظور تھا۔ (مدارج، کنز الایمان، خزائن العرفان)

بائیں ہمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کو بر بنائے حیائی یہ حکم نہ فرمایا کہ

آپ طلاق جاری کریں علاوہ ازیں یہ اندیشہ بھی لاحق تھا کہ لوگ طعن کریں گے کہ اپنے متنبی بیٹے کی زوجہ کی خواہش کرتے ہیں جس کی وجہ یہ تھی کہ دورِ جاہلیت میں متنبی کی بیوی کو اپنے لئے حرام سمجھا جاتا تھا اور منہ بولا بیٹا صلی و حقیقی بیٹے کی طرح خیال کیا جاتا تھا

خیال رہے ہو سکتا ہے کہ لوگوں کے اس اندیشہ سے مراد ان کے ایمان کا مخدوش ہونا ہو کہ ایمان میں شک و تردد داخل ہو کر باعثِ ہلاکت ایمانی نہ ہو جائے۔ (مدارج شریف)

علماء فرماتے ہیں کہ زید کو سیدہ کے روکنے میں ان کا ایمان اور اختیار دیکھنا مقصود تھا کہ پتہ چل جائے کہ زید کے دل میں زینب سے کوئی رغبت کا شائبہ باقی ہے یا کہ مکمل طور پر متنفر ہو چکے ہیں بعد ازاں آپ نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر حضرت زینب کو طلاق دے دی۔ (ایضاً)

### سیدہ کا حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے عقد نکاح

جب حضرت زید نے حضرت زینب کو طلاق دیدی تو آپ کو لوگوں کے طعن کا اندیشہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تو ہے حضرت سیدہ زینب سے نکاح کرنے کا جب کہ ایسا کرنے سے لوگ طعنہ دیں گے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے ایسی عورت کیساتھ نکاح کر لیا جو ان کے منہ بولے بیٹے کے نکاح میں رہی تھی چنانچہ نص قرآنیہ نے ارشاد فرمایا کہ **وتخشی الناس واللہ احق ان** تخشہ

ترجمہ: اور تمہیں لوگوں کے طعنہ کا اندیشہ تھا اور اللہ زیادہ سزاوار ہے کہ اس کا خوف رکھو۔

(کنز الایمان)

خیال رہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم سب سے زیادہ اللہ کا خوف رکھنے والے اور سب سے زیادہ تقویٰ والے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ (خزائن العرفان)

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

نیز سب رسول ناصح، شفیق اور واجب التوقیر و لازم الطاعت ہونے کے لحاظ سے اپنی امت کے باپ کہلاتے ہیں بلکہ ان کے حقوق حقیقی باپ سے بھی بہت زیادہ ہیں لیکن اس سے امت حقیقی اولاد نہیں ہو جاتی اور حقیقی اولاد کے تمام احکام، وراثت وغیرہ اس کے لئے ثابت نہیں ہوتے چنانچہ ارشاد فرمایا ما کان محمداً ابا احد من رجالکم ولكن رسول اللہ و خاتم النبیین ترجمہ : محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ (کنز الایمان)

جس سے پتہ چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم حضرت زید کے بھی حقیقی باپ نہیں لہذا ان کی منکوحہ آپ کے لئے حلال ہوئی اس وجہ سے امر مباح میں بے جا طعن کرنے والوں کا پیارے محبوب کو کچھ اندیشہ نہ کرنا چاہیے۔

خیال رہے حضرت قاسم و طیب و طاہرہ ابراہیم حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے فرزند تھے مگر وہ اس عمر کو نہ پہنچے کہ انہیں مرد کہا جائے کیونکہ انہوں نے بچپن میں وفات پائی۔

(خزائن العرفان بتصرف یسیر)

منقول ہے کہ جب حضرت زینب نے اپنی عدت پوری کر لی تو حضور نے حضرت زید کو اپنی طرف سے نکاح کا پیغام دے کر ان کے پاس بھیجا اس کام کے لئے حضرت زید کو مخصوص کرنے میں یہ حکمت پنہاں تھی کہ لوگوں کو یہ گمان نہ ہو کہ یہ نکاح قہر و جبر کے ذریعے کیا جا رہا ہے اس میں زید کی رضا مندی شامل نہیں ہے نیز لوگوں پر یہ بھی واضح کرنا تھا کہ اب حضرت زید کو ہرگز حضرت زینب کی کوئی خواہش نہیں ہے علاوہ ازیں اللہ و رسول خدا کی اطاعت پر زید کو قائم رکھنا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حضرت زینب کو بھی راضی رکھنا مقصود تھا کیونکہ یہ ایک نازک وقت و موقع تھا پس حکم رسول خدا کے مطابق حضرت زید رضی اللہ عنہ کمال صدق و اخلاص کیساتھ گئے اور آپ

بیان کرتے ہیں کہ جب میں زینب کے گھر داخل ہوا تو آپ میری نظروں میں اس قدر بزرگ دکھائی دیں کہ ان کی جانب میں اپنی نظر بھی نہ اٹھاسکا میں اٹھے قدم ان کے پاس گیا یعنی گھر کی طرف پشت کئے ہوئے اور میں نے ان سے کہا کہ آپ کو خوشخبری ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے پاس مجھے پیام دینے کے لئے بھیجا ہے زینب رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتی جب تک کہ اپنے رب سے صلاح و مشورہ نہ کر لوں اسکے بعد آپ مصلی پر جا کر اللہ کی بارگاہ میں سر بسجود ہو گئیں اور دو نفل ادا کر کے سجدہ میں پڑ گئیں اور یہ مناجات کیں اے اللہ! تیرے نبی نے مجھے چاہا ہے اگر میں ان کے لائق ہوں تو مجھے ان کی زوجیت میں داخل فرما دے آپ کی دعا اسی وقت قبول ہو گئی یہاں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اللہ جل مجدہ کی بارگاہ میں ایک خاص قرب اور مقام مخصوص حاصل تھا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی فلما قضی زید منها و طر از و جنکھا لکی لایکون علی المؤمنین حرج

فی ازواج ادعیائہم اذا قضوا منہن و طرا و کان امر اللہ مفعولا۔

ترجمہ: پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی کہ مسلمانوں پر کچھ حرج نہ رہے ان کے لے پالکوں کی بیبیوں میں جب ان سے ان کا کام ختم ہو جائے اور اللہ کا حکم ہو کر رہتا ہے۔ (کنز الایمان)

جناب رسالت ماب پر آثار و جی غالب ہوئے جب فراغت ہوئی تو دو لہائے کائنات تبسم فرماتے ہوئے مخاطب ہوئے کہ کون ہے جو زینب کے پاس جائے اور ان کو خوشخبری دے کہ اللہ نے ان کو میری زوجہ بنا دیا ہے اور آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ سلمہ دوڑ کر گئی اور سیدہ زینب کو خوشخبری دی سیدہ نے مارے خوشی کے اس وقت جو زیورات زیب تن فرمائے ہوئے تھے اتار کر سلمہ کے حوالے فرمادیئے اور سجدہ شکر ادا کیا

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

اور منت مانی کہ دو ماہ کے روزے رکھوں گی۔

جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم سیدہ کے گھر تشریف فرما ہوئے تو فرمایا کہ اللہ المزوج وجبریل الشاہد اللہ نکاح فرمانے والا ہے اور جبریل گواہ ہیں پھر ولیمہ پکایا گیا اور نان و گوشت سے لوگوں کو سیراب کیا گیا کسی دوسری بی بی کے لئے یوں نہ کیا گیا تھا اس دعوتِ طعام میں متعدد معجزات کا ظہور ہوا۔ (مدارج شریف)

حضرت سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی تو مجھے خیال ہوا کہ حسن و جمال تو سیدہ زینب میں پہلے ہی موجود ہے اب وہ اس پر فخر کریں گی کہ ان کا نکاح آسمانوں پر ہوا۔ (الاصابہ)

خیال رہے اُم المؤمنین کے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے عقد نکاح میں آنے کی تاریخ میں اختلاف ہے فتزوجہا رسول صلی اللہ علیہ و سلم سنة ثلاث من الهجرة قالہ ابو عبیدہ وقال قتادة سنة خمس قال ابن اسحاق تزوجہا رسول صلی اللہ علیہ و سلم بعد ام سلمة (اسد الغابہ من الجزء الرابع)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے سیدہ سے نکاح تین ہجری میں فرمایا اس کے قائل ابو عبیدہ ہیں جب کہ قتادہ نے پانچ ہجری کا قول کیا اور ابن اسحاق نے فرمایا کہ آپ سے حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے بعد نکاح فرمایا۔

### دعوت ولیمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے سیدہ زینب کو اپنے عقد میں لیا تو میری والدہ ام سلیم نے مالیدہ بنا کر ایک طشت میں رکھ کر فرمایا اے انس اذهب بهذا الی رسول صلی اللہ علیہ و سلم فقل

بعثت هذا اليك امي وهي تقرئك السلام وتقول ان هذا لك منا قليل اس  
 كوحضور کی بارگاہ میں پیش کرو اور عرض کرو یہ مالیدہ میری والدہ نے آپ کی خدمت میں پیش  
 کیا ہے اور وہ آپ کو سلام عرض کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم یہ ہماری  
 طرف سے قلیل سا ہدیہ ہے اس کو شرف قبولیت بخشیں فرماتے ہیں کہ میں جب حضور صلی اللہ  
 علیہ و سلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا سلام عرض کیا اور ہدیہ قبول کرنے کی درخواست کی حضور  
 صلی اللہ علیہ و سلم نے قبول فرما کر فرمایا کہ اس کو یہاں رکھ دو پھر فرمایا کہ فلاں فلاں  
 اور فلاں کو بلا لو اور جس سے ملاقات ہو اس کو بھی مدعو کرو اور لوگوں کے نام ذکر فرمائے فرماتے ہیں  
 میں نے جس کا نام ذکر کیا گیا اسے بھی بلایا اور جو ملا اس کو بھی دعوت دی۔ راوی نے پوچھا کہ ان کی  
 تعداد کتنی تھی تو فرمایا کہ ثلاث مائة تین سو افراد تھے پھر حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے حکم  
 دیا کہ اے انس طشت لے آؤ فرماتے ہیں کہ لوگ داخل ہوئے یہاں تک کہ آپ کا حجرہ اور صفہ  
 لوگوں سے بھر گیا پھر حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے حکم دیا کہ يتحلق عشرة عشرة دس  
 دس کا حلقہ بنالیں اور ہر شخص اپنے سامنے سے تناول کرے چنانچہ فاكلوا حتى شبعوا  
 لوگوں نے اتنا کھایا کہ سیر ہو گئے فخرجت طائفة ودخلت طائفة حتى اكلوا كلهم  
 اور ایک گروہ نکلتا تو دوسرا گروہ داخل ہوتا یہاں تک کہ سب نے کھایا پھر حضور صلی اللہ علیہ و  
 سلم نے فرمایا اے انس اب طشت اٹھا لو فرفعت فما ادرى حين وضعت كان اكثر ام  
 حين رفعت فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ جب میں نے طشت رکھا تھا اس وقت مالیدہ زیادہ  
 تھایا کہ جب اٹھایا اس وقت۔ (الصحيح المسلم الجلد الاول الصفحة ۴۶۱)

فرماتے ہیں کہ ما اولم رسول صلی اللہ علیہ و سلم علی احد من نسائه  
 ما اولم علی زینب اولم بشاة کہنہیں ولیمہ کیا حضور نے اپنی کسی بیوی پر جیسا ولیمہ حضرت



زینب کے نکاح پر کیا ایک بکری سے ولیمہ فرمایا۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ)

### آیت حجاب

جب سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے حضرت زینب سے نکاح فرمایا اور ولیمہ کی عام دعوت فرمائی تو جماعتیں کی جماعتیں آتی تھیں اور کھانے سے فارغ ہو کر چلی جاتی تھیں آخر میں تین صاحب ایسے تھے جو کھانے سے فارغ ہو کر بیٹھے رہ گئے اور انہوں نے گفتگو کا طویل سلسلہ شروع کر دیا اور بہت دیر تک بیٹھے رہے مکان تنگ تھا اس سے گھر والوں کو تکلیف ہوئی اور حرج ہوا کہ وہ ان کی وجہ سے اپنا کام کاج کچھ نہ کر سکے رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم اٹھے اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں میں تشریف لے گئے اور دورہ فرما کر تشریف لائے اس وقت تک یہ لوگ اپنی باتوں میں لگے ہوئے تھے حضور صلی اللہ علیہ و سلم پھر واپس ہو گئے یہ دیکھ کر روگ روانہ ہوئے تب حضور صلی اللہ علیہ و سلم دولت سرائے میں داخل ہوئے اور دروازہ پر پردہ ڈال دیا اس پر آیت کریمہ

ياايهاالذين امنواالاتدخلوا بيوت النبي الا ان يؤذن لكم الى طعام غير نظرين انه ولكن اذا دعيتم فادخلوا فاذا طعمتم فانتشروا ولا مستانين لحديث ان ذلكم كان يوذى النبي فيستحيى منكم والله لا يستحيى من الحق واذا سالتموهن متاعاً فسئلوهن من وراء حجاب ذلكم اطهر لقلوبكم وقلوبهن (الاحزاب)

ترجمہ : اے ایمان والو! نبی کے گھر میں نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ مثلاً کھانے کے لئے بلائے جاؤ نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ تلو ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ بے شک اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگو اس سے زیادہ سٹھرائی ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی۔ (کنز الایمان)

نازل ہوئی۔ (خزائن العرفان ، بخاری ، مسلم شریف)

اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں پر پردہ لازم ہے اور غیر مردوں کو کسی کے گھر میں بے اجازت داخل ہونا جائز نہیں آیت اگرچہ خاص ازواج رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے حق میں وارد ہے لیکن حکم اس کا تمام مسلمان عورتوں کے لئے عام ہے نیز آیت کریمہ سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی کمال حیا اور شان کرم و حسن اخلاق معلوم ہوتی ہے کہ باوجود ضرورت کے اصحاب سے یہ نہ فرمایا کہ اب آپ چلے جائیے بلکہ جو طریقہ اختیار فرمایا وہ حسن آداب کا اعلیٰ ترین معلم ہے۔ (خزائن العرفان)

## حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے حکم کی پابندی

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ما اتکم الرسول فخذوه و ما نہکم عنہ فانتهوا کہ جو رسول تمہیں عطا فرمائیں اس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ اس حکم خداوندی پر صحابہ کرام سختی سے پابند تھے حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے ارشاد پر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر دیا کرتے تھے اور جیسے ہی حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی بارگاہ کا کوئی بھی حکم آتا تو فوراً اس پر بلا تاخیر عمل پیرا ہو جاتے تھے جس کی مثالیں کتب احادیث و تفاسیر میں کثرت سے موجود ہیں مثلاً حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مقداد بن اسود کا ایک ایسا فعل دیکھا کہ اگر وہ مجھے حاصل ہوتا تو میں اسے دنیا کی ہر نعمت سے عزیز سمجھتا بات یہ ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے جب کہ آپ کافروں سے لڑنے کے لئے مسلمانوں کو بلارہے تھے تو یہ عرض گزار ہوئے لانقول کما

قال قوم موسیٰ اذهب انت وربک فقاتلا ولکننا نقاتل عن یمینک وعن شمالک وبین یدیک وخلفک فرأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشرق وجهه و سرّہ یعنی قوله (بخاری کتاب المغازی)

کہ ہم ہرگز وہ بات نہیں کہیں گے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہی تھی کہ تم اور تمہارا رب دونوں جا کر لڑو بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے پروانہ وار لڑیں گے پس میں نے دیکھا کہ ان کی بات سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک چہرہ دمک اٹھا تھا۔

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی قوم سے کافروں کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے اپنے نبی کو بڑا مایوس کن و بھیانک جواب دیا کہ فاذهب انت وربک فقاتلا اناھنا قاعدون تو آپ جائے اور آپ کا رب دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں اس کے برعکس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو کفار سے جہاد کا حکم دیا تو حضرت مقداد بن اسود عرض کرنے لگے کہ ہم قوم موسیٰ والی بات ہرگز نہ کہیں گے بلکہ ہم تو حضور کے حکم پر اپنے تن من وھن سب کی بازی لگا دیں گے۔

مورا تن من وھن سب پھونک دیا

یہ جان بھی پیارے جلا جانا

آپ کا جواب سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ فرط مسرت سے دمک اٹھا اس حدیث کے راوی یعنی ابن مسعود فرماتے ہیں کہ اس موقع پر اگر یہ الفاظ میں نے کہے ہوتے تو یہ بات مجھے دنیا کی ہر نعمت سے عزیز تر ہوتی سبحان اللہ اس جیسی اور بیسیوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں جیسے غزوہ احد کے موقع پر صحابہ کرام کی جاٹاری کے ایمان افروز واقعات بالخصوص حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ حضرت طلحہ والنس بن نصر و حضرت ام عمارہ و صفیہ کی مثالیں سب اسی

قبیل سے ہیں اس مقام پر اختصار کے پیش نظر صرف اشارہ کر دیا گیا الغرض حضرت زینب بنت جحش بھی حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے حکم پر سختی سے عمل پیرا ہو جاتیں تھیں چنانچہ بخاری شریف میں حضرت حمید بن نافع سے روایت ہے کہ حضرت زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو فرماتے سنا کہ کسی عورت کے لئے جائز نہیں ہے جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ کسی میت کا تین دن سے زیادہ سوگ کرے مگر خاوند کا چار ماہ دس دن ہے پھر میں حضرت زینب بنت جحش کے پاس گئی جب کہ ان کے بھائی فوت ہوئے تو سیدہ نے دعوت بطیب فمسن ثم قالت مالی بالطیب من حاجة غیر انی سمعت رسول صلی اللہ علیہ و سلم علی المنبر لایحل لامرأة تو من بالله و الیوم الاخر تحد علی میت فوق ثلاث الاعلی زوج اربعة اشهر و عشرًا (بخاری شریف کتاب الجنائز ج ۱ ص ۱۷۱)

خوشبو منگا کر ملی اور فرمایا اگرچہ مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہیں لیکن میں نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو منبر پر ارشاد فرماتے سنا کہ کسی عورت کے لئے جائز نہیں جو کہ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ کسی میت کا تین دن سے زیادہ سوگ کرے مگر خاوند کا چار ماہ دس دن ہے۔

سبحان اللہ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اُمّ المؤمنین حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے فرمان عالی پر کس قدر شدت سے عمل پیرا تھیں باوجودیکہ خوشبو کی حاجت نہ تھی لیکن پھر بھی منگوا کر استعمال فرمائی تاکہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے فرمان کے خلاف اشتباہ بھی نہ ہو اس سے وہ لوگ سبق حاصل کریں جو قرآن و حدیث کے صریح احکامات میں بھی طرح طرح کے حیلے بہانے گھڑ کر امور شرعیہ کی نہ صرف خود خلاف ورزی کرتے ہیں بلکہ دوسروں کے لئے جواز کا

ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

دروازہ بھی کھولتے ہیں اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

خیال رہے اسی طرح کی روایات حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا اور ام حبیبہ کے بارے میں بھی ہیں چنانچہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا جب بیٹا فوت ہو گیا تو تیسرے دن آپ نے زرد خوشبو منگائی اور لگا کر فرمایا کہ نہینا ان نحد اکثر من ثلاث الا لزوج

(بخاری کتاب الجنائز ج ۱ ص ۱۷۰)

ہمیں خاوند کے علاوہ دوسرے کا تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے منع کیا گیا ہے اسی بخاری شریف میں زینب بنت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوسفیان کے فوت ہونے کی شام سے خبر آئی تو تیسرے دن حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے زرد خوشبو منگائی فمسحت عارضیہا وذراعیہا وقالت انی کنت عن هذا لغنیة لولانی سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یحل لامرأة یوم من باللہ والیوم الاخر ان تحد علی میت فوق ثلاث الاعلی زوج فانها تحد علیہ اربعة اشهر وعشرا (بخاری شریف کتاب الجنائز ج ۱ ص ۱۷۱) اور خوشبو اپنے رخساروں و کلائیوں پر مل کر فرمایا کہ اگرچہ میں اس سے بے نیاز ہوں لیکن میں نے حضور کو فرماتے سنا ہے کہ کسی عورت کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں کہ کسی میت کا تین دن سے زیادہ سوگ کرے مگر شوہر کا کہ اس کا سوگ چار مہینے دس دن ہے۔

ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی فیاضی

ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا فقراء پر بہت زیادہ مہربان تھیں جو کچھ آپ کے پاس ہوتا اس کو مساکین و غرباء پر خیرات کر دیتی تھیں چنانچہ اسد الغابہ میں ہے کہ كانت امرأة صناع الید تعمل بیدھا و تصدق به فی سبیل اللہ کہ آپ دستکار تھیں

اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھیں اور کمائی اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیتی تھیں نیز حضرت اُم سلمہ فرماتی ہیں سیدہ زینب بڑی نیک روزے دار تہجد گزار اور مشقت جھیل کر کمائی کرنے والی تھیں اور جو کمایا کرتیں سب مسکینوں میں خیرات کر دیتی تھیں (الاصابہ) اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسرعکن لحوقا بی اطولکن یدا قالت فکنا نتناول اینا اطول یدا قالت فکانت زینب اطولنا یدا لانہا کانت تعمل بیدھا وتتصدق کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں جو سب سے زیادہ لمبے ہاتھ والی ہے وہ سب سے پہلے مجھ سے ملے گی فرماتی ہیں ہم اپنے ہاتھوں کو پھیلاتی کہ ہم میں کس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں تو سیدہ زینب ہم میں ہاتھ کے اعتبار سے لمبی تھیں کیونکہ آپ اپنے ہاتھ سے کام کرتیں اور پھر کمائی صدقہ کر دیتی تھیں۔

خیال رہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے حقیقتاً ہاتھ کو لمبا ہونا گمان فرمایا تھا لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفاتِ ظاہری کے بعد اپنے بازو دیوار پر پھیلا دیتی تھیں اور انہیں لمبا کرتیں تاکہ ہاتھ لمبے لگیں اس تمام کی وجہ فقط حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کا اشتیاق تھا اُم المؤمنین فرماتی ہیں کہ ہم اپنے ہاتھ لمبے کرتیں یہاں تک کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا تب ہم سمجھیں کہ طولِ ید سے مراد سخاوت و فیاضی تھی کیونکہ سیدہ زینب اپنے ہاتھوں سے کام کر کے کماتیں پھر سارا مال صدقہ کر دیتیں جب کہ بظاہر حضرت سودہ کے ہاتھ لمبے تھے جیسا کہ اہل عرب بہت زیادہ سخاوت کرنے والے کو کہہ دیتے ہیں فلان طویل الید کہ فلان تو بڑے لمبے ہاتھوں والا ہے یعنی بڑا جواد اور بخشنے والا ہے اور اس کی ضد میں کہتے ہیں فلان قصیر الید خیال رہے اس فرمان میں حضور کا

معجزہ ظاہر ہے کہ آپ نے حضرت زینب کی سب سے پہلے وصال فرمانے کی خبر دے دی۔ (حلیہ، اسد الغابہ، بخاری، مسلم، نووی وغیرہ)

اُمّ المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بڑی آپس بھرنے والی تھیں اسد الغابہ وحلیہ وغیرہ کتب میں ہے ایک دفعہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مال فکی تقسیم فرما رہے تھے کہ سیدہ اس معاملہ میں بولیں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انہیں جھڑکا اس پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمران کو کچھ نہ کہو کیونکہ یہ آواہ ہیں کسی نے عرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم آواہ کے معنی کیا ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے معنی متضرع و آپس کرنے والا کے ہیں پھر آپ نے یہ آیت ان ابراہیم لحلیم آواہ منیب ترجمہ: بے شک ابراہیم تحمل والا بہت آپس کرنے والا رجوع لانیوالا ہے (کنز الایمان سورہ ہود) تلاوت فرمائی۔

• (حلیہ الاولیاء ج ۲ ص ۶۴ و اسد الغابہ)

اُمّ المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی پرہیزگاری پر سیدہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا کی گواہی

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ واقعہ اُفک میں جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ المؤمنین زینب سے میرے حال کے بارے میں دریافت فرمایا کہ ان کو تم کیسا جانتی ہو اس پر ام المؤمنین سیدہ زینب عرض گزار ہوئی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں اپنے کان اور آنکھ کی اس سے حفاظت کرتی ہوں کہ میں ان کے بارے میں کچھ سنوں حالاں کہ میں نے کچھ سنا نہ ہو اور دیکھوں حالانکہ میں نے دیکھا نہ ہو خدا کی قسم میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتی بجز خیر و خوبی کے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ وہ زینب ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

کے درمیان مجھ سے برابری کرتیں اور خود کو میرے حسن و جمال اور حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی بارگاہ میں میری قدر و منزلت میں مشابہ بنا دیتی تھیں مگر حق تعالیٰ نے ان کے اپنے زہد و تقویٰ کی بنا پر ان کو محفوظ رکھا کہ وہ رشک و حسد کریں اور بری بات منہ سے نکالیں۔

(مدارج شریف و حلیۃ الاولیاء وغیرہ کتب صحیحہ)

### اُمّ المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب

آپ کے فضائل و مناقب بہت زیادہ ہیں تبرکاً چند ایک لکھے جاتے ہیں۔

☆ ۱۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے زینب سے زیادہ نیک اعمال کرنے والی زیادہ خیرات و صدقہ عطا کرنے والی رحمی رشتہ داروں کو زیادہ ملانے والی اور ہر تقرب کے کام میں اور ہر عبادت میں اپنے نفس کو لگانے والی کوئی دوسری عورت نہیں دیکھی۔

☆ ۲۔ اُمّ المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں کہ مجھے کچھ فضیلتیں ایسی حاصل ہوئیں جو دیگر کسی بیوی میں موجود نہیں ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ میرے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے جد ایک ہیں دوسرے یہ کہ آسمان پر میرا نکاح پڑھا گیا تیسری فضیلت یہ کہ میرے سفیر اور گواہ جبرئیل تھے۔

☆ ۳۔ آپ ہی کے نکاح سے ایک قدیم جاہلانہ رسم ٹوٹی کہ متبنی (منہ بوا بیٹا) کی زوجہ سے نکاح کرنا معیوب سمجھا جاتا تھا حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے آپ سے نکاح فرما کر یہ بتایا کہ متبنی اصلی بیٹے کے حکم میں نہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کو زید ابن حارثہ کہا جاتا ہے نہ کہ زید بن محمد کیونکہ نص قرآن نے حکم فرمایا کہ ادعوہم لابنائہم یعنی لوگوں کو ان کے حقیقی باپوں کی نسبت سے پکارو۔

☆ ۴۔ نیز آپ کے حضرت زید کیساتھ نکاح ہونے سے غلام و آقا کے مابین امتیاز کا خاتمہ



ہوا خیال رہے کہ حضرت زید کو بظاہر غلام کہا گیا اور نہ حقیقتہً آپ غلام نہ تھے جیسا کہ خزانہ کے حوالہ سے گزرا۔

☆ ۵۔ صدقہ و خیرات و سخاوت میں اپنی مثال آپ تھیں یہی وجہ ہے کہ کثرتِ سخاوت کی وجہ سے آپ کے گھر کو ماوی المساکین کہا گیا۔

☆ ۶۔ آپ ہی کے دعوتِ ولیمہ کے موقع پر حکمِ حجاب نازل ہوا۔

☆ ۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کانت تفخر علی نساء النبی و کانت تقول ان اللہ انکحنی فی السماء یعنی آپ دیگر ازواجِ مطہرات پر فخر کرتی تھیں اور فرماتیں تھیں کہ میرا نکاح اللہ نے آسمان پر فرمایا ہے۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۱۰۴)

☆ ۸۔ جب اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو آپ کے وصال کی خبر ملی تو فرمایا پسندیدہ خصلتِ یتیموں کے لئے فائدہ مند بیواؤں کی خبر گیر دنیا سے رخصت ہو گئیں۔

### مرویات اُمّ المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی مرویات کی تعداد گیارہ بیان کی گئی ہے اور آپ سے روایتِ حدیث زینب بن ابی سلمہ اور محمد بن عبداللہ بن جحش و حضرت ابو ہریرہ وغیرہ نے بیان فرمائی خیال رہے ان میں دو متفق علیہ ہیں باقی دیگر کتب میں۔

### سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی چند روایات

۱۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہ فرماتی ہیں کہ میں حضرت زینب بنت جحش کے پاس حاضر ہوئی تو سیدہ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو منبر پر فرماتے سنا کسی عورت جو کہ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتی ہے تین دن سے زیادہ سوگ کرنا حلال نہیں ہے مگر شوہر پر سوگ چار ماہ تک دن ہے۔ (امام احمد و بخاری شریف)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے حجۃ الوداع میں اپنی ازواج سے فرمایا کہ یہ حجۃ الوداع تھا جو گردنوں سے اتر گیا اس کے بعد اپنے بستروں کو غنیمت جانو اس کے بعد تمام ازواج مطہرات حج کو گئیں سوائے حضرت زینب اور سودہ بنت زمعہ کے کہ آپ دونوں فرماتی تھیں حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے یہ سننے کے بعد ہم سواری پر سوار نہ ہوں گی۔ (امام احمد بن حنبل و مدارج)

۳۔ محمد بن ابراہیم سیدہ زینب بنت جحش سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم پیتل کے لوٹے میں وضو فرماتے تھے۔ (رواہ امام احمد بن حنبل)

### اُمّ المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا وصال

حضرت ابن عمر سے صحت کیساتھ مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنی ازواج کو فرمایا اطولکن یدا سر عکن یعنی تم میں سے جس کے ہاتھ دراز ہیں وہ مجھ سے ملنے میں تم سب سے پہلے سبقت کرنے والی ہے سبقت سے مراد وفات تھی اور طول ید سے مراد سخاوت و فیاضی تھی بالفاظ دیگر حضور صلی اللہ علیہ و سلم سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے سب سے پہلے وفات پانے کی خبر غیب دے رہے تھے سبحان اللہ جیسا کہ ارشاد فرمایا اسی کے مطابق تمام ازواج سے پہلے حضرت زینب کا وصال ہو آپ کے وصال کی خبر سن کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ذہبت حمیدة مفيدة مضر وعة الیتامی والارامل یعنی پسندیدہ خصلت والی فائدہ دینے والی یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری فرمانے والی دنیا سے چلی گئی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا کہ اہل مدینہ اپنی ماں کی نماز میں حاضر ہوں آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع میں مدفون ہوئیں آپ کی وفات کے بارے ۲۰/۲۱ھ کے قول ہیں ۵۳ سال عمر پائی۔

ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

## امّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی وصیت

طبقات ابن سعد میں ہے کہ اوصت ان تحمل علی سریر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و يجعل علیہ نعش و قبل ذلك حمل علیہ ابو بکر الصدیق یعنی مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار پائی پراٹھانا اور اس پر پاکی کی شکل بنانا اور آپ سے قبل اس پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر لے جایا گیا تھا (ابن سعد ج ۸ ص ۱۰۹) امّ المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے یہ بھی وصیت فرمائی کہ ان لاتبع بنار میرے جنازے کے ساتھ آگ مت لے جانا۔ (ایضاً)

## ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا سیدہ کے بارے عقیدہ

اسی طبقات شریف نے فرمایا کہ آپ کی نماز جنازہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی آپ نے چار تکبیر کہیں اور آپ نے ان کی قبر مبارک میں اترنے کا ارادہ فرمایا تو ازواج مطہرات کی طرف قاصد بھیجا انہوں نے فرمایا ان لا یحل لک ان تدخل القبر و انما یدخل القبر من کان یحل له ان ینظر الیہا و ہی حیة (ابن سعد ج ۸ ص ۱۱۱) یعنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے حضرت عمر کو یہ فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ امّ المؤمنین کی قبر میں اترنا آپ کے لئے روا نہیں ہاں ان کی قبر مبارک میں اترنا اس کو جائز ہوگا جس کو امّ المؤمنین کی طرف نظر کرنا روا ہو (یعنی آپ کے محرمات میں سے کسی کو قبر میں اترنے کی اجازت ہے) کیونکہ امّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش زندہ ہیں سبحان اللہ کس قدر ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ پاکیزہ اور کھرا ہے کہ فرماتی ہیں کہ امّ المؤمنین زندہ ہیں یہی عقیدہ ہم اہلسنت والجماعت کا ہے کہ تمام انبیاء و اولیاء و شہداء اور اللہ کے مقرب بندے اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اس سے ان حرام نصیبوں کو سبق لینا چاہئے جن کے یہ عقائد ہیں کہ

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

نبی کریمؐ میں مل جاتا ہے معاذ اللہ ایسے برے اور غلیظ عقیدے سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کی پناہ۔

### خویش واقارب

اُمّ المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے تین بھائی اور آپ کے علاوہ دو بہنیں تھیں بھائیوں کے نام یہ ہیں (۱) حضرت عبداللہ بن جحش (۲) ابو احمد عبداللہ بن جحش (۳) عبید اللہ بن جحش جب کہ بہنوں کے نام (۱) اُمّ حبیب بنت جحش (۲) حمنہ بنت جحش حضرت عبداللہ بن جحش کا ذکر پہلے گزر چکا ہے جب کہ دوسرے برادر ابو احمد آنکھوں سے نابینا تھے دونوں ہجرت میں فرمائیں آپ کی وفات اُمّ المؤمنین سیدہ زینب کے وصال کے بعد ہوئی خیال رہے آپ شاعر بھی تھے۔

سیدہ کے تیسرے بھائی عبید اللہ بن جحش نے اسلام قبول کیا پھر اسلام سے انحراف کر کے مرتد ہو گیا (معاذ اللہ) حضرت اُمّ حبیب رضی اللہ عنہا اس کی زوجیت میں تھیں اللہ نے سیدہ کو اپنے حبیب کے نکاح کا شرف بخشا (الاصابہ ج ۸ ص ۱۲۰) اُمّ المؤمنین کی بہنوں میں سے اُمّ حبیبہ حضرت عبدالرحمن بن عوف کی زوجیت میں تھیں ان کا نام زینب تھا اور مشہور ام حبیبہ سے تھیں (نزہة القاری شرح بخاری) یعنی میں ہے اُمّ المؤمنین کا نام برہ تھا حضور نے زینب رکھا کیونکہ ان کی بہن زینب ام حبیبہ سے مشہور تھیں (نزہة القاری ج ۲ ص ۲۵۶) جب کہ حضرت حمنہ مصعب بن عمیر کے عقد میں تھیں خیال رہے کہ یہ وہی حضرت حمنہ ہیں جو کہ حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگانے والوں میں شریک تھیں مدارج شریف میں ہے کہ ان کو حد قذف لگائی گئی نزہة القاری میں ہے کہ آپ جنگ احد میں شریک تھیں پانی پلاتیں زخمیوں کو اٹھالاتیں علاج کرتیں حضرت مصعب کی شہادت کے بعد حضرت طلحہ بن عبید اللہ

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

رضی اللہ عنہ کے عقد میں آئیں جن سے محمد سجاد اور عمر تولد ہوئے حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ان کو خیر کی پیداوار سے تین وسق دیئے تھے بہن (حضرت زینب) کی حمایت میں ان سے لغزش ہوئی اور طبیعت میں جوش تھا اس لئے حد سے بڑھ گئیں۔ (جلد ششم)

## اُمّ المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بھتیجے محمد بن حش

ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے آپ حضرت عبد اللہ بن حش کے صاحبزادے اور اُمّ المؤمنین سیدہ زینب کے بھتیجے ہیں مگر اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں آپ کے والدین دونوں کو شرف صحابیت حاصل ہے والدہ کا نام فاطمہ بنت ابی عیشہ تھا والد یعنی حضرت عبد اللہ بن حش جنگ احد میں شہید ہوئے شہادت کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ و سلم سے ان (بچوں) کے بارے میں وصیت کر گئے تھے حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ان کے لئے خیر میں زمین خریدی اور مدینہ طیبہ سوق الرقیق میں ایک گھر عطا فرمایا بدر میں جو مہاجرین شریک تھے ان کے صاحبزادگان کے لئے حضرت عمر نے چار ہزار وظیفہ مقرر فرمایا تھا یہ بھی ان میں سے تھے ہجرت سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئے اپنے والد کے ساتھ دونوں ہجرتوں میں ساتھ رہے۔

(نزہة القاری جلد دوم صفحہ ۳۲۸)

## حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

آپ کا نام زید کنیت ابو اسامہ جب کہ لقب حبیب رسول والد کا نام حارثہ اور والدہ کا نام سعدی بنت ثعلبہ تھا اسد الغابہ میں سلسلہ نسب یوں بیان کیا گیا ہے زید بن حارثہ بن شراحیل بن کعب بن عبد العزی بن امراء القیس بن النعمان بن عامر بن وڈ بن عوف بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن ویزہ بن ثعلبہ بن حلوان بن عمران بن لخاف بن قضاع۔

## المعروف بہ مومنوں کی مقدس مائیں

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی والدہ سعدی بنت ثعلبہ قبیلہ بنی معن سے تھیں ایک دفعہ اپنی قوم سے ملنے جا رہی تھیں کہ بنی قین نے حملہ کر کے حضرت زید کو اغوا کر لیا اس وقت آپ کی عمر آٹھ سال تھی بازار عکاظ میں جہاں غلاموں کی خرید و فروخت ہوتی تھی حکیم بن حزام ابن خویلد کے ہاتھ فروخت کر دیا حکیم بن حزام نے حضرت زید کو اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ اُمّ المؤمنین کو ہبہ کر دیا جب سیدہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے حوالہ عقد میں آئیں تو آپ نے زید کو حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں بخش دیا حضرت زید کی گمشدگی کی اطلاع سے آپ کے والد نڈھال ہو گئے وہ بازاروں، شہروں، میلوں میں جاتے اور اپنے جگر پارہ کی کھوج لگاتے جو کوئی ملتا اس سے اپنے نور نظر کا پتہ پوچھتے ان کے فراق سے والد کی آنکھوں میں اشکوں کا سیلاب امنڈتا رہتا اور یہ اشعار پڑھتے پھرتے

۱. بکیت علی زید ولم ادر ما فعل
- احیٰ یرجی ام اتی دونہ الاجل
۲. فواللہ ما ادری وان کنت سائلا
- اغالک سهل الارض ام غالک الجبل
۳. فیالیت شعری لک الدھر رجعة
- فحسبی من الدنیا رجوعک الی بجل
۴. تذکر نیہ الشمس عند طلوعها
- وتعرض ذکرہ اذا قاربہ الطفل
۵. وان هبت الارواح ہیجن ذکرہ
- فیاطول ما حزنی علیہ ویاوجل

۶. ساعمل نص العیس فی الارض جاہدا  
 ولا اسام التطوف اوتسام الابل  
 ۷. حیاتی اوتاتی علی منیتی  
 • وکل امبرء فان وان غرالامل  
 ۸. ساوصی بہ قیسا وعمرا کلیہما  
 واوصی یزیدا ثم من بعدہ جبل

ترجمہ:

- ۱۔ میں نے زید پر آنسو بہائے لیکن مجھے معلوم نہیں کہ وہ کیا ہوا آیا زید زندہ ہے کہ جس کی امید کی جائے یا موت نے اسے آغوش میں لے لیا۔
- ۲۔ قسم بخدا میں نہ جاننے کے باوجود پوچھتا ہوں کہ کیا تجھے نرم زمین نکل گئی یا پہاڑ کھا گیا۔
- ۳۔ ہائے کاش مجھے یہ شعور ہوتا کہ زمانہ تجھے واپس کر دے گا پس تیرا واپس آنا ہی میرے لیے دنیا میں کافی ہے۔
- ۴۔ آفتاب اپنے طلوع ہونے کے وقت زید کی یاد دلاتا ہے اور غروب کا وقت جب قریب ہوتا ہے تو اس کی یاد چھیڑ دیتا ہے۔
- ۵۔ آہ ہواؤں کے جھونکے اس کی یاد تازہ کرتے ہیں وائے نصیب کیا ہی مجھ پر اس کا رنج و غم زیادہ ہوتا ہے۔
- ۶۔ عنقریب میں اونٹ کی طرح چل کر پوری زمین چھان ماروں گا اور زمین کے گوشہ گوشہ میں چکر لگانے سے نہیں تھکوں گا یہاں تک کہ اونٹ تھک ہار جائے۔
- ۷۔ میری زندگی باقی رہے یا مجھے موت آئے اور ہر آدمی فانی ہے اگرچہ امید اسے دھوکہ

۸۔ تو عنقریب میں قیس اور عمر دونوں کو زید کی جستجو کی وصیت کروں گا اور زید کو پھر ان کے بعد جبل کو بھی۔

ان اشعار سے حضرت زید کے والد کی فراق کی وجہ سے حالتِ غم کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے لختِ جگر کی فرقت میں غمِ عالم سے کس قدر نڈھال ہو چکے تھے نیز انہوں نے اس بات کا ارادہ مصمم کر لیا تھا کہ اگر میں اپنے جگر پارہ کی تلاش کرنے کے باوجود محروم رہا تو میرے بیٹوں جبلہ بن حارثہ اور زید بن کعب بن شراحیل (آپ کے اخیافی بھائی) کو وصیت ہے کہ میرے مرنے کے بعد وہ غافل نہ بیٹھیں بلکہ زید کی جستجو میں لگے رہیں اتفاقاً ایک سال اسی قوم کے چند اشخاص مکہ آئے انہوں نے حضرت زید کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور آپ کو ان کے والد کا رنج و غم اور ان کی اضطرابی کیفیت کی داستان سنائی اس پر آپ نے ان کو کہا کہ میرے والد کو یہ اشعار سنا دینا

۱. احسن الی قومی وان کنت نائیا  
فانی قعید البیت عند المشاعر  
۲. فکفوا من الوجه الذی قد شجا کم  
ولاتعملوا فی الارض نص الاباعر  
۳. فانی بحمد اللہ فی خیر اسرة  
کرام معد کابرا بعد کابر

ترجمہ:

۱۔ میں اپنی قوم سے ملنے کا مشتاق ہوں اگرچہ ان سے دور ہوں اور میں مشعرِ حرام کے پاس



## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

بیت اللہ شریف میں رہتا ہوں۔

۲۔ لہذا اس غم سے باز آ جاؤ جس نے تمہیں نڈھال کر دیا ہے اور زمین میں اونٹوں کی طرح چل کر مجھے مت ڈھونڈو۔

۳۔ اللہ کی حمد و شکر ہے میں قبیلہ معد کے شریف اور عزت والے خاندان میں ہوں جو بہت زیادہ معزز و مکرم ہے۔

جب یہ خبر حضرت زید کے گھر والوں کو پہنچی تو زید کے والد حارثہ اور آپ کے چچا کعب فدیہ لے کر آئے تاکہ زید کو چھڑائیں اس پر حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے حضرت زید کو اختیار دیا کہ وہ اپنے والد کے ساتھ اپنی قوم میں جانا پسند کرتے ہیں یا وہ حضور کی بارگاہ اقدس کو اپنی قوم پر ترجیح دیتے ہیں چونکہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا احسان و کرم و رحمت و شفقت اپنے اوپر دیکھی تھی اس لیے عرض گزار ہوئے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ و سلم پر میرے ماں باپ سارا کنبہ فدا میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم ہی کے قدموں میں رہنا چاہتا ہوں آپ نے مقام حجر میں کھڑے ہو کر فرمایا لوگو گواہ رہنا میں زید کو اپنا بیٹا بناتا ہوں اور وہ میرا متبنی و وارث ہے اور میں اس کا وارث ہوں اسکے بعد لوگوں نے آپ کو زید بن محمد کہنا شروع کر دیا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی ادعوہم لابائہم ہو اقسط عند اللہ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت فرماتے ہیں کہ ان زید بن حارثہ مولیٰ رسول صلی اللہ علیہ و سلم ما کنا ندعوہ الا زید بن محمد حتی نزل القرآن ادعوہم لابائہم (متفق علیہ) یعنی حضرت زید بن حارثہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے غلام ہم انہیں زید بن محمد ہی کہہ کر پکارتے تھے یہاں تک کہ قرآنی آیت نازل ہوئی کہ لوگوں کو ان کے باپوں کے نام سے بلاؤ۔ رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم نے آپ کا نکاح اپنی باندی حضرت ام ایمن کے ساتھ

## المعروف بہ مومنوں کی مقدس مائید

کیا جن سے آپ کے فرزند اسامہ بن زید تولد ہوئے پھر ان کا نکاح خود حضور صلی اللہ علیہ و سلم ہی نے ایک عالی مرتبہ خاتون اپنی پھوپھی زاد بہن ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش سے فرمایا مگر آپس میں سلوک نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے ان کو طلاق دے دی اور پھر سیدہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے حوالہ عقد میں آئیں جیسا کہ ماقبل بیان ہو چکا ہے خیال رہے حضرت زید غزوہ بدر، خندق اور صلح حدیبیہ و خیبر میں شریک رہے آپ تیر انداز صحابہ میں سے تھے جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم غزوہ مریسج میں تشریف لے گئے تو ان کو اپنا خلیفہ بنایا آپ کو حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے سات لشکروں کا امیر مقرر فرمایا قرآن مقدس میں بجز آپ کے کسی صحابی کا نام ذکر نہ کیا گیا البتہ بعض تفاسیر میں یہ بھی ہے کہ آیت کریمہ کطی السجل للکتب میں جل ایک صحابی کا نام ہے واللہ اعلم بالصواب۔ غزوہ موتہ میں آپ کی شہادت واقع ہوئی اس موقع پر بھی آپ امیر تھے۔ (مدارج ج ۲ ص ۸۶۹ مدینہ پبلشنگ کمپنی، مرآة ج ۸ ص ۲۰۹ مکتبہ اسلامیہ، نزہة القاری ج ۲ ص ۲۷، طبقات وغیرہ)

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

نواں باب

تذکرہ اُمّ المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ بنت الحارث بھی حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی ازواج میں سے تھیں آپ کا حقیقی نام بڑہ تھا حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے بدل کر جویریہ رکھا آپ نہایت عبادت گزار اور ذکر و فکر میں مشغول رہتی تھیں (مدارج) آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے۔

جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار بن جیب بن عائد بن مالک بن جذیمہ بن سعد بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو مزریقیا خیال رہے جزیمہ مصطلق چونکہ عمرو ابو خزاعہ ہیں اس لئے آپ خزاعیہ مصطلقیہ ہیں۔ (اسد الغابہ)

• اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ کا خواب

سیدہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں آنے سے قبل میں نے خواب میں دیکھا کہ یثرب کی طرف سے چاند نازل ہوا اور میری گود میں آگرا میں نے یہ واقعہ کسی سے ذکر نہ کیا۔ یہاں تک کہ بنو مصطلق پر حملہ ہوا اور ہم قیدی بنا کر مدینہ لائے گئے تو میرے خواب کی تعبیر یہ ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے مجھے آزاد فرما کر اپنے حوالہ عقد میں لے لیا۔

غزوہ بنی مصطلق

یہ غزوہ ۵ ہجری کو واقع ہوا جس کا سبب یہ تھا کہ حاکم بن ضرار نے بعض قبائل عرب کو دعوت دی کہ اکٹھے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے خلاف جنگ کریں حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے خبر پا کر حضرت بریدہ کو بھیجا تا کہ خبر لائیں جب آپ ان کے پاس گئے تو کہا کہ سننے میں

آیا ہے کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کے خلاف جنگ کی دعوت دے رہے ہو اگر ایسا ہی ہے تو میں تمہاری معاونت کروں گا وہ لوگ یہ سن کر بریدہ کی تکریم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہاں ہمارا جنگ کرنے کا پختہ ارادہ ہے آپ نے کہا تو مجھے اجازت دو کہ میں اپنے آدمی اکٹھے کروں اور رتباری کر کے تمہارے ساتھ آملوں اس بہانہ سے حضرت بریدہ وہاں سے نکل آئے اور حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت اقدس میں حقیقتِ حال بیان کی اس پر حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے لشکر کو تیار فرمایا اور حضرت زید کو مدینہ میں خلیفہ مقرر کیا اور غزوہ کے لئے نکل پڑے مہاجرین کا علم شیر خدا کو دیا پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب کہ انصار کا جھنڈا سعد بن عبادہ کو دیا اس لشکر میں مہاجرین کے تیس ۳۰ جب کہ انصار کے ۲۰ گھوڑے تھے جب یہ خبر حارث کو پہنچی کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم لشکر اسلام کے ساتھ اس طرف آرہے ہیں اس سے بنی المصطلق کے دلوں پر رعب طاری ہوا اور لوگوں کا اجتماع منشر ہو گیا اب حارث کے پاس سوائے بنی المصطلق کے کوئی نہ تھا اس سفر میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ حضرت سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں لشکر اسلام نے چاہ مرسیع پر پڑاؤ ڈالا کفار نے بھی لشکر کو ترتیب دینے کے بعد میدان جنگ میں قدم رکھا حضرت عمر کو حکم دیا گیا کہ وہ کفار پر اسلام پیش کریں لیکن کفار نے اسلام لانے سے انکار کر دیا اس پر لشکر اسلام نے یکبارگی کیسا تھ حملہ فرمایا جس سے مشرکوں کا علمبردار مارا گیا اور انہوں نے شکست کھائی دس افراد مارے گئے باقی تمام مرد و عورتیں بے بیعت بہت سے جانور اور بکریاں مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ اُم المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا بھی انہیں اسیرانِ مصطلق میں سے تھیں۔ (مدارج)

ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا

اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ و سلم

کی زوجیت میں

حضرت عروہ بن زبیر اُمّ المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتی ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے بنو مطلق کی قیدیوں کو تقسیم فرمایا تو سیدہ جویریہ ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ میں آئیں فکاتبہ علی نفسہا تو آپ نے ان سے کتابت کر لی سیدہ فرماتی ہیں کہ کانت امرأة حلوة ملاحہ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا ایک بڑی شیریں، ملیح اور حسن و جمال کی پیکر خاتون تھیں جو کوئی آپ کو دیکھتا تو فدا ہو جاتا فرماتی ہیں کہ میرے دل میں آتش غیرت بھڑکی کہ ایسا نہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم ان سے نکاح فرمائیں اور ایسا ہی ہوا۔

چنانچہ لما دخلت علی رسول صلی اللہ علیہ و سلم قالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم انا جویریة بنت الحارث سید قومہ وقد اصابتنی البلاء..... کہ اے اللہ کے رسول میں جویریہ بنت حارث ہوں جو کہ اپنی قوم کے سردار ہیں اور تحقیق مجھے ایک مصیبت پہنچی ہے کہ ثابت بن قیس کے حوالے کی گئی ہوں اور میں نے ان سے عقد کتابت کیا ہے اور مال ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی ہوں فاعنی علی کتابتی لہذا آپ میری بدل کتاب کی ادائیگی میں مدد فرمائیے نیز میں آپ کی بارگاہ میں مسلمان ہو کر حاضر ہوئی ہوں اشہدان لا الہ الا اللہ و اشہدان محمد رسول اللہ سبحان اللہ اللہ کے رسول نے فرمایا او خیر من ذلک اودی فیک کتابک واتزوجک کہ کیا میں اس سے بہتر تمہارے ساتھ سلوک نہ کروں کہ میں آپ کا بدل کتابت ادا کر کے آپ کو اپنی زوجیت کا شرف بخشوں عرض گزار ہوئیں نعم ہاں حضور پھر حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ایسا ہی فرمایا جب یہ خبر لوگوں کو پہنچی کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کو شرف زوجیت عطا فرمایا ہے

تو انہوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ حرم نبوی کے عزیز واقارب کو قید رکھنا مناسب نہیں ہے فارسلو اما کان فی ایدیہم من بنی المصطلق پس جس کے ہاتھ جو قیدی تھا صحابہ نے سب کو آزاد فرمادیا وقد اعتق مائة اهل بیت من بنی المصطلق اس دن بنوا لمصطلق کے سو قیدی آزاد کئے گئے۔

اُمّ المؤمنین سیدہ صدیقہ مزید فرماتی ہیں کہ فما اعلم امرأة اعظم بركة منها علی قومها کہ میرے علم میں جو یہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر اپنی قوم میں کوئی بھی خیر و برکت والی عورت نہیں ہے خیال رہے سیدہ رضی اللہ عنہا کا حق مہر چار سو درہم مقرر ہوا ایک قول یہ بھی ہے کہ بنی المصطلق کے قیدیوں کی آزادی مہر مقرر ہوا اس وقت آپ کی عمر شریف ۲۰ سال تھی۔ (اسد الغابہ الجزء السابع و المدارج الشریف)

### اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد کا قبول اسلام

آپ کے والد کے اسلام کے بارے میں مروی ہے کہ جب ان کو اپنی جگر کے قیدی بن جانے کی خبر ملی تو اپنے ساتھ بہت سے اونٹوں کو لے کر حضور کی بارگاہ کی طرف روانہ ہوئے لیکن جب مدینہ کے قرب میں پہنچے تو دو اونٹ جو کہ بہت زیادہ محبوب تھے ان کو ایک گھاٹی میں چھوڑ کر چلے گئے اور خیال یہ تھا کہ یہ دونوں اس طرح فدیہ سے بچ جائیں گے تو واپس لے چلوں گا اس کے بعد بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اونٹ پیش خدمت کیئے اس پر حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ دو اونٹ کم ہیں جو کہ فلاں گھاٹی میں چھپا کر آئے ہو یہ سنتے ہی حارث نے کلمہ شہادت و رسالت پڑھا اور مسلمان ہو گئے اور کہا کہ اونٹوں کے بارے میں میرے سوا کسی کو علم نہ تھا اور اگر آپ اللہ کے رسول نہ ہوتے تو اس بات سے مطلع نہ ہوتے۔

ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

## اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی عبادت گزاری

اُمّ المؤمنین بڑی نیک سیرت اچھے اخلاق کی مالک اور عبادت گزار خاتون تھیں رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم کسی روز آپ کے پاس تشریف لائے اس وقت آپ مصلیٰ پر عبادت میں مشغول تھیں پھر حضور صلی اللہ علیہ و سلم وقت چاشت تشریف لے جاتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ آپ وہی تشریف فرما تھیں اس پر حضور نے پوچھا کہ جب میں باہر گیا تھا اس وقت سے اب تک تم اسی حالت میں بیٹھی ہو عرض کی جی ہاں حضور تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا جب میں باہر گیا تھا اس وقت سے لے کر اب تک میں نے چار کلمات پڑھے ہیں جو کچھ تم نے اس وقت تک پڑھا ہے اگر اس سے موازنہ کریں تو یقیناً وہ چار کلمے زیادہ وزنی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

سبحان اللہ و بحمدہ عدد خلقہ و نفسہ و زنة عرشہ و مداد کلماتہ.

گویا حضور فرما رہے ہیں کہ ان کلمات کو بھی اپنے ذکر و اذکار میں شامل کر لیں۔ (مدراج) مسند امام احمد بن حنبل کی روایت میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے سیدہ کو ان کلمات کی تعلیم دی۔

سبحان اللہ عدد خلقہ ثلاث مرات

سبحان اللہ زنة عرشہ ثلاث مرات

سبحان اللہ رضانفسہ ثلاث مرات

سبحان اللہ مداد کلماتہ ثلاث مرات. (ج ۶ ص ۳۳۵)

یعنی ان میں سے ہر ایک کلمہ کو تین تین مرتبہ پڑھیں۔ جب کہ ترمذی شریف کی روایت میں

سبحان اللہ عدد خلقہ ، سبحان اللہ عدد خلقہ سبحان اللہ رضی نفسہ سبحان اللہ رضی

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

نفسه سبحان الله زنة عرشه سبحان الله مداد كلماته سبحان الله مداد كلماته ( قال الترمذی هذا حدیث حسن صحیح واخرجه مسلم ونسائی وابن ماجه ) (والله ورسوله اعلم)

خیال رہے سیدہ سے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا نکاح فرمانا جمعہ کے روز نقل ہے سیدہ روزے دار تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے پوچھا کہ کل روزہ تھا عرض کی نہیں حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا آنے والے کل کو ارادہ روزہ ہے عرض گزار ہوئیں نہیں تو آپ نے فرمایا پھر آج کا روزہ بھی افطار کر لو۔ (بخاری و مدارج)

### مرویات اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا

آپ سے سات احادیث مروی ہیں دو بخاری دو مسلم میں اور باقی دوسری کتب میں ہیں (مدراج) آپ سے روایت کرنے والوں میں سے عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر جیسے جلیل القدر صحابی رسول بھی ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین۔ (اسد الغابہ)

### چند ایک مرویات

۱۔ حضرت ابو ایوب انصاری سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ و سلم آپ کے ہاں جلوہ افروز ہوئے اور اس وقت آپ روزے سے تھیں تو حضور نے فرمایا کہ کیا تم نے کل روزہ رکھا فقالت لا سیدہ نے عرض کی نہیں فرمایا اتریدن ان تصومی غذا کیا تم کل کا روزہ رکھنے کا ارادہ رکھتی ہو عرض گزار ہوئیں لا نہیں حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا فافطری پس افطار کر لو۔

۲۔ اُمّ عثمان سیدہ سے روایت کرتیں ہیں سیدہ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا من لبس ثوب حریر السبه الله ثوبا من النار يوم القيامة کہ



جس نے ریشم کا کپڑا پہنا تو اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آگ کے کپڑے پہنائے گا۔

(رواہما امام احمد بن حنبل)

### سیدہ کا وصال

آپ نے مدینہ منورہ میں ۵۶/۵۰ھ کو رحلت فرمائی اس وقت آپ کی عمر شریف پینسٹھ ۶۵ سال تھی آپ کی نماز جنازہ مروان نے پڑھائی جو کہ حضرت امیر معاویہ کی طرف سے مدینہ منورہ کا حاکم تھا۔ (مدارج)

### اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ کے خویش و اقارب

آپ کے والد گرامی کا تذکرہ گزر چکا عمرو بن حارث اور عبداللہ بن حارث سیدہ کے بھائی جب کہ عمرہ بنت حارث آپ کی بہن ہیں۔

### عمرو بن الحارث

ان کا سلسلہ نسب یہ ہے عمرو بن الحارث بن ابی ضرار بن عائد بن مالک بن جزیمہ انہوں نے اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن مسعود سے روایت لی ہے اسی طرح زینب زوجہ ابن مسعود سے بھی روایت لینے کا قول ہے لیکن اس کے بعد الاصابہ میں فرمایا کہ ابن قطان نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ حضرت زینب زوجہ ابن مسعود سے روایت لینے کے لئے دوسرے عمرو بن الحارث ہیں واللہ ورسولہ اعلم (الاصابہ ج ۳ ص ۵۰۸/۹)

### عبداللہ بن الحارث

ان کا نسب بھی وہی ہے جو کہ عمرو بن الحارث کا ہے یہ بھی اُمّ المؤمنین کے ساتھ قیدی بن کر آئے تھے یا پھر یہ فدیہ لے کر آئے تھے اور راستے میں ایک اونٹ گم کر دیا تھا یہ قول دلالت کرتا ہے

المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

کہ اونٹ والا قصہ آپ کا ہے جب کہ پہلا والا آپ کے والد کی طرف دال ہے واللہ ورسولہ  
اعلم (الاصابہ ج ۴ ص ۴۲)

### عمرہ بنت الحارث

اُمّ المؤمنین کی بہن ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم سے روایت فرماتی ہیں کہ  
آپ نے فرمایا

الدنيا خضرة حلوة فمن اصاب منها من شئ من حله بورك له فيه و  
رُب متخوض في مال الله و مال رسوله له النار يوم القيمة

(الاصابہ ج ۸ ص ۲۴۳)

یعنی دنیا تر و تازہ و میٹھی ہے اگر کوئی شخص اس میں سے حلال حاصل کرے تو اسے برکت دی  
جائے گی اور بہت سے لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے مال میں (نا جائز  
تصرف و طریقے سے) گھسنے والے ہیں تو ان کے لئے قیامت کے دن آگ ہے۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

سوال باب

تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا

آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی ازواج میں سے سیدہ امّ حبیبہ بھی ہیں آپ کی ولادت بعثت سے ۷۱ سال قبل ہوئی آپ کا نام رملہ یا پھر ہند تھا سلسلہ نسب یوں بیان کیا گیا ہے رملہ بنت ابی سفیان بن صحز بن حرب بن امیہ بن عبد شمس الامویہ آپ کی کنیت امّ حبیبہ ہے اور اسی سے آپ زیادہ مشہور ہیں آپ کی والدہ صفیہ بنت ابی العاص بن امیہ ہیں۔

آپ حضرت عثمان بن عفان بن العاص کی پھوپھی حضرت معاویہ کی حقیقی جب کہ حضرت عثمان غنی کی پھوپھی زاد بہن تھیں ابتدائے اسلام میں ایمان لے آئی تھیں اور حبشہ کی طرف دوسری ہجرت کی تھی پہلے آپ عبید اللہ بن جحش کی زوجیت میں تھیں ان کے ہاں ایک لڑکی تولد ہوئی جس کا نام حبیبہ تھا اور اسی سے آپ کی کنیت امّ حبیبہ پڑھ گئی بعد میں عبید اللہ بن جحش مرتد ہو گیا اور دین یہودیت کی طرف راغب ہو گیا اور اب خواب شراب پینے لگا اور اسی حالت میں مر گیا۔

سیدہ کا خواب

اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں کہ رأیت فی المنام کان زوجی عبید اللہ بن جحش باسوء صورة ففزعت فاذا به قد تنصر (الاصابہ) میں نے اپنے شوہر عبید اللہ بن جحش کو بہت بری صورت میں دیکھا تو میں گھبرائی پس وہ منکر عن الاسلام ہو کر نصرانی بن گیا۔

سیدہ کا خواب و نکاح

فرماتی ہیں کہ مجھے ایک خواب میں کوئی آدمی دکھائی دیا جو مجھ کو اُمّ المؤمنین کہہ کر پکار رہا تھا اس سے میں نے تعبیر لی کہ میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی زوجیت میں آؤں

گی۔ (مدارج)

### سیدہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے حملہ عقد میں

چونکہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا قدیم الاسلام خواتین میں سے تھیں اس وجہ سے آپ نے اسلام کی خاطر بہت اذیتیں برداشت فرمائیں حتیٰ کہ آپ نے اپنے سابقہ شوہر کیساتھ حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی لیکن آپ کا شوہر اسلام سے منحرف ہو گیا جیسا کہ ماقبل گزرا اس سب کے باوجود سیدہ صبر و استقامت کا پہاڑ بن کر اپنے اوپر آنے والی ہر آزمائش کو برداشت کرتی رہیں کہ اچانک آپ کی قسمت کے ستارے کو حد درجہ کا عروج ہوا کہ اللہ کے رسول نے اپنی زوجیت میں آپ کو لینے کا ارادہ فرمایا سبحان اللہ اللہ نے اپنے نبی کی زوجیت کے لئے کیسی کیسی زکیہ خواتین کا انتخاب فرمایا کہ جن کی مثال پیش کرنا مشکل ہے چنانچہ سیدہ فرماتی ہیں کہ جب میری عدت گزری تو حضرت نجاشی کی طرف سے حضرت ابرہہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے نکاح کا پیغام لے کر آئی جس کو سیدہ نے نہ صرف قبول فرمایا بلکہ خوشی سے بہت مال و زیورات سے بھی نوازا۔

خیال رہے حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے عمرو بن امیہ فہری رضی اللہ عنہ کو نجاشی کی طرف بھیجا تھا کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو حضرت نجاشی میرا نکاح کا پیغام دیں اور نکاح بھی کریں اس پر حضرت نجاشی نے اپنی کنیز ابرہہ کو سیدہ کی طرف بھیجا جس کو آپ نے بخوشی قبول فرمایا فارسلت الی خالد بن سعید بن العاص بن امیہ فو کلتہ فاعطیت ابرہہ سوارین من فضة اس پر سیدہ نے حضرت خالد بن سعید بن عاص کو اپنا وکیل بنا کر بھیجا اور ابرہہ کو اپنے دو چاندی کے کنگن عطا فرمائے اور حضرت خالد بن سعید بھی ان دنوں حبشہ ہی میں تھے اس کے بعد حضرت نجاشی نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ و دیگر مسلمانوں کی موجودگی

ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

میں خطبہ نکاح پڑھا۔

### خطبہ (اولیٰ) نکاح

اس مسرت و شادمانی کے موقع پر حضرت نجاشی نے جو خطبہ ارشاد فرمایا الاصابہ میں اس طرح بیان فرمایا گیا ہے کہ.....

اما بعد فان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کتب الی ان ازوجہ ام حبیبہ فاجبت وقد اصدقته عنہ اربعمائة دینار.

ترجمہ:- اللہ کی تعریف و ثناء کے بعد بے شک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف لکھا کہ میں آپ کا نکاح ام حبیبہ سے کروں تو ام حبیبہ نے قبول فرمایا اور تحقیق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ام حبیبہ کا حق مہر چار سو دینار ادا کرتا ہوں۔

اس کے بعد حضرت نجاشی نے چار سو درہم ڈال دیئے پھر حضرت خالد بن سعید نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا

### خطبہ ثانی

قد اجبت الی مادعا الیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم وزوجتہ ام حبیبہ .  
ترجمہ:- تحقیق جس بات کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا اس کو میں نے قبول کیا (یا پسند کیا) اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ام حبیبہ کے ساتھ کیا۔  
اس کے بعد آپ نے وہ دینار لے لئے و عمل لہم النجاشی طعاما فاکلوا حضرت نجاشی نے دعوتِ ولیمہ فرمائی اور لوگوں نے کھانا تناول فرمایا۔  
جب کہ مدارج وغیرہ میں خطبہ کے یہ الفاظ ہیں۔

خطبہ نکاح قرأه النجاشی

الحمد لله الملك القدوس السلام المومن المهيمن العزيز الجبار  
اشهدان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله ارسله بالهدى ودين الحق  
ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون.

اما بعد! فقد احببت الى مادعى اليه رسول صلى الله عليه وسلم وقد  
اصدقتها اربعمائة دينار اذها

دیگر روایات

الحمد لله الملك القدوس السلام المومن المهيمن العزيز الجبار  
المتكبر اشهدان لا اله الا الله واشهدان محمدا رسول الله صلى الله عليه وسلم  
وانه الذي بشره عيسى ابن مريم.

اما بعد

فان رسول الله صلى الله عليه وسلم كتب الى ان ازوجه ام حبيبة بنت ابي  
سفيان فاجبت الى مادعا اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد اصدققتها  
اربع مائة دينار.

ترجمہ روایت اولیٰ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو مالک، قدوس، سلامتی دینے والا امن دینے والا ڈرانے والا  
غالب ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا ہے میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک  
محمد اس کے بندہ خاص اور رسول ہیں جن کو اللہ نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ رسول بنا کر

ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

مبعوث فرمایا تاکہ آپ کے دین کو تمام ادیان پر غالب فرمائے اگرچہ مشرک نہ پسند کریں۔

اما بعد!

تحقیق میں نے قبول و پسند کیا اس کو جس کی طرف حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے بلایا

اور میں نے ام حبیبہ کا (حضور کی طرف سے) حق مہر چار سو سونے کے دینا ادا کئے۔

ترجمہ روایت ثانیہ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے مختص ہیں جو کہ مالک، پاک، سلامتی دینے والا، امن عطا فرمانے والا، نگہبان، سب سے غالب، جبار، متکبر ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ و سلم اللہ کے رسول ہیں اور بے شک آپ وہی رسول ہیں جن کی حضرت عیسیٰ ابن مریم نے بشارت دی تھی۔

اما بعد!

بے شک حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے مجھے لکھا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا نکاح ام حبیبہ بیٹی ابوسفیان سے کروں پس انہوں نے اس کو پسند کیا جس کی طرف حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے بلایا اور چار سو دینار میں نے اپنی طرف سے ام حبیبہ کو حق مہر ادا کئے۔

خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے خطبہ کے الفاظ مدارج شریف میں اس طرح ہیں۔

خطبہ نکاح قرءہ خالد بن سعید

الحمد لله احمده واستعينه واستغفر الله واشهد ان لا اله الا الله وحده  
لا شريك له ان محمدا عبده ورسوله ارسله بالهدى ودين الحق ليظهره على  
الدين كله ولو كره المشركون.

اما بعد!

فقد اجبت الی مادعی رسول صلی اللہ علیہ وسلم وزوجتہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان فتبارک اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم  
ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اس کی حمد کرتا ہوں اس کی مدد طلب کرتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے خاص بندے اور اس کے رسول ہیں اللہ نے آپ کو ہدایت اور دین حق کیساتھ بھیجا تا کہ آپ کے دین کو تمام ادیان پر غالب فرمادے اگرچہ یہ مشرکوں کو ناپسندیدہ ہے۔

اما بعد!

تحقیق میں پسند (قبول) کرتا ہوں اس چیز کو جس کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دی لہذا میں نے ام حبیبہ بنت ابوسفیان کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا پس اللہ تبارک و تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے برکتیں نازل فرمائے۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۴۲۷، الاصابہ ج ۸ ص ۱۴۱، مدار ج ۲ ص ۲۵۸ وغیرہ کتب)

ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرا حق مہر مجھ تک پہنچا تو اس میں سے میں نے ابرہہ کنیز کو مزید پچاس دینار دیئے لیکن ابرہہ نے نہ صرف دینار لوٹائے بلکہ جو کچھ میں نے پہلے ان کو عطیہ دیا تھا اسے بھی واپس کر دیا اور کہا کہ بادشاہ نے اسی کی تاکید فرمائی نیز اس وقت تک آپ مسلمان ہو چکی تھیں سیدہ فرماتی ہیں کہ ثم جاء تنی من الغد بعود و ورس وعنبر و زباد کثیر اگلے دن عود، ورس، عنبر، زباد بہت ساری خوشبوئیں لائیں جن کو میں اپنے



ساتھ لے کر حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں آئی بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ ابرہہ عرض گزار ہوئیں کہ میرا سلام حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی بارگاہ میں عرض کرنا نیز یہ بھی بتانا کہ میں آپ کے دین کی پیروی کا رہو چکی ہوں چنانچہ میں نے ابرہہ کا سلام حضور کی بارگاہ میں پہنچایا اور آپ نے اس کا جواب دیا اور یہ ۷/۶ ھ تھی۔

اور پھر حضرت نجاشی نے سیدہ کو شرجیل بن حسنہ کیساتھ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی بارگاہ میں بھیجا۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۱)

### سیدہ کی حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے محبت اور والد پر شدت

امّ المؤمنین کے والد ابوسفیان جو کہ اس وقت مشرف باسلام نہ ہوئے تھے ایک دفعہ تجدید صلح کے لئے مدینہ منورہ میں اپنی صاحبزادی کے گھر پہنچے جب ابوسفیان حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے بستر پر بیٹھنے لگے تو امّ المؤمنین نے فوراً بستر اٹھا لیا اس پر ابوسفیان نے کہا کہ کیا تم نے بستر کو میرے قابل نہ سمجھایا پھر مجھے بستر کے قابل نہ گردانا اس پر امّ المؤمنین نے جواب دیا بل ہو فرماش رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم وانت امرأ نجس مشرک بلکہ وہ تو اللہ کے رسول کا بستر ہے اور تو ناپاک و مشرک ہے اس پر ابوسفیان نے کہا لقد اصابک بعدی شر میرے بعد تو برائی میں مبتلا ہو گئی ہے۔ (الاصابہ)

### پابندی حکم رسول صلی اللہ علیہ و سلم

بخاری کتاب الجنائز میں امام بخاری روایت فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوسفیان کا وصال ہو گیا تو امّ المؤمنین سیدہ امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے تین دن گزرنے پر خوشبو منگوا کر استعمال فرمائی اور فرمایا کہ باوجودیکہ اس کی مجھے حاجت نہ تھی لیکن چونکہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو میں نے فرماتے سنا کہ کسی عورت پر جو کہ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتی ہے جائز نہیں کہ وہ کسی

کی فوتگی پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے البتہ بیوی پر شوہر کے وصال کی صورت میں چار ماہ دس دن سوگ ہے۔ مسند امام احمد میں ہے کہ اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کوئی بھی مسلمان نہیں جو کہ کامل وضو کر کے اللہ کے لئے بارہ رکعت پڑھے اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا فرماتی ہیں جب سے میں نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا یہ ارشاد سنا اس وقت سے ہمیشہ میں بارہ رکعتیں پڑھتی ہوں۔ (ج ۶ ص ۳۲۷)

### آپ کی خیر خواہی

اُمّ المؤمنین نہایت نیک خاتون اور ہمیشہ دوسروں کی خیر خواہ رہتی تھیں جس کا اندازہ بخاری شریف کی روایت سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں عرض گزار ہوئیں کہ اے اللہ کے رسول آپ میری بہن سے نکاح فرمائیں اس پر سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم فرماتے ہیں کہ کیا تمہیں یہ پسند ہے آپ عرض کرتی ہیں کہ میں ایک ہی تو آپ کی زوجہ نہیں ہوں اور میں پسند کرتی ہوں کہ خیر میں میری بہن میری شریک ہو تو حضور نے فرمایا کہ وہ میرے لئے حلال نہیں۔ (بخاری کتاب النکاح)

نیز اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب اُمّ حبیبہ کا وصال کا وقت ہوا تو آپ نے مجھے بلوا کر فرمایا کہ قد یکون بیننا ما یکون بین فتحلیننی من ذلک فحللتها واستغفرت لها یعنی میرے اور آپ کے مابین وہ تعلقات تھے جو سوکنوں کے آپس میں ہوا کرتے ہیں پس آپ اس وجہ سے اپنے حقوق میرے لئے حلال کر دیں مجھے معاف فرمادیں پس میں نے معاف کر دیا اور استغفار کیا اس پر آپ نے فرمایا کہ

سررتنی سرک اللہ کہ آپ نے مجھے خوش فرمایا اللہ آپ کو خوش فرمائے سیدہ فرماتی ہیں اسی طرح آپ نے سیدہ اُمّ سلمہ کو بھی بلوا کر یہی فرمایا (الاصابہ ج ۸ ص ۱۴۲) جس سے

پتہ چلتا ہے کہ آپ بہت ہی پاکیزہ ذات، حمیدہ صفات جو اور عالی ہمت تھیں۔ (مدارج)

### مرویات ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

آپ سے مرویات احادیث کتب متداولہ میں پینسٹھ ۶۵ ہیں جن میں سے دو متفق علیہ ایک تنہا مسلم میں اور باقی دیگر کتب میں ہیں۔ (مدارج)

آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں سے آپ کی صاحبزادی حبیبہ اور بھائی معاویہ اور عتبہ اور آپ کے بھتیجے عبداللہ بن عتبہ بن ابی سفیان کے علاوہ ابوسفیان بن سعید بن مغیرہ بن احنس ثقفی (اور یہ آپ کے بھانجے ہیں) اور صفیہ بنت شیبہ، زینب بنت ام سلمہ عروہ بن زبیر بھی شامل ہیں۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۱۴۲)

### چند ایک روایات

☆۱۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہ نے فرمایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی رفیقہ حیات ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی تو ام المؤمنین نے فرمایا کہ سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم يقول لا یحل لامرأة تو من باللہ والیوم الاخر ان تحد علی میت فوق ثلث الا علی زوج اربعة اشهر وعشرا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو عورت اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اسے جائز نہیں کہ میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے البتہ شوہر پر چار ماہ دس دن سوگ منائے۔ (رواہ البخاری فی کتاب الجنائز)

☆۲۔ حضرت ابوالجراح مولیٰ ام حبیبہ ام المؤمنین سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے مجھ سے حدیث بیان فرمائی کہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول لولا ان اشق علی امتی لامرتهم بالسواک عند کل صلاة کما یتوضئون میں نے اللہ کے

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

رسول صلی اللہ علیہ و سلم کو فرماتے سنا کہ اگر ہم کو اپنی امت کا مشقت میں پڑنا گراں نہ ہوتا تو ہم ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتے جیسا کہ وضو کرتے ہیں۔

(رواہ امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۳۹۵)

☆ ۳۔ عنبہ بن ابی سفیان اُمّ المؤمنین امّ حبیبہ بنت ابی سفیان سے روایت کرتے ہیں کہ

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا من صلی فی یوم وليلة ثنتی عشر سجدة سوی المكتوبة بنی له بیت فی الجنة جس نے دن رات میں بارہ رکعت علاوہ فرض نماز کے نفل پڑھے اس کے لئے جنت میں گھر بنایا گیا ہے۔

(رواہ امام احمد بن حنبل فی مسندہ ج ۶ ص ۳۲۶)

☆ ۴۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہ نے خبر دی کہ امّ حبیبہ بنت ابی سفیان نے انہیں خبر دی کہ

انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم میری بہن ابوسفیان کی بیٹی سے آپ نکاح فرمائیں تو حضور نے فرمایا کہ اوتحیین ذالک کیا تم اس کو پسند کرتی ہو فقلت نعم لست بمخلية واحب من شار کنی فی خیر اختی میں عرض گزار ہوئی جی ہاں آپ کے لئے تنہا میں ہی نہیں ہوں اور میں پسند کرتی ہوں کہ خیر میں میری بہن میری شریک ہو فقال النبی صلی اللہ علیہ و سلم ان ذالک لا یحل لی تو حضور نے فرمایا وہ میرے لئے حلال نہیں۔ (بخاری کتاب النکاح)

## وصال

آپ کے وصال میں علماء کا شدید اختلاف ہے چنانچہ الاصابہ میں ہے کہ ماتت بالمدينة منہ اربع واربعین جزم بذلک ابن سعد و ابو عبید یعنی اُمّ المؤمنین کا وصال مدینہ منورہ میں ۴۴ھ کو ہوا اس پر ابن سعد اور ابو عبید نے جزم فرمایا ہے جب کہ ابن حبان اور ابن قانع

نے ۴۲ھ کا قول کیا اور ابن ابی خيثمہ ۵۹ھ کے قائل ہیں وہو بعيد (الاصابه ج ۸ ص ۱۴۲) شیخ محقق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مدینہ شریف میں ۴۲/۴۰ ہجری میں بقول صحیح آپ کا وصال ہوا تھا۔

دیگر ایک قول یہ بھی ہے کہ اُمّ المؤمنین کی رحلت شام میں ہوئی۔ (مدراج شریف)

### خویش واقارب

### حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ

یہ اُمّ المؤمنین کے والد گرامی القدر ہیں حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے کاتبوں میں ان کا شمار ہوتا ہے ان کے دو فرزند تھے یزید اور معاویہ ابوسفیان کے علاوہ ابوحنظلہ بھی ان کی کنیت ہے واقعہ فیل سے دس سال قبل ولادت ہوئی جب کہ وصال ۳۱/۳۲ ہجری مدینہ میں دور خلافت عثمان ذوالنورین میں ہوا جنت البقیع میں مدفون ہوئے حضرت معاویہ نے نماز جنازہ پڑھائی عمر اٹھاسی یا پھر نوے سے کچھ زائد پائی یہ دور جاہلیت میں سرداران قریش میں سے تھے غزوہ احد اور خندق میں سپہ سالار کفار تھے فتح مکہ کے روز حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا تھا کہ کیا تمہارے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ تم شہادت دو کہ لا الہ الا اللہ تو ابوسفیان چپ ہو رہا اور دوبارہ جب کہا گیا تو اس نے جواباً کہا کہ ابھی تک مجھے یہ یقین نہیں ہوا اور مجھے اس میں شک ہے ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ ابوسفیان کے دل میں آیا کہ وہ کون سی چیز ہے جس کے باعث محمد صلی اللہ علیہ و سلم کو ہم پر غلبہ حاصل ہوتا ہے پس اس نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

روز طائف ان کی آنکھ میں تیر لگا جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ تو یہ خواہش کرتا ہے کہ تمہاری آنکھ کی روشنی کے لئے دعا کروں یا اگر تجھے

جنت طلب ہے تو پھر صبر کرو اس نے کہا مجھے جنت کی خواہش ہے پھر جنگِ یرموک میں دوسری آنکھ بھی ختم ہو گئی۔

### حضرت ہندہ والدہ اُمّ حبیبہ

آپ ہندہ بنت عتبہ ہیں حضرت ابوسفیان کی زوجہ اور اُمّ المؤمنین کی والدہ ہیں اسلام سے مشرف ہونے سے قبل حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو تکلیف دینے میں بہت مشہور تھیں بالخصوص غزوہ احد میں حضرت سید الشہداء کا آپ ہی نے مثلہ کیا تھا چنانچہ جب حضرت وحشی نے آپ کو شہید کیا تو آپ کا سینہ چاک کیا اور کلیجہ نکال کر حضرت ہندہ کو پیش کیا انہوں نے کلیجہ کو کچا چبایا پھر حضرت کی نعش پر آئیں اور چھری سے آپ کے گردے، کان، ناک اور اعضائے نہانی کاٹے اور سب کو ایک دھاگے میں پرو کر اپنے گلے کا ہار بنایا اور اپنا طلائی ہار حضرت وحشی کو انعام میں دیا اور مکہ میں پہنچ کر مزید دس اشرفیاں دینے کا وعدہ کیا اللہ کی شان یہ حضرت ہندہ جو کہ حضرت معاویہ و اُمّ المؤمنین کی والدہ ہیں جس نے آج یہ حرکت کی فتح مکہ کے دن مسلمان ہو گئیں حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ان کو معاف فرمادیا اور عہدِ فاروقی میں اسی ہندہ نے لشکرِ اسلام کیساتھ بڑی خدمات پیش فرمائیں اور بار بار کہتی تھیں کہ میں اپنے پرانے گناہوں کا کفارہ کر رہی ہوں جنگِ قادسیہ و یرموک میں حضرت ہندہ کے کارنامے تا قیامِ قیامت یاد رہیں گے خیال رہے جب فتح مکہ ہوا تو جو خواتین بیعت کی خاطر حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان میں حضرت ہندہ بھی تھیں اور آپ نے اپنے چہرہ پر نقاب ڈالا ہوا تھا جب اسلام قبول کر چکیں تو اپنے منہ سے نقاب ہٹا دیا اور کہنے لگیں کہ میں ہندہ بنت عتبہ ہوں حضور نے فرمایا کہ مسلمان ہو کر آگئی ہو اچھا ہوا ہے پھر حضرت ہندہ نے اپنے گھر جا کر تمام بتوں کو توڑا اور کہنے لگیں کہ ہم یونہی تمہارے غرور اور فریب میں آئے ہوئے تھے پھر دو بکریاں بطور

ہدیہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی بارگاہ میں بھیجیں اور معذرت کی کہ ہمارے پاس بکریاں تھوڑی ہیں اس پر حضور نے دعائے برکت فرمائی تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کی دعا کی برکت سے بکریوں میں بہت اضافہ فرمایا حضرت ہندہ خود کہا کرتی تھیں کہ یہ سب حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی دعا کی برکت ہے۔ (مدارج و تفسیر نعیمی)

### یزید بن ابوسفیان

یہ اُمّ المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی اور حضرت ابوسفیان کے فرزند ہیں ۱۳ھ میں حضرت صدیق اکبر نے ان کو عامل بنایا تھا حضرت فاروق اعظم نے اپنی دورِ خلافت میں بھی حضرت معاذ بن جبل کی رحلت کے بعد ابوسفیان کو اور ان کے وصال کے بعد یزید بن ابوسفیان کو حاکم بنا دیا تھا اور آپ کی رحلت کے بعد حضرت معاویہ کو حاکم مقرر فرمایا تھا ایک روز حضرت یزید بن ابوسفیان نے اپنے پیٹ کی طرف دیکھ کر محسوس کیا کہ یہ پہلے سے بڑا ہو گیا ہے تو درہ (کوڑا) اٹھالیا اور کہا کہ کھال کافر ہو چکی ہے۔ آپ کی وفات ۷ ہجری میں ہوئی۔ (مدارج شریف)

### حضرت معاویہ بن ابوسفیان

آپ اُمّ المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت ابوسفیان کے بیٹے اور جلیل القدر صحابی رسول اور کاتب وحی ہیں آپ کا نام معاویہ کنیت ابو عبد الرحمن ہے آپ کا والد کی طرف سے سلسلہ نسب یوں ہے معاویہ ابن صخر ابن حرب ابن امیہ ابن عبد شمس ابن عبد مناف۔ جب کہ والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے معاویہ ابن ہندہ بنت عتبہ ابن ربیعہ ابن عبد شمس ابن عبد مناف جس سے پتہ چلا کہ آپ والد و والدہ دونوں ہی کی طرف سے پانچویں پشت میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے مل جاتے ہیں اور چونکہ آپ اُمّ المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی ہیں اس لحاظ سے آپ کا حضور سے دوہرا رشتہ ہوا نسبی اور سرالی

بھی ذلک فضل اللہ یؤتیه من یشاء آپ کی ولادت ظہور نبوت سے آٹھ سال پہلے (اندازہً) مکہ میں اور وفات ۶۰ ہجری کو ماہ رجب دمشق میں لقوہ کی بیماری سے ہوئی اس وقت

آپ کی عمر ۷۸ سال تھی۔ (رسالہ مبارکہ امیر معاویہ بتصرف و مدارج شریف)

۷ ہجری کو اسلام قبول فرمایا مگر والدین کے خوف کی وجہ سے اسلام کو مخفی رکھا فتح مکہ کے بعد جب آپ کے والدین اسلام لے آئے تو آپ نے اپنے اسلام کا اظہار فرمایا اور حضور کے ساتھ غزوہ حنین میں شرکت فرمائی سیدنا عبداللہ بن عباس و ابن عمر و ابن زبیر جیسے جلیل القدر صحابہ نے آپ سے احادیث روایت فرمائیں کل مرویات ایک سو تریسٹھ ہیں آپ مجتہدین صحابہ میں سے ہیں چنانچہ امام بخاری نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کی کہ سیدنا عبداللہ ابن عباس سے کہا گیا کہ جناب امیر معاویہ کو کیا ہو گیا کہ وہ ایک رکعت ہی وتر پڑھتے ہیں آپ نے فرمایا وہ ٹھیک کرتے ہیں وہ فقیہ یعنی مجتہد ہیں نیز امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند شریف میں عمر باض بن ساریہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ خدایا معاویہ کو کتاب (قرآن) اور علم حساب عطا فرما اور انہیں عذاب سے بچا ترندی شریف میں عبداللہ ابن ابی عمیرہ مدنی سے روایت کی کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے دعا کی اے اللہ معاویہ کو ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بنا اور ان کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت دے امام ترندی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے آپ خود فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے مجھ سے فرمایا اے معاویہ جب تجھے کسی جگہ کا حاکم بنایا جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل و انصاف پر قائم رہنا مجھے اس وقت سے یقین ہو گیا تھا کہ مجھے حکومت کی ذمہ داری سونپی جائے گی۔ (ازالۃ الخفاء)

تمام علماء و محدثین نے آپ کی ثناء و تعریف بیان فرمائی چنانچہ امام قسطلانی نے فرمایا معاویہ بڑے مناقب اور بڑی خوبیوں والے ہیں امام یافعی نے فرمایا کہ معاویہ حلیم، کریم، عاقل، کامل،



بہت رائے سلیم والے تھے کسی نے عبداللہ ابن مبارک سے پوچھا اے ابو عبدالرحمن معاویہ اور عمر بن عبدالعزیز میں سے کون افضل ہے تو آپ نے فرمایا کہ معاویہ کے گھوڑے کی ناک کا غبار جو حضور کے ساتھ جہاد کے موقع پر واقع ہوا وہ عمر بن عبدالعزیز سے ہزار گنا زیادہ اچھا ہے کیوں نہ ہو کہ معاویہ نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ خیال رہے حضرت عبداللہ ابن مبارک وہ بزرگ ہیں جن کے علم، زہد و تقویٰ اور امانت پر تمام امت متفق ہے اور آپ سے حضرت خضر علیہ السلام ملاقات فرماتے تھے۔ (رسالہ مبارکہ امیر معاویہ)

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین کے زمانہ میں حضرت کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا قتلانا قتلا معاویہ فی الجنة ہمارے اور معاویہ کے مقتولین سب جنتی ہیں نیز آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ اخواننا بغوا علینا یہ لوگ ہمارے بھائی ہیں ہم سے بغاوت کر بیٹھے۔

حضور سیدی علیؑ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ اول ملوک اسلام اور سلطنت محمدیہ کے پہلے بادشاہ ہیں اس کی طرف تورات مقدس میں بھی اشارہ ہے کہ مولدہ بمکہ و مهاجرہ طیبہ و ملکہ بالشام کہ وہ نبی آخر الزماں مکہ میں پیدا ہوگا اور مدینہ کو ہجرت فرمائے گا اور اس کی سلطنت شام میں ہوگی تو امیر معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے مگر اس کی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی۔ (اعتقاد الاحباب)

آپ کی امارت کی مدت ۴۳/۴۴ سال ہے حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں دمشق فتح ہونے کے بعد وہاں کا گورنر آپ کے برادر اکبر یزید ابن ابوسفیان کو مقرر فرمایا ان کے وصال کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق نے حضرت امیر معاویہ کو ان کی جگہ گورنر مقرر فرمایا آپ کے بعد عثمان ذوالنورین نے بھی آپ کو پورے شام کا گورنر بنا دیا تھا۔

اسی طرح خلافتِ حضرت علی اور خلافتِ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے سارا عرصہ بھی حاکم رہے حضرت علی کی شہادت کے بعد حضرت حسن چھ ماہ خلیفہ رہے اگر چاروں خلفاء کی خلافت جمع کی جائے تو ساڑھے اسی سال بنتے ہیں پھر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھ ماہ کا عرصہ بھی مل جائے تو کل مدت تیس سال ہو جاتی ہے جو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے عین مطابق خلافتِ راشدہ کی کل مدت ہے کیونکہ حضور کا ارشاد ہے کہ میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی پھر ملوکیت ہو جائے گی (مدارج شریف و فضائل صحابہ و اہل بیت) خیال رہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ بعد حضرت معاویہ سے چند شرائط پر صلح فرما کر حکومت ان کے سپرد فرمادی تو یوں آپ کی امارت مستقل ہو گئی۔

(مدارج)

تنبیہ

صحابہ کرام کے باہم جو واقعات ہوئے ان پر اپنی رائے دینا یا کسی کو قصور وار بتانا سخت حرام ہے ہمیں تو یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ سب کے سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جاٹار تھے غلام اور شرف صحابیت سے مشرف تھے حضور صدر الشریعہ بہار شریعت میں فرماتے ہیں کہ امیر معاویہ پر معاذ اللہ طعن وغیرہ کرنے والا حقیقتاً حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ بلکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ اللہ عزوجل پر طعن کرتا ہے۔ (بہار شریعت)

اعتقاد الاحباب میں حضور سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں جو حضرت معاویہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے نیز صدر الشریعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی صحابی کے ساتھ سوء عقیدت بد مذہبی و گمراہی اور استحقاق جہنم ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغض ہے ایسا شخص رافضی ہے اگر چہ چاروں خلفاء کو مانے اور

اپنے آپ کو سنی کہے مثلاً حضرت معاویہ اور ان کے والد ماجد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ حضرت ہندہ اسی طرح حضرت سیدنا عمرو بن عاص حضرت مغیرہ بن شعبہ و حضرت ابو موسیٰ اشعری حتیٰ کہ حضرت وحشی (جنہوں نے قبل اسلام حضرت حمزہ کو شہید کیا) اور بعد اسلام انہیں الناس خبیثہ مسلمہ کذاب ملعون کو واصل جہنم کیا ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی تبرا ہے اور اس کا قائل (کہنے والا) رافضی یہ اگرچہ حضرات شیخین کی توہین کی مثل نہیں ہو سکتی کہ ان کی توہین بلکہ ان کی خلافت سے انکار فقہائے کرام کے نزدیک کفر ہے۔ (بہار شریعت)

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چونکہ ان حضرات کے مناقب و فضائل میں احادیث مروی ہیں اس لیے ان کے حق میں زبان طعن و تشنیع نہیں کھولتے اور انہیں ان کے مراتب پر رکھتے ہیں جو ان کے لئے شرع میں ثابت ہیں ان میں کسی کو کسی پر ہوائے نفس سے فضیلت نہیں دیتے اور ان کے مشاجرات میں دخل اندازی کو حرام جانتے ہیں اور ان کے اختلاف کو امام ابوحنیفہ و امام شافعی جیسا اختلاف سمجھتے ہیں ہم اہلسنت کے نزدیک ان میں سے کسی صحابی پر بھی طعن جائز نہیں ہے چہ جائیکہ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ رفیع میں طعن کریں خدا کی قسم یہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ و سلم کی جناب میں گستاخی ہے۔

(اعتقاد الاحباب)

نیز فرمایا

اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے ارشادات سے (ہم اہل سنت نے) اتنا یقین کر لیا کہ سب (صحابہ کرام) اچھے اور عادل و ثقہ، تقی، نقی ابرار ہیں اور ان (کی آپس میں مشاجرات وغیرہ کی) تفصیل پر نظر گمراہ کرنے والی ہے۔ (اعتقاد الاحباب)

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ کوئی صحابی فاسق یا فاجر نہیں سارے صحابہ متقی پر ہیزگار ہیں کیونکہ

قرآن کریم نے ان سب کے عادل و متقی ہونے کی گواہی دی اور ان سے مغفرت و جنت کا وعدہ فرمایا چنانچہ فرمایا والزمہم کلمۃ التقوی و کانوا احق بہا و اہلہا اللہ نے پرہیزگاری کا کلمہ ان سے لازم کر دیا اور وہ اس کے مستحق تھے۔

ان الذین یغضون اصواتہم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبہم للتقویٰ جو لوگ اپنی آوازیں اللہ کے رسول کے حضور صلی اللہ علیہ و سلم میں پست رکھتے ہیں یہی وہ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا۔

اولئک مبرؤن مما یقولون لہم مغفرة و رزق کریم یہ ان الزاموں سے بری ہیں جو لوگ کہتے ہیں ان کے لئے بخشش ہے اور اچھی روزی۔

و کلا وعد اللہ الحسنی اور سارے صحابہ سے اللہ نے جنت کا وعدہ فرمایا۔

اولئک ہم الصدقون یہ صحابہ سب سچے ہیں۔

رضی اللہ عنہم و رضو عنہ اللہ ان سے راضی یہ اللہ سے راضی ہیں

و کرہ الیکم الکفر و الفسوق و العصیان اللہ نے تمہارے دلوں میں کفر، فسق

اور گناہوں سے نفرت ڈال دی۔ (رسالۃ مبارکہ امیر معاویہ)

اولئک عنہا مبعدون وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔

لا یسمعون حسیسہا وہ جہنم کی بھنک تک نہ سنیں گے۔

وہم فی ما اشتہت انفسہم خلدون وہ ہمیشہ اپنی من مانی، جی بھاتی مرادوں میں

رہیں گے۔

لا یحزنہم الفزع الاکبر قیامت کی سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی۔

تتلقہم الملائکۃ فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔

ہذا یومکم الذی توعدون یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل فرماتا ہے جو کسی  
صحابی پر طعن کرے وہ اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔ (اعتقاد الاحباب)

### حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصیت

آپ کے پاس حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی مبارک چادر اور قمیص اور کچھ موئے  
مقدس اور چند ناخن شریف بھی تھے آپ کی وصیت تھی کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی  
قمیص پہنائیں چادر میں لپیٹیں اور ان کی ازار مبارک اوپر دے کر کفنا یا جائے اور میرے سینہ میری  
ناک اور سجدہ گاہوں میں موئے مبارک ناخن مبارک رکھے جائیں پھر ارحم الراحمین کے  
حوالے کر دیں۔ (مدراج شریف و اسد الغابہ)

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

گیارہواں باب

تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا

اُمّ المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا مدینہ کے باشندے یہودیوں کے مشہور قبیلہ بنی نضیر کے سردار حنی بن اخطب کی بیٹی تھیں آپ حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھیں اور سیدہ کا باپ بنو قریظہ کیساتھ قتل ہوا آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے

صفیہ بنت حنی بن اخطب بن سعۃ بن ثعلبہ بن عبید بن کعب بن ابی حبیب (الاصابہ ج ۸ ص ۲۱۰) اسی طرح یہ سلسلہ حضرت ہارون بن عمران علیہ السلام تک پہنچتا ہے جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے برادر ہیں سیدہ کی والدہ کا تعلق قبیلہ قریظہ سے تھا۔

سلام بن مشکم کے نکاح میں

اُمّ المؤمنین کا پہلے نکاح سلام بن مشکم سے ہوا پھر کنانہ ابن ابی الحقیق سے ہوا کنانہ خیبر میں مارا گیا۔ (نزہۃ القاری و مدارج)

سیدہ کا خواب

حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی زوجیت میں آنے سے قبل سیدہ نے ایک خواب دیکھا تھا کہ چاند آپ کی گود مبارک میں آ گیا ہے تو جب آپ نے اس کا تذکرہ اپنی والدہ سے کیا فلطمت وجہہا تو اس نے آپ کے چہرہ پر تھپڑا مارا اور کہا انک لتمدین عنقک الی ان تکون عند ملک العرب یعنی تو گردن اٹھاتی ہے کہ شہنشاہ عرب کی تو ملک ہو جائے سیدہ کو آپ کی والدہ نے اس زور سے تھپڑا مارا تھا جس کا نشان آپ کے رخسار پر پڑ گیا اور جب سیدہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں تو اس موقع پر حضور نے اس بارے پوچھا

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

تو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو واقعہ بتایا۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۲۱۰)

دیگر ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب سیدہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ کے چہرے میں ایک نشان دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے پوچھنے پر عرض گزار ہوئیں کہ ایک روز میں اپنے خاوند کی گود میں سر رکھے آرام کر رہی تھی کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ چاند میری گود میں آ پڑا جب میں نے اپنے خاوند کو خواب سنایا تو اس نے مجھے اس زور سے تھپڑ مارا کہ جس کا نشان پڑ گیا اور کہنے لگا کہ یثرب کے بادشاہ کی آرزو کرتی ہو جب کہ ایک روایت میں خواب باپ کو سنانے کا بھی ذکر ہے۔

## حسن و جمال کی پیکر

سیدہ حسن و جمال میں یکتا علم و فضل بھی یگانہ اور تحمل و بردباری میں بے مثل تھیں جب آپ مدینہ طیبہ آئیں تو آپ کا شہرہ سن کر عورتیں زیارت کے لئے گئیں اُم المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کو دیکھنے تشریف لے گئیں جب واپس آئیں تو حضور نے پوچھا کیسی ہے آپ نے جواب دیا یہودیہ ہے فرمایا یہودیہ مت کہو۔

فانہا اسلمت و حسن اسلامها کیوں کہ وہ اسلام لے آئی ہیں اور ان کا اسلام بہت

اچھا ہے۔ (نزہة القاری ج ۲ ص ۲۵۷ و الاصابہ)

## اعزاز صفیہ رضی اللہ عنہا

اُم المؤمنین سیدہ صدیقہ و اُم المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہا کرتیں تھیں آپ سے ہم حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی بارگاہ میں زیادہ معزز ہیں کیونکہ ہم حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی بیویاں اور آپ کے چچا کی صاحبزادیاں ہیں جب یہ بات سیدہ صفیہ کو پہنچی تو آپ رونے لگیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے

## المعروف بہ مومنوں کی مقدس مائیں

وجہ دریافت فرمائی تو عرض گزار ہوئیں کہ حضور عائشہ اور حفصہ میرے پاس آتی ہیں اور مجھے کہتی ہیں کہ ہم صفیہ سے بہتر ہیں کیونکہ ہم حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے نسبِ عالی سے ہیں اس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: الاقلت و کیف تکونان خیرا منی و زوجی محمد و ابی ہارون و عمی موسیٰ کہ آپ ان کو یہ کیوں نہیں کہہ دیتی ہو کہ تم دونوں مجھ سے بہتر کیسے ہو جب کہ میرے شوہر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم میرے والد ہارون علیہ السلام اور میرے چچا موسیٰ علیہ السلام ہیں۔

(الاصابہ ، مدارج ، نزہة القاری ، ترمذی)

## سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا رشک

اُم المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا پر رشک کیا کرتی تھیں ایک روز آپ نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں سیدہ کی مذمت میں کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو تو صفیہ ہی کافی ہیں وہ یوں ہیں اور یوں ہیں اس پر سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا عائشہ تم نے وہ بات کہی ہے اگر اسے دریا میں ڈالیں تو اس کا بھی رنگ تبدیل ہو جائے۔ (سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۲۰ ، مدارج)

## سیدہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے عقد نکاح میں

فتح خیبر کے بعد جب مالِ غنیمت اکٹھا کیا گیا تو اسیرانِ خیبر میں سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں ابھی نئی نئی شادی شدہ جب کہ عمر سترہ سال تھی آپ کنانہ بن ابی الحقیق کی زوجیت میں تھیں وہ اور سیدہ کا والد دونوں اور ان کے علاوہ خاندان کے کئی افراد مارے گئے علاوہ ازیں کئی قیدی ہوئے حضرت صفیہ بطورِ غنیمت حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئیں اس پر لوگوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم صفیہ حسین و خوبصورت ہے اور اپنے قبیلہ کے



سردار کی بیٹی ہیں اور حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل میں سے ہیں اس لئے ان کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مختص ہونا موزوں و مناسب ہے کیونکہ صحابہ میں وحیہ جیسے اور بہت ہیں لیکن غنیمت میں صفیہ جیسی کم ہیں اگر وہ وحیہ کے لئے مختص کی گئیں تو کئی صحابہ کی دل آزاری کا باعث ہوگا پس مصلحت اسی میں ہے کہ سیدہ کو واپس کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے مختص فرمائیں اس پر حضور نے حضرت وحیہ کو فرمایا کہ تم دیگر باندیوں میں سے کوئی لے لو ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ کی چچیری حضرت وحیہ کو دے دی گئی جب کہ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سات باندیوں کے عوض حضرت وحیہ رضی اللہ عنہ سے خرید پھر حضور نے سیدہ کو آزاد فرما کر اپنی زوجیت کا شرف بخشا جب منزل صحباء پر آئے تو آپ نے سیدہ سے زفاف فرمایا اور حضرت انس کو حکم دیا کہ جو لوگ بھی ملیں انہیں صفیہ کے ولیمہ کے لئے دعوت دو۔ (مدراج)

### اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کا ولیمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو قلعہ خیبر فتح کروا دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے حسن کا ذکر ہوا جن کا خاوند لڑائی میں مارا گیا تھا اور آپ ابھی تک عروسی لباس میں تھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنی زوجیت کے لئے پسند کیا پس انہیں لے کر چل دیئے یہاں تک کہ ہم سب صحباء کے مقام پر پہنچے تو وہ آپ کے لئے حلال ہو گئیں پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ کو خلوت کا شرف عطا فرمایا پھر ایک چھوٹے سے دسترخوان پر مالیدہ رکھ دیا گیا اور مجھے فرمایا کہ اپنے ارد گرد جو حضرات تمہیں ملیں انہیں بااوفکانت تلک ولیمتہ علی صفیہ یہی حضرت صفیہ کا ولیمہ تھا۔ (بخاری شریف کتاب المغازی)

ایک دوسری روایت میں فرمایا کہ حضور نے واپسی پر خیبر اور مدینہ کے مابین تین رات قیام فرمایا اور حضور کے ولیمہ کے لئے میں نے لوگوں کو مدعو کیا و ماکان فیہا من خبز ولا لحم کہ دعوت ولیمہ میں روٹی اور گوشت وغیرہ کی قسم کی کوئی چیز نہ تھی بلکہ یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے حضرت بلال کو دسترخوان بچھانے کا حکم دیا اور وہ بچھایا گیا فالقی علیہ التمر والاقط والسمن پھر اس پر کھجوریں پیڑ اور کچھ گھی رکھ دیا گیا پس لوگ آپس میں کہنے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے صفیہ کو امہات المؤمنین میں شامل فرمایا ہے یا پھر کنیر بنا کر رکھا ہے پھر کہنے لگے کہ امہات المؤمنین میں داخل فرمایا گیا ہوگا تو سیدہ کو پردہ کروایا جائے گا اور اگر صفیہ نے پردہ نہ کیا تو معلوم ہو جائے گا کہ کنیر بنا کر رکھا ہے فلما ارتحل و طألھا خلفہ و مد الحجاب کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم جب سوار ہوئے تو حضرت صفیہ کو اپنے پیچھے بٹھالیا اور آپ پر پردہ ڈال دیا۔ (بخاری کتاب المغازی)

علماء فرماتے ہیں کہ ایک بار اونٹ کو ٹھوکر لگی تو حضرت اُم المؤمنین زین پر آ رہیں پھر بھی سیدہ پر کسی نظر کی نہ پڑی اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے سیدہ کا پردہ درست فرمایا ایک مرتبہ دوران سفر سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ تھک کر رہ گیا حضور نے حضرت زینب کو فرمایا کہ آپ اپنا اونٹ صفیہ کو دے دو کیونکہ ان کا اونٹ تھک گیا ہے اس پر سیدہ زینب کہنے لگیں کہ میں اس یہودیہ کو اپنی کوئی چیز بھی نہ دوں گی اس پر حضور صلی اللہ علیہ و سلم ناراض ہوئے اور دو تین ماہ تک آپ کو اپنے شرف سے دور رکھا۔

ایک موقع پر سیدہ صفیہ فرماتی ہیں کہ جب میں قیدی بن کر خدمت اقدس میں پیش ہوئی تو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے زیادہ ناپسندیدہ میری نگاہ میں کوئی نہ تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے اعلیٰ کردار اور پاکیزہ اخلاق نے مجھ پر ایسا اثر فرمایا جب میں اٹھی تو حضور

ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

سے زیادہ محبوب اور کوئی میرے لئے نہ تھا۔

## سیدہ کا حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی معیت میں حج

اُم المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت صفیہ کو ایام حج میں مقام منیٰ میں حیض (خواتین کی ماہواری کا خون) آیا جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی بارگاہ میں مسئلہ پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا احابستنا ہی کیا صفیہ ہمیں روکنے والی ہے اس پر صحابہ عرض گزار ہوئے انہا قد افاضت اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم اُم المؤمنین افاضہ فرما چکی ہیں یعنی آپ نے طواف زیارت فرمایا ہے تو حضور نے فرمایا فلا اذا اب ہمیں رکنے کی ضرورت نہیں۔ (ترمذی ج ۱ ص ۱۱۴ مکتبہ ضیاء القرآن ابو داؤد ج ۱ ص ۲۷۴ مطبع مجتہائی پاکستان لاہور) و فی روایۃ امام احمد بن حنبل حاضت صفیہ فذکرت ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال احابستنا هي قلت انها قد افاضت قبل ذلك قال فلا (امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۳۹)

## سیدہ صفیہ کی بردباری

اسحاق بن یسار فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے مخصوص قلعہ بنی ابی الحقیق کو فتح فرمایا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اور آپ کی چچا زاد بہن کو لے کر آئے اور راستے میں آپ ان کو یہودیوں کے مقتولین کے پاس سے لے کر گزرے تو آپ کی چچیری نے اپنے مقتولین کو دیکھا تو اپنے چہرے کو ڈھانپ کر چیختے چلاتے ہوئے سر پر مٹی ڈالنے لگی (لیکن صفیہ نے بڑی بردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کوئی ایسا بے صبری والا عمل نہ کیا) جب ان دونوں کو حضور کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو حضور نے صحابہ کو فرمایا اعتزلوا هذه الشیطانة عنی کہ اس شیطانہ کو مجھ سے دور کر دو اور حضرت صفیہ کو حضور صلی اللہ علیہ و

سلم صلی اللہ علیہ و سلم نے چادر سے ڈھانپ لیا تو یہ معاملہ دیکھ کر صحابہ نے پہچان لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے سیدہ صفیہ کو اپنے لیے چن لیا ہے۔

(الاصابہ ج ۸ ص ۲۱۰)

### سیدہ صفیہ اور حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی رضا جوئی

حضرت اُم المؤمنین خود بیان فرماتی ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنی ازواج کی ساج فرمایا لیکن راستے میں میرا اونٹ بیٹھ گیا اس پر سیدہ نے رونا شروع فرمایا جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو خبر پہنچی تو آپ خود سیدہ کے آنسو پونچھتے تھے سیدہ فرماتی ہیں کہ فجعلت تزدد بکاء وهو ينهها ها حضور صلی اللہ علیہ و سلم مجھ کو رونے سے منع فرماتے اس کے باوجود میرا رونا زیادہ ہوتا جب بہت زیادہ آنسو بہے تو حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے سختی سے منع فرمایا اور لوگوں کو پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا باوجودیکہ آپ کا نزول فرمانے کا ارادہ نہ تھا۔

پس جب قافلہ والوں نے نزول فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے لئے خیمہ لگایا گیا اور آپ اس میں تشریف فرما ہوئے اور وہ میری باری کا دن تھا۔ اب میری سمجھ میں نہ آیا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی بارگاہ میں کیسے حاضری دوں اور مجھ کو خوف تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے قلبِ اٹھر میں میری طرف سے کوئی ناراضگی ہو فرماتی ہیں کہ پھر میں سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں گئی اور جا کر کہا کہ آپ کو اس بات کا علم ہے کہ میں کبھی کسی کو کسی قیمت پر اپنی باری دینے کے لئے تیار نہیں ہوں لیکن میں اپنی باری آپ کو اس طور پر بہہ کرتی ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم مجھ سے رضامند ہو جائیں پھر سیدہ صدیقہ نے اپنی اس چادر کو کہ جس کو زعفران سے رنگا تھا لیا اور اس پر پانی کا چھڑکاؤ فرمایا تاکہ اس کی خوشبو بڑھے اور اوڑھ کر حضور

کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور خیمہ مبارک کا کنارہ اٹھایا تو حضور نے فرمایا مالک یا عائشہ ان ہذا یس بیومک اے عائشہ تمہیں کیا ہوا آج آپ کی باری کا دن نہیں ہے اس پر سیدہ نے ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء پڑھا پھر کوچ کرنے کے وقت حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے حضرت زینب کو فرمایا کہ اپنی سواری صفیہ کو دے دو انہوں نے کہا کہ اس یہودیہ کو میں اپنی چیز نہ دوں گی اس پر حضور صلی اللہ علیہ و سلم سیدہ رضی اللہ عنہا سے ناراض ہوئے اور آپ کو اپنے قرب سے فیض یاب نہ فرمایا حتیٰ کہ محرم و صفر بھی گذر گیا پھر ربیع الاول میں حضور سیدہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف فرما ہوئے۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۳۳۷ ، مدارج)

### حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی سیدہ سے محبت

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کو جہاں دیگر ازواج بالخصوص صدیقہ و حفصہ رضی اللہ عنہما بہت زیادہ محبوب تھیں اسی طرح سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے بھی بہت محبت فرماتے تھے اور آپ موقع بہ موقع آپ کی دلجوئی فرماتے تھے جیسا کہ ماقبل روایتوں میں بھی گزرا اسی طرح ایک دفعہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم مسجد نبوی شریف میں اعتکاف میں تھے کہ سیدہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی زیارت کرنے حاضر ہوئیں اور حضور سے تھوڑی دیر شرف کلام حاصل کیا پھر جب آپ واپس جانے لگیں تو حضور آپ کو دروازے تک چھوڑنے تشریف لے گئے چنانچہ بخاری شریف کتاب الاعتکاف میں امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان صفیة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبرته انها جاءت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تزوره فی اعتکافہ فی عشر الاواخر من رمضان فتحدثت عنده ساعة ثم قامت تنقلب فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم معها

یقلبها حتی اذا بلغت باب المسجد عند باب ام سلمة مرّ رجالان من الانصار  
 فسلما علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لهما النبی صلی اللہ علیہ  
 وسلم علی رسلکما انما صفیة بنت حیّی فقال سبحان اللہ یا رسول اللہ وکبر  
 علیهما فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطان یبلغ من الانسان مبلغ الدم  
 وانی خشیت ان یقذف فی قلوبکما شیئا (الصحيح البخاری ج ۱ ص ۲۷۲)

حضرت صفیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ متحرمہ نے ان کو خبر دی کہ آپ حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے آئیں جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 رمضان کے عشرہ اخیرہ میں مسجد میں معتکف تھے پس سیدہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 تھوڑی دیر گفتگو فرمائی پھر اٹھ کر واپس مڑنے لگیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں  
 واپس کرنے کے لئے آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے جب سیدہ مسجد کے اس دروازے پر پہنچیں  
 جو اُمّ سلمہ کے حجرے کے دروازے کے پاس ہے تو انصار کے دو صاحب (حضرت اسید بن حضیر  
 اور عباد بن بشر) گزرے اور حضور کی بارگاہ میں سلام عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 دونوں کو فرمایا ٹھہرو یہ صفیہ بنت حیّی ہیں پس دونوں صحابہ نے عرض کی سبحان اللہ یا رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم اور ان حضرات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد شاق  
 وگراں گزرا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان کے بدن میں جہاں  
 جہاں خون پہنچنے کی جگہ ہے شیطان بھی پہنچتا ہے اور مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ تمہارے دلوں میں  
 کچھ (بدگمانی) نہ ڈال دے۔ سبحان اللہ اس سے یہ بات بخوبی معلوم کی جاسکتی ہے کہ سیدہ  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر محبوب ہیں کہ آپ کو الوداع فرمانے حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم خود تشریف لائے حتیٰ کہ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

سلم مسجد میں جلوہ افروز تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن حاضر تھیں جب سب چلی گئیں تو حضور نے سیدہ صفیہ سے فرمایا کہ جانے میں جلدی مت کرنا میں تمہیں پہنچا دوں گا خیال رہے بخاری بدء الخلق اور مسند امام احمد میں ہے کہ سیدہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں رات کو حاضر ہوئی تھیں۔

نیز حدیث کے اس جملہ سے کہ ان الشیطان یبلغ من الانسان مبلغ الدم انسان کے جسم میں جہاں جہاں خون پہنچتا ہے شیطان بھی پہنچ جاتا ہے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیطان انسان کو بے قابو کر کے مسلط ہو سکتا ہے جیسا کہ آسیب زدہ افراد میں مشاہدہ ہے اور یہ خود قرآن سے ثابت ہے جیسا کہ فرمایا یتخبطہ الشیطان من المس وہ جسے آسیب نے چھو کر مجبوط بنا دیا ہو (نزہة القاری ج ۵ ص ۱۵۲) پس شیطان انسان کو گمراہ کرنے اور اپنا مطیع کرنے کی قسم کھا چکا ہے چنانچہ نص قرآن ارشاد فرماتی ہے قال لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا ولا ضلنہم ولا منینہم ولا امر نہم فلیتکن اذان الانعام ولا امر نہم فلیغیرن خلق اللہ

بولا (شیطان) قسم ہے میں ضرور تیرے بندوں میں سے کچھ ٹھہرا ہوا حصہ لوں گا قسم ہے میں ضرور سب کو بہکا دوں گا اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان چیرینگے اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے۔

(کنز الایمان سورة النساء)

بایں ہمہ اللہ کے نیک بندوں پر شیطان کا قابو نہیں چنانچہ ارشاد فرمایا ان عبادی لیس لک علیہم سلطان الامن اتبعک من الغوین بے شک میرے (ایمان دار) بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں سوا ان گمراہوں کے جو تیرا ساتھ دیں (کافر جو تیرے مطیع و فرمانبردار ہو جائیں) نیز

شیطان خود بھی کہہ چکا کہ ولا غوینہم اجمعین الاعبادک منہم المخلصین ترجمہ اور ضرور میں ان سب کو (دلوں میں وسوسے ڈال کر) بے راہ کروں گا مگر جو ان میں چنے ہوئے بندے ہیں۔ (کنز الایمان سورۃ الحجر پ ۱۲)

یعنی جنہیں تو نے اپنی توحید و عبادت کے لئے برگزیدہ فرمایا ان پر شیطان کا وسوسہ اور اس کا کید نہ چلے گا۔ (خزائن العرفان)

خیال رہے دورِ ہذا میں جہاں اور بہت سارے فتنوں نے سراٹھایا وہاں ایک فتنہ یہ بھی ہے کہ مرد و عورتوں کا لباس اور ان کی طرح بات چیت حرکات و سکنات و زیب و زینت کرتے ہیں یہ سب اغوائے شیطان میں داخل ہے چنانچہ ولا مرئہم فلیغیرن خلق اللہ اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے (کنز الایمان سورۃ النساء) کے تحت صدر الافاضل خلیفہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مردوں کا عورتوں کی شکل میں زنانہ لباس پہننا عورتوں کی طرح بات چیت اور حرکات کرنا جسم کو گود کر سرمہ یا سیندور وغیرہ جلد میں پیوست کر کے نقش و نگار بنانا بالوں میں بال جوڑ کر بڑی بڑی جٹیں بنانا بھی اس میں داخل ہے۔ (خزائن العرفان)

اس حدیث میں شک کی جگہ سے بچنے اور معاملات کو واضح و صاف رکھنے کی تلقین فرمائی کیوں کہ باوجود اس امر کے کہ صحابہ کرام کے دلوں میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے لئے جس درجہ کے پاک و صاف خیالات ہیں وہ کسی اور کے لیے نہیں ہو سکتے ہیں بایں ہمہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ان دونوں کے سامنے اصل صورت حال واضح فرمادی کہ میرے ساتھ میری زوجہ صفیہ ہیں اس پر دونوں انصاری صاحبان نے سبحان اللہ کہا یعنی تعجب کا اظہار فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے متعلق ہم کسی حالت میں بھی بدگمان نہیں ہو سکتے خیال



## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

رہے سیدنا امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا اگر بالفرض وہ حضور علیہ السلام پر بدگمان ہوتے تو خوف تھا کہ کافر ہو جاتے اس بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں انصاری صاحبان کو معاملہ کی وضاحت فرمادی۔ (فیوض الباری)

اس سے وہ لوگ سبق حاصل کریں جو کہ اپنے آپ کو تہمت کی جگہوں ڈالتے ہیں۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدہ کی دلجوئی فرمانا

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض و وفات کا زمانہ تھا تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا عرض گزار ہوئی انی واللہ یانبی اللہ لوددت ان الذی بک بی کہ اے اللہ کے نبی مجھے یہ محبوب ہے کہ آپ کی بیماری مجھے لگ جائے فغمزن ازواجہ ببصرہن اس پر دیگر ازواج مطہرات نے اپنی آنکھوں سے اشارہ فرمایا حضور کو معلوم ہوا تو ناخوشی کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ واللہ انہا لصادقة قسم بخدا صفیہ اپنے دعویٰ میں سچی ہیں۔

(الاصابہ ج ۸ ص ۲۱۲، مدارج ج ۲ ص ۶۶۱)

## سیدہ کا علم و فضل

امّ المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے تھیں جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے عقل اور کمال درجہ کا علم و فضل عطا فرمایا چنانچہ الاصابہ میں فرمایا کہ کانت صفیة عاقلۃ حلیمۃ فاضلۃ کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بڑی عاقلہ حلیم الطبع اور فضل و ان تھیں۔

(ج ۸ ص ۲۱۱)

یعلیٰ بن حکیم صحیرہ بنت جیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ صحیرہ کہتی ہیں کہ ہم صبح کی نماز کی ادائیگی کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوئیں تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضری

دی تو سیدہ کے پاس چند اور عورتوں کو پایا جو کہ کوفہ سے تعلق رکھتی تھیں وہ عورتیں کہنے لگیں کہ اگر تم چاہو تو آپ لوگ سوال کرو اور ہم سنیں یا ہم سوال کریں اور آپ لوگ سنیں تو ہم نے کہا کہ سلسلن آپ لوگ سوال کریں فسألن عن اشیاء من امر المرأة وزوجها ومن امر الحيض کہتی ہیں کہ ان کو فی عورتوں نے سیدہ سے عورت اور اس کے خاوند کے متعلق اسی طرح حیض کے بارے سوالات کئے پھر ان عورتوں نے سیدہ سے نبیذ جر (ایک خاص قسم کی نبیذ) کے بارے سوال کیا تو سیدہ کہنے لگی کہ اکثر تم علی یا اهل العراق اے عراقیوں نبیذ جر کے بارے تم نے کثرت سے سوالات کئے۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۳۳۷)

اس روایت سے بخوبی وضاحت ہوئی کہ جہاں دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن لوگوں کے مسائل حل فرمایا کرتی تھیں اسی طرح اُمّ المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بھی لوگوں کو فتویٰ دیا کرتی تھیں۔

### مرویات اُمّ المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا

آپ سے دس احادیث روایت ہوئی جن میں سے ایک متفق علیہ اور دوسری دیگر کتب احادیث میں ہیں (مدارج ج ۲ ص ۶۶۱) آپ سے کنانہ (آپ کا غلام) اور دوسرا غلام یزید بن معتب اور امام زین العابدین علی بن حسین اور اسحاق بن عبداللہ بن حارث بن مسلم بن صفوان نے احادیث روایت فرمائی ہیں۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۲۱۲)

### چند ایک روایتیں

۱۔ صھیرہ بنت جیفہ کہتی ہیں کہ ہم سیدہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو میں نے اُمّ المؤمنین سے نبیذ جر کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ حرم رسول صلی اللہ علیہ و سلم نبیذ الجر کہ رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے نبیذ جر کو حرام فرمایا ہے (مسند امام

احمد بن حنبل ج ۲ ص ۳۳۷

۲۔ علی بن حسین (امام زین العابدین) اُمّ المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم حالت اعتکاف میں تھے تو میں رات کو حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی زیارت کرنے آئی اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے بات چیت کی ثم قمت فانقلبت فقام معی یقلبني تو میں واپس پلٹنے کے لئے کھڑی ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ و سلم بھی مجھے واپس کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ (امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۳۳۷)

### سیدہ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کھانا بھیجنا

جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا بلوایوں نے محاصرہ کر لیا تو آپ اپنے غلام کنانہ کیساتھ خچر پر سوار ہو کر چلیں کہ بلوایوں کو واپس کریں۔ اس موقع پر اشتر نے ان کے خچر کے منہ پر مارا تو سیدہ واپس لوٹ آئیں پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ذریعہ کھانا پانی بھیجتی تھیں۔ (نزہة القاری شرح بخاری ج ۲ ص ۲۵۸، الاصابہ ج ۸ ص ۲۱۲)

### اُمّ المؤمنین سیدہ رضی اللہ عنہا کا وصال

آپ کے وصال میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ سیدہ کا وصال ۳۶ ہجری میں ہوا اور اس پر ابن مندہ نے جزم کیا ہے جب کہ اس کو نقل کرنے کے بعد الاصابہ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے کیونکہ اس وقت حضرت امام زین العابدین کی ولادت نہ ہوئی تھی جب کہ آپ کی سیدہ سے سماعت ثابت ہے۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۲۱۲)

حضور سیدنا شیخ محقق محدث دہلوی علیہ الرحمة نے اس قول کے علاوہ ۵۵/۵۲ ہجری کا بھی ذکر فرمایا مزید فرماتے ہیں کہ ایک قول کے مطابق خلافت فاروقی میں رحلت ہوئی۔ سیدنا

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی جنازہ کی نماز پڑھائی۔ (مدارج شریف ج ۲ ص ۲۶۱)

اس کے علاوہ ایک قول ۵۰ ہجری کا بھی ہے جس کے قائل واقدی ہیں الاصابہ میں اس کو اقرب فرمایا گیا

نیز ۵۲ ہجری نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ خلافت معاویہ کا دور تھا۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۲۱۲)

حضور سیدی مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ سیدہ کا وصال ۵۰ ہجری کو رمضان المبارک میں ہوا اور جنت البقیع میں آسودہ ہیں واللہ ورسولہ اعلم (نزہۃ القاری ج ۲ ص ۲۱۲)

### ام المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی وصیت

ام المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو وراثت سے ایک لاکھ درہم ملے تھے اور آپ نے اپنے ایک یہودی بھانجے کے حق وصیت فرمائی تھی کہ ان کو مال میں سے تھائی حصہ دیا جائے جب آپ کا وصال ہوا تو آپ کے ورثاء نے بھانجے کو مال دینے سے انکار کر دیا اس پر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اتقوا اللہ واعطوه کہ تم لوگ اللہ سے ڈرو اور ام المؤمنین کے بھانجے کو اس کا حصہ دے دو۔ (طبقات ج ۸ ص ۱۰۸)

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

## تذکرہ اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بھی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے ہیں۔  
والد کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے۔

میمونہ بنت حارث بن حزن بن نجیر بن ہزم بن رویہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن  
صعہ اہلالیہ۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۲۹۹)

آپ کی والدہ کا نام ہند بنت عوف تھا اور ایک قول کے مطابق آپ قبیلہ کنانہ سے  
تھیں۔ (مدراج شریف ج ۲ ص ۶۶۱)

اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ کا نام بھی پہلے بڑھ تھا فسمہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
میمونہ تو حضور نے آپ کا نام میمونہ رکھا (الاصابہ ج ۸ ص ۳۲۲) یہ یمن بمعنی برکت سے  
ماخوذ ہے (مدراج ایضاً) سیدہ کی والدہ کے جو داماد ہوئے کسی عورت کے نہیں ہوئے کیونکہ ان  
کے داماد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور دوسرے حضرت عباس رضی اللہ عنہ  
کیونکہ سیدہ کی بہن حضرت امّ فضل حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں نیز حضرت  
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی شیر خدا حضرت حمزہ حضرت شداد بن الہاد رضی  
اللہ عنہم سب کے سب حضرت ہند بنت عوف کے داماد بزرگوار تھے حضرت اُمّ المؤمنین میمونہ  
رضی اللہ عنہا کی چار سگی بہنیں اور چار ہی ماں شریک بہنیں تھیں۔

المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

سیدہ میمونہ کی چارسگی بہنیں

۱۔ ام الفضل رضی اللہ عنہا

آپ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں اور جلیل القدر صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس آپ کے شکم مبارک سے ہیں نام لبا بہ بنت حارث تھا حضرت خدیجہ کے بعد پہلے آپ نے اسلام قبول کیا۔

۲۔ لہبۃ الصغریٰ

آپ حضرت خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ عنہ کی والدہ اور ولید بن مغیرہ کی زوجہ تھیں۔

۳۔ عصما بنت حارث

آپ ابی بن خلف کی زوجیت میں تھیں اسلام قبول فرمایا اور آپ کا شمار صحابیات میں ہے۔

۴۔ عرزہ بنت حارث

سیدہ کی چوتھی حقیقی بہن ہیں یہ زیاد بن مالک کے گھر تھیں۔

سیدہ کی ماں شریک بہنیں

۱۔ اسماء بنت عمیس

آپ پہلے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھیں ان سے عبداللہ وعون و محمد رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے جنگ موتہ میں حضرت جعفر کی شہادت کے بعد ان سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نکاح فرمایا اور محمد بن ابی بکر آپ ہی کے شکم سے ہوئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رحلت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زوجیت

ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

میں آگئیں اور ایک فرزند کی ولادت ہوئی جن کا نام یحییٰ تھا۔

۲۔ سلمیٰ بنت عمیس

یہ پہلے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں اور ان کے ہاں ایک صاحبزادی کی ولادت ہوئی جس کا نام امۃ اللہ تھا حضرت سید الشہداء کی شہادت کے بعد شداد بن الحداد نے آپ کو اپنی زوجیت میں لے لیا تھا اور ان سے عبداللہ و عبدالرحمن کی ولادت ہوئی۔

۳۔ سلامہ بنت عمیس

آپ عبداللہ بن کعب کے نکاح میں تھیں۔

۴۔ زینب بنت خزیمہ

آپ بھی ام المؤمنین کی ماں شریک بہن ہیں پہلے آپ عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں آپ کو بھی حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی زوجیت کا شرف حاصل ہے جیسا کہ تفصیلاً گزرا فلیرجع الیہ

سیدہ کا پہلا نکاح

آپ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے نکاح سے قبل ابورہم بن عبدالعزیٰ بن وڈ بن مالک بن مثل بن عامر بن لوی قرشی عامری کی زوجیت میں تھیں اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں ایک قول کے مطابق سجدہ بن ابورہم کے پاس دوسرے قول کے مطابق خویطب بن عبدالعزیٰ جب کہ تیسرے قول کے مطابق فروہ کے نکاح میں تھیں واللہ ورسولہ اعلم

(الاصابہ ج ۸ ص ۳۲۲)

## سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا عقد نبوی میں

اُمّ المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو اپنے عقد میں لے لیا چنانچہ الاصابہ میں ہے ثم تزوج بعد صفیہ میمونہ و كانت عند ابی رهم کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے سیدہ صفیہ کے بعد جناب سیدہ میمونہ سے نکاح فرمایا اور آپ ابو رهم کے نکاح میں تھیں اور ان دنوں ابو رهم کا وصال ہو چکا تھا جیسا کہ اسی اصابہ میں فرمایا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سیدہ کے بارے حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے بیان کیا قال قد تايمت من ابی رهم کہ میمونہ ابو رهم سے بیوہ ہو چکی ہیں یعنی ابو رهم کا انتقال ہو گیا ہے اس پر حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے سیدہ سے نکاح فرمایا۔

خیال رہے سیدہ کے نکاح کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا ذی قعدہ میں ہو یا پھر شوال میں اسی طرح آیا حالت احرام میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے سیدہ سے نکاح فرمایا یا پھر حالت حلال میں چنانچہ الاصابہ میں ہے وتزوجها رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فی ذی القعدة لما اعتمر عمرہ القضية یعنی حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے سیدہ میمونہ سے نکاح ۷ ہجری ذی قعدہ میں عمرہ قضا کے موقع پر فرمایا کیونکہ سیدہ کے چچا زاد بھائی حضرت عباس چونکہ بہت زیادہ متفکر تھے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے گزارش کی تو حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے حضرت جعفر بن ابی طالب کو نکاح کا پیغام دے کر بھیجا تو سیدہ نے قبول فرمایا اور حضرت عباس کو نکاح کرنے کی اجازت بھی دے دی۔

جب کہ یزید بن الاصم کہتے ہیں کہ تزوجها رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم وهو حلال کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے سیدہ سے نکاح حالت حلال میں فرمایا۔



خیال رہے اس کو الاصابہ نے مرسل فرمایا اور اس کی مخالفت حضرت عباس والی روایت بھی فرما رہی ہے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تزوج میمونہ وهو محرم کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ سے نکاح احرام کی حالت میں فرمایا (بخاری باب تزویج المحرم ، مسلم باب تحریم نکاح المحرم و کراهة خبطة) اسی طرح الاصابہ میں ہے قال ابن سعد کانت آخر امرأة تزوجها یعنی ممن دخل بها و ذکر بسند له انه تزوجها فی شوال سنة سبع .

کہ ابن سعد نے کہا کہ سیدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری زوجہ تھیں جن سے آپ نے نکاح فرمایا یعنی دخول سے مشرف فرمایا اور اپنی سند کے ساتھ ذکر فرمایا کہ سیدہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال ۷ ہجری کو نکاح فرمایا اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت حلال میں سیدہ کو عقد نکاح سے شرف بخشا نیز ام المؤمنین سیدہ میمونہ خود فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے مقام سرف میں نکاح فرمایا اس وقت ہم حالت حلال میں تھے۔ (ترمذی ابو داؤد و ابن ماجہ و مسلم و امام احمد بن حنبل)

چونکہ روایتوں میں اختلاف ہے یہی وجہ ہے کہ فقہاء کے مابین اختلاف واقع ہوا کہ حالت احرام میں نکاح جائز ہے یا پھر نہیں حضرت عباس والی حدیث احناف کی دلیل ہے کہ احرام کی حالت میں نکاح صحیح ہے البتہ زفاف ممنوع ہے کیونکہ حاجی جب حلق کر لیتا ہے تو اس کے لئے ہر شئی حلال ہو جاتی ہے یعنی احرام کی حالت میں جو امور ممنوع تھے ان کا کرنا حلال ہو جاتا ہے مگر عورت ابھی بھی حلال نہ ہوگی جیسا کہ ہدایہ میں وقد حل له کل شئی الا النساء یعنی حلق کر لینے سے عورتوں کے سوا حاجی کے لئے ہر شئی حلال ہوگی (ہدایہ اولین ص ۲۷۲ مکتبہ

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

رحمانیہ) اور کچھ آگے جا کر فرمایا کہ وقد حل له النساء یعنی جب طواف زیارت سے فارغ ہو چکا تو اس کے لئے عورتیں بھی حلال ہو گئیں۔

خیال رہے طواف زیارت فرض ہے جب کہ الوداع واجب امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہم کے نزدیک حالت احرام میں نکاح باطل ہے ان حضرات کی دلیل یہ حدیث ہے کہ عمر بن عبید اللہ نے طلحہ بن عمر کا بنت شیبہ بن جبیر سے نکاح کرنے کا ارادہ فرمایا تو امیر حج ابان بن عثمان کے پاس خبر پہنچی کہ وہ مجلس نکاح میں شرکت فرمائیں تو ابان رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے میں نے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ محرم کسی اور کا نکاح نہ کرے نہ خود کرے نہ پیغام نکاح بھیجا جائے۔

(مسلم شریف تحریم نکاح المحرم و کراهة خطبته)

بہر حال سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا نکاح زفاف اور آپ کا وصال سب ایک ہی جگہ پر واقع ہوئے جس کو سرف کہا جاتا ہے اور یہ مکہ مکرمہ سے چند میل مدینہ کی طرف ہے اور وہیں سیدہ کا مقبرہ معظمہ بھی ہے۔ (مدارج شریف بتصرف)

### سیدہ کا اپنے آپ کو حضور پر نثار کرنا

اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو حضور پر نچھا اور نثار کر دیا تھا چنانچہ شیخ محقق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو جس وقت حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی جانب سے پیغام نکاح آیا اس وقت آپ اونٹ پر سوار تھیں تو کہنے لگیں یہ اونٹ اور جو کچھ اس اونٹ پر ہے سب اللہ اور اس کے رسول کا ہے اس موقع پر قرآن کی آیت کا نزول ہوا کہ وامرأة مومنة ان وهبت نفسها للنبي ان اراد النبي ان ينكحها خالصة لك من دون

ترجمہ: اور ایمان والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے یہ خاص تمہارے لئے ہے امت کے لئے نہیں۔ (کنز الایمان)

اس آیت سے پتہ چلا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے لئے ہر وہ مومنہ عورت جو کہ اپنے آپ کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی بارگاہ میں بغیر مہر اور شرط نکاح کے بہہ کر دے بشرطیکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم اس کا ارادہ فرمائیں تو وہ حلال ہے اور خالصہ سے معلوم ہوا کہ نکاح بے مہر خاص رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم ہی کے لئے جائز ہے امت کے لئے نہیں امتیوں پر ہر حال میں مہر واجب خواہ وہ مہر معین نہ کریں جب بھی واجب اور اگر قصد مہر کی نفی ہی کر دیں جب بھی واجب ہوگا۔ (خزائن العرفان بتصرف)

اس آیت سے ان بد نصیبوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کو اپنے جیسا بتاتے ہیں اور سیدھے سادھے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر انہیں گمراہ کرنے کی ناپاک سازشیں کرتے ہیں (اللہ تعالیٰ ہمیں عقائد اہلسنت پر استقامت عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ و سلم)

خیال رہے حضور سیدی صدر الافاضل خلیفہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ تفسیر احمدی کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس آیت میں آئندہ کے حکم کا بیان ہے کیونکہ وقت نزول آیت حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے ازواج میں سے کوئی بھی ایسی نہ تھیں جو بہہ کے ذریعہ سے مشرف بزوجیت ہوئی ہوں اور جن مومنہ بیبیوں نے اپنی جانیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کو نذر کر دیں وہ میمونہ بنت حارث اور خولہ بنت حکیم اور ام شریک اور زینب بنت خزیمہ ہیں۔ (خزائن العرفان)

## المعروف بہ مومنوں کی مقدس مائیں

بہر حال حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی خصوصیت پھر بھی ثابت ہے کیونکہ اختلاف فقط وقت نزول کا ہے۔

### مومنہ بہنیں

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا الاخوات مومنات میمونۃ و ام الفضل و اسماء (الاصابہ ج ۸ ص ۳۲۳)  
یعنی سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام الفضل زوجہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء بنت عمیس ام المؤمنین کی ماں شریک مومن بہنیں ہیں۔

### ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا قرضہ

حضرت سالم رضی اللہ عنہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ سیدہ نے ایک دفعہ قرض لیا تو آپ سے کہا گیا کہ آپ قرض لیتی ہیں جب کہ آپ کے پاس ادائیگی کے لئے مال نہیں ہے تو فرمایا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم يقول ما من احد يستدين دينا يعلم الله انه يريد ادائه الا اداه یعنی میں نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص ادائیگی قرض کے لئے قرض لے تو اللہ تعالیٰ اس کا قرض ادا فرمادے گا۔

### سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اور ایک عورت کی منت

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک عورت بیمار ہوئی تو اس نے منت مانی کہ اے اللہ مجھے شفا دے تو میں لاخر جن فلاصلین فی بیت المقدس جا کر بیت المقدس میں نماز ادا کروں گی اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے شفا دی تو اس نے بیت المقدس جانے کا ارادہ کیا تو سیدہ

میمونہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اپنے بارے میں بتایا تو سیدہ نے فرمایا کہ آپ مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز ادا کر لو کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ صلوة فیہ افضل من الف صلوة فیما سواہ من المساجد الامسجد الکعبۃ کہ اس مسجد میں نماز پڑھنا اس کے علاوہ مسجدوں میں نماز پڑھنے سے ایک ہزار گنا زیادہ ثواب ہے سوائے مسجد حرام کے۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۳۳۳)

### سیدہ اور تبلیغ سنت

جس طرح دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے لوگوں کو مسائل پہنچانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ فرمایا اسی طرح سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و احوال اور دیگر خانگی امور کو ملاحظہ فرمایا اور ان کی تبلیغ فرمائی اور لوگوں کو سنت پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دی چنانچہ آپ کی باندی کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ سیدہ میمونہ نے مجھے حضرت عبداللہ بن عباس کی زوجہ کے پاس بھیجا اور آپ دونوں کے مابین رشتہ داری تھی تو میں نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ کا فراش آپ کے بستر سے جدا اور الگ تھا تو میں نے یہ گمان کیا کہ شاید یہ آپس میں کسی شکر رنجی کی وجہ سے ہے جب میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ میں حالت حیض میں ہوں جب میں حائضہ ہوتی ہوں تو حضرت میرے بستر کے قریب تشریف نہیں لاتے ہیں فرماتی ہیں کہ میں نے سیدہ میمونہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسکا ذکر کیا تو آپ نے مجھ کو واپس بھیجا اور فرمایا کہ ارغبة عن سنة رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ابن عباس کو کہو کہ کیا آپ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے اعراض کرتے ہیں لقد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینام مع المرأة من نساءہ الحائض تحقیق

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم اپنی ازواج میں سے حیض والی کے ساتھ (حالت حیض میں) آرام فرماتے تھے۔ (امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۳۳۲)

### مرویات اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا

اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے ۶۷ احادیث مروی ہیں جن میں سے ۷ متفق علیہ اور ایک صرف بخاری میں باقی تمام دیگر کتب احادیث میں مذکور ہیں آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں سے عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن شداد، عبدالرحمن بن سائب، یزید بن اہم، عطاء بن یسار وغیرہ حضرات ہیں۔

### چند ایک مرویات

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک چوہیا گھی میں گر کر مر گئی تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا خذوها وما حولها فالقوه و کلوه کہ اس چوہیا کو اور اس کے گرد گھی لے کر پھینک دو اور باقی ماندہ گھی کھاؤ۔

(امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۳۲۹)

۲۔ حضرت ابن عباس سیدہ میمونہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ایک ہی برتن سے غسل فرماتے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا الکافر یا کل فی سبعة امعاء والمؤمن یا کل فی معی واحد کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے جب کہ مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے۔

(امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۳۳۵)

۴۔ حضرت ابن عباس اپنی خالہ میمونہ ام المؤمنین سے روایت کرتے ہیں سیدہ نے فرمایا کہ میں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے لئے غسل فرمانے کیلئے پانی رکھا تو حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے غسل جنابت فرمایا جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے غسل فرمایا تو میں نے ایک کپڑا خدمت میں پیش کیا تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے اسے رد فرمادیا۔ (امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۳۳۵)

ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی اخبارِ غیب

خصائص کبریٰ میں یزید بن اسلم سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت میمونہ پر مکہ میں گرانی ہوئی تو فرمایا اخرجونی من مکة فانی لا اموت بها ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اخبرنی ان لا اموت بمكة مجھے مکہ سے لے چلو کیونکہ میں یہاں وصال نہ کروں گی اس لئے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے مجھے بتایا تھا کہ میں مکہ میں نہ مروں گی لہذا اس کے بعد آپ کو لوگ مقام سرف لے گئے اور وہیں آپ کا وصال ہوا۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۵۲ مکتبہ حقانیہ)

ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا وصال

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی رحلت کے بارے میں زیادہ مشہور قول ۵۱ ہجری کا ہے جب کہ ۶۱/۶۲/۶۳ ہجری کے اقوال بھی بیان کئے گئے ہیں آخری قول کے مطابق سیدہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی آخری زوجہ مبارکہ ہیں جنہوں نے سب سے آخر میں وصال پایا تھا بعض علماء کے نزدیک ۳۸ ہجری کو رحلت واقع ہوئی اور یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تھا

حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھائی اور سیدہ کے دیگر بھانجوں کے ساتھ مل کر آپ کو قبر میں اتارا گیا۔

(مدارج شریف ج ۲ ص ۶۶۲)

### خویش واقارب

اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی آٹھوں ہمشیرگان کا ذکر گزرا۔

### حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

سیدہ کے بھانجے اور شاگرد ہیں جبکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے چچا زاد بھائی ہیں والدہ کا نام لبابہ بنت حارث جو کہ اُمّ المؤمنین کی بہن ہیں ہجرت کے تین سال قبل ولادت ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کی عمر تیرہ سال تھی اللہ کے رسول نے آپ کے لئے علم و حکمت کی دعائیں فرمائیں چنانچہ بخاری میں خود فرماتے ہیں کہ ضمنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال اللهم علمه الكتاب یعنی مجھے حضور نے دبوچا اور فرمایا اے اللہ اس کو کتاب کا علم دے (ج ۲ ص ۱۰۸۰) آپ کا لقب حبر الامۃ ہے بڑے حسین و جمیل فقیہ و مجتہد تھے حضرت عمر کے مشیر خاص تھے آخر میں نابینا ہو گئے ۶۸ ہجری کو طائف میں رحلت فرمائی اور اے سال عمر پائی۔ (اکمال)

### عبداللہ بن شداد بن الہاد اللیثی

آپ کی والدہ سلمی بنت عمیس ہیں اُمّ المؤمنین کے بھانجے اور شاگرد ہیں اور آپ نے اُمّ المؤمنین کے علاوہ حضرت ام الفضل، اسماء بنت عمیس، حضرت عمرو علی اور ابن مسعود، معاذ، طلحہ اور حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم وغیرہ سے احادیث روایت فرمائی ہیں جب



کہ آپ سے کبار تابعین میں ربعی بن حراش اور اوساط میں سے طاؤس جب کہ صغار میں سے سعد بن ابراہیم، ابواسحاق شیبانی وغیرہ نے روایات لی ہیں حضرت عبداللہ کبار تابعین اور ثقہ راویوں میں سے ہیں۔ (الاصابہ ج ۵ ص ۱۲)

خیال رہے عبداللہ کے والد شداد بن الہاد نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابن مسعود سے حدیثیں روایت فرمائی ہیں جب کہ آپ سے آپ کے صاحبزادے عبداللہ نے روایت حدیث فرمائی آپ کی زوجیت میں سلمی بنت عمیس تھیں جو کہ اسماء بنت عمیس کی بہن ہیں اور یہ دونوں سیدہ ام المؤمنین کی ماں شریک ہیں۔ (الاصابہ ج ۳ ص ۲۶۹)

### یزید بن الاثم

آپ سیدہ کے بھانجے ہیں ان کی والدہ برزہ بنت حارث ہیں سیدہ سے روایت کرتے ہیں وصال ۱۰۳/۴ھ کو ہوا۔ (اسد الغابہ ج ۵ ص ۲۹۳)

### فضل بن العباس

آپ کی کنیت ابو عبداللہ یا پھر ابو محمد تھی آپ بھی سیدہ کے بھانجے تھے کیونکہ آپ کی والدہ لبابہ بنت حارث سیدہ کی بہن ہیں آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے تھے بہت زیادہ حسین و جمیل تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حنین وغیرہ میں شریک رہے اور حجۃ الوداع میں حضور کی سواری پر آپ کے ردیف تھے وصال ۱۳/۱۸/۱۵ھ کو ہوا اپنے پیچھے ایک بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو چھوڑا جن سے حضرت حسن نے نکاح فرمایا پھر جب آپ دونوں کے درمیان فرقت ہوئی تو حضرت ابو موسیٰ اشعری نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح میں لے لیا تھا۔ (اسد الغابہ ج ۴ ص ۳۸۸)

سیدہ کے غلام

۱۔ عطا بن یسار

آپ کی کنیت ابو محمد ہے اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ کے آزاد کردہ غلام اور شاگرد ہیں مدینہ منورہ کے مشہور تابعین میں سے ہیں چوراسی سال کی عمر میں ۹۷ھ میں وفات پائی۔ (اکمال)

۲۔ سلیمان بن یسار

آپ کی کنیت ابو ایوب ہے یہ بھی اُمّ المؤمنین کے آزاد کردہ غلام ہیں شاگردی کا شرف بھی حاصل فرمایا عظیم الشان تابعی، فقیہ، ثقہ عابد اور پرہیزگار تھے سات فقہاء میں سے تھے آپ نے ۷۳ سال عمر پائی ۱۰۷ھ کو وصال ہوا۔ (اکمال)

۳۔ سلیمان ابن مولی میمونہ

یہ سلمان ابن یسار کے علاوہ ہیں۔ (اکمال)

## مزارات ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن

ازواجِ مطہرات کی اکثریت جنت البقیع میں آرام فرما ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم اکثر راتوں کو بھی جنت البقیع میں تشریف لاکر تین تین دفعہ کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگتے شہر مدینہ طیبہ سے متصل شرقی جانب قلعہ کے باب الجمعہ سے باہر جنت البقیع کا مشہور قبرستان ہے یہ قبرستان جو اہراتِ روحانی کا بے نظیر مخزن اور اسرار الہیہ کا متبرک معدن ہے جنت البقیع اصل میں صاف میدان کو کہتے ہیں یعنی بہشت یا میدانی باغ یہاں غرقہ کے درخت تھے اس لیے اسے بقیع الغرقہ بھی کہتے ہیں غرقہ جنگلی پیلو جیسا درخت ہے تاریخی روایات میں ہے کہ اس متبرک قبرستان میں دس ہزار صحابہ کرام مدفون ہیں حضراتِ امہات المؤمنین سیدہ خدیجہ اور سیدہ

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

میمونہ کے علاوہ باقی (۱) حضرت سودہ بنت زمعہ (۲) حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر (۳) حضرت زینب ام المساکین (۴) حضرت حفصہ بنت عمر فاروق (۵) حضرت ام سلمہ (۶) حضرت زینب بنت جحش (۷) حضرت جویریہ (۸) حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان (۹) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہن یہاں آرام فرما ہیں اور حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا مزار جنت المعلیٰ مکہ معظمہ میں ہے جب کہ حضرت میمونہ کا مزار مقام سرف کے نزدیک مکہ معظمہ میں ہے۔ (انوار البشارۃ مکتبہ رضویہ ص ۱۰۳ و ۱۰۱)

### تنبیہ

اہل بیت المؤمنین ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تعداد میں گیارہ ہیں یہ تمام حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی زوجیت میں آئیں اور ان تمام سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے زفاف بھی فرمایا تھا اور ان میں سے بعض سے اولاد بھی پیدا ہوئی اور حضور کی طاہری حیات طیبہ میں ان میں سے دو (حضرت خدیجہ، سیدہ زینب بنت خزیمہ) نے رحلت فرمائی تھی باقی تمام حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے بعد میں وصال یافتہ ہوئیں کچھ ایسی بھی عورتیں ہیں جن سے نکاح تو فرمایا مگر زفاف نہ فرمایا اور کچھ وہ ہیں جن سے زفاف فرمایا لیکن اس آیت پاک یا ایہا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوة الدنیا وزینتھا (الایۃ) کی رو سے اختیار ملنے پر حضور کے حبلہ نکاح سے نکل گئی تھیں یہ تعداد میں چوبیس یا اس سے زیادہ تھیں۔ (مدارج)

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

تیرہواں باب

اب حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی مقدس باندیوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

مقوقس مصر اور سکندریہ کا حکمران تھا مشہور صحابی حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنا مکتوب گرامی دے کر اس کی طرف بھیجا تھا مقوقس کو جب خط پہنچا تو اس نے بڑا ادب و احترام بجالایا اور حضرت حاطب کو تنہائی میں بلا کر حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی صفات سنیں تو کہنے لگا یہ تو وہی نبی ہیں جن کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی اور کہا کہ میں نے اس نبی کے بارے سوچ لیا ہے اور مجھے علم ہے وہ جس چیز کا حکم دیتے ہیں وہ باعثِ نفرت نہیں اور نہ وہ کسی مرغوب چیز سے ممانعت کرتے ہیں اور مجھے یہ بھی خبر ہو چکی کہ وہ جادو گر نہیں اور نہ ہی آپ جھوٹے ہیں اور ابھی میں مزید غور کر رہا ہوں اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے مکتوب گرامی کو ہاتھی کے دانت کے بنے ہوئے ایک صندوق میں حفاظت سے رکھ لیا اور کاتب کو اپنا مکتوب لکھنے کا حکم دیا جس کا مضمون یہ تھا۔

مضمون خط

محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) بن عبد اللہ کی خدمت میں از مقوقس عظیم القبط

اما بعد!

میں نے آپ کا مکتوب شریف پڑھا اس میں جو لکھا تھا اور جس چیز کی طرف آپ نے بلایا اس کو سمجھ لیا بے شک مجھے معلوم ہے کہ ایک نبی باقی ہے جو خاتم الانبیاء ہوگا میں گمان کرتا ہوں کہ وہ شام میں ہوگا میں نے آپ کے ایلچی کا احترام کیا آپ کی خدمت میں ماریہ اور سیرین کو بھیج

رہا ہوں ماریہ قبط میں عظیم مرتبہ کی حامل ہیں اور سواری کے لئے ایک اونٹ پیش کرتا ہوں۔

(مدارج شریف)

## تحائف

مقوقس نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں جو تحائف بھیجے اس کا ذکر الاصابہ میں یوں فرمایا بعث المقوقس صاحب الاسکندیہ الی رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی سنة سبع من الهجرة بمارية واختها سيرين والى الف مثقال ذهباً وعشرين ثوباً لينا وبغلته الدلدل وحمارة عفیرا ويقال یعفور ومع ذلك خصی يقال له مابور شیخ کبیر کہ مقوقس حاکم سکندریہ نے مکے میں حضرت ماریہ قبطیہ اور آپ کی بہن سیرین اور ایک ہزار مثقال سونا اور بیس (جوڑے) کپڑے اور اپنا دلدل نامی خچر اور عفیر نامی دراز گوش جس کو یعفور بھی کہا گیا ہے نیز ایک خصی (غلام) جس کو مابور کہا جاتا تھا جو کہ عمر رسیدہ تھا بھیجا (الاصابہ ج ۸ ص ۳۱۰) علاوہ ازیں حاطب رضی اللہ عنہ کو ایک سو مثقال سونا پانچ کپڑے بطور انعام دیئے بعض روایات میں چار باندیوں کا ذکر ہے مذکورہ دو کے علاوہ دو اور تھیں جن کے نام و احوال معلوم نہ ہوئے۔ (مدارج)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے مقوقس کے تحائف کو قبول فرمایا لیکن مقوقس نے اسلام قبول نہ کیا جب حضرت حاطب واپس خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اس خبیث نے اپنی بادشاہی کے باعث بخیلی کی ہے حالانکہ اس کی وہ بادشاہت نہ رہے گی پھر یہ مقوقس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فوت ہوا۔ (مدارج)

## حضرت ماریہ کا قبول اسلام

جب حضرت حاطب ماریہ اور تحائف کو لے کر واپس تشریف لارہے تھے تو آپ نے راستے

المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

میں حضرت ماریہ کو اسلام پیش فرمایا اور آپ کو قبول اسلام کی رغبت دی تو ماریہ اور آپ کی بہن دونوں اسلام سے مشرف ہو گئیں۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۳۱۱)

حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا سیدہ کو اپنے لیے مختص فرمانا

قبول ایمان کے بعد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے سیدہ کو اپنے لیے مختص فرمایا جب کہ آپ کی بہن سیرین کو حضرت حسان کے حوالے فرمادیا حضرت سیرین کے بطن مبارک سے عبدالرحمن بن حسان نے تولد فرمایا جب کہ سیدہ ماریہ کے شکم مبارک سے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔

خیال رہے دراز گوش جو کہ تحفہ میں آیا تھا اس پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم سواری فرماتے تھے اور پھر وہ حجۃ الوداع کے موقع پر مر گیا۔

### دیگر روایات

جب کہ دیگر روایات میں یہ بھی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے وصال ظاہری کے بعد اس دراز گوش نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے فراق میں اپنے آپ کو ایک کنویں میں گرا کر ختم کر دیا۔

اور رہا دلدل تو اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے بعد سواری فرماتے تھے اور آپ کے بعد حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ پھر حضرت معاویہ کے دور میں مر گیا اور اس وقت اس کے دانت گر چکے تھے جس کی وجہ سے پانی میں آٹا ملا کر اسے پلاتے تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم

## سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا کی رہائش

مدینہ منورہ کے قریب مقام عالیہ میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ان کو ٹھہرایا تھا اور آپ سیدہ کے پاس تشریف لے جاتے تھے باوجودیکہ کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی کنیز تھیں لیکن پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ و سلم آپ کو پردہ میں رکھتے تھے آپ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی ام ولد بھی تھیں کیونکہ حضرت ابراہیم کی ولادت آپ ہی کے ہاں ۸ھ ہجری ذی الحجہ کو ہوئی سیدہ ماریہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حسن سے بھی نوازا تھا چنانچہ الاصابہ میں کانت ماریہ رومیہ و کانت ماریہ بیضاء جعدہ جمیلہ کہ آپ چونکہ رومی تھیں اس لیے آپ سفید رنگت والی بہت جمیل تھیں ام المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جتنا مجھے حضرت ماریہ پر رشک آتا تھا اتنا کسی اور پر نہ آتا کیونکہ آپ صاحب جمال تھیں اور حضور کو بھاتی تھیں۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۳۱۱)

## سیدہ کا وصال

واقعی کا بیان ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے بعد حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سیدہ کے نان و نفقہ کا انتظام فرماتے تھے اور آپ کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ذمے آپ کا نان و نفقہ تھا اور آپ ہی کے دور خلافت میں ام المؤمنین کا وصال محرم الحرام ۱۵/۱۶ھ کو ہوا اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ پر نماز پڑھنے کے لیے لوگوں کو اکٹھا فرمایا اور آپ کی نماز جنازہ ادا فرما کر سیدہ کی بقیع میں تدفین فرمائی۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۳۱۱)

## مسجد مشربہ ام ابراہیم

حضور سیدنا اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم جب عوالیٰ مدینہ میں صاحبزادے کی دیکھ بھال کے لئے جاتے تو اس مشربہ میں نماز پڑھتے بعد میں اسی جگہ مسجد بنائی گئی جو مسجد مشربہ ام ابراہیم کے نام سے مشہور ہو گئی اور یہ مسجد بنی قریظہ کے شمال میں واقع ہے۔ (انوار البشارة ص ۹۳)

## خویش اقارب

### حضرت ابراہیم بن رسول صلی اللہ علیہ و سلم

حضرت ابراہیم حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی آخری اولاد پاک ہیں آپ کی ولادت ذی الحجہ سن ۸ ہجری مدینہ طیبہ میں ہوئی آپ حضرت سیدہ ماریہ قبطیہ کے لطن پاک سے پیدا ہوئے حضرت سیرین جو کہ ماریہ قبطیہ کی بہن ہیں آپ کی خالہ ہیں اور حضرت عبدالرحمن بن حسان آپ کے خالہ زاد بھائی سید ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت پر حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا تھا حضرت سلمیٰ جو کہ حضرت ابورافع کی زوجہ ہیں آپ کی دایہ تھیں جب حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے سید ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت کی خوشخبری حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کو دی تو آپ نے خوشی میں حضرت ابورافع کو آزاد فرمادیا حضرت جبریل نے آکر حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو ابا ابراہیم کی کنیت سے خطاب کیا اس پر حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے نخت جگر کا نام ابراہیم رکھا اور فرمایا آج رات صاحبزادے کی ولادت ہوئی اس کا نام اپنے جد امجد کے نام پر ابراہیم رکھا گیا ہے آپ کے عقیقہ میں دو بھینٹریں یا پھر ایک بکری ذبح کی گئی و حلق شعر ابراہیم یوم سابعہ و سماہ و تصدق بزبنہ و رقا



آپ کی ولادت کے ساتویں روز آپ کے بال حلق فرمائے نام رکھا اور ان کے وزن کے برابر چاندی صدقہ فرمائی آپ کے بال مبارک صحابہ کرام نے دفن فرمادیئے ثم دفعہ الی ام سیف امرأة قین پھر حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے صاحبزادے کو ایک لوہار کی بیوی ام سیف کے حوالے فرمایا تاکہ وہ آپ کو دودھ پلائیں حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے زیادہ اپنے عیال پر شفیق میں نے کوئی نہیں دیکھا حضرت ابراہیم عوالی مدینہ میں دودھ پیتے تھے جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم وہاں تشریف لے جاتے تو ہم بھی ساتھ ہو لیتے جب آپ گھر میں داخل ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ و سلم سید ابراہیم کو اپنی گود میں لے لیتے اور ان سے پیار کرتے اس وقت ابو سیف نے بھٹی جلانی ہوتی جس کی وجہ سے سارے گھر میں دھواں ہوتا۔

حضرت جابر کی حدیث میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو حضرت ابراہیم کے نزع کی خبر ملی تو حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے عبدالرحمن بن عوف کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور چلے جب صاحبزادے کے سر ہانے تشریف فرما ہوئے تو صاحبزادے کو گود میں لے کر فرمانے لگے اے ابراہیم ہم تمہارے فراق میں غمزدہ ہیں اور ہماری آنکھیں رو رہی ہیں اور دل افسردہ ہے فی حدیث ہدبہ وعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تدمع.

وفی حدیث شیبان فدمعت عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تدمع العین ویحزن القلب یعنی آنکھیں رو رہی ہیں دل حزن و افسردہ ہے اور ہم نہیں کہتے مگر وہی جس سے ہمارا پروردگار راضی ہے۔

حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے ہمراہ ابو یوسف لوہار کے مکان پر گئے اور وہ ابراہیم کے رضاعی والد تھے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

سلم نے صاحبزادے کا بوسہ لیا، سو نگھا اس کے بعد دوبارہ جب ہم ابو یوسف کے گھر گئے تو دیکھا کہ ابراہیم دم توڑ رہے ہیں یہ دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ و سلم صلی اللہ علیہ و سلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے حضرت عبدالرحمن نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم آپ گریہ فرما رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔

انہا رحمة ثم اتبعها باخري فقال ان العين تدمع والقلب يحزن ولانقول  
الاما يرضى ربنا وانا بفراقك يا ابراهيم لمحزون.

ترجمہ : یہ تو رحمت ہے آپ دوبارہ گریہ فرمانے لگے اور فرمایا آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل رنجیدہ ہوتا ہے اور ہم زبان سے وہی کہتے ہیں جو ہمارے رب تعالیٰ کو پسند ہے بے شک اے ابراہیم ہم تیری جدائی سے مغموم ہیں۔

چونکہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ابراہیم کی نازک حالت دیکھی تھی اس لیے چشمان مبارک سے آنسو جاری ہو گئے حضرت عبدالرحمن نے چونکہ صبر کی ترغیب اور بے صبری کی ممانعت سنی تھی اس لیے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے آنسو دیکھ کر حالت تعجب میں عرض گزار ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم آپ بھی گریہ فرما رہے ہیں جس پر حضور نے فرمایا کہ میرا یہ گریہ فرمانا بے صبری یا ناشکری نہیں بلکہ یہ تو رحمت ہے کیونکہ ہر باپ کو اپنے بیٹے سے فطری محبت ہوتی ہے تو اگر جدائی کے وقت آنسو بھرا آئیں تو ان پر کوئی مواخذہ نہیں ہے اس کے بعد فرمایا کہ حماقت اور جہالت کی دو آوازیں ہیں صوت عند نعمة لهو ولعب ومزامير الشيطان وصوت عند مصيبة خمس وجوه وشق جيوب ورنه شيطان۔

ایک تو لہو ولعب گانے بجانے کی آواز دوسری مصیبت کے وقت چیخنا چلانا منہ نوچنا گریبان پھاڑنا شیطان کی طرح واویلا مچانا۔

حضرت عدی بن ثابت سے روایت ہے کہ انہوں نے براء بن عازب سے سنا انہوں نے فرمایا کہ جب حضرت ابراہیم کا وصال ہوا تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لہ مرضعا فی الجنة کہ ابراہیم کے لئے جنت میں دودھ پلانے والی ہے۔

خیال رہے حضرت ابراہیم کی عمر کے بارے میں اختلاف ہے چنانچہ مدارج شریف میں سترہ دن ایک روایت میں سولہ ماہ اور آٹھ ماہ کا بھی ذکر ہے بعض علماء نے فرمایا کہ ایک سال دو ماہ اور چھ یوم تھے اور بعض نے ڈیڑھ سال بھی بیان فرمایا ہے حضور مفتی سید محمود رضوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ صاحبزادے کا وصال سولہ ماہ یا اٹھارہ ماہ کی عمر میں بروز منگل ۱۰ ربیع الاول ۱۰ ہجری میں ہوا واللہ ورسولہ اعلم

آپ کو غسل آپ کی دایہ نے دیا دوسری روایت کے مطابق حضرت عقیل نے غسل دیا اور حضرت عبدالرحمن بن عوف پانی ڈالتے تھے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت عثمان بن مظعون کے قرب میں جنت البقیع میں مدفون ہوئے جب حضرت ابراہیم کا وصال ہوا تو سورج گرہن واقع ہوا فقال قوم ان الشمس انکسفت لموتہ تو ایک قوم نے کہا کہ سورج گرہن سید ابراہیم کی وجہ سے واقع ہوا ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ لا ینخسفان لموت احد و لا لِحیاتہ فاذا رأیتم ذلك فافزعوا لی ذکر اللہ والصلوة ترجمہ: بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں یہ کسی کی موت یا حیات پر نہیں گھناتے تو جب تم یہ دیکھو تو اللہ کے ذکر اور نماز کی طرف رجوع کرو۔

خیال رہے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا چھڑکاؤ بھی فرمایا اور آپ کی قبر پر علامت لگائی تھی۔ (اسد الغابہ ج ۱ ص ۶۳،

المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

مدارج و بخاری و فیوض الباری وغیرہ)

صاحبزادہ رسول صلی اللہ علیہ و سلم سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ

کا مزار شریف

انوار البشارة میں حضور سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ جنت البقیع کے مزارات کے بارے میں لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پہلے یہاں قبہ (ابراہیم رضی اللہ عنہ) کی پختہ عمارت تھی جس میں حضور انور صلی اللہ علیہ و سلم کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم جو سولہ مہینوں کی عمر میں انتقال فرما گئے مدفون ہیں اور عشرہ مبشرہ میں سے حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی زرارہ بھی مدفون ہیں اور اس میں عبداللہ بن مسعود جیسے مشہور صحابی اور خنیس بن ضاعہ اور اسد بن زرارہ بھی مدفون ہیں نیز فرمایا حضرت عثمان بن مظعون اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم بھی ان کے قریب میں آرام گزیر ہیں۔ (انوار البشارة ص ۱۰۲ مکتبہ رضویہ)

حضرت سیرین ہمشیرہ سیدہ ماریہ

حضرت سیرین اُم المؤمنین کی بہن ہیں اُم المؤمنین سیدہ ماریہ اور آپ کی بہن دونوں کو مقوقس نے بطور ہدیہ کے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں پیش کیا تھا جس کی تفصیل گذری حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے ان کو حضرت حسان بن ثابت کے حوالے فرما دیا تھا اور ان سے حضرت عبدالرحمن بن حسان کی ولادت ہوئی حضرت عبدالرحمن بن حسان اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی نزع کا وقت تھا تو میں اور میری بہن ماریہ جب چچنیتیں تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم چچنے سے

ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

منع فرماتے۔

قدامہ کی روایت ہے کہ سیرین ام ولد حستان عورتوں کی امامت کرتی تھیں اور ان کی صف کے درمیان کھڑی ہوتی تھیں۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۱۹۸)

عبدالرحمن بن حستان

یہ اُمّ المؤمنین کے بھانجے ہیں سیرین کے صاحبزادے اور حضرت حستان کے لختِ جگر ہیں اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی۔ واللہ اعلم

## ۲۔ تذکرہ حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا بنت شمعون بن زید

آپ یہود کے خاندان بنو قریظہ یا پھر بنو نضیر سے تھیں یہ بھی گرفتار ہو کر حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی بارگاہ میں آئیں بعد میں اسلام قبول فرمایا حضور صلی اللہ علیہ و سلم یہ خبر پا کر بہت خوش ہوئے ان کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے ملکِ یمن کے طور پر صحبت کا شرف بخشا تھا۔ بعض نے یہ بھی فرمایا کہ ان کو آزاد فرما کر ۸۰ھ میں نکاح کر لیا تھا آپ کا وصال حجۃ الوداع سے واپسی پر ہوا ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت عمر کے دور میں وصال فرمایا آپ بھی جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۱۴۶ و مدارج)

## ۳۔ حضرت نفیسہ رضی اللہ عنہا

آپ حضرت زینب بنت جحش کی کینرہ تھیں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں بطور ہدیہ اس وقت آپ کو پیش فرمایا تھا جب آپ نے ان کو ایک ماہ ناراضگی کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا۔

## ۴۔ جمیلہ

یہ بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں گرفتار ہو کر آئیں تھیں۔

(مدارج شریف)

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

چودھواں باب

وہ عورتیں جو حرمِ نبی سے مشرف نہ ہو سکیں

۱۔ کلابیہ

اس نے دنیا کو اختیار کیا آخر کار یہ کھجوروں کی گھٹلیاں چنا کرتی تھی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ یہ بیگنیاں چنا کرتی تھی کسی شخص نے ان کو اس حالت میں دیکھا تو پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو سر اٹھا کر جواب دیا کہ انا الشقیۃ الی اخترت الدنیا علی اللہ ورسولہ یعنی میں وہ بد نصیب عورت ہوں کہ جس نے اللہ اور اس کے رسول پر دنیا کو اختیار کیا۔ (مدارج شریف)

شعر :

جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں

در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں

(اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ)

۲۔ اسماء کندیہ

اس کا سلسلہ نسب یہ ہے اسماء بنت النعمان بن الحارث بن شراحیل اور ایک قول میں یوں ہے اسماء بنت نعمان بن الاسود بن الحارث بن شراحیل الکندیہ اس بات پر اجماع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے اسماء کندیہ سے نکاح فرمایا تھا لیکن اس کے قصہ فراق میں اختلاف ہے۔

☆ ایک قول یہ ہے کہ جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے ان کو اپنے پاس بلوایا تو اس نے جواباً کہا کہ تم آؤ اور آنے سے انکار کر دیا۔

☆ ایک قول کے مطابق اس نے کہا کہ اعوذ باللہ منک میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں اسپر آپ نے فرمایا کہ تم نے بڑی پناہ مانگی۔

☆ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ وہ بد بخت عورت ہے جس نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے مفارقت کرنے اور اپنی قوم کی طرف رد کئے جانے کا سوال کیا تو حضور نے اس کو جدا کر دیا۔

☆ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ بہت زیادہ خوبصورت تھی تو دیگر ازوج نے اس بات سے خوف کیا کہ کہیں یہ ان پر غالب نہ ہو جائے تو انہوں نے اسماء کندیہ سے کہا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم تمہارے قریب آئیں تو تم اعوذ باللہ منک کہہ دینا تو اس نے ایسا ہی کیا پھر یہ خود اپنے آپ کو بد بخت و حراما نصیب کہتی تھی۔

☆ ایک قول یہ بھی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم اس کے قریب ہوئے تو اس نے اعوذ باللہ منک کہا تو حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ تم نے بڑی پناہ مانگی الحقی باہلک اپنے اہل میں چلی جاؤ۔

☆ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ چونکہ اہل کندہ کے سردار کی لڑکی تھی اس لیے اس نے تکبر کرتے ہوئے آپ سے پناہ مانگی تھی۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۱۹)

خیال رہے مذکورہ بالا اقوال کے علاوہ بھی اقوال ذکر کئے گئے ہیں۔

### ۳۔ لیلیٰ بنت خطیم

اس کا سلسلہ نسب یوں بیان کیا گیا ہے لیلیٰ بنت الخطیم بن عدی بن عمرو بن سواد بن ظفر الانصاریہ الاوسیۃ ثم الظفریہ۔

یہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں آکر کہنے لگی کہ میں لیلیٰ بنت خطیم ہوں اور میں اپنے آپ کو آپ پر پیش کرنے آئی ہوں تو آپ مجھ سے شادی فرمائیں حضور سید عالم



صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا میں نے ایسا کیا پھر یہ اپنی قوم کی طرف گئی اس کے قوم والوں نے کہا کہ تم نے برا کیا کیونکہ تم غیرت مند عورت ہو اور حضور کے پاس اور بھی ازواج ہیں لہذا تم جا کر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم سے اقالہ (فسخ نکاح) کر لو اس پر اس نے واپس جا کر عرض کی اقلنی حضور صلی اللہ علیہ و سلم مجھ سے فسخ نکاح فرمائیں حضور نے فرمایا کہ ہم نے نکاح فسخ کیا (الاصابہ ج ۸ ص ۳۰۴) ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک دن حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم سورج کی طرف پشت مبارک کیئے جلوہ افروز تھے کہ اس نے پیچھے سے آکر مکارا اس پر زبان اقدس سے یہ الفاظ جاری ہوئے۔

من هذا اكلة الاسد او اكلته الذئب کہ یہ کون ہے جس کو شیر یا بھیڑ یا کھائے گا اس نے کہا کہ میں لیلی بنت خطیم ہوں اس کے بعد مسعود بن اوس بن سواد بن ظفر نے اس سے نکاح کیا اور اولاد بھی ہوئی ایک روز مدینہ کے باغات میں سے کسی میں غسل کر رہی تھی کہ اچانک بھیڑیا کود پڑا اور اس کو چیر پھاڑ کر بعض حصہ کھا گیا جس سے اس کی موت واقع ہوئی۔

(الاصابہ ج ۸ ص ۳۰۴)

شعر :

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)

### ۴۔ سناہنت اسماء

آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے سناہنت اسماء بنت اصلت السلمیۃ ان سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے نکاح فرمایا تھا پھر زفاف کے شرف سے قبل ہی وصال فرما گئیں اور ان کی

موت کا سبب یہ تھا کہ جب ان کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی آپ سے نکاح کرنے کی خبر پہنچی تو اتنی خوش ہوئیں کہ اس فرحت کی وجہ سے انتقال فرما گئیں۔

(الاصابہ ج ۸ ص ۱۹۱)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک شخص قبیلہ بنو حلیم سے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں آ کر کہنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ایک بہت حسین اور خوبصورت لڑکی ہے جو بجز آپ کے کسی اور کے لئے مناسب نہیں حضور نے خواستگاری فرمائی یا ارادہ فرمایا تو اس شخص نے پھر لڑکی کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ وہ کبھی بیمار نہیں ہوئی اور نہ اسے کبھی کوئی تکلیف پہنچی اس پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ ہم کو تمہاری لڑکی کی کوئی ضرورت نہیں۔ (مدارج شریف)

### ۵۔ مرو بن عوف بن سعد قبیلہ کی عورت

مرو بن عوف بن سعد قبیلہ کی عورت کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے پیغام نکاح دیا تو اس کا والد کہنے لگا کہ اس کو برص ہے اور یہ جھوٹ اس نے اس وجہ سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں پیش نہ کرنا پڑے اللہ کی شان جب یہ شخص گھر گیا تو دیکھا کہ وہ لڑکی برص کی بیماری میں مبتلا ہو چکی تھی۔ (مدارج شریف)

### ۶۔ امامہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہما

آپ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں ان کا ذکر صحیحین میں عمرۃ القضاء کے قصہ میں ہے یعنی جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم اور آپ کے اصحاب عمرۃ قضاء سے واپس تشریف لارہے تھے تو امامہ بنت حمزہ یا ابن عم اے میرے چچا کے بیٹے کی ندائیں کر رہی تھی تو حضرت علی شیر خدا نے سیدہ خاتون جنت کو فرمایا کہ اپنے بابا جان کی چچا زاد بہن کو لے

لو پھر ان کے بارے حضرت علی اور جعفر اور حضرت زید بن حارثہ کا مخاصمہ ہوا (کہ ان کو اپنے پاس کون رکھے گا؟) (الاصابہ ج ۸ ص ۲۳)

ان کی خالہ حضرت میمونہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے نکاح میں تھیں نیز چونکہ آپ حضرت حمزہ کی صاحبزادی ہیں اس لیے آپ کی چچا زاد ہوئیں اور حضرت حمزہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے رضاعی بھائی ہیں اس وجہ سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی بھتیجی لگتی ہیں مدارج شریف سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں امامہ بنت حمزہ کو حضور کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ انہا ابنة احسی من الرضاة (بخاری ج ۲ ص ۶۲) یہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہیں کیونکہ ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے حضرت حمزہ کو بھی دودھ پلایا تھا۔ (مدارج شریف ج ۲ ص ۶۶)

### ۷۔ عزہ بنت ابوسفیان

یہ ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان کی بہن ہیں ان کو بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم پر پیش کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ انہا لاتحل لی بے شک یہ میرے لئے حلال نہیں۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۲۳۹)

خیال رہے یہ وہ عورتیں تھیں جن سے قبل از نکاح یا نکاح کرنے کے بعد لیکن دخول سے قبل ہی علیحدگی ہو گئی تھی (مدارج شریف ج ۲ ص ۶۶) کتب سیر میں ان کے علاوہ بھی مذکور ہیں لیکن باختلاف۔ (مدارج)

### ۱۔ ام شریک بنت جابر الغفاریہ

احمد بن صالح نے ان کو بھی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں شمار کیا لیکن حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے ان سے دخول نہ فرمایا۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۴۱۵)

## ۲۔ قتیلہ بنت قیس

قتیلہ بنت قیس بن معد کرب کند یہ اشعث بن قیس کی بہن ہیں ان کو قتیلہ بھی کہا جاتا ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے ان سے نکاح فرمایا لیکن حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے نہ تو ان کو (بظاہر) دیکھا اور نہ ہی دخول فرمایا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ان سے اپنی ظاہری وفات سے دو ماہ قبل نکاح فرمایا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مرض الموت میں نکاح فرمایا تھا ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کو اختیار دیا گیا تھا کہ خواہ پردہ کر لیں اور مومنوں پر اپنے آپ کو حرام کر لیں خواہ کسی اور سے نکاح کر لیں تو انہوں نے نکاح کو اختیار کیا اور حضرت موت میں عکرمہ سے شادی کر لی حضرت صدیق اکبر کو جب خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ ان دونوں پر ان کے گھر کو جلا دوں لیکن سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہ تو وہ امہات المؤمنین میں سے ہیں اور نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ان سے دخول فرمایا اور نہ ہی اس نے پردہ کیا ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ مرتدہ ہو گئی تھی۔ واللہ ورسولہ اعلم (الاصابہ ج ۸ ص ۲۹۲)

## ۳۔ عالیہ بنت ظبیان

ان سے بھی نکاح فرمانے کی روایت موجود ہے حضور نے ان سے نکاح فرمایا اور جتنا اللہ نے چاہا حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ان کو اپنے پاس رکھا پھر طلاق دے دی۔ اس روایت کا مقتضی یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے ان سے دخول فرمایا ہے۔

(الاصابہ ج ۸ ص ۲۳۱)

### ۴۔ خولہ بنت ہذیل

ان کا سلسلہ نسب یوں ہے خولہ بنت ہذیل بن قبصۃ بن ھبیرہ بن حارث بن حبیب بن حرفۃ بن ثعلبہ بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب التغلبیہ۔

ان کے بارے میں بھی کہا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ان سے نکاح فرمایا تھا لیکن چونکہ یہ شام کی رہائشی تھیں جب حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں لایا جا رہا تھا تو راستے میں ہی وصال کر گئیں ان کی والدہ کا نام حزنق بنت خلیفہ ہے جو کہ وحیہ کلبی کی بہن ہیں۔

(الاصابہ ج ۸ ص ۱۲۱)

### ۵۔ شراف اخت وحیہ بن خلیفۃ

خولہ بنت ہذیل کی وفات کے بعد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے ان کی خالہ شراف جو کہد وحیہ بن خلیفۃ کی بہن ہیں ان سے نکاح فرمایا لیکن وہ بھی اسی طرح راستے میں رحلت کر گئیں واللہ ورسولہ اعلم (الاصابہ ج ۸ ص ۱۲۱)

اب حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا جاتا ہے کیونکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے ان کو بھی نکاح کا پیغام دیا تھا لیکن نکاح واقع نہ ہوا۔

### حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا

آپ ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم کی بیٹی حضرت علی شیر خدا کی بہن اور حضور سید عالم کی چچا زاد بہن ہیں آپ کے نام میں اختلاف ہے چنانچہ الاصابہ میں ہے قیل اسمها فاخنة وقیل اسمها فاطمة وقیل هند والاول اشهر۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ آپ کے نام کے بارے میں تین قول ہیں (۱) فاخنة (۲) فاطمة (۳) ہند جب کہ پہلا قول مشہور ہے۔

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

آپ پہلے ہبیرہ بن عمرو بن عائد بن عمر بن عمران بن مخزوم الحزومی کی زوجیت میں تھیں پھر جب آپ نے اسلام قبول فرمایا تو ہبیرہ اور آپ کے درمیان علیحدگی ہو گئی (الاصابہ ج ۸ ص ۴۸۵) اس ہبیرہ سے آپ کے ہاں جعدہ، عمرو اور یوسف وہانی پیدا ہوئے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہبیرہ نے بھی خود امّ ہانی کو پیغام نکاح دیا تھا لیکن ابوطالب نے حضرت امّ ہانی کا نکاح ہبیرہ سے کروا دیا جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عتاب فرمایا تو ابوطالب نے کہا کہ ان سے میں نے بیٹی طلب کی تھی اس لیے میں نے مہربانی کا طریقہ سمجھا کہ ان کا بدلہ دے دوں (مدارج) پھر جب آپ اسلام لے آئیں تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ پیغام نکاح بھیجا تو حضرت امّ ہانی رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ واللہ انی کنت لاحبک فی الجاہلیۃ فیکف فی الاسلام ولکنی

امرأۃ مصیبة فا کرہ ان یؤذوک

قسم بخدا حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو زمانہ جاہلیت میں بھی پسند کرتی تھی تو زمانہ اسلام میں کیونکر آپ کو پسند نہ کروں (زمانہ اسلام میں بدرجہ اولیٰ آپ مجھے محبوب ہیں) لیکن چونکہ میں شادی شدہ خاتون ہوں اس وجہ سے مجھے یہ بات نہ پسندیدہ ہے کہ (میرے) بچے آپ کو ایذا دیں اس پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر النساء رکن الابل نساء قریش احناہ علی ولد بہترین عورتیں جو کہ اونٹ پر سوار ہوتی ہیں قریشی عورتیں ہیں (الاصابہ ج ۸ ص ۴۸۵) بچے پر سب سے زیادہ شفقت کرنے والی (بخاری جلد ۲ ص ۷۶۰) اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ عرب کی عورتیں بالخصوص قریشی خواتین اپنی اولاد کی طرف بڑی مائل و مہربان ہیں اور دلوں میں اپنے خاوندوں کی امانت دار بھی ہوتی ہیں۔

(مدارج)

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

ابن سعد نے سند صحیح کے ساتھ شعبی سے تخریج فرمائی کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ہانی کونکاح کا پیغام دیا تو آپ نے فرمایا یا رسول اللہ لانت احب الی من سمعی وبصری وحق الزوج عظیم وانا اخشی ان اضیع حق الزوج اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے میری سماعت اور بصارت سے بھی زیادہ محبوب ہیں اور خاوند کا حق بہت بڑا ہے اور مجھ کو اس بات کا خوف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق زوجیت کو کہیں ضائع نہ کر دوں حضور سیدی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ جب یہ حکم نازل ہوا یا ایہا النبی انا احللنا لک ازواجک التی اتیت اجورهن وما ملکک یمینک الی قوله وبنات عمک و بنت خالک و بنت خلتک التی ہاجرن معک۔

اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی! ہم نے تمہارے لئے حلال فرمائیں تمہاری وہ بیٹیاں جن کو تم مہر دو الی قوله اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالوں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی۔ (کنز الایمان سورۃ الاحزاب) اس وقت حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو پیام بھیجا تھا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عذر خواہی کی تھی اور آپ نے معذور رکھا تھا لہذا اللہ نے یہ آیت پاک نازل فرمائی پس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حلال قرار نہ دی گئی کیونکہ میں نے آپ کے ساتھ ہجرت نہیں کی تھی اس آیت کے تحت حضور سیدی صدر الافاضل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ساتھ ہجرت کرنے کی قید بھی افضل کا بیان ہے کیونکہ بغیر ہجرت کرنے کے بھی ان میں سے ہر ایک حلال ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ان عورتوں کی حلت اس چیز کے ساتھ مقید ہو جیسا کہ

## المعروف بہ مومنوں کی مقدس مائیں

ام ہانی بنت ابی طالب کی روایت اس طرف مشیر ہے۔ (خزائن العرفان)  
آپ سے روایت کرنے والوں میں جعدہ، یحییٰ اور آپ کے پوتے ہارون اور ابو مرزہ اور  
ابوصالح اور حضرت ابن عباس وغیرہ ہیں (الاصابہ ج ۸ ص ۲۸۶) خیال رہے حضرت ام ہانی  
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور یعنی ۵۰ھ تک حیات رہیں۔ (مدارج شریف)

وہ عورتیں جنہوں نے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ و سلم پر پیش کیا

### ۱۔ حضرت خولہ بنت حکیم

آپ کو خویلتہ بھی کہا گیا ہے سلسلہ نسب یوں ہے خولہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن الاوقص  
بن مرزہ بن ہلال بن فالح بن ذکوان بن ثعلبہ بن بھشہ بن سلیم السلیمیتہ۔

آپ نے اپنے آپ کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی بارگاہ میں بیہ کے طور پر  
پیش کیا تھا آپ بہت نیک خاتون تھیں۔ آپ سے حضرت سعد بن ابی وقاص نے روایت حدیث  
فرمائی ہے چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص آپ سے روایت کرتے ہیں کہ فرماتی ہیں میں نے  
حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص کہیں پڑاؤ ڈالے اور یہ (اعوذ  
بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق) دعا پڑھ لے تو اس جگہ سے کوچ کرنے تک اسے  
کوئی شئی ضرر نہ دے گی۔ (اسد الغابہ ج ۷ ص ۱۰۴)

خیال رہے یہ حضرت خولہ بنت حکیم وہی خاتون ہیں جن کے بارے میں حضرت بشام اپنے  
والد سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت خولہ بنت حکیم ان عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنے  
آپ کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی بارگاہ میں پیش کر دیا اس پر ام المؤمنین سیدہ  
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا کہ کنت اُغار علی اللائی وھبن انفسھن  
لرسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم واقول اتھب المرأة نفسها فلما انزل اللہ تعالیٰ



ترجی من تشاء منهن (الایة) قلت ما اذی وبک الایسار ع فی هواک  
 میں ان عورتوں پر غیرت کرتی تھی جنہوں نے اپنے آپ کو حضور پر ہبہ کر دیا تھا اور میں کہتی تھی  
 کیا عورت اپنے آپ کو ہبہ کر سکتی ہے؟ جب اللہ تعالیٰ نے ترجی الایة نازل فرمائی تو میں حضور  
 سے عرض گزار ہوئی کہ میں یہی دیکھتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی خواہش پوری کرنے میں جلدی  
 فرماتا ہے۔ (بخاری شریف کتاب التفسیر و کتاب النکاح)

علامہ یعنی علیہ الرحمة فرماتے ہیں کہ اللاتی و ہبن کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ  
 حضور کی خدمت میں اپنے آپ کو پیش کرنے والی خواتین ایک سے زیادہ تھیں۔

## ۲۔ فاطمہ بنت شریح

ان کے حالات نمل سکے واللہ و رسوله اعلم

## ۳۔ ام شریح

انہوں نے مکہ میں اسلام قبول کر لیا تھا اور قریشی عورتوں کو دعوتِ اسلام دیتی تھیں جب اہل  
 مکہ کو پتہ چلا تو انہوں نے آپ کو سخت تکالیف سے دوچار کیا خود فرماتی ہیں کہ مجھے ایک اونٹ (ننگی  
 پیٹھ) پر بھوکے پیاسے تین دن ایسی جگہ رکھا کہ جہاں مجھے سخت دھوپ میں باندھ دیتے اور کھانا پینا  
 روک دیتے۔

اسی دوران ایک دفعہ مجھ پر ایک ڈھول ظاہر ہوا جس کی ٹھنڈک میں نے محسوس کی پھر وہ  
 نظروں سے اوجھل ہو گیا اس کے بعد وہ ڈھول دوبارہ ظاہر ہوا تو اس میں پانی تھا میں نے اس سے  
 پیا تو وہ پھر اٹھ گیا اسی طرح دو تین دفع ایسا ہی ہوا حتیٰ کہ میں خوب سیر ہو گئی اور اسکے بعد میں نے  
 پانی اپنے جسم اور کپڑوں پر بھی انڈیلا اور اس دوران چونکہ کفار سورہے تھے جب بیدار ہوئے  
 تو کہنے لگے کہ تم نے ہمارے برتنوں یا مشکیزوں سے پانی پیا ہے تو کہنے لگیں ہرگز نہیں میرے

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

ساتھ یہ معاملہ پیش آیا اس پر لوگوں نے کہا کہ اگر تو اپنے قول میں سچی ہے تو پھر یقیناً تمہارا دین ہمارے دین سے بہتر ہے اس کے بعد جب انہوں نے اپنے اپنے مشکیزے دیکھے تو ان میں پانی موجود پا کر حقانیت اسلام کے معترف ہو گئے اور اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد اُمّ شریک حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے آپ کو پیش خدمت کرتی ہیں تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم ان کو قبول فرمالتے ہیں لیکن جب بعد میں اس میں بڑائی دیکھتے ہیں تو طلاق دے دیتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

خیال رہے اُمّ شریک کے نام اور قبیلہ کے بارے شدید اختلاف ہے۔

### فائدہ

حضور صدر الافاضل علیہ الرحمة نے زینب بنت خزیمہ کو بھی ان عورتوں میں شمار فرمایا ہے جنہوں نے اپنے آپ کو حضور کی بارگاہ میں پیش کیا تھا اور ان کا تذکرہ گذرا۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

## حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی اخروی ازواج

### حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا

قالت امرأت فرعون قرۃ عین لی ولک لا تقتلوہ عسی ان ینفعنا اونتخذہ

ولدا

ترجمہ: اور فرعون کی بی بی نے کہا یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرو شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں (کنز الایمان سورۃ قصص)

اس آیت مبارکہ میں حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے حضرت آسیہ و حضرت مریم رضی اللہ عنہما اور حضرت موسیٰ کی ہمشیرہ بیٹیوں خواتین حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی اخروی ازواج ہیں کیونکہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ و سلم ان خواتین کو اپنی زوجیت سے مشرف فرمائیں گے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم حضرت خدیجہ کے مرض الوفا میں آپ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے خدیجہ اذا لقیٰ ضرائک فاقرئہن منی السلام جب آپ اپنی سوکنوں سے ملو تو میرا سلام کہنا قالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم و ہل تزوجت قبلی عرض گزار ہوئیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کیا آپ نے مجھ سے پہلے بھی نکاح فرمایا؟ قال لا ولكن اللہ زوجنی مریم بنت عمران و آسیہ بنت مزاحم و کلثم (او کلثوم) اخت موسیٰ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم اور کلثم اخت موسیٰ سے فرمایا ہے

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

رواہ ابن عساکر (البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ۱ الجزء الثانی ص ۷۴،  
الدر المنثور فی التفسیر الماثور المجلد الخامس ص ۲۳۰ بیروت لبنان)  
حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب یوں بیان کیا گیا ہے آسیہ بنت مزاحم بن  
عبید بن الریان بن الولید۔

(روح المعانی ج ۱۰ ص ۷۱، البدایہ والنہایہ ج ۱ الجزء الاول ص ۲۷۶)  
خیال رہے ولید حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں مصر کا فرعون (بادشاہ) تھا اس  
قول کے مطابق سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا اسرائیلی خاتون نہیں ہیں جب کہ ایک قول یہ بھی ہے  
کہ آپ بنو اسرائیل سے تھیں نیز تیسرا قول یہ بھی ہے کہ آپ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کی  
پھوپھی تھیں واللہ ورسولہ اعلم (ایضاً) خیال رہے حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کے  
مابین سینکڑوں سال کا فاصلہ ہے چنانچہ تفسیر نعیمی میں حکیم الامت فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ وعیسیٰ  
علیہما السلام کے درمیان تقریباً دو ہزار سال کا فاصلہ ہے اس دوران کم و بیش ایک ہزار رسول  
یا انبیاء تشریف آئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
درمیان قریباً چھ سو سال کا فاصلہ ہے اس درمیان میں کوئی نبی تشریف نہ آیا یہ بھی خیال رہے کہ  
ملک عرب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی نبی نہ  
آئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام و حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان  
قریباً چار ہزار سال کا فاصلہ ہے۔ (تفسیر نعیمی بتصرف یسیر ج ۶ ص ۳۲۹)

فرعون کی بی بی آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہا نیک بی بی تھیں انبیاء کی نسل سے تھیں  
غریبوں اور مسکینوں پر رحم و کرم کرتی تھیں (خزائن العرفان) چونکہ حضرت آسیہ رضی اللہ  
عنہا کا ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ کے ضمن میں ہے اس لیے حضرت موسیٰ کے چند

ایک واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔

### فرعون کا خواب

یذبحون ابناء کم تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے ہیں۔ (کنز الایمان)

فرعون نے ایک خواب دیکھا کہ ایک آگ آئی جس نے تمام قبیلوں کو جلا ڈالا جب کہ اسرائیلیوں کو کوئی نقصان نہ پہنچا پھر دیکھا کہ بنی اسرائیل کے محلے سے ایک اژدھا نکلا جس نے فرعون کو تخت کے نیچے ڈال دیا جب تعبیر پوچھی تو اس کی تعبیر یہ بیان کی گئی کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیری حکومت کے زوال کا سبب ہوگا (ج ۱۰ ص ۶۵ روح المعانی وغیرہ تفاسیر) اس پر فرعون نے کو تو ال کو حکم دیا کہ ایک ہزار سپاہی ہتھیار بند اور اتنی ہی دایاں اسرائیلیوں کے محلوں میں مقرر کر دو تا کہ جس گھر میں لڑکا پیدا ہو اس کو قتل کر دیا جائے جس پر چند سال میں بنی اسرائیل کے بارہ ہزار یا ستر ہزار بچے قتل کروادئے گئے جب کہ نوے ہزار حمل گرائے گئے (خزائن) خیال رہے فرعون کا اس قدر قتل و غارت کا بازار گرم کرنا اس کی حماقت کی بین دلیل ہے کیونکہ اگر کاہن یا اس کا خواب سچا تھا تو پھر قتل کروانے کا کچھ فائدہ نہ تھا نیز آیت میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ اپنے ملک کی حفاظت کے لئے لوگوں کے بچوں کو قتل کرنا فرعونی شریعت ہے۔

(روح المعانی ج ۱۰ ص ۶۵)

اللہ کی شان اس قوم کے بوڑھے جلد جلد مرنے لگے قوم قبط کے روساء نے گھبرا کر فرعون سے شکایت کی کہ بنی اسرائیل میں موت کی گرم بازاری ہے اس پر ان کے بچے بھی قتل کئے جاتے ہیں تو ہمیں خدمتگار کہاں سے میسر آئیں گے فرعون نے حکم دیا کہ ایک سال بچے قتل کئے جائیں اور ایک سال چھوڑے جائیں تو جو سال چھوڑنے کا تھا اس میں حضرت ہارون علیہ السلام پیدا ہوئے اور قتل کے سال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ (خزائن العرفان)

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نسب یوں ہے موسیٰ بن عمران بن قاہت بن عازر بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام (البدایہ والنہایہ ج ۱ الجزء الاول ص ۲۷۳) آپ کی والدہ کے نام میں اختلاف ہے والمشہور انه یوحانذ وفی الاتقان ہی محیانة بنت یصهر بن لاوی وقیل بارخا و قیل بازخت (روح المعانی ج ۸ ص ۲۷۴ الجزء الخامس عشر) مشہور یہ ہے کہ آپ کا نام یوحانذ ہے اور اتقان میں محیانة بنت یصهر بن لاوی ہے اور ایک قول میں آپ کا نام بارخا ہے اسی طرح ایک اور قول کے مطابق بازخت بیان کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

حضرت عمران اپنی قوم کے سردار تھے جب آپ کی زوجہ حاملہ ہوئیں تو فرعون کی دایاں ان کے گھر آئیں اور سپاہی دروازے پر جب وقت ولادت قریب ہوا تو ایک دائی آپ کے گھر میں رہنے لگی اللہ کی شان حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جب ولادت ہوئی تو دائی آپ کو دیکھ کر بے اختیار آپ پر فریفتہ ہو گئی اور آپ کی والدہ سے کہنے لگی کہ کسی طرح اس بچے کو قتل سے بچاؤ پھر ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہوا ہانڈی میں ڈال کر سپاہیوں سے کہا کہ اس گھر میں لڑکا پیدا ہوا تھا جس کو میں نے قتل کر دیا ہے اس کو دفن کرنے جنگل لے کر جا رہی ہوں موسیٰ علیہ السلام اپنے گھر میں پرورش پاتے رہے ادھر نجومیوں نے فرعون کو خبر دی کہ وہ بچہ پیدا ہو چکا ہے اس پر فرعون نے سپاہیوں پر سختی کی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے بہت کوشش سے ان کے بچے کو قتل کئے مگر عمران کے لڑکے کو اپنے ہاتھوں سے نہ مارا اور دائی کے کہنے پر اعتماد کر لیا حکم دیا کہ گھر کی تلاشی لی جائے اور گھر میں بلا تامل گھس جاؤ سپاہی جیسے ہی گھر میں داخل ہوئے تو حضرت مریم (جو کہ آپ کی بہن ہیں) نے حضرت کو بھڑکتے ہوئے تنور میں ڈال دیا سپاہی تلاشی لے کر واپس ہوئے۔

والدہ کو خبر ہوئی تو تڑپ گئیں جیسے ہی تنور پر پہنچی تو دیکھتی ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تنور سے آواز آرہی ہے اور آپ سلامت ہیں۔ (خلاصہ تفاسیر)

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دریائے نیل میں بہنا

واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعہ فاذخفت علیہ فالقیہ فی الیم :  
اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام فرمایا کہ اسے دودھ پلا پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دے۔ (کنز الایمان)  
آپ کی والدہ نے آپ کو تین مہینے دودھ پلایا اس عرصہ میں نہ آپ روتے تھے نہ ان کی گود میں کوئی حرکت کرتے تھے اور نہ ہی آپ کی ہمشیرہ کے سوا آپ کی ولادت کی کسی کو اطلاع تھی۔

(خزائن)

ان اقدفیہ فی التابوت فاقدفیہ فی الیم فلیلقہ الیم بالساحل یاخذہ وعدوتی وعدولی.

ترجمہ: جب ہم نے تیری ماں کو الہام کیا جو الہام کرنا تھا کہ اس بچہ کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دے تو دریا اسے کنارے پر ڈال لے کہ اسے وہ اٹھالے جو میرا دشمن اور اس کا دشمن۔

(کنز الایمان)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے دل میں یا پھر خواب کے ذریعہ یہ الہام فرمایا کہ جب آپ کو فرعون کی طرف سے کوئی اندیشہ ہو تو اس بچہ کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔

چنانچہ آپ ایک نجار کے پاس جاتی ہیں اور اس سے ایک چھوٹا سا تابوت خریدتی ہیں اس پر بڑھئی کہتا ہے کہ آپ اس تابوت کا کیا کریں گی آپ اس کو سچ سچ بتادیتی ہیں اور جھوٹ بولنے کو آپ ناپسند کرتی ہیں یہاں تک کہ آپ نے یہ بھی نہ کہا کہ مجھے فرعون کے فریب کا خوف ہے آپ تابوت خرید کر واپس تشریف لاتی ہیں ادھر بڑھئی مخبری کرنے پہنچتا ہے لیکن جیسے کلام کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زبان کو اللہ تبارک و تعالیٰ روک دیتا ہے اور وہ گفتگو نہ کر پاتا اور اپنے ہاتھوں سے اشارے کرتا اس پر درباری اس کو مار پیٹ کر نکال دیتے ہیں اللہ کی شان جب بڑھئی اپنی جگہ پہنچتا ہے تو زبان ٹھیک ہو جاتی ہے دوبارہ پھر جاتا ہے لیکن اس دفع اس کی زبان اور بصارت دونوں ناکارہ ہو جاتی ہیں آخر کار وہ سجدے میں گر کر اللہ کی بارگاہ میں تائب ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا اور آپ کی تصدیق کی (تفسیر صاوی ج ۴ ص ۲۸۰) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے صندوق میں روئی بچھائی اور آپ کو اس میں رکھ کر صندوق بند کر دیا اور اس کی درزیں روغن قیر (تارکول) سے بند کیں پھر اس صندوق کو دریائے نیل میں بہا دیا۔

(خزائن العرفان)

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے گھر پہنچنا

فینما فرعون فی موضع یشرف علی النیل و امرتہ معہ اذ ارای التابوت عند الساحل فامر بہ ففتح فاذا صبی اصبح الناس وجہا فاحبہ ہو و امراتہ حُباً شدیداً (روح المعانی ج ۸ ص ۲۷۶ الجزء والخامس عشر) یعنی فرعون اور اس کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا ایک جگہ بیٹھے دریائے نیل کی طرف جھانک رہے تھے کہ ساحل کے پاس ایک تابوت دیکھا اور اس کو کھولنے کا حکم دیا تو جب تابوت کھولا گیا تو اس میں ایک



نہایت حسین و جمیل بچہ ہے تو فرعون نے اور اس کی بیوی نے اس بچہ کو بہت زیادہ پسند کیا اور دونوں آپ پر فریفتہ ہو گئے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ جب تابوت پانی میں بہتا ہوا اس ساحل پر آیا جو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے ہمسایہ عورتوں کا گھاٹ تھا تو انہوں نے وہ تابوت پکڑ لیا اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں لائیں اور گمان یہ تھا کہ اس میں مال ہے لیکن جب کھولا گیا تو اس میں حضرت کلیم علیہ السلام کو پایا اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا دیکھتے ہی آپ پر فریفتہ ہو گئیں جب فرعون کو علم ہوا تو اس نے صندوق منگوا یا سیدہ آسیہ نے فرمایا کہ قرۃ عین لی ولک لاتقتلوہ یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کر فقال لها یكون لک واما انا فلا حاجة لی فیہ بولا یہ تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے رہا میں تو مجھے اس کی حاجت نہیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ والذی یحلف بہ لو اقر فرعون بان ینکون قرۃ عین لہ کما قالت امرأۃ لہداه اللہ تعالیٰ بہ کما ہدی بہ امرأۃہ ولکن اللہ عزوجل حرّمہ ذلک۔

اس ذات کی قسم کہ جس کی قسم کھائی جاتی ہے اگر فرعون بھی اقرار کر لیتا یہ بچہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے جیسے کہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے کہا تو اللہ ضرور اسکو ہدایت دیتا جیسے کہ حضرت آسیہ کو اس بچہ کے ذریعہ ہدایت عطا فرمائی لیکن ہدایت کو اللہ نے اس پر حرام فرما دیا تھا۔

(روح المعانی ج ۸ ص ۲۷۷ الجزء الخامس عشر)

ایک قول یہ بھی ہے جب فرعون نے تابوت کو دیکھا اس وقت اس کے پاس چار سو غلام اور باندیاں تھیں اور اشارہ کیا گیا کہ جو اس تابوت کو لینے میں سب پر سبقت لے جائے گا اس کو آزاد کر دیا جائے اس پر تمام ہی سبقت لے گئے لیکن تابوت کو لینے میں کوئی کامیاب نہ ہو سکا

فاعتق الكل تو اس نے سب کے سب غلام باندیوں کو آزادی کا پروانہ دیا۔

(روح المعانی ایضاً)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ فرعون کی اکلوتی اور چہیتی بیٹی تھی جو کہ برص کی بیماری میں مبتلا تھی حکماء اس کے علاج سے تھک ہار چکے تھے اور فرعون کو کسی نے کہا تھا کہ اس کو برص سے چھٹکارا نہیں مل سکتا البتہ فلاں مہینہ میں جب سورج چمکے تو اس وقت دریا میں ایک انسان کے مشابہ کوئی شے پائی جائے گی اور اس کا لعاب اگر اس کو ملا جائے تو شفا یاب ہو سکتی ہے حاصل یہ کہ اسی دن کو فرعون اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے دریائے نیل کے کنارے محفل سجائی اور فرعون کی لڑکی بھی اپنی کنیزوں کے ساتھ کنارے پر جا بیٹھی تو اچانک ایک تابوت پانی کی موجوں میں آ کر ایک درخت کے پاس رک جاتا ہے یہ دیکھ کر فرعون حکم دیتا ہے کہ اس تابوت کو میرے پاس لاؤ لوگ اس کو جب فرعون کے پاس لا کر کھولنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن چنداں کوشش کے باوجود اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو پاتے تو توڑنے کے درپے ہوتے ہیں اللہ کی شان اس کو توڑنے سے بھی قاصر رہتے ہیں اس پر حضرت آسیہ آگے بڑھتی ہیں تو آپ کو اندر سے نور دیکھائی دیتا ہے جس کا آپ کے سوا کسی کو کشف نہ ہوا۔

ع :

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

اب حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا تابوت کو کھولتی ہیں تو اس کے اندر ایک چھوٹے سے بچہ کو انگوٹھا چوستے ہوئے پاتی ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ اس بچہ کی محبت سب کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔

والقیث علیک محبة منی .

اور میں نے تجھ پر اپنی طرف کی محبت ڈالی۔ (کنز الایمان سورۃ طہ)

اس کے بعد اس بچے کا لعاب دہن فرعون کی لڑکی کو لگایا گیا تو وہ اسی وقت برص جیسی مہلک بیماری سے شفا یاب ہو گئی (تفسیر روح المعانی ج ۱۰ ص ۶۹ الجزء العشرون) عکرمہ کہتے ہیں کہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا جیسے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حسن اور ملاحت کو دیکھتی ہیں تو فرعون سے کہتی ہیں قرۃ عین لی و لک لا تقتلوہ کہ یہ بچہ میری اور تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل مت کرو۔ (تفسیر درمنثور ج ۲ ص ۲۹۶)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں میں ایسی حلاوت تھی کہ جو کوئی دیکھتا تو فریفتہ ہو جاتا (تفسیر درمنثور ج ۳ ص ۶۹۶) تفسیر مدارک شریف میں فرمایا کہ منی کا تعلق القیت سے ہے یعنی اے پیارے موسیٰ علیہ السلام میں آپ کو محبوب رکھتا ہوں اور جس کو اللہ محبوب بنا لے اس کو تمام دل محبوب بنا لیتے ہیں اب اس کو جو بھی دیکھتا ہے اسی پر فریفتہ ہوئے بغیر نہیں رہتا چنانچہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں میں ایسی ملاحت تھی کہ جو کوئی آپ کی طرف نظر کرتا اس کے دل میں آپ کی محبت گھر کر جاتی آپ کو اپنا محبوب بنا لیتا اور چاہنے لگتا۔ (تفسیر مدارک ج ۲ ص ۱۰۰۴)

بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ فرعون کی لڑکی جیسے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چہرے مبارک کی طرف نظر کرتی ہے شفا یاب ہو جاتی ہے تو سرکش فرعونی کہتے ہیں کہ ہمیں یہ گمان ہے کہ شاید یہ وہ ہمارا مطلوب لڑکا ہے جس کو تمہارے خوف کی وجہ سے دریا میں ڈال دیا گیا ہے لہذا اس کو قتل کر ڈالو اس پر حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا فرعون سے آپ کی جان بخشی چاہتی ہیں تو فرعون اپنے ارادہ سے باز رہتا ہے۔ (روح المعانی ج ۱۰ ص ۷۰ الجزء العشرون، تفسیر مدارک ج ۲ ص ۱۲۵۲)

## آل فرعون کا بچہ کو اٹھالینا

فالتقطه ال فرعون ليكون لهم عدو و حزننا ان فرعون و هامان و جنودهما

كانوا خطئين.

تو اسے اٹھالیا فرعون کے گھر والوں نے کہ وہ ان کا دشمن اور ان پر غم ہو بے شک فرعون اور ہامان (اس کا وزیر) اور ان کے لشکر خطا کرتے (کنز الایمان و خزائن) یعنی نافرمان تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ سزا دی کہ ان کے ہلاک کرنے والے دشمن کی انہیں سے پرورش کرائی۔

(خزائن العرفان)

خیال رہے زجاج کہتے ہیں کہ فرعون اہل فارس میں سے تھا (مدارک ج ۲ ص ۱۲۵۲) چونکہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت کے چہرہ مبارک سے نور اور آپ کی وجہ سے فرعون کی لڑکی کی شفایابی کا معائنہ فرمایا تھا نیز آپ کی کوئی اولاد نہ تھی تو فرمایا کہ اس بچہ کو قتل نہ کرو ہو سکتا ہے کہ یہ بچہ ہمیں کوئی نفع دے یا ہم اسے اپنا منہ بولا بیٹا بنالیں کیونکہ یہ بچہ اس لائق ہے کہ

بادشاہوں کا بیٹا بنے۔ (مدارک ج ۲ ص ۱۲۵۲)

چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

قالت امرات فرعون قرة عين لي ولك لا تقتلوه عسى ان ينفعنا او نتحذه

ولدا.

اور فرعون کی بی بی نے کہا یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل نہ کرو شاید یہ

ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں۔ (کنز الایمان سورۃ قصص)

انہوں (حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا) نے فرعون سے کہا کہ یہ بچہ سال بھر سے زیادہ

عمر کا معلوم ہوتا ہے اور تو نے اس سال کے اندر پیدا ہونے والے بچوں کے قتل کا حکم دیا ہے علاوہ

ازیں معلوم نہیں کہ یہ بچہ دریا میں کس سرزمین سے آیا تھے جس بچہ کا اندیشہ ہے وہ اسی ملک کے بنی اسرائیل سے بتایا گیا ہے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات ان لوگوں نے مان لی۔  
(خزائن العرفان)

## حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا قبولِ ایمان

اللہ تبارک و تعالیٰ کی شانِ بے نیازی بھی کس قدر اونچی ہے کہ وہ زندوں سے مردے اور مردوں سے زندوں کو پیدا فرمادیتا ہے علماء سے جہلاء اور جہلاء سے علماء پیدا فرمادیتا ہے یہ اسکی شانِ بے نیاز ہے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ منافقوں اور کافروں کے ہاں خالص مومن اور مومنین کے ہاں کافر و منافق و گستاخ پیدا ہو جاتے ہیں جس کی بیسیوں مثالیں دی جاسکتی ہیں جیسے ابو جہل و عبد اللہ ابن ابی وغیرہما کے بیٹے ایمان قبول کر کے خالص مومن و صحابی رسول بن گئے تھے۔

### لطفہ

اسمعیل دہلوی قاتل و ذبح بہت بڑے علمی خاندان سے تعلق رکھتا تھا اس کے باوجود اس کی تحریر و تقریر سے ایسی ضلالت و گمراہی اور شرارت و جہالت بلکہ گستاخی و بے باکی پھیلی کہ الامان والحفیظ۔

حضرت نوح علیہ السلام کی ایک بیوی جس کا نام واعدہ تھا کافرہ تھی اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کی ایک بیوی جس کا نام وابلہ تھا یہ بھی کافرہ تھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے امرأت نوح و امرأت لوط کانتا تحت عبدین صالحین فخانتهما فلم یغیا عنہما من اللہ شیئا وقیل ادخلا النار مع الداخلین (سورۃ تحریم)

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

اللہ کافروں کی مثال دیتا ہے نوح کی عورت اور لوط کی عورت وہ ہمارے بندوں میں دوسرا اور قرب بندوں کے نکاح میں تھیں پھر انہوں نے ان سے دعا کی تو وہ اللہ کے سامنے انہیں کچھ کام نہ آئے اور فرما دیا گیا کہ تم دونوں عورتیں جہنم میں جاؤ جانے والوں کے ساتھ۔ (کنز الایمان)

تفسیر مظہری میں فرمایا کہ ان دونوں عورتوں کی ضلالت و گمراہی میں سے یہ ہے کہ حضرت نوح کی بیوی لوگوں کو جا کر کہا کرتی تھی کہ حضرت نوح مجنون ہیں اور جب آپ پر کوئی ایمان لاتا تو جا کر قومِ جبارہ کو مخبری کرتی تھی۔

جب کہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کی یہ خیانت تھی کہ جب حضرت کے پاس مہمان آتے تو مہمان اگر رات میں آتے تو یہ آگ جلاتی تاکہ لوگوں کو خبر ہو جائے اور اگر مہمان دن میں آتے تو گھر میں دھونی دیتی جس سے لوگ سمجھ جاتے کہ مہمان آئے ہیں۔

کلبی کہتے ہیں کہ یہ دونوں عورتیں منافق تھیں کہ ایمان کو ظاہر کرتیں اور کفر دل میں

چھپاتیں۔ (تفسیر مظہری ج ۹ ص ۳۲۶)

اس کے برعکس حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا باوجودیکہ فرعون کے گھر میں تھیں لیکن اللہ

تعالیٰ نے ان کو دولتِ ایمان نصیب فرمائی علماء تفسیر فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ جادو گروں

پر غالب ہو جاتے ہیں تو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا ایمان لے آتی ہیں۔

(تفسیر مظہری ج ۹ ص ۲۲۷)

### حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے ایمان لانے کا ایمان افروز واقعہ

ربیع بن انس ابو العالیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے فرعون

کے خزانچی کی بیوی کے قبولِ ایمان کے بعد ایمان قبول کیا جس کا خاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ فرعون

کے خازن کی بیوی فرعون کی لڑکی کو کنگھی کر رہی تھی کہ کنگھی ہاتھ سے گر جاتی ہے جس پر خازن کی بیوی کہتی ہے کہ تعس من کفر باللہ جو اللہ کے ساتھ کفر کرے وہ ہلاک ہو فرعون کی لڑکی سن کر کہتی ہے کہ کیا تمہارا میرے باپ کے علاوہ بھی کوئی رب ہے وہ کہتی ہیں کہ میرا رب وہی ہے جو کہ تمہارے باپ کا اور ہر شئی کا رب ہے اس پر فرعون کی لڑکی آپ کو تھپڑ مارتی ہے تو جواباً آپ نے بھی اس کو تھپڑ رسید کیا اس کے بعد فرعون کی لڑکی اپنے باپ کو خبر دیتی ہے فرعون اس سے پوچھتا ہے کہ اتعبدین رباً غیرى کیا تو میرے علاوہ کسی رب کی عبادت کرتی ہے؟ فرماتی ہیں کہ ہاں اسی رب کی عبادت کرتی ہوں جو کہ میرا، تمہارا اور ہر شئی کا رب ہے اب تو فرعون غضبناک ہو جاتا ہے اور آپ کے ہاتھ پاؤں میں کیل گاڑ دیتا ہے اور آپ پر سانپ چھوڑ دیتا ہے اسی طرح آپ کو تکلیفیں دیتا ہے پھر ایک دن آکر وہی سوال پوچھتا ہے تو آپ جواب میں ربسى وربك ورب كل شئ اللہ ہی کہتی ہیں فرعون کہتا ہے کہ میں تمہارے بیٹے کو ذبح کر دوں گا آپ فرماتی ہیں کہ فاقض ما انت قاض جو کرنا ہے کر لے فرعون آپ کے بیٹے کو آپ کے سامنے ذبح کر ڈالتا ہے اللہ کی شان آپ کے بیٹے کی روح کہتی ہے

اے اما جان! آپ کے لئے بشارت اور خوشخبری ہے کیونکہ اللہ کی بارگاہ میں آپ کے لئے ایسا ایسا اجر و ثواب ہے۔

اس پر آپ صبر کرتی ہیں حتیٰ کہ ایک دن پھر فرعون آکر وہی سوال کرتا ہے تو جواب وہی پاتا ہے لہذا فرعون آپ کے دوسرے لڑکے کو بھی ذبح کر دیتا ہے اور اس کی روح بھی آپ کو بشارت دیتی ہے کہ اصبرى يا امه فان لك عند الله من الثواب كذا وكذا اور خازن کی بیوی کے دونوں لڑکوں کی روح کے کلام کو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا بھی سماعت کرتی ہیں اور آپ پر ایمان لے آتی ہیں اس کے بعد خازن کی بیوی کا جب وصال ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان

کے ثواب اور منزل و کرامت جو کہ آپ کو جنت میں ملتی ہے اس کو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے لئے ظاہر فرمادیتا ہے اور آپ اس تمام کو دیکھ کر ایمان میں اور زیادہ پختہ و راسخ ہو جاتی ہیں اور آپ کی تصدیق اور حضرت موسیٰ پر ایمان لانے کو اور جلا ملتی ہے۔ (تفسیر القرآن العظیم ج ۲ ص ۵۰۶) خیال رہے مذکورہ بالا حوالہ ابن کثیر کی تفسیر کا ہے۔

## حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا وصال

و ضرب اللہ مثلاً للذین امنوا امرأت فرعون اذ قالت رب ابن لی عندک بیتا فی الجنة ونجنی من فرعون و عملہ ونجنی من القوم الظلمین (تحریم)

اور اللہ مسلمانوں کی مثال بیان فرماتا ہے فرعون کی بی بی جب اس نے عرض کی اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش (کنز الایمان) علماء تفسیر فرماتے ہیں کہ جب حضرت آسیہ ایمان لے آتی ہیں تو فرعون آپ کے ہاتھوں اور پاؤں میں چار کیل ٹھوک کر دھوپ میں ڈال دیتا ہے اور اوپر چکی رکھ دی جاتی ہے اسی طرح سیدہ کو تکالیف سے دوچار کیا جاتا ہے اللہ کی شان جب فرعون وہاں سے ہٹتا تو فرشتے آپ کو اپنے سایہ میں ڈھانپ لیتے آپ کو اسی طرح اذیت دی جاتی رہی یہاں تک کہ ایک دفعہ فرعون یہ حکم جاری کرتا ہے کہ آپ کے اوپر ایک بہت بڑی چٹان ڈال دی جائے تو جب اس کے کارندے چٹان اٹھا کر لاتے ہیں تو آپ یہ دعا کرتی ہیں رب ابنی لی عندک بیتا فی الجنة. (القرآن)

اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا۔

آپ کی دعا مقبول ہوتی ہے اور آپ جنت میں اپنا گھر دیکھتی ہیں اور آپ کی روح پرواز



ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

کر جاتی ہے پھر آپ پر چٹان پھینکی گئی لیکن اس وقت آپ کے جسم مبارک میں روح نہیں تھی اور آپ نے اس کی تکلیف نہ پائی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو جنت کی طرف اٹھالیا تو آپ جنت سے کھاتی اور پیتی ہیں (خلاصہ تفسیر خازن ج ۲ ص ۱۲۳ الجزء السابع ، درمنثور ج ۶ ص ۲۲۵ ، تفسیر مظہری ج ۹ ص ۳۲۷ ، تفسیر صاوی ج ۶ ص ۱۳۸ ، خزائن العرفان سورة تحریم ، تفسیر روح المعانی ج ۱۴ ص ۲۲۳ الجزء الثامن والعشرون) ایک قول یہ بھی ہے کہ جب سیدہ جنت کو دیکھتی ہیں تو مسکرا دیتی ہیں اتنے میں فرعون آتا ہے اور آپ کی اس حالت میں مسکرانے پر تعجب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ

لوگو! کیا تم اس عورت کے جنون پر حیرت و تعجب نہیں کرتے کہ ہم اس کو عذاب و اذیت دے رہے ہیں اور یہ مسکرا رہی ہیں اس کے بعد سیدہ کا وصال ہو جاتا ہے۔

(تفسیر القرآن العظیم ج ۲ ص ۵۰۶)

دعا گوہوں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ و سلم کے صدقہ و طفیل ایمان پر استقامت نصیب فرمائے اور مذہب اہلسنت والجماعت پر خاتمہ نصیب فرمائے۔

اللهم ارزقنا شهادة في سيلك واجعل موتنا ببلد حبيك

آستانے پہ تیرے سر ہو اجل آئی ہو

اور اے جان جہاں تو بھی تماشائی ہو

بند جب خواب اجل سے ہوں حسن کی آنکھیں

اس کی نظروں میں تیرا جلوہ زیبائی ہو

آمین بجاہ النبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم

## حضرت مریم رضی اللہ عنہا

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے والد حضرت عمران ہیں اور عمران دو ہیں ایک تو حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے والد ہیں دوسرے حضرت مریم کے والد اور ان دونوں کے مابین ایک ہزار آٹھ سو برس کا فاصلہ ہے (خزائن و کبیر و نعیمی) حضرت موسیٰ کے والد کا نسب یہ ہے عمران ابن قاضی ابن لاوی ابن یعقوب ابن اسحاق ابن ابراہیم علیہم السلام (تفسیر صاوی ج ۲ ص ۳۰۰ بیروت)

جب کہ دوسرے عمران کا نسب یوں ہے عمران بن ہاشم بن امون بن میشاخر قیا بن احریق بن موثم بن عزازیا بن امصیا بن یاوش بن اخیو بن یازم بن یھفا شاط بن ایشا بن ایان بن رجبام بن سلیمان بن داؤد قالہ محمد بن اسحاق۔ (البداية والنہایہ ج ۲ ص ۶۷)

جب کہ ابوالقاسم بن عسا کر کے قول کے مطابق سلسلہ نسب یوں ہے مریم بنت عمران بن ماثان بن عازر بن ایود بن اجبز بن صادق بن عیازور بن الیا قیم بن ایود بن زریا نیل بن شالتان بن یوحینا بن برشا بن امون بن میشا بن حزقا بن احاز بن موثام بن عذریا بن یورام بن یوشافاط بن ایشا بن ایبا بن رجبام بن سلیمان بن داؤد علیہ السلام۔

(البداية والنہایہ ج ۲ ص ۶۷)

روح البیان میں سلسلہ نسب یوں مذکور ہے عمران ابن ماثان ابن عاذر ابن ابی ہودا بن رب ابن بابل ابن سالیان ابن یوحنا ابن اوشا ابن اوموذرا بن یثک ابن خارقا ابن یونام ابن عذریا ابن یوزان ابن ساقط ابن ایشا ابن راجقیم ابن سلیمان ابن داؤد ابن ایشا ابن عویل ابن سلمون ابن یاعرا بن ممشون ابن عمیاد ابن دام ابن حضروم ابن فارض ابن یھودا ابن یعقوب ابن اسحاق ابن ابراہیم علیہم السلام (تفسیر نعیمی ج ۳ ص ۳۶۶) واللہ ورسولہ

سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کی والدہ حنہ بنت فاقود بن قبیل ہیں اور اس زمانہ کے نبی زکریا علیہ السلام تھے جو کہ حضرت سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کی بہن ایشاع کے یا پھر سیدہ کی خالہ کے شوہر تھے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۶۷)

## حضرت سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کی ولادت

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی والدہ حضرت حنہ اور حضرت ایشاع دو بہنیں تھیں حضرت حنہ حضرت عمران کے نکاح میں آئیں جب کہ حضرت ایشاع حضرت زکریا کی زوجیت میں تھیں یہ دونوں بہنیں لاولد تھیں یہاں تک کہ ان کو بڑھا پا آ گیا اور اولاد سے مایوسی ہو گئی ایک دن حضرت حنہ نے ایک چڑیا کو دیکھا کہ وہ اپنے بچہ کو دانہ کھلا رہی ہے آپ کے دل میں اولاد کا شوق پیدا ہوا اور دعا کی کہ مولیٰ یہ چڑیا بچے سے اپنا دل بہلا رہی ہے مجھے بھی ایک فرزند دے جو میرے دل بہلانے کا ذریعہ ہو اور اسی وقت بچہ کو وقف کرنے کی منت مان لی یا پھر حمل کے بعد آپ کا اللہ کے حضور صلی اللہ علیہ و سلم دعا مانگنا ہی تھا کہ آپ حاملہ ہو گئی اور حضرت عمران سے عرض گزار ہوئیں کہ میں نے یہ منت مانی ہے اس پر حضرت عمران نے کہا کہ تم نے یہ کیا کیا؟ اگر لڑکی پیدا ہوئی تو کیا کرو گی تب بارگاہ الہی میں عرض کی اے مولیٰ میں منت مان چکی ہوں کہ جو کچھ میرے شکم میں ہے وہ بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف ہے اس سے خدمت لوں گی نہ گھر کا کام کاج کراؤنگی اس زمانہ میں یہ رواج تھا کہ لوگ اپنی اولاد کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کر دیتے تھے اور بچے وہاں ہی رہتے سہتے اور وہاں کی خدمت کرتے تھے جیسے آج کل روضہ مطہرہ اور خانہ کعبہ میں خدام رہتے ہیں اس قاعدہ سے آپ نے منت مانی اور خوش تھیں کہ جب دعا پر رب نے مجھے امید دکھائی تو بیٹا ہی ہوگا کیونکہ میں نے بیٹا ہی مانگا ہے اسی اثناء میں حضرت

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

عمران وفات پا گئے جب ولادت ہوئی تو وہ بچی تھی تب حضرت حنہ کو خلاف امید لڑکی پیدا ہونے اور اپنی نذر پورا نہ کر سکنے پر بہت افسوس ہوا تب وہ دعا مانگی جو اس آیت (انسی اعیذھا بک و ذریتھا من الشیطن الرجیم) میں مذکور ہے۔ (تفسیر نعیمی ج ۳ ص ۳۷۴، الجامع لاحکام القرآن جلد ۲ ص ۳۶ بیروت، روح المعانی ج ۲ ص ۲۱۴ مکتبہ حقانیہ، تفسیر خازن ج ۱ ص ۳۳۹، تفسیر بغوی علی حاش الخازن ج ۱ ص ۳۲۰، تفسیر صاوی ج ۱ ص ۱۹۹ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان، تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۰۳ بیروت لبنان)

خیال رہے سیدہ کی نذر ماننے سے مراد یہ تھی کہ بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کر دوں گی کیونکہ اس وقت یہ رواج تھا کہ بیت المقدس کی خدمت کے لئے لڑکے وقف کئے جاتے تھے اور پھر وہ بلوغ تک خدمت میں رہتے بالغ ہونے پر انہیں اختیار ہوتا خواہ خدمت میں لگے رہیں یا پھر چلے جائیں اگر وہ جانے کا ارادہ کرتے تو چلے جاتے اور رہنے کا ارادہ ہوتا تو وہی رہتے لیکن پھر دوبارہ اختیار نہ ہوتا تھا اور بنی اسرائیل میں کوئی ایسا نبی نہ گذرا کہ جس کی اولاد میں سے کوئی بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف نہ ہوا ہو اور وہ لوگ اولاد اس لئے وقف کرتے تھے کہ ان کو نہ تو غنیمت کے طور پر مال آتا تھا اور نہ ہی قیدی آتے۔

(تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۰۳)

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ محسّر کا معنی اللہ کی اطاعت کے لئے دنیاوی امور سے آزادی مراد ہے یا پھر جو کتاب اللہ کا درس دیتا ہے اس کی خدمت کے لئے وقف ہو۔

(تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۰۳)

اللہ کی شان جب حضرت حنہ نے بچہ جنا تو وہ لڑکی تھی اس وقت آپ نے حسرت اور غم کی وجہ

سے کہ اب نذریسے پوری ہوگی فرمایا کہ انی و ضعتھا انی اے رب میرے یہ تو میں نے لڑکی جنی۔ (کنز الایمان)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ واللہ اعلم بما وصفت و لیس الذکر کالانثی اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ جنی اور وہ لڑکا جو اس نے مانگا اس لڑکی سا نہیں۔ (کنز الایمان) کیونکہ یہ لڑکی اللہ کی عطا ہے اور اس کے فضل سے فرزند سے زیادہ فضیلت رکھنے والی ہے اور یہ حضرت مریم تھیں جو کہ اپنے زمانہ کی عورتوں میں سب سے زیادہ اجمل تھیں۔

(خزائن العرفان)

تفسیر خازن میں فرمایا کہ مذکر کی عورت پر فضیلت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مرد کنبہ کی خدمت کر سکتا ہے نہ کہ عورت کیونکہ عورت اپنے ضعف و کمزوری کے باعث خدمت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی اس لیے کہ عورت کو حیض وغیرہ عوارض طاری ہوتے ہیں نیز عورت کو مردوں کیساتھ حاضر ہونا بھی جائز نہیں۔ (خازن ج ۱ ص ۳۴۰)

اس کے بعد فرمایا کہ اس عورت کی مرد پر فضیلت یہ ہے کہ یہ اللہ کی موصو بہ ہیں نیز یہ تمام عورتوں سے جمیل اور ان پر فضیلت رکھتی ہیں۔ (ایضاً)

حضرت حنہ فرماتی ہیں کہ انی سمیتھا مریم میں نے اس کا نام مریم رکھا مریم کا معنی ان کی لغت میں خادم الرب ہے (الجامع الاحکام القرآن ج ۲ ص ۴۴) صاوی نے فرمایا کہ مریم کا معنی عابدہ اور خادمہ ہے۔ (صاوی ج ۱ ص ۲۰۰)

خیال رہے آیت انی سمیتھا مریم میں مسند الیہ کو مقدم کیا گیا جس میں مریم کے اس نام کیساتھ خاص کرنے کی طرف اشارہ ہے یعنی آپ کا والد نہ تھا آپ یتیمہ تھیں کیونکہ حضرت عمران تو سیدہ کی پیدائش سے قبل ہی وفات پا گئے تھے (تفسیر مظہری ج ۲ ص ۴۱) نیز یہ بھی خیال

رہے لفظ مریم میں تین قول ہیں عربی بروزن مفعول مصدر میسی بمعنی اسم مفعول بعض نے فرمایا کہ یہ ماریہ کا معرب ہے جس کے معنی لڑکی یا پھر خادمہ کے ہیں بعض کے نزدیک عبرانی عابدہ کے معنی میں ہے۔ (روح المعانی)

انسی اعیذھا بک و ذریئہا من الشیطن علماء نے فرمایا کہ حضرت حنہ کی دعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا اور آپ کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو شیطان کے چھونے سے محفوظ رکھا کیونکہ کوئی بچہ بھی جب پیدا ہوتا ہے تو اس کی کوکھ میں شیطان انگلی مارتا ہے۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ ہر نو مولود بچے کو شیطان کوکھ میں مارتا ہے لیکن حضرت مریم اور عیسیٰ علیہ السلام کو جب پیدا فرمایا تو ان کے مابین ایک حجاب فرمادیا گیا جو کہ شیطان کے ٹھونسنے سے آڑ بن گیا (الجامع لاحکام القرآن ص ۴۴ ج ۴) خیال رہے اس سے لازم نہیں آتا کہ شیطان تمام لوگوں کو ورغلا لیتا ہے۔ (ایضاً)

حضرت حنہ نے دعایا تو مریم رضی اللہ عنہا کی ولادت کے وقت کی تھی یا پھر اس وقت جب آپ کو بیت المقدس کے حوالہ کیا تھا (نعیمی) اور یہ حضرت حنہ کی دعا ہی کا اثر ہے کہ قریب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نکاح کریں گے اولاد بھی ہوگی اور تمام نیک اور صالح ہوگی۔

(نعیمی)

فتقبلہا ربھا بقول حسن تو اسے اس کے رب نے اچھی طرح قبول کیا (کنز الایمان) یعنی نذر میں لڑکے کی جگہ حضرت مریم کو قبول فرمایا حضرت حنہ نے ولادت کے بعد حضرت مریم کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر بیت المقدس میں احبار کے سامنے رکھ دیا یہ احبار حضرت ہارون کی اولاد میں تھے (خزائن) بیت المقدس میں چار ہزار خدام تھے (روح البیان) جن کے سردار

ستائیس یا ستر تھے (نعیمی) چونکہ حضرت عمران ان کے امام تھے اس لئے ان ستر میں سے ہر ایک نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو حاصل کرنے کی کوشش کی ہر ایک کی کوشش تھی کہ مریم میری کفالت میں آئے جب کہ حضرت زکریا نے فرمایا کہ ان کی پرورش کا زیادہ میں مستحق ہوں کیونکہ ان کی خالہ میرے نکاح میں ہے بہر حال فیصلہ مقررہ ڈالنے پر ٹھہرا کہ جس کا قرعہ نکلے گا وہی پرورش کا حق دار ہوگا چنانچہ سب حضرات نہر اردن کی طرف چلے اور طے یہ پایا کہ جس کا قلم پانی نہ ڈبویے یا نہ بہائے تو اس کو کفالت کا حق ہوگا پھر جب قلم پانی میں ڈالے گئے تو سوائے حضرت زکریا کے سب کے قلم ڈوب گئے یا بہ گئے۔ (خلاصہ تفاسیر)

لہذا حضرت مریم رضی اللہ عنہا سیدنا زکریا علیہ السلام کی کفالت میں آئیں۔ چنانچہ ارشاد ہوا کہ و کفلھا زکریا اور اسے زکریا کی نگہبانی میں دیا خیال رہے حضرت مریم رضی اللہ عنہا ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا اور بچے ایک سال میں۔

(خزائن العرفان)

کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندہا رزقا.

اس زمانہ میں محراب کا اطلاق مسجد پر ہوتا تھا اور یہاں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کا وہ کمرہ مراد ہے جہاں آپ کو ٹھہرایا گیا تھا اور اس کمرہ میں جانے کے لئے سیڑھی استعمال کی جاتی تھی جب حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے تو وہاں بے موسم پھل پاتے حالانکہ جب آپ تشریف لے کر کہیں جاتے تو دروازے کو مقفل فرمادیتے تھے تا کہ وہاں کوئی داخل نہ ہونے پائے اب جب حضرت زکریا نے سیدہ کے پاس گرمیوں کے پھل سردیوں میں اور سردیوں کے پھل گرمیوں میں پائے تو فرمایا

یمریم انی لک هذا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا کہا ہومن عند اللہ وہ اللہ

کے پاس سے ہے ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب بے شک اللہ جسے چاہے بے گنتی دے حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے صغریٰ میں کلام فرمایا جب کہ وہ پالنے میں پرورش پا رہی تھیں جیسا کہ ان کے فرزند حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی حال میں کلام کیا۔

### مسئلہ

یہ آیت کریمہ کراماتِ اولیاء کے ثبوت کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں پر خوارقِ عادت ظاہر فرماتا ہے۔

وفی هذه الاية دليل على جواز كرامات الاولياء وظهور خوارق العادات  
على ايدیہم (خازن ج ۱ ص ۳۴۲)

حضرت زکریا علیہ السلام نے جب یہ دیکھا تو فرمایا جو ذات پاک مریم رضی اللہ عنہا کو بے وقت بے موسم اور بغیر سبب کے میوہ عطا فرمانے پر قادر ہے وہ بے شک اس پر بھی قادر ہے کہ میری بانجھ بی بی کو نئی تندرستی دے اور مجھے اس بڑھاپے کی عمر میں امید منقطع ہو جانے کے بعد فرزند عطا فرمائے بایں خیال آپ نے وہاں فرزند کی دعا فرمائی جو کہ مستجاب ہوئی فہذا ہورجہ الاستدلال بھذہ الایۃ علی وقوع کرامات الاولیاء امام رازی رضی اللہ عنہ ایک طویل بحث فرمانے کے بعد مذکورہ بالا عبارت ذکر فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام کی کرامات کے وقوع پر اس آیت سے استدلال کرنے کا یہ طریقہ ہے (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۰۷) خیال رہے سیدہ نے یہ کلام کس عمر میں فرمایا اس میں اختلاف ہے امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کے نزدیک صغریٰ ہی میں فرمایا نیز آپ نے اپنے اشعار میں ان گیارہ بچوں کو ذکر فرمایا ہے کہ جنہوں نے بچپن میں کلام فرمایا فرماتے ہیں کہ

تکلم فی المہد النبوی (محمد) و یحییٰ و عیسیٰ و الخلیل و مریم



ومبری جریج ثم شاهد يوسف و طفل الاخدود و یرویه مسلم  
 و طفل علیہ مری بالامۃ الی یقال لها تزی ولاتکلم  
 و ماشطۃ فی عهد فرعون (طفلها) و فی زمن الہادی (المبارک) یختم

(روح المعانی ج ۲ ص ۲۲۵)

(۱) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم (۲) حضرت یحییٰ علیہ السلام (۳) حضرت

عیسیٰ علیہ السلام (۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام (۵) حضرت مریم علیہا

السلام (۶) جریج عابد کو تہمت سے بری کرنے والا بچہ (۷) حضرت یوسف علیہ السلام سے

تہمت دور کرنے والا بچہ (۸) اصحابِ اخدود میں ایک بچے نے ماں کو کہا کہ آپ اپنے دین پر قائم

رہو (جس کو امام مسلم نے روایت فرمایا) (۹) وہ عورت جس پر لوگ تہمت لگا رہے تھے لیکن اس

نے خاموشی اختیار کی تو ایک عورت نے اسے دھکی کر کہا کہ میرے بچہ کو اللہ ایسا نہ بنائے تو اس بچہ

نے کہا اللہ مجھے ایسا ہی بنائے (۱۰) فرعون نے جب ایک عورت کو ایمان لانے پر سزا دی تو اس

کے بچے نے دین پر قائم رہنے کی تلقین کی (۱۱) مبارک نے بھی بچپن میں کلام کیا۔

خیال رہے ایک دفعہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے دولت خانہ میں کئی دن کھانا

نہ پکا تو حضور صلی اللہ علیہ و سلم ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس تشریف

لے جاتے ہیں جب ان کے ہاں کچھ کھانے کو میسر نہیں ہوا تو حضرت فاطمہ کے ہاں تشریف

فرمایا اور فرمایا کہ کچھ کھانے کو ہے سیدہ عرض گزار ہوتی ہیں کہ نہیں حضور صلی اللہ علیہ و

سلم اس پر واپس تشریف لاتے ہی ہیں کہ کسی ہمسایہ نے حضرت خاتونِ جنت کی خدمت میں

روٹیاں اور کچھ گوشت بھیجا آپ نے خیال فرمایا کہ اگرچہ ہم خود حاجت مند ہیں لیکن یہ کھانا حضور

صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں پیش کروں گی اور کھانا ایک برتن میں رکھ دیتی ہیں

حسین کریمین حضور کو بلانے جاتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے تشریف لانے پر کھانا پیش کیا جاتا ہے جب برتن کھولا گیا تو دیکھا کہ برتن کھانے سے بھرا ہوا ہے اس پر حضور نے پوچھا صاحبزادی یہ کہاں سے آیا عرض گزار ہوئیں۔

هو من عند الله ان الله يرزق من يشاء بغير حساب فحمد الله سبحانه حضور صلی اللہ علیہ و سلم اللہ کی حمد بیان کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ الحمد لله الذي جعلك شبيهة سيدة نساء بني اسرائيل کہ حمد ہے اس اللہ کی جس نے آپ کو مریم رضی اللہ عنہا کی شبیہ بنایا کیونکہ جب ان سے رزق کے بارے پوچھا گیا تھا تو مریم نے بھی یہی جواب دیا تھا پھر تمام حضرات نے وہ کھانا خوب سیر ہو کر کھایا اور باقی ماندہ ہمسایوں میں تقسیم فرمایا۔  
(روح المعانی ج ۲ ص ۲۲۷، تفسیر مظہری ج ۲ ص ۲۳ مکتبہ رشیدیہ)

## حضرت سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کے فضائل

واذ قالت الملائكة يمریم ان الله اصطفك وطهرك واصطفك على نساء العالمين يمریم اقتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم بیشک اللہ نے تجھے چن لیا اور خوب ستھرا کیا اور آج سارے جہاں کی عورتوں سے تجھے پسند کیا اے مریم اپنے رب کے حضور ادب سے کھڑی ہو اور اس کے لئے سجدہ کر اور رکوع والوں کے ساتھ رکوع کر۔ (کنز الایمان)

سیدہ مریم کے تین وصف ذکر کئے گئے (۱) اصطفاء (۲) التطہیر (۳) اصطفاء

علی نساء العلمین۔

خیال رہے اصطفاء اول سے مراد وہ امورِ حسنہ ہیں جو کہ آپ کو اول عمر میں پیش آئے اور

اصطفاً ثانی سے مراد وہ امور ہیں جو کہ آخر عمر میں پیش آئے۔ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۱۷)

## سیدہ کی پہلی صفت (اصطفاء)

- ☆ ۱۔ پہلی صفت سے مراد یہ ہے کہ بیت المقدس کی خدمت کے لئے اللہ تعالیٰ نے سیدہ کو قبول فرمایا جب کہ اس سے قبل کسی اور عورت کو یہ اجازت حاصل نہ ہوئی تھی۔
- ☆ ۲۔ آپ کی والدہ نے آپ کو ایک گھڑی بھی دودھ نہ پلایا تھا بلکہ ولادت کے بعد حضرت زکریا علیہ السلام کو پیش کر دیا تھا اور آپ کا رزق جنت سے آتا تھا۔
- ☆ ۳۔ اللہ نے آپ کو اپنی عبادت کے لئے چنا اور اس معنی میں آپ کو مختلف الانواع مہربانیوں کے ساتھ خاص فرمایا مثلاً ہدایت سے نوازا اور آپ کی عصمت و حفاظت فرمائی
- ☆ ۴۔ آپ کی معیشت کا معاملہ اپنے ذمہ گرم میں لیا چنانچہ آپ کا رزق اللہ کی بارگاہ سے آتا تھا۔

- ☆ ۵۔ اللہ تعالیٰ نے سیدہ کو فرشتوں کا کلام براہ راست سننے کی توفیق عطا فرمائی جب کہ آپ کے علاوہ کسی اور عورت کے یہ حصہ میں نہ آیا۔

## سیدہ کی دوسری صفت (تطہیر)

- ☆ ۱۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے آپ کو کفر اور گناہ سے پاک فرمایا۔
- ☆ ۲۔ آپ کو مردوں کے چھونے سے بھی پاک رکھا۔
- ☆ ۳۔ آپ کو حیض کے عارضہ سے بھی ستھرا رکھا لہذا علماء کے قول کے مطابق آپ کو حیض

کا خون نہ آتا تھا۔

☆ ۴۔ سیدہ کو مذمومہ افعال اور قبیحہ عادتوں سے بھی پاک فرمایا۔

☆ ۵۔ یہود کی تہمت اور ان کے آپ پر جھوٹ باندھنے اور یہ چہ میگوئیاں کرنے سے بھی

اللہ نے سیدہ کو پاک فرمایا۔

### سیدہ کی تیسری صفت (اصطفاء علی نساء العلمین)

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدہ کو ایسا بیٹا عطا فرمایا جس کی ولادت بغیر باپ کے ہوئی اور حضرت عیسیٰ ابن مریم سے حالت بچپن میں آپ کی پاک دامنی کی گواہی دلوائی اور آپ کو تہمت سے برسا فرمایا اور آپ کے بیٹے کو کائنات کے لئے نشانی بنایا۔

(تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۱۷/۲۱۸)

خیال رہے اس بارے اختلاف ہے کہ سیدہ مریم رضی اللہ عنہ کی زیادہ فضیلت ہے یا پھر صدیقہ وفاطمہ رضی اللہ عنہما کی حضور سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے ترجمہ میں لفظ آج کو ذکر فرمایا کہ اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ مریم اپنے زمانہ کی خواتین پر فضیلت رکھتی ہیں نہ کہ حضرت خاتون جنت و صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بھی اور اس بارے میں تفصیلی بحث گزر چکی فلیرجع الیہ۔

سیدہ مریم رضی اللہ عنہا اور حضرت جبرئیل امین علیہ السلام

و اذکر فی الکتب مریم اذا نبتت من اهلها مکانا شرقیا فاتخذت من

دونہم حجاباً فارسلنا الیہا وحنافتمثل لہا بشراسویا اور کتاب میں مریم کو یاد کرو جب اپنے گھر والوں سے پورپ کی طرف ایک جگہ الگ گئی تو ان سے ادھر ایک پردہ کر لیا تو اس کی طرف ہم نے اپنا روحانی بھیجا وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا۔ (کنز الایمان)

یہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک کا تیرہواں یا پندرہواں یا چودہواں یا بارہواں یا پھر دسواں سال تھا جیسا کہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں و اختلفوا فی سنہا اذا ذاک فقیل ثلاث عشر سنة یعنی آپ کی اس وقت عمر کے بارے میں اختلاف میں ہے پس کہا گیا ہے کہ تیرہ سال تھی وعن وہب ومجاہد خمس عشرة سنة حضرت وہب اور مجاہد سے روایت پندرہ سال تھی وقیل اربع عشرة سنة اور یہ قول بھی کہا گیا ہے کہ چودہ سال تھی وقیل اثنا عشر سنة اور بارہ سال بھی کہا گیا وقیل عشر سنین اور عمر کے بارے میں دس سال کا بھی قول بیان کیا گیا ہے اس وقت سیدہ اپنے گھر والوں سے شرقی مکان کی جانب تنہا ہوئیں اس لیے کہ آپ وہاں تنہائی کی جگہ اللہ کے حضور عبادت میں مشغول ہوں اور ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ اس لئے تشریف لے گئیں تاکہ حیض سے غسل فرمائیں اور دیوار کا پردہ کریں اور پہاڑ کو اپنے لیے حجاب بنائیں۔ (تفسیر روح المعانی)

خیال رہے سیدہ کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کو دو مرتبہ حیض آیا تھا اور حمل کے بعد پھر کبھی عارضہ حیض نہ طاری ہوا جب کہ دوسرا قول جیسا کہ ما قبل گزرا کہ آپ حیض سے اصلاً پاک تھیں نیز تفسیر روح المعانی میں ہے وقیل انها علیہا السلام لم تکن تحيض اصلاً بل كانت مطهرة من الحيض کہ آپ حیض سے پاک تھیں اور یہ عارضہ آپ پر قطعاً طاری نہ ہوا (روح المعانی) بہر حال جب سیدہ نے پردہ فرمایا تو آپ کی طرف اللہ تبارک و تعالیٰ نے

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

ایک تندرست جوان کو بھیجا جو حضرت جبرئیل تھے سیدہ نے جیسے ہی ایک اجنبی کو اپنے سامنے دیکھا تو گھبرائیں اور فرمایا۔

انی اعدو ذبالرحمن منک ان کنت تقیا میں تجھ سے رحمن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تجھے خدا کا ڈر ہے (کنز الایمان) اس پر حضرت جبرئیل فرمانے لگے انما انارسول ربک لاهب لک غلاما زکیا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں (کنز الایمان) اس پر سیدہ حیرت میں ڈوب کر فرمانے لگیں انسی یکون لی غلام ولم یمنی بشر ولم اک بغیا۔

میرے ہاں لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ نہ لگایا نہ میں بدکار ہوں۔

خیال رہے بغی اصل میں فعیل کے وزن پر تھا پھر تعلیل کے بعد بغی ہو گیا اس عورت کو کہتے ہیں جو کہ زانیہ ہو اور مردوں کو چاہے اور سیدہ طاہرہ، مطہرہ اور زکیہ و عقیقہ خاتون تھیں نیز انبیاء کی ازواج اور امہات بغیہ نہیں ہو سکتیں۔

اس پر حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ کذلک قال ربک هو علی ہین یوں ہی ہے تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ مجھے آسان ہے یعنی بغیر باپ کے بیٹا دینا اللہ پر آسان ہے ولنجعلہ ایۃ للناس ورحمة منا وکان امر مقضیا اور اس لئے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور اپنی طرف سے ایک رحمت اور یہ کام ٹھہر چکا ہے (کنز الایمان) یعنی حضرت مریم کے ہاں بغیر شوہر کے بچہ کی ولادت فرمانا علم الہی میں ٹھہر چکا ہے اب نہ رد ہو سکتا ہے نہ بدل سکتا ہے جب حضرت مریم کو اطمینان ہو گیا اور ان کی پریشانی جاتی رہی تو حضرت جبرئیل نے ان کے گریبان میں یا آستین میں یا دامن میں یا منہ میں دم کیا اور وہ بقدرت الہی فی الحال حاملہ ہو گئیں اس وقت حضرت مریم کی عمر تیرہ سال یا دس سال تھی۔ (خزائن العرفان)

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

آپ کی مدت حمل کے بارے میں اختلاف ہے عن ابن عباس انہا تسعة اشهر  
کما فی سائر النساء یعنی حضرت ابن عباس کی روایت میں دیگر عورتوں کی طرح نو ماہ ہیں جب  
کہ آپ ہی سے دوسری روایت یہ بھی ہے کہ كانت ساعة واحدة یعنی حمل و وضع حمل میں  
ایک گھڑی گزری نیز ضجاک وغیرہ کا قول سات مہینے کا ہے ایک قول چھ ماہ کا بھی ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ ایک ہی دن میں ایک ساعت میں حمل ٹھہرا اور ایک میں وضع حمل ہوا  
جب سورج زائل ہوا۔ (روح المعانی)

حاصل کلام یہ ہے کہ سیدہ کے ہاں بچہ کی ولادت خوارقِ عادات میں سے ہے چنانچہ آپ کی  
ولادت کو حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت سے تشبیہ دی گئی فرمایا ان مثل عیسیٰ عند اللہ  
کمثل ادم (سورۃ ال عمران)

فحملته فانتبذت به مکانا قصیا۔ اب مریم نے اسے پیٹ میں لیا پھر اسے لئے ہوئے  
ایک دور جگہ چلی گئی۔ (کنز الایمان)

اپنے گھر والوں سے اور وہ جگہ بیت لحم تھی وہب کا قول ہے کہ سب سے پہلے جس شخص  
کو حضرت مریم کے حمل کا علم ہوا وہ ان کا چچا زاد بھائی یوسف نجار تھا جو مسجد بیت المقدس کا خادم تھا  
اور بہت بڑا عابد شخص تھا اس کو جب علم ہوا کہ مریم حاملہ ہیں تو نہایت حیرت ہوئی جب چاہتا تھا کہ  
ان پر تہمت لگائے تو ان کی عبادت و تقویٰ اور ہر وقت کا حاضر رہنا کسی وقت غائب نہ ہونا یاد  
کر کے خاموش ہو جاتا تھا اور جب حمل کا خیال کرتا تو ان کو بری سمجھنا مشکل معلوم ہوتا تھا بالآخر اس  
نے حضرت مریم سے کہا کہ میرے دل میں ایک بات آئی ہے ہر چند چاہتا ہوں کہ زبان پر نہ  
لاؤں مگر اب صبر نہیں ہوتا ہے آپ اجازت دیں کہ میں کہہ گزاروں تاکہ میرے دل کی پریشانی رفع  
ہو حضرت مریم نے کہا کہ اچھی بات کہو تو اس نے کہا کہ اے مریم مجھے بتاؤ کہ کیا کھیتی بغیر تخم

اور درخت بغیر بارش کے اور بچہ بغیر باپ کے ہو سکتا ہے حضرت مریم نے فرمایا کہ ہاں تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو سب سے پہلے کھیتی پیدا کی بغیر تخم ہی کے پیدا کی اور درخت اپنی قدرت سے بغیر بارش کے اگائے کیا تو یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پانی کی مدد کے بغیر درخت پیدا کرنے پر قادر نہیں یوسف نے کہا میں تو نہیں کہتا بے شک میں اس کا قائل ہوں کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے جسے کن فرمائے وہ ہو جاتی ہے حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور ان کی بی بی کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے اس کلام سے یوسف کا شہ رنج ہو گیا اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا حمل کے سبب سے ضعیف ہو گئیں تھیں اس لئے وہ خدمت مسجد میں ان کی نیابت انجام دینے لگا اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو الہام کیا کہ وہ اپنی قوم سے علیحدہ چلی جائیں اس لیے وہ بیت لحم میں چلی گئیں۔

(خزائن العرفان ، تفسیر کبیر ج ۷ ص ۵۲۵)

فاجاءها المخاض الى جذع النخلة پھر اسے جننے کا درد ایک کھجور کی جڑ میں لے

آیا۔ (کنز الایمان)

یہ درخت جنگل میں خشک ہو چکا تھا تیز سردی کا وقت تھا آپ اس کی جڑ میں آئیں تاکہ اس

سے ٹیک لگائیں۔ (خزائن العرفان)

قالت يلتيني مت قبل هذا و كنت نسيا منسيا

بولی ہائے کسی طرح میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی اور بھولی بسری ہو جاتی۔ (کنز الایمان)

خیال رہے امام فخر الدین رازی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ

جب سیدہ کو اس بات کا علم تھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو آپ کی طرف بھیجا ہے اور

حضرت جبرئیل کی پھونک سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا فرمانا ہے اور آپ سے اس بات کا



## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

وعدہ فرمایا کہ سیدہ اور آپ کے بیٹے کو اللہ تبارک و تعالیٰ عالمین کے لئے نشانی بنائے گا پھر آپ نے یالیتنی مت قبل هذا (ہائے کسی طرح میں اس سے پہلے مرگئی ہوتی اور بھولی بسری ہوتی۔ کنز الایمان) کیوں فرمایا تو اس کا جواب ایک تو یہ ہے کہ صالحین کی یہ عادت ہے کہ جب وہ کسی آزمائش میں پڑتے ہیں تو وہ اس طرح کے کلمات ادا فرماتے ہیں جیسا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ نے ایک درخت پر پرندہ دیکھا تو فرمایا طوبی لک یا طائر تقع علی الشجرة وتأکل من الثمر اے پرندے تیرے لئے خوش بختی ہے کہ تو درخت پر آ کر پھل کھاتا ہے وددت انی ثمرة ینقرها الطائر مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں کوئی پھل ہوتا جس کو پرندے کھاتے (کاش میں پھل ہوتا تا کہ پرندے مجھے کھا جاتے) اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ ایک دفعہ آپ زمین سے ایک تنکا اٹھا کر فرماتے ہیں

لیتنی هذه التبنة یالیتنی لم اک شیئا

کاش میں تنکا ہوتا اے کاش میں کچھ نہ ہوتا اسی طرح حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے بھی جنگ جمل کے دن میں فرمایا یالیتنی مت قبل هذا لیوم بعشرین سنة اے کاش میں اس دن سے بیس سال قبل پہلے ہی مر جاتا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے تو یہاں تک فرمایا کہ لیت بلال لم تلده امہ کاش بلال کی ماں بلال کو نہ جنتی ان تمام روایات سے ثابت ہوا کہ نیک لوگ اپنے آپ پر آزمائش میں پورا نہ اترنے کے خوف سے اس طرح کے کلمات ذکر فرماتے ہیں۔

دوسرا جواب یہ بھی دیا کہ ہو سکتا ہے کہ سیدہ نے یہ کلام اس وجہ سے فرمایا ہو کہ کہیں لوگ آپ پر اس بارے میں تہمت لگا کر گناہ میں نہ پڑ جائیں ورنہ آپ تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی بشارت پر راضی

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

تھیں۔ (تفسیر کبیر ج ۷ ص ۵۲۶)

نیز علامہ آلوسی صاحب روح المعانی یہ جواب دیتے ہیں کہ استحياء من الناس و خوفا من لائمهم سیدہ نے یہ کلمات لوگوں سے حیا کی وجہ اور ان کے ملامت کرنے کے خوف کی وجہ سے ارشاد فرمائے تھے اور دوسرا جواب وہی امام صاحب والا دیا ہے کہ حذرا من وقوع الناس في المعصية بما يتكلمون فيها۔

نیز فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ گمان کرے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے دنیاوی تکلیف کے پیش نظر یہ کلمات کہے تھے تو فقد اساء الظن اس نے برا گمان کیا۔ (روح المعانی)

فنادها من تحتها الا تخزني قد جعل ربك تحتك سريا تو اسے جبرئیل نے وادی کے نشیب سے پکارا کہ غم نہ کھا بے شک تیرے رب نے تیرے نیچے ایک نہر بہا دی ہے۔

(کنز الایمان و خزائن العرفان)

وہزی الیک بجذع النخلة تسقط عليك رطباً جنياً اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلاتی ہے پرتازہ کھجوریں گریں گی۔ (کنز الایمان)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یا حضرت جبرئیل نے اپنی ایڑی زمین پر ماری تو آب شیریں کا ایک چشمہ جاری ہو گیا اور کھجور کا درخت سرسبز ہو گیا پھل لایا وہ پھل پختہ اور رسیدہ ہو گئے (خزائن العرفان) سبحان اللہ یہ کھجور کا تنا خشک تھا جو کہ اللہ کی ایک محبوب بندی کے چھونے سے ہرا بھرا ہوا اور اس میں پھل لگے امام فخر الدین رازی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کان جذع النخلة يابسة في الصحراء ليس لها رأس ولا ثمر ولا خضرة کہ کھجور کا تنا صحرا میں تھا جس کا نہ تو سر تھا نہ

ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

ہی پھل اور نہ ہی وہ ہر ا تھا (تفسیر کبیر ج ۷ ص ۵۲۶) اس سے اہلسنت کا ایک مسلمہ عقیدہ کرامات اولیاء حق ہیں ثابت ہوتا ہے۔

فکلی و اشربی و قری عینا فاما ترین من البشر احدا فقولی انی نذرت للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیا۔

تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ (اپنے فرزند عیسیٰ سے) پھر اگر تو کسی آدمی کو دیکھے (کہ تجھ سے بچے کو دریافت کرتا ہے) تو کہہ دینا میں نے آج رحمن کا روزہ مانا ہے تو آج ہرگز کسی آدمی سے بات نہ کروں گی۔ (کنز الایمان)

خیال رہے پہلے زمانے میں بولنے کا اور کلام کرنے کا بھی روزہ ہوتا تھا جیسا کہ ہماری شریعت میں کھانے اور پینے کا روزہ ہوتا ہے ہماری شریعت میں چپ رہنے کا روزہ منسوخ ہو گیا حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو سکوت کی نذر ماننے کا اس لیے حکم دیا گیا تھا تا کہ کلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں اور ان کا کلام حجت ہو جس سے تہمت زائل ہو جائے اس سے چند مسئلے معلوم ہوتے ہیں۔

مسئلہ

سفیہ (بیوقوف) کے جواب میں سکوت و اعراض چاہیے

جواب جاہلان باشد خموشی

مسئلہ

کلام کو افضل شخص کی طرف تفویض کرنا اولیٰ ہے حضرت مریم نے یہ بھی اشارہ سے کہا کہ میں کسی آدمی سے بات نہ کروں گی۔ (خزائن العرفان)

فاتت به قومها تحمله قالوا یمریم لقد جئت شیئا فریبا یاخت ہارون ما کان

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

ابو ک امر أسوء وما كانت امک بغیا.

تو اسے گود میں لیئے اپنی قوم کے پاس آئی بولے اے مریم بیشک تو نے بہت بُری بات کی

اے ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار۔ (کنز الایمان)

حضرت مریم رضی اللہ عنہا بچہ کو لیئے اپنی قوم کے پاس یا تو اسی دن آئیں اور دوسرا قول یہ بھی

ہے کہ جب آپ چالیس دن پورے ہونے پر نفاس سے پاک ہوئیں پھر آئیں۔

(تفسیر صاوی ج ۴ ص ۴۹)

سیدہ کے گھر والے سب صالحین میں سے تھے جس پر دلیل ان اللہ اصطفی آدم الایة

ہے (تفسیر صاوی ج ۴ ص ۵۰) آپ کے خاندان میں حضرت زکریا علیہ السلام وغیرہ

نے جب آپ کی گود میں بچہ کو دیکھا تو نہایت غمگین ہوئے اور گریہ کرنے لگے اور ہارون یا تو

حضرت مریم کے بھائی کا نام تھا یا بنی اسرائیل میں نہایت بزرگ اور صالح شخص کا نام تھا جن کے

تقویٰ اور پرہیزگاری سے تشبیہ دینے کے لئے ان لوگوں نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو

ہارون علیہ السلام کی بہن کہا یا پھر حضرت ہارون علیہ السلام برادر موسیٰ علیہ السلام ہی کی

طرف نسبت کی باوجود یکہ ان کا زمانہ بہت بعید تھا اور اخت کے معنی بھائی اور ہم قوم کے بھی آتے

ہیں اور (کم و بیش) ہزار برس کا عرصہ گزر چکا تھا مگر چونکہ یہ ان کی نسل سے تھیں اس لیے ہارون کی

بہن کہہ دیا گیا جیسا کہ عربوں کا محاورہ ہے کہ وہ تمہیں کو یا انا تمہیں کہتے ہیں (خزائن العرفان) جب

حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا کہ آپ لوگوں کو جو کچھ پوچھنا

ہے ان سے پوچھو غضب القوم وقالوا استهزئین بنا لوگ غضب ناک ہو کر کہنے لگے کہ

کیا آپ ہم سے مسخرہ کرتی ہیں؟ (تفسیر صاوی ج ۴ ص ۵۰)

ہم اس بچہ سے کیسے بات کریں جو شیر خوار اور گود میں ہے چونکہ یہ امور عادیہ کے خلاف ہے

اس لیے لوگوں نے اس کا وقوع بعید عقلی جانا سبحان اللہ اللہ کے اس محبوب نبی کی شانِ بچپن پر ہماری عمریں قربان جیسے ہی سیدہ مریم رضی اللہ عنہا نے آپ کی طرف اشارہ فرمایا تو آپ نے والدہ کا دودھ پینا چھوڑا و اتکا علی یشارہ و اقبل علیہم و جعل یشیر بيمينہ و قال انی عبد اللہ اور اپنی بائیں جانب ٹیک لگا کر قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے سیدھے دست مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں۔ (تفسیر صاوی تحت الایۃ)

علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں روی انه عليه السلام كان يرضع فلما سمع ما قالوا ترك الرضاع و اقبل علیہم بوجهه و اتکا علی یشارہ و قال آپ دودھ نوش فرما رہے تھے جب آپ نے سنا جو کچھ انہوں نے کہا تو آپ نے دودھ پینا چھوڑا اور ان کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنی بائیں جانب تکیہ لگا کر فرمایا۔

انی عبد اللہ اتنی الکتب و جعلنی نبیا و جعلنی مبرکاً ابن ما کنت و اوصنی بالصلوة و الزکوۃ مادمت حیا و برا بوالدتی و لم یجعلنی جباراً شقیا و السلام علی یوم و لدت و یوم اموت و یوم ابعث حیا میں اللہ کا بندہ اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا اور اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں اور مجھے نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمائی جب تک جیوں اور اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے والا اور مجھے زبردست بد بخت نہ کیا۔ (کنز الایمان)

آپ نے اپنے کلام میں اپنی نسبت اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف فرما کر اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ انہ عبد مکرم (تفسیر مظہری تحت الایۃ) بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے مکرم و مشرف بندے ہیں۔

نیز چونکہ آپ کی قوم منکر تھی اس وجہ سے کلام کو تاکید سے موکد فرمایا قال و ہب اتاہا

زكريا عند مناظر تھا اليهود فقال لعيسى انطق بحجتك ان كنت امرت بها  
فقال عند ذلك عيسى (تفسير مظهری)

وہب نے فرمایا کہ حضرت زکریا علیہ السلام سیدہ کے یہود کے ساتھ مناظرہ کرتے وقت  
آپ کے پاس تشریف فرما ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اگر آپ حجت بیان  
کرنے کے مامور ہیں تو اپنی حجت بیان کرو پس اس وقت حضرت عیسیٰ نے یہ خطاب فرمایا تفسیر  
صاوی میں فرمایا کہ وصف نفسه بذلك لئلا يتخذ الها و كل هذه الاوصاف  
تقضى براءة (صاوی تحت قوله عبد الله) آپ نے اپنے آپ کو اس وصف سے بیان  
فرمایا تاکہ آپ کو معبود نہ بنایا جائے اور یہ اوصاف آپ کی والدہ کی برأت کے مقتضی ہیں حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم سیدی صدر الافاضل فرماتے ہیں کہ پہلے اپنے بندہ ہونے کا اقرار  
فرمایا تاکہ کوئی انہیں خدا اور خدا کا بیٹا نہ کہے کیونکہ آپ کی نسبت یہ تہمت لگائی جانے والی تھی اور یہ  
تہمت اللہ تبارک و تعالیٰ پر لگتی تھی اس لیے منصب رسالت کا اقتضا یہی تھا کہ والدہ کی برأت بیان  
کرنے سے پہلے اس تہمت کو رفع فرمادیں جو اللہ تعالیٰ کی جناب پاک میں لگائی جائے گی اور اسی  
سے وہ تہمت بھی رفع ہوگی جو والدہ پر لگائی جاتی کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس مرتبہ عظیمہ کیساتھ  
جس بندے کو نوازتا ہے بالیقین اس کی ولادت اور اس کی سرشت نہایت پاک اور طاہر ہے  
(خزائن العرفان) قال البغوی فلما كلمهم عيسى بهذا علموا براءة مريم ثم سكت  
عيسى فلم يتكلم بعد ذلك حتى بلع المدة التي يتكلم فيها الصبيان (تفسیر  
مظہری ج ۶ ص ۹۵ اشاعت العلوم دہلی) بغوی نے فرمایا کہ جب حضرت عیسیٰ نے ان  
سے یہ کلام فرمایا (وايضاً في الخازن والصابون والالفاظ مختلفة) اور انہوں نے آپ  
کی والدہ کی برأت کو جان لیا پھر آپ خاموش ہو گئے اور اس کے بعد کلام نہ فرمایا حتیٰ کہ آپ اس

مدت میں پہنچ گئے جس میں بچے بولتے ہیں خیال رہے تو ریت سے مراد انجیل ہے۔  
 حسن کا قول ہے کہ آپ شکمِ والدہ میں ہی تھے کہ آپ کو توریت کا الہام فرما دیا گیا تھا اور پالنے میں تھے جب آپ کو نبوت عطا کر دی گئی اور اس حالت میں آپ کا کلام فرمانا آپ کا معجزہ ہے بعض مفسرین نے آیت کے معنی میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ نبوت اور کتاب ملنے کی خبر تھی جو عنقریب آپ کو ملنے والی تھی۔ (خزائن العرفان)

### فائدہ

چار پینچبروں کو بچپن میں چار صفات نصیب ہوئیں۔

☆ ۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو بچپن میں کنوئیں میں وحی سے نوازا گیا۔

☆ ۲۔ عیسیٰ علیہ السلام کو گہوارے میں بولنے کی طاقت بخشی گئی۔

☆ ۳۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو معاملہ نہیں عطا کی گئی۔

☆ ۴۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو حکمت (فیوض الرحمن پ ۱۶ ص ۱۲۶)

خیال رہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بغیر باپ پیدا ہونے کی بے شمار گواہیاں ہیں۔

☆ ۱۔ انہیں آدم علیہ السلام سے مشابہت دی ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل ادم۔

☆ ۲۔ انہیں عیسیٰ ابن مریم کہا گیا حالانکہ قرآن کریم نے سوائے مریم کے کسی عورت کا نام نہ

لیا اگر وہ کسی مرد کے فرزند ہوتے تو اس کی طرف یہی نسبت کی جاتی۔

☆ ۳۔ یہود نے حضرت مریم کو تہمت زنا لگائی تو عیسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں قوت گویائی

دے کر ان سے ماں کی عصمت بیان کرائی اگر مریم شادی شدہ تھیں تو یہود تہمت کیوں لگاتے

اور اس تہمت کے دفعہ کے لئے اتنا بڑا واقعہ کیوں ہوتا صرف یوسف کہہ دیتے یہ میرا بچہ ہے۔

☆ ۴۔ عیسیٰ علیہ السلام کا لقب روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہوا کیونکہ آپ کلمہ کن سے پیدا

ہوئے۔

☆۵۔ قرآن پاک نے آپ کی والدہ کا قول بار بار نقل فرمایا ولم یمسنی بشر مجھے مرد نے چھوا ہی نہیں اگر نکاح ہو چکا تھا تو پھر اس کے کیا معنی ہیں۔

☆۶۔ حضرت مریم رضی اللہ عنہا جنگل میں جا کر وضع حمل سے فارغ ہوئیں

اگر یوسف کی بیوی ہوتیں تو اس قدر مشقت اٹھانے کی کیا ضرورت تھی (تفسیر نعیمی ج ۳ ص ۴۲۴) لہذا مرزائیوں کا یہ کہنا کہ حضرت مریم یوسف نجار کے نکاح میں آئی تھیں یہ قرآن پر افتراء ہے۔

## سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کا وصال

حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پیدائش سکندر کے فتح بابل کے پینسٹھ سال بعد ہوئی اور تیس سال کی عمر میں آپ پر وحی آئی اور تینتیس سال کی عمر میں رمضان المبارک کی ستائیسویں شب یعنی شب قدر میں آپ آسمان پر تشریف لے گئے آپ کی والدہ ماجدہ آپ کے بعد چھ سال زندہ رہیں اس حساب سے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک باون سال ہوئی (تفسیر نعیمی ج ۳ ص ۴۲۹) واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

۲۹ جمادی الاول ۱۲۴ھ

۲۰۰۶ء

شب منگل



ماخذ و مراجع

از محرم علی قادری (متعلم بادامی مسجد)

الف

- ۱- احکام القرآن، احمد بن علی ابو بکر رازی، امام البصا ص، متونی ۳۷۰ھ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔
- ۲- ارأة الادب لفاضل النسب، الشاہ احمد رضا بریلوی، امام اہلسنت، متونی ۱۳۴۰ھ، قاسمیہ برکاتیہ، حیدرآباد۔
- ۳- ازالیۃ الخفاء، قطب الدین شاہ ولی اللہ، محدث دہلوی، متونی ۱۱۷۶ھ، نورمحمد کارخانہ، کراچی۔
- ۴- اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ابی الحسن علی بن محمد الجزری، ابن الاثیر، متونی ۶۳۰ھ، بیروت۔
- ۵- اشعۃ اللمعات، عبدالحق محدث دہلوی، شیخ محقق، متونی ۱۰۵۲ھ، مکتبہ مجیدیہ، ملتان۔
- ۶- الاصابہ، احمد بن علی بن حجر عسقلانی، امام حافظ، متونی ۸۵۲ھ، بیروت، لبنان۔
- ۷- اعتقاد الاحباب، الشاہ احمد رضا بریلوی، امام اہلسنت، متونی ۱۳۴۰ھ، رضا فاؤنڈیشن، لاہور۔
- ۸- اکمال، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، خطیب محدث، من علماء القرن الثامن الجزری، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔
- ۹- انوار البشارۃ، الشاہ احمد رضا بریلوی، امام اہلسنت، متونی ۱۳۴۰ھ، مکتبہ رضویہ، کراچی۔

ب

- ۱۰- البدایہ والنہایہ، عماد الدین ابن کثیر، مورخ، متونی ۷۷۴ھ، بیروت، لبنان۔
- ۱۱- برطانوی مظالم، عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری، فاضل، فرید بک اسٹال، لاہور۔
- ۱۲- برکات السراج کحل اصول السراجیہ، نصر اللہ رضوی، استاذ دام ظلہ، ضیاء القرآن، لاہور۔
- ۱۳- بہار شریعت، امجد علی اعظمی، صدر الشریعہ مفتی، متونی ۱۳۶۷ھ، مکتبہ رضویہ، کراچی۔

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

### ث

- ۱۳- تاریخ طبری مترجم، ابو جعفر محمد بن جریر، امام طبری، متوفی ۳۱۰ھ، نفیس اکیڈمی، کراچی۔  
 ۱۵- تجلی المشکوٰۃ، الشاہ احمد رضا بریلوی، امام اہلسنت، متوفی ۱۳۴۰ھ، مرکزی مجلس رضا، لاہور۔  
 ۱۶- ترجمہ شاہجہانپوری، عبدالحکیم شاہجہانپوری، فاضل ادیب شہیر، فرید بک اسٹال، لاہور۔  
 ۱۷- تفسیر القرآن العظیم، عماد الدین ابن کثیر، مؤرخ، متوفی ۷۷۴ھ، بیروت، لبنان۔  
 ۱۸- تہذیب التہذیب، احمد بن علی بن حجر عسقلانی، امام حافظ، متوفی ۸۵۲ھ، دار احیاء التراث العربی۔

### ج

- ۱۹- جامع ترمذی، محمد بن عیسیٰ، امام ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور۔  
 ۲۰- جلالین، محمد بن احمد بن محمد بن ابراہیم علی و عبدالرحمن بن ابوبکر جلال الدین، جلال الدین محلی و امام سیوطی،  
 متوفی ۸۶۳ھ و ۹۱۱ھ، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔  
 ۲۱- الجوہرۃ النیرۃ، ابوبکر بن علی بن محمد، حدادیمنی، متوفی ۸۰۰ھ، مکتبہ حقانیہ، ملتان۔

### ح

- ۲۲- حاشیہ اشعت اللغات، امیر علی، کتب خانہ مجیدیہ، ملتان۔  
 ۲۳- حاشیہ ترمذی، ~~محمد بن علی بن محمد بن ابراہیم~~، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور۔  
 ۲۴- حاشیہ جلالین، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔  
 ۲۵- حاشیہ ہدایہ، محمد عبدالحی لکھنوی، علامہ، متوفی ۱۳۰۳ھ، ضیاء القرآن، لاہور۔  
 ۲۶- حدائق بخشش، الشاہ احمد رضا بریلوی، امام اہلسنت، متوفی ۱۳۴۰ھ، ضیاء الدین پبلی کیشنز، کراچی۔  
 ۲۷- حسنت، ابوالحسنات محمد احمد قادری، علامہ سید، متوفی ۱۳۸۰ھ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور۔  
 ۲۸- حللی کبیر، ابراہیم حنفی، امام شیخ، متوفی ۹۰۶ھ، سہیل اکیڈمی، لاہور۔  
 ۲۹- حلیۃ الاولیاء، ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی، امام حافظ، متوفی ۴۳۰ھ، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان۔

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

ح

- ۳۰- خازن، علاؤ الدین علی بن محمد بغدادی، مفسر، متوفی ۷۲۵ھ، بیروت، لبنان۔  
۳۱- خزان العرفان، سید نعیم الدین مراد آبادی، صدر الافاضل، متوفی ۱۹۲۸ء، مکتبہ رضویہ، کراچی۔  
۳۲- خصائص کبریٰ، امام جلال الدین سیوطی، امام سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ، مکتبہ حقانیہ، پشاور۔

ک

- ۳۳- درمنثور، عبدالرحمن بن ابوبکر جلال الدین، امام سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ، منشورات آیۃ اللہ، ایران۔

د

- ۳۴- ذوق نعت، حسن رضا خان، استاد زمن، متوفی ۱۳۲۶ھ، ضیاء الدین پیلی کیشنز، کراچی۔

ر

- ۳۵- رد الرفضہ، الشاہ احمد رضا برکاتی، امام اہلسنت، متوفی ۱۳۴۰ھ، رضا فاؤنڈیشن، لاہور۔  
۳۶- رسالہ امیر معاویہ، احمد یار خان، حکیم الامت مفتی، متوفی ۱۳۹۱ھ، نوری کتب خانہ، گنج بخش، لاہور۔  
۳۷- رسالہ مبارکہ الکلام المقبول، احمد یار خان، حکیم الامت مفتی، متوفی ۱۳۹۱ھ، نعیمی کتب خانہ، گجرات۔  
۳۸- روح البیان، اسماعیل قسبی، علامہ مفسر، متوفی ۱۱۳۷ھ، مکتبہ غفاریہ، کاسی روڈ، کوسہ۔  
۳۹- روح المعانی، ابوالفضل شہاب الدین سید محمود، آلوسی بغدادی، متوفی ۱۳۸۰ھ، مکتبہ حقانیہ، ملتان۔

ز

- ۴۰- زجاجة المصابیح، ابوالحسنات سید عبداللہ، محدث دکن، فرید بک اسٹال، لاہور۔

س

- ۴۱- سراجی، محمد بن عبدالرشید، شیخ سراج الدین، متوفی ۶۰۰ھ، ضیاء القرآن، لاہور۔  
۴۲- سلطنت مصطفیٰ، احمد یار خان، حکیم الامت مفتی، متوفی ۱۳۹۱ھ، نعیمی کتب خانہ، گجرات۔

## المعروف به مومنوں کی مقدس مائیں

- ۴۳- سنن ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید، امام ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ، مجتہبائی، لاہور۔  
 ۴۴- سنن ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، امام داؤد، متوفی ۲۷۵ھ، مکتبہ حقانیہ، ملتان۔  
 ۴۵- سنن نسائی، احمد بن شعیب بن علی بن بحر، امام نسائی، متوفی ۳۰۳ھ، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔  
 ۴۶- سوانح کربلا، سید نعیم الدین مراد آبادی، صدر الافاضل، متوفی ۱۹۲۸ء، شبیر برادرز، لاہور۔

## ص

- ۴۸- صاوی علی تفسیر الجلالین، احمد بن محمد، فقیہ عارف باللہ، متوفی ۱۲۳۱ھ، مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔  
 ۴۹- صحیح بخاری، محمد بن اسماعیل، امام بخاری، متوفی ۲۵۶ھ، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔  
 ۵۰- صحیح مسلم، مسلم بن حجاج قشیری، امام مسلم، متوفی ۲۶۱ھ، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔  
 ۵۱- الصواعق المحرقة، ابن حجر مکی، امام علامہ، متوفی ۹۷۴ھ، کتب خانہ مجیدیہ، ملتان۔

## ط

- ۵۲- طبری ابو جعفر محمد بن جریر، امام طبری، متوفی ۳۱۰ھ، دار المعرفۃ، بیروت، لبنان۔  
 ۵۳- طبقات ابن سعد، محمد بن سعد، حافظ، متوفی ۲۳۰ھ، بیروت، لبنان۔  
 ۵۴- طیب الوردہ، ابوالحسنات سید محمد احمد قادری، علامہ، متوفی ۱۳۸۰ھ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور۔

## ع

- ۵۵- عمدۃ القاری، بدرالدین محمود بن احمد عینی، امام محدث، متوفی ۸۰۰ھ، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ۔

## ف

- ۵۶- فتاوی رضویہ، الشاہ احمد رضا برکاتی، امام اہلسنت، متوفی ۱۳۴۰ھ، رضا فاؤنڈیشن، لاہور۔  
 ۵۷- فتح الباری، احمد بن علی بن حجر عسقلانی، امام حافظ، متوفی ۸۵۲ھ، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔  
 ۵۸- فضائل صحابہ و اہل بیت، شاہ تراب الحق قادری، علامہ سید، افکار اسلامی، اسلام آباد۔  
 ۵۹- فیوض الباری شرح بخاری، سید محمود رضوی، مفتی، متوفی ۱۹۹۹ء، ابوالبرکات اکیڈمی، لاہور۔

## ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

۶۰- فیوض الرحمن ترجمہ روح البیان، فیض احمد اویسی، علامہ، مکتبہ اویسیہ، بہاولپور۔

ق

۶۱- القدوری، ابوالحسین احمد بن محمد بن جعفر، امام، ۴۲۸ھ، ضیاء العلوم، راولپنڈی۔

۶۲- قرطبی ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری، امام قرطبی، متوفی ۶۷۱ھ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔

۶۳- قصیدہ بردہ شریف، محمد بن سعید، امام بصری، متوفی ۶۹۵ھ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور۔

ک

۶۴- کشف الحجب، محمد علی، جویری، داتا گنج بخش، متوفی ۴۶۵ھ، اسلام گنج، لاہور۔

۶۵- کنز الایمان، الشاہ احمد رضا برکاتی، امام اہلسنت، متوفی ۱۳۴۰ھ، مکتبہ امجدیہ رضویہ، کراچی۔

ن

۶۶- مدارج النبوة مترجم، عبدالحق محدث دہلوی، شیخ محقق، متوفی ۱۰۵۲ھ، مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

۶۷- مدارک، عبد اللہ بن احمد بن محمود، امام نسفی، متوفی ۸۰۱ھ، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

۶۸- مرآة المناجیح، احمد یار خان، حکیم الامت، مفتی، متوفی ۱۳۹۱ھ، مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

۶۹- مرقاة المفاتیح، علی بن سلطان محمد القاری، علامہ امام، متوفی ۱۰۱۴ھ، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ۔

۷۰- مسند امام احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، امام حنبل، متوفی ۲۴۱ھ، دارصادر، بیروت، لبنان۔

۷۱- مشکوٰۃ المصابیح، ولی الدین محمد تبریزی، من علماء القرن الثامن البحری، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

۷۲- مفاتیح الغیب، فخر الدین رازی، امام، متوفی ۶۰۶ھ، بیروت، لبنان۔

۷۳- مطالع المسرات، محمد المہدی بن احمد بن علی بن یوسف، امام فاسی، متوفی ۱۱۰۹ھ، مصطفیٰ البابی الحکمی،

مصر۔

۷۴- مظہری، ثناء اللہ پانی پتی، قاضی، متوفی ۱۲۲۵ھ، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ۔

۷۵- معالم التنزیل، حسین بن مسعود، محی السنہ، متوفی ۵۱۶ھ، دارالفکر، بیروت، لبنان۔

ن

- ۷۶- نزہۃ القاری، شریف الحق امجدی، مفتی، متوفی ۱۲۲۱ھ، برکاتی پبلیشرز، کراچی۔  
۷۷- نعیمی، احمد یار خان، حکیم الامت مفتی، متوفی ۱۳۹۱ھ، مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔  
۷۸- نفی الفسی، الشاہ احمد رضا برکاتی، امام اہلسنت، متوفی ۱۳۴۸ھ، ضیاء الدین پبلی کیشنز، کراچی۔  
۷۸- نووی علی المسلم، ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی، امام محدث، متوفی ۶۷۶ھ، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

و

- ۷۹- وقار الفتاویٰ، وقار الدین رضوی، مفتی، متوفی ۱۴۱۳ھ، بزم وقار الدین، کراچی۔

ز

- ۸۰- ہدایہ شریف، علی بن ابوبکر مرغینانی، امام برہان الدین، متوفی ۵۹۳ھ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور۔

### شعبہ کتب

- ۸۱- حیات القلوب ترجمہ سیرت رسول (جلد دوم)، باقر مجلسی، مترجم بشارت حسین، مکتبہ زمینیہ،  
یونیورسٹی روڈ، کراچی۔

- ۸۲- نبج البلاغہ مترجم، حصہ اول، ذیشان حیدر جوادی، محفوظ بک ایجنسی، مارٹن روڈ، کراچی۔

## تعارف دارالعلوم صادق الاسلام

دارالعلوم صادق الاسلام ٹرسٹ اہلسنت وجماعت کی خالص دینی و مذہبی درسگاہ ہے۔ دارالعلوم کے بانی و مہتمم و مینجنگ ٹرٹی نبیرہ صدر الشریعہ بدرالطریقہ، حضرت علامہ مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی دامت برکاتہم القدسیہ ہیں جن کا تعارف محتاج بیان نہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے علمبردار اور پاسبان ہیں ستمبر ۱۹۸۵ء سے دارالعلوم امجدیہ میں درس و تدریس اور فروری ۱۹۸۶ء سے جامع مسجد امجدی رضوی میں امامت و خطابت کی خدمات انجام دے رہے ہیں اس کے علاوہ دارالعلوم امجدیہ ہی میں ۱۹۸۶ء تا ۲۰۰۳ء فتویٰ نویسی بھی کرتے رہے۔ درس نظامی، عقائد و مسائل اور دیگر بہت سی کتابوں کے مصنف و مترجم ہیں دن میں طالبات کو بھی پڑھاتے ہیں غرض خانوادہ صدر الشریعہ کا یہ چشم و چراغ اپنی گون گون مصروفیات کے باوجود دارالعلوم صادق الاسلام میں بھی دارالافتاء اور درس و تدریس کے فرائض انجام دے رہا ہے۔

الحمد للہ دارالعلوم میں طلبہ و طالبات کی تعداد تقریباً چار سو (400) ہے اس کثیر تعداد کے لئے درس نظامی، تجوید و قرأت، حفظ، ناظرہ کے مدرسین و معلمات نہایت انہماک کے ساتھ تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ادارہ مثالی خدمات انجام دے رہا ہے یہ حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی مدظلہ العالی کی محنتوں اور کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ دارالعلوم صادق الاسلام نے انتہائی قلیل مدت میں غیر معمولی ترقی اور شہرت حاصل کی۔ دارالعلوم صادق الاسلام کا تعلیمی سال 10 شوال سے شروع ہوتا ہے اور 25 شعبان کو ختم ہوتا ہے جبکہ درجہ حفظ و ناظرہ کی تعلیم 25 رمضان المبارک تک جاری رہتی ہے۔

ادارہ مندرجہ ذیل سرگرمیاں انجام دے رہا ہے

(۱) **امجدی دارالافتاء:** عوام اہلسنت کے شرعی مسائل کے حل کے لئے امجدی دارالافتاء بھی قائم ہے حضرت علامہ مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی مدظلہ العالی خود دارالافتاء کے فرائض سر انجام دیتے ہیں۔ دارالافتاء کے اوقات ہر اتوار صبح 9:00 تا دن 12:00 بجے ہیں۔

(۲) **درس نظامی (پانچ سالہ عالم کورس)** : یہ کورس خصوصاً ان حضرات کے لئے ہے جو دن میں روزگار کی وجہ سے مصروف رہتے ہیں اور دینی تعلیم کا شوق بھی رکھتے ہیں ادارہ نے ان حضرات کے لئے خصوصاً رات 8:30 تا 11:30 کلاس کا اہتمام کیا ہے اس کے علاوہ صبح 8:00 تا 12:00 بھی درس نظامی کی کلاس ہوتی ہے۔

(۳) **کلیۃ البنات الامجدیۃ (چار سالہ عالمہ کورس)** : کلیۃ کا بنیادی مقصد اہلسنت کی خواتین کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنا ہے کلاس کا وقت صبح 9:00 تا دوپہر 1:00 تک ہے۔

(۴) **حفظ (برائے طلباء)** : حفظ کی کلاس صبح 8:00 تا 12:00، دن 2:00 تا 4:30 بجے ہے شعبہ حفظ میں بچوں کی رہائش کا بھی انتظام ہے جن کا قیام و طعام، علاج معالجہ ادارہ برداشت کرتا ہے۔

(۵) **ناظرہ (برائے طلباء)** : دارالعلوم صادق الاسلام میں ناظرہ کی کلاس صبح و دوپہر دو شفٹوں میں ہو رہی ہے کلاس کے اوقات صبح 8:00 تا 10:30 اور دوپہر 2:00 تا 4:30 ہیں۔

(۶) **حفظ (برائے طالبات)** : طالبات کے لئے حفظ کی کلاس کا بھی انعقاد کیا گیا ہے جس کا وقت صبح 8:00 تا 12:00 اور دن 2:00 تا 4:00 بجے ہے۔

(۷) **ناظرہ (برائے طالبات)** : ناظرہ کی کلاس کے اوقات صبح 8:00 تا 10:00 اور دن 2:00 تا 4:00 بجے ہے۔

(۸) **تجوید (برائے طلباء)** : تجوید کی کلاس رات بعد نمازِ عشاء منعقد کی جاتی ہے جس کا دورانیہ ایک گھنٹہ ہے۔

**الداعی: اراکین دارالعلوم صادق الاسلام**

----- ☆☆☆☆☆ -----



## تعاون کی ایل

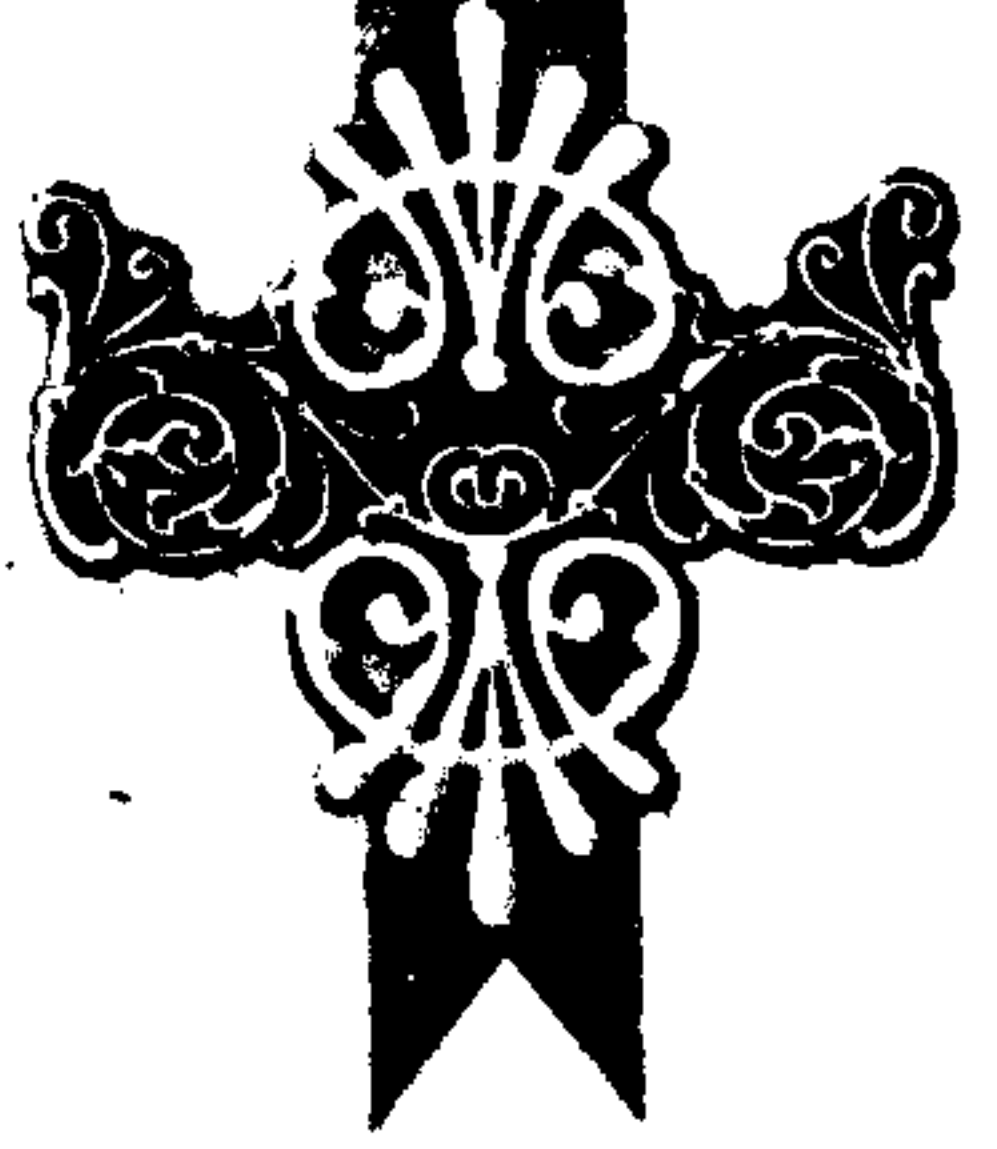
- ☆ مرحومین کے ایصالِ ثواب کیلئے دارالعلوم میں کتابیں وقف کریں۔
- ☆ دارالافتاء کے لئے کمپیوٹر، پرنٹر اور scanner عطیہ کریں
- ☆ طالبات کے لئے سلائی مشین وغیرہ وقف کریں۔
- ☆ طالبات کے لئے علیحدہ پلاٹ کی خریداری میں حصہ لیں۔
- ☆ رہائشی طلبہ کے لئے بستر وغیرہ دیکر تعاون کریں۔
- ☆ ایک طالب علم پر ماہانہ خرچ 1000 روپیہ سے کفالت کریں۔
- ☆ فی طالب علم کھانے کا یومیہ خرچ 30 روپیہ سے کفالت کریں۔
- ☆ ایک مدرس کا وظیفہ 3500 یا 4000 روپیہ کی ذمہ داری لیں۔

— رابطہ —

دارالعلوم صادق الاسلام

10/483 لیاقت آباد کراچی، فون: 4923804





اعظمی پبلشرز

دارالعلوم صادق الاسلام ۱۰۱۴۸۳ لیاقت آباد کراچی